بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

شاہنامہ اردو

۱۹۲۷ء

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں چھپکر شایع ہوا

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع

اطلاع

جس فن کی یہ کتاب ہے اُسی فن کی چند دیگر کتب کی فہرست بھی درج کی جاتی ہی تاکہ دیگر کتب سے بھی شائقین کو آگاہی حاصل ہو اور جس وقت جس کتاب کی ضرورت ہو طلب فرمائین مطبع ہذا مین جملہ علوم و فنون کی کتب کافی ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہی شائقین کی فرمائش کی فوراً تعمیل کیجاتی ہی۔ فہرست کتب ہر صاحب کو ایک فرمایش موصول ہونے پر روانہ کیجاتی ہی

کتب قصہ جات و مثنویات نظم اُردو

نام کتاب	قیمت
معرکہ چکبست و شرر۔ یعنی مباحثہ مثنوی گلزار نسیم و مثنوی میر حسن اس مین ان دونون مایہ ناز مثنویون کے مقابلہ اور موازنہ پر نہ صرف چکبست اور شرر مرحوم ہی کے مضامین ہین بلکہ ملک کے موقر اہل قلم کے دیگر مضامین بھی درج ہین جو سب اسی مباحثہ سے تعلق رکھتے ہین نہایت عمدہ کتاب ہی جو دراصل ایک ذخیرہ معلومات ہی ضمنی بہت سی ادبی باتین درج ہین۔	۸عہ
مثنوی بہارستان نادان۔ یعنی مثنوی غنیمت کا اُردو ترجمہ اگرچہ فارسی مین مثنوی غنیمت ایک اعلیٰ پایہ کی مثنوی ہے مگر اُردو مین یہ ترجمہ بھی کچھ کم نہین ہے۔	۳/
مثنوی موجۂ غم۔ یعنی مثنوی نالۂ حزین۔	ء/
مثنوی یوسف زلیخا۔ از منشی نند کشور صاحب	۰۳/
ترجمان عصمت۔ ایک دلچسپ افسانہ ہے جو نظم کے پیرایہ مین آکر اور بھی دلکش ہو گیا ہے۔	۲/
مثنوی نذر جعفری۔ از حکیم جعفر علی صاحب مرحوم بیمار الدنی	۳/
مثنوی زینت انجمن۔ نواب صاحب والئ جاورہ کی مدح۔	۱۰/
مثنوی سعدین۔ از منشی انوار حسین صاحب	۱۰/
مثنوی گلشن عشق۔ یعنی قصہ راجہ بلوان مل و چتر سین۔	ء/
مثنوی جوہر عشق۔ از منشی نصیل الدین صاحب	۴/
مثنوی حیرت افزا۔ مثنوی اور غزلیات۔	۱/
مثنوی رموز العاشقین۔ معروف بہ تیرہ ماسہ۔	۱۰/
مثنوی طلسم جہان۔ از فرخ حسین صاحب	۴/
مخمس کریما۔ نصائح پر مشتمل ہے۔ از مولانا سید فضل حسین صاحب۔	۱/
مثنوی در صفت کشمیر۔ کشمیر جنت نظیر کے حالات۔	۱/
مثنوی دریائے تعشق۔ از حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ	۰۲/
مثنوی بلبیھ حرتبر۔ تعریف مکانات اجودھیا پوری	۱/
مثنوی حور خانم۔ نہایت دلچسپ۔	۱۰/
مسدس کریما۔ از ولی محمد اکبر آبادی۔	۱/
بارہ ماسہ سندر کلی۔	۰/
مثنوی گلزار نسیم۔ یعنی گل بکاولی کی داستان	۰۳/
مثنوی حسرت دہلوی۔	۴/

بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

شاہنامۂ اردو

۱۹۲۵ء

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں مرتبہ طبع ہوا

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
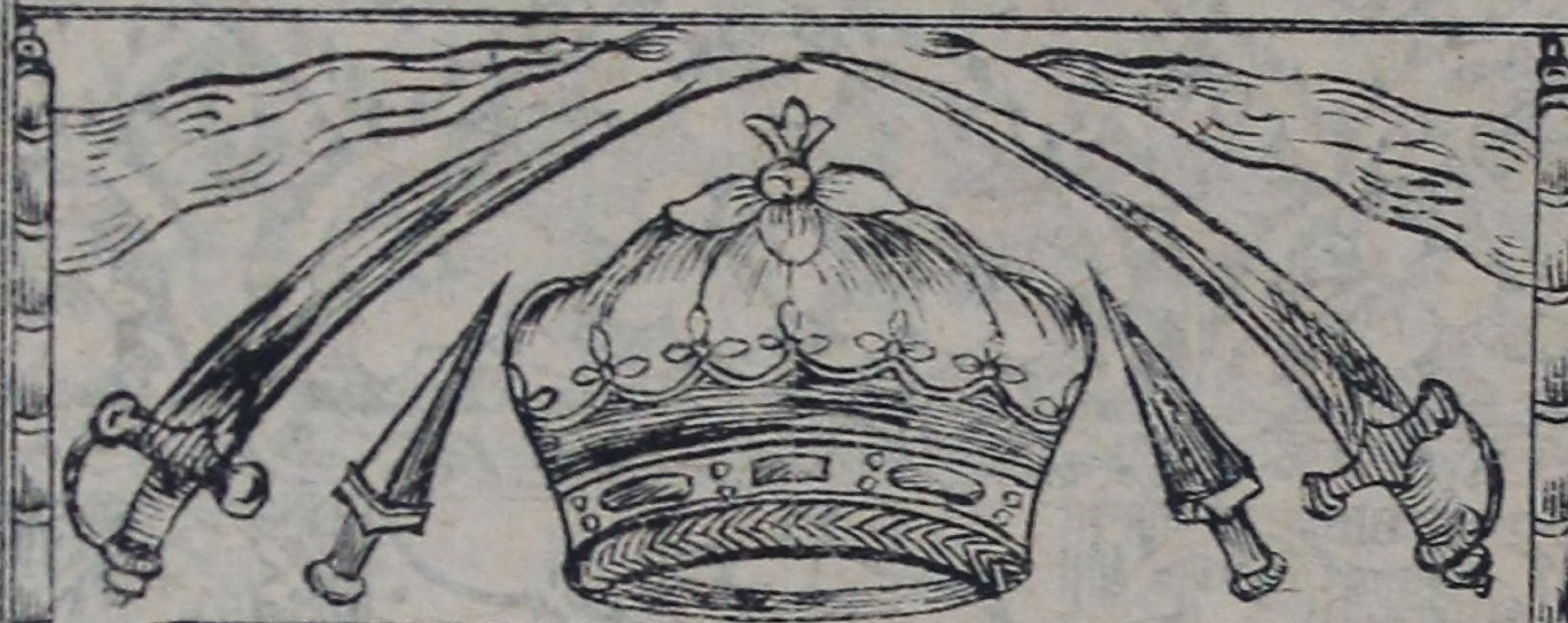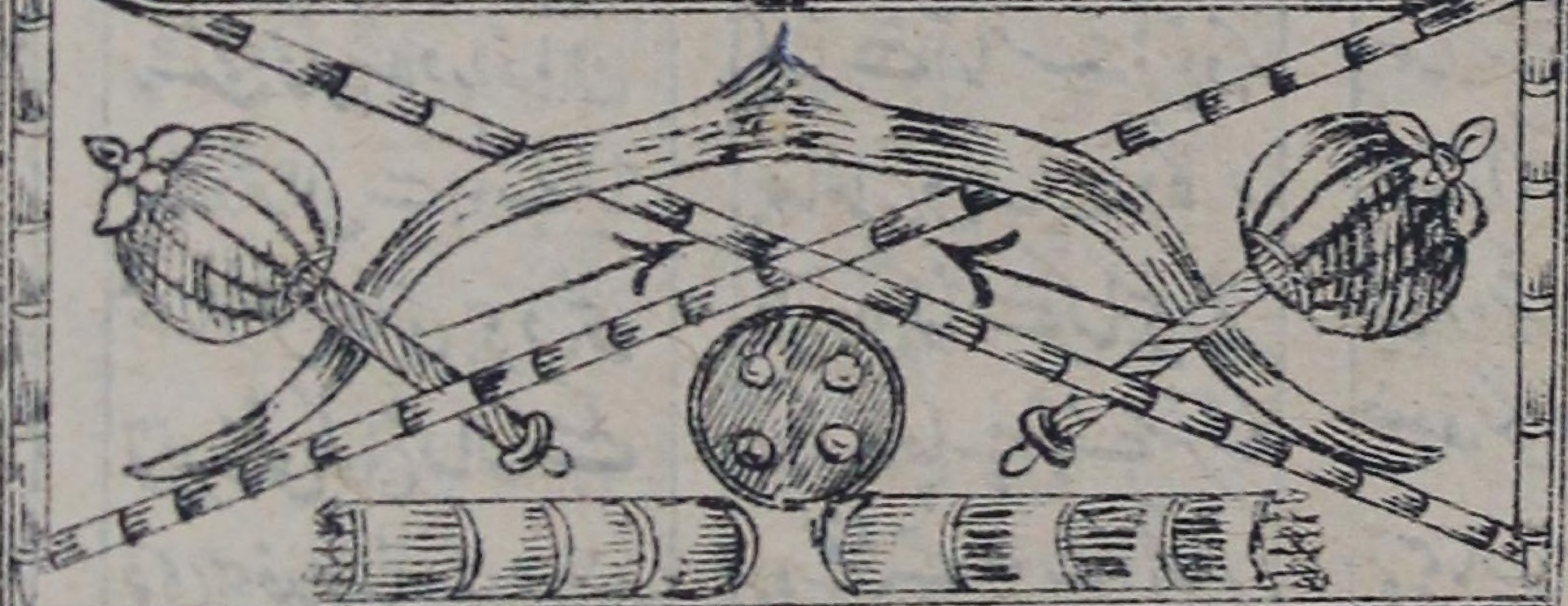
بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرنامہ حمد خدائے کریم — کہ ہی کردگار و غفور و رحیم

کبھی دے فریدونکو وہ دستگاہ — کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ

جن و دیو انسان و حور و پری — مہ و مہر اور زہرہ و مشتری

کیا اسنے پیدا یہ بالا و پست — زبردست دنیا میں اور زیردست

عجب اسکی قدرت عجب شان ہے — عیان اسپہ سب راز پنہان ہے

بھرے دم حباب اسکا دریا میں ہاں — رکھے موج ذکر اسکا ورد زبان

چمن میں کیا سرو کو سرفراز — بہار و خزان سے ہو بے نیاز

خداوند کون و مکان ہی وہی — نگہدار خلق جہان ہی وہی

اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے — تو پھر رستمی کوئی کیا کر سکے

توانا ہی وہ آپ اور زورمند — قوی ہی خداوند پست و بلند

گدا و شہ اسکے ہیں فرمان پذیر — وہ سب کا ہی یاری وہ و دستگیر

بلندی دہ خسروان ہے وہی — شہی بخش شاہنشہان ہے وہی

کبھی ناتوانوں کو بخشے وہ زور — سلیمان کو گاہ ہے کرے مثل مور

کیے اسنے قدرت سے پیدا تمام — نہان تھے ہوئے سب ہویدا تمام

بلند اسنے چرخ بریں کو کیا — فراخ اسنے یکسر زمین کو کیا

پرستار اسکا ہی ہر اک مدام — کریں ذکر اسکا سبھی خاص و عام

کیا اسنے آراستہ باغ دہر — عنایت سے اسکی ہی گلشن دہر

جہاندار ہی پاک پروردگار — پرستار اسکے ہیں سب تاجدار

دلیروں کو اسنے کیا ہی دلیر — کیا نرّہ شیروں کو اسنے ہی شیر

گدا کو وہ چاہے تو دے خسروی — ضعیفوں کو دم میں وہ کر دے قوی

وہ بخشے جسے عزت و افتخار — تو ہی تاب کسکی کرے پھر جو خوار

تو اے منشی اسکی ہی کر التجا — کہ شاہ و گدا کا ہی حاجت روا

تو درگاہ میں اسکی ہو ہر زمان — تضرع کنان اور مناجات خوان

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ و تعالے

ہیں افتادہ یارب سر خاک ہوں — ستم دیدۂ دور افلاک ہوں

یہ پھرتا نہیں بخت برگشتہ آہ — رکھے ہی یہ سرگشتہ شام و پگاہ

نگاہ کرم مجھپہ کر یا خدا — مجھے بند رنج و الم سے چھڑا

کھلا اب بہار گل آرزو — پلا مجھکو جام مل آرزو

گنہ بخش میرے کہ میں بندہ ہوں — پرستندہ ہوں اور سر افگندہ ہوں

ستاتی ہی اب گردش روزگار — مجھے خوار رکھے ہی لیل و نہار

نہیں ہی کوئی اور فریادرس — تو ہی دادخواہوں کا ہی دادرس

ذرا کر تر و تازہ باغ مراد — مرا کر تو روشن چراغ مراد

گنہگار ہوں اور عصیان شعار — ولے تو ہی غفار و آمرزگار

مجھے اپنے در کے سوا اور در — دکھا مت تو اے داور دادگر

نہین اور کچھ خواہش دل یہان
ولیکن تمنا ہی یہ ہر زمان

نہ درگاہ سے اپنی رکھ نامراد
تو بر لا مراد اور کر مجھ کو شاد

شبستان دل کو مرے سر بسر
چراغ خرد سے منور تو کر

مری طبع ہو نکتہ دان یا الٰہ
معانی شناسی کی ہو دستگاہ

مرے خامہ کو کر تو گوہر فشان
زبان کو مری کر فصیح البیان

کہ منت کش غیر ہرگز نہ ہون
ترا ایک ممنون احسان رہون

جہان مین نہ رکھ دل پریشان مجھے
نہ کر فکر روزی سے حیران مجھے

مجھے اپنے گنجینۂ فیض سے
دُرِ دانش و گوہر عقل دے

مجھے بخش اب دستگاہِ سخن
شتابی دکھا مجھ کو راہ سخن

الٰہی مری اب دعا ہو قبول
بحق محمدؐ طفیل رسولؐ

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر از مشک و عنبر نہو کیون دہان
ثنائے محمدؐ ہی وردِ زبان

سر سروران ہی وہ عالیجناب
سپہر نبوت کا ہی آفتاب

سر سروران احمدؐ مجتبیٰ
رسول خدا سید انبیا

سحاب سخا و محیط کرم
یم جود و خوش خلق و عالی ہمم

فروغ جہان نور ایمان دین
وہ شمع شبستان عین الیقین

فرازندۂ رایت سروری
درخشندہ خورشید پیغمبری

قدم اسنے معراج پر جب رکھا
تو پایہ بڑھا اور معراج کا

میسر ہوا جب کہ قرب حضور
نظر اسکو آیا وہ تابندہ نور

یہ بخشا اسے پایگاہ رفیع
ہوئے جسکے شاہان عالم مطیع

کردن اسکے اصحاب کا اب بیان
نہ طاقت قلم مین نہ تاب زبان

کرے اب جو نقصان کا کچھ بیان
نہ طاقت قلم مین نہ تاب زبان

معین اور یاور ہو یا مصطفیٰ
مرے دل سکے بر لاؤ تم مدعا

وہ ختم رسل سرور نامور
فلک جسکے آگے جھکاتا ہی سر

جہان جسکے دین سے ہی روشن تمام
مہ انور اسکا ہی داغی غلام

خردمند و دانشور بے نظیر
بسان مہ و مہر روشن ضمیر

وہ مہر جہانتاب اوج جلال
وہ سرو سرافراز باغ کمال

شفیع گناہان بروز جزا
کشایندۂ عقدۂ مدعا

وہ ہی خاص خاصان پروردگار
کہ جسنے کیا دین کو استوار

سپہر برین کے زہے خوش نصیب
ہوا جلوہ گردان خدا کا حبیب

تجلی کہین جس کو اہل یقین
منور ہی جس سے زمان و زمین

گرامی در اشرف ہی انسان مین
غرض اسکی لولاک ہی شان مین

ابوبکرؓ و عثمانؓ والا گہر
عمرؓ اور علیؓ وہ شہ نامور

کردن مین سخن کو لب اب مختصر
یہ ہی عرض میری کہ شام و سحر

گنہگار ہون مین بروز حساب
مری کیجیو تم شفاعت شتاب

یہ منشی تمہارا ہے کمتر غلام
کرم اسپہ اپنا رکھو صبح و شام

لکھے آ کے خامہ اب مدح شاہ جہان
شہنشاہ جمجاہ صاحبقران

در تعریف ابو نصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

جہاندار اکبر شہ بے نظیر
خداوند تاج و کلاہ و سریر

ہمایون خصائل شہ نامور
خجستہ شمائل فرشتہ سیر

محبت رکھے ہی وہ درویش سے
مودت ہی اسکو وفا کیش سے

حقیقت کردن علم کی کیا بیان
نہین اسکے ہمسنگ کوہ گران

خدیو زمان شاہ عالی وقار
شہ دادگر خسرو نامدار

در دولت شاہ عالم پناہ
فقیر و غنی کا ہی امیدگاہ

یہ وہ بارگہ ہی کہ امیدوار
نہ محروم یان سے گیا زینہار

کف جود سلطان والا گہر
گہربار رہتا ہے شام و سحر

جہان سرکشان ہین معین سجدہ کنان
وہ ہی آستان خدیو زمان

فروزندہ خورشید برج مہی
گرامی دُرِ درج شاہنشہی

جہانبان دین پرور حق پژوہ
حقائق شنو شاہ والا شکوہ

شناور ہی دریائے عرفان کا
دل اسکا ہی مثل گہر پر صفا

فزون شفقت و خلق و ہمت بلند
مروت مین یکتا شہ ارجمند

جہان پرور و کامبخش جہان
سر سرفرازان کس لیے کسمان

بنے کام یان ہر کسی کا شتاب
یہان آکے ہر کوئی ہو کامیاب

سخاوت مین دیکھا تو بحر سحاب
حضور اسکے خجلت سے ہی غرق آب

اگرچہ ہو فرمانبرونسے خطا
کرے عفو از رہ لطف و عطا

جھکا یا یہان جو سر انکسار
تو چرخ برین نے یہ پایا وقار

نہ یہ رتبۂ شمس ہوتا کبھی
اٹھاتا نہ گر اس کی سورج کبھی

کواکب ہین سب اس سخن کے گواہ
کہ شعلی اسکا ہے رخشندہ ماہ

عطارد ہے منشی جہاندار کا
سیاہی ہے مریخ سرکار کا

جو یان مشتری گرم طاعت ہوئی
تو اسکو میسر سعادت ہوئی

نہ کیونکر ہو زہرہ کا یان فخر و شان
کہ ہے نغمہ سنجان کا جا گر یہان

زحل نے اطاعت جو کی اختیار
تو پایا فلک پر بڑا اعتبار

بلطف شہنشاہ عالیجناب
فقط دوستان ہی نہین کامیاب

جو دشمن بھی ہو آن کر عذر خواہ
کرے ہے احسان شہ دین پناہ

شہنشہ کے اوصاف ہین بیشمار
نہین تاب کلک زبان زینہار

کرے جو بیان وصف شاہ زمن
دعا پر ہے ناچار ختم سخن

یہ منشی کی ہے آرزو ہر زمان
یہی ہے دعا اسکے ورد زبان

کہ یارب شہنشاہ شادان رہے
ترا لطف دائم نگہبان رہے

رہے اسکی شمشیر کشورستان
نہ خاک و خون ہو سر دشمنان

جہاندار اکبر بہ نیروے بخت
ہمیشہ جہانگیر ہو با تاج و تخت

سبب تالیف کتاب

عزیزان معنی شناس ایک روز
کہ تھا مثل نوروز بہجت فروز

بہم محفل آرا تھے ہنگام شب
پہیلے تھے سامان عیش و طرب

وہ مجلس تھی رشک بہار چمن
ہراک لحظہ تھا ذکر شعر و سخن

تواریخ کا بھی جو مذکور تھا
تو پھر ہر کسی نے بیان یون کیا

کہ ہے شاہنامہ تماشہ کتاب
عجب نظم دلکش ہے با آب و تاب

دلے ہر کسی کو میسر نہین
یہ تاریخ فرخ نہین ہر کہین

تو گل کہ مرد سخن سنج تھا
کیا ترجمہ اسنے شہنامہ کا

لکھا نثر مین نسخۂ مختصر
کہ احوال معلوم ہون سر بسر

بہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے
تمام اسمین احوال مرقوم ہے

یہ سن کر برادر مرے مہربان
سخن فہم و دانشور و نکتہ دان

کہ زور آور اور انکا جہانگیر نام
بخلوت پسندیدہ مشہور عام

یہ بولے کہ اے منشی این نامہ کو
تم اب ریختی کی زبان مین لکھو

اگر و نظم ترتیب با آب و تاب
بنام شہنشاہ گردون جناب

وہ سلطان کہ ہے تاج شاہنشہان
وہ خاقان کہ ہے خسرو خسروان

چراغ شبستان سلطان پسر
جہاندار و بخشندۂ لعل و زر

خدا نے جسے شاہ اکبر کیا
خداوند اورنگ و افسر کیا

سنا یہ سخن جب تو با صد طرب
وہین کرکے شمشیر خانی طلب

ہوا مین دل و جان سے مصروف کار
لکھی نظم یہ دلکش و آبدار

بجز فکر اشعار شام و سحر
نہ تھی مجھکو زنہار فکر دگر

معانی شناسان فرخ نہاد
سخن آشنایان بادین و داد

ہوئے سن کے اس نظم کو شادکام
رہ منصفی سے یہ بولے تمام

کہ واللہ یہ نامۂ دلپذیر
بہت خوب ہے بلکہ ہے بے نظیر

بجا ہے جو ہون اسپہ گوہر نثار
کہ ہے یہ بنام شہ نامدار

مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا
کیا فکر تب سال تاریخ کا

تو پھر ہاتف غیب نے صبحدم
کہا قصۂ خسروان عجم

نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیو سار

سخن گوے روشن دل و ہوشمند
یہ کہتا ہے زیر سپہر بلند

ہوا پہلے جو کوئی کشور کشا
شہ دادگستر کیومرث تھا

سدا کوہ مین تھا وہ مسکن گزین
بجز چرم پوشاک تھی کچھ نہین

سیامک تھا اس شاہ کا اک پسر
خردمند مثل پدر نامور

کیومرث کا دشمن اک دیو تھا
ارادہ اسے اس سے تھا جنگ کا

غرض بچہ اس دیو کا ایکبار
پدر سے لگا کہنے اے نامدار

یہ ہے عرض میری کہ جو حکم ہو
تو جاؤن کیومرث کی جنگ کو

سنا اسنے جب یہ بیان پسر
تو دیو دنکی فوج اسکے ہمراہ کر

کیا اسکو دو ہین روان سوے شاہ
کہ تا ہو کیومرث سے کینہ خواہ

سیامک نے جسدم سنی یہ خبر
کیا عرض جاکر حضور پدر

کہ اب حکم کا ہون مین امیدوار
جو ہو حکم جاؤن پئے کارزار

کیومرث نے اسکو رخصت کیا
بہت اسکے ہمراہ لشکر کیا

جو وہ بادشہ زادۂ جنگ جو
ہوا بچہ دیو کے روبرو

تو پھر ہاتھ سے بچۂ دیو کے
نہ ہرگز ہوئی لبرہائی اسے

سیامک ہوا رزمگہ مین ہلاک
ملا جسم مسکا تہ خون و خاک

حضور کیومرث آئے و دان
ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان

سنی بعد اسکے اک آواز غیب
ہوا شاہ کو یون عیان راز غیب

ذرا رکھ تو دل کو قرین خوشی
کر اب جا کے دیوونپہ لشکر کشی

زمین دیو ناپاک سے پاک کر
رخ دیو سرکش تہ خاک کر

کیا اپنی آراستہ فوج کو
ہوا ساتھ دیوونکے پھر جنگجو

دلیر و ہنرمند و اہل تمیز
کیومرث کو جان و دل سے عزیز

درندا ور چرند اور ہر جانور
سدا اسکے مطیع شہ نامور

جو یہو بجا وہ لشکر تو یہ دیو بھی
ہوا آکے شہ کے مقابل تبھی

ہوا گرم بازار رزم و ستیز
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز

ہوئے دیو عاجز دو دام سے
خفا زندگی کے ہوئے نام سے

کیومرث کے ہاتھ سے دیو سار
ہوئے کشتہ خنجر آبدار

کیومرث کی فتح فال ہوئی
تمنائے دل اسکی حاصل ہوئی

بفرخندہ فالی ہوا بعد ازان

احوال سلطنت ہوشنگ

ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت
بصد فرخی مالک تاج و تخت

جہان داد سے اسکی آباد تھا
نہ تھا نام غم کا ہر اک شاد تھا

جب آیا یہی پور پیش نظر
تو شاہ جہاندار فرخ سیر

کہ آتش ہی نور الٰہی تمام
کرے خلق آتش پرستی تمام

سو شہر لایا وہین آب جو
بآئین دلچسپ و طرز نکو

نشان اسنے دی رسم نان طعام
دل مردمان کو کیا شاد کام

جہان مین یہ آہنگری کا ہنر
کیا اسنے ظاہر نہ تھا پیشتر

جو عمر اسکی آخر ہوئی بعد ازان

دربیان احوال سلطنت طہمورث

وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند
جسے خلق عالم کہے دیو بند

تمنائے خاطر تھی بہبود خلق
مراد دل بادشہ سود خلق

کہ تدبیر ایسی کرو کوئی اب
کہ ہو منفعت خلق کو روز و شب

سیہ گوش اور یوز شاہین باز
بعہد شہنشاہ گردن فراز

شہ خلق پرور کا تھا اک وزیر
خرد مند و دانا و روشن ضمیر

وہین دیو غیرت مین آئے تمام
کیا عزم رزم شہ نیک نام

جو سر کردہ دیوؤنکی تھا فوج کا
سو اس دیو سرکش کا غو نام تھا

یکایک جو لشکر نے کھائی شکست
سپہر برین نے کیا اسکو پست

سیامک کا اک سال ماتم رکھا
دل و جان کو اپنے پر غم رکھا

کر اب بے صبوری کو کر اختیار
زیادہ نہ ہو نوحہ گر زینہار

مظفر تو ہوگا بہ فضل الٰہ
دلیرانہ دیوون سے ہو کینہ خواہ

کیومرث نے جب سنی یہ ندا
تو ہو شاد ماتم کدہ سے اٹھا

سیامک کا اک پور ہوشنگ تھا
کہ سر تا بپا ہوش و فرہنگ تھا

کیا شاہ نے اسکو سردار فوج
روانہ ہوا پھر وہ مانند موج

کیومرث کے ساتھ سب دام و دد
روانہ ہوئے وان سے بہر مدد

پئے رزم شاہنشہ نامدار
وہ لایا بہت لشکر دیو سار

زبس گرم کین پھر دلاور ہوا
تو مغلوب دیوون کا لشکر ہوا

ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ بس
رہی جنگ کی پھر نہ جی مین ہوس

غرض دیو اور بچہ دیو بھی
ہوئے قتل اور اسکا لشکر سبھی

کیومرث شاہ خجستہ خصال
جہان مین رہا حکمران تیس سال

وہ ہوشنگ فرمانروائے جہان

جہان پروری اسنے کی اختیار
کیا عدل و انصاف لیل و نہار

کیا اور یہ کام فرہنگ سے
کہ آتش نمودار کی سنگ سے

سپاس خداوند لایا بجا
یہ ارشاد تاکید سے پھر کیا

جہاندار نے پھر بآئین نیک
کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک

بجز میوہ و غیر برگ شجر
نہ پوشاک تھی نے خورش پیشتر

سمور اور سنجاب اور پوستین
کیے اسنے پیدا بروئے زمین

چہل سال باداد و دانش رہا
جہاندار ہوشنگ فرمانروا

ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان

رعیت نواز اور تھا دادگر
نہ تھا کام جز داد شام و سحر

جو تھے عہد مین اسکے دانشوران
یہ ان سے لگا کہنے شاہ جہان

پھر آغاز دان پشم بافی ہوئی
کہ پوشاک مردم کو کافی ہوئی

ہوئے سب گرفتار دام آنکر
وہ سیکھے شکار افگنی سر بسر

وہ قید ایکدن کرکے اک دیو کو
لے آیا حضور شہ نامجو

فراہم ہوئے وہ پئے جنگ شاہ
ادھر سے ہوا شاہ بھی کینہ خواہ

صف آرا ادھر سے وہ خونخوار دیو
ادھر سے دلیران دگیہان خدیو

سہم جنگ جو ہر دو لشکر ہوئے ہزاروں جدا تن سے واں سر ہوئے
بیک گرز توڑا سر کینہ خواہ دکھائی عدم کی وہیں اسکو راہ
پھر از نگہ سے جو ہو فتحیاب کیا حکم تب شاہ نے یوں شتاب
اگر ہو وے جان بخشی اے تاجور تو سکھلادیں ہم ایک طرفہ ہنر
شہنشہ کو لکھنا سکھایا وہیں وہ حرفوں کا پڑھنا بتایا وہیں

وہ غوشاہ کے جب مقابل ہوا تو غو کا شہنشاہ قاتل ہوا
رہے زندہ امید انمیں جو اور دیو انھیں قید کرنے گیا وہ خدیو
کرو قتل دیو و نکو یکدست اب لگے کہنے دیوان خونخوار تب
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس
شہنشہ نے سی سال کی داوری رہے اسکے محکوم دیو و پری

بیان احوال سلطنت جمشید

پسر تھا جو جمشید طہمورث کا ہوا بعد اسکے وہ فرمانروا

جہاندار جمشید عالی وقار خرد مند دانشور و ہوشیار
دلیر و قوی زور و آفاق گیر ہر اک شاہ تھا اسکا فرمان پذیر
بیاں سے فزوں اسکا جاہ و حشم سدا خلق پر اسکا لطف و کرم
فن پارچہ بافی و رشتہ کار کیا شاہ جمشید نے آشکار
ہوا عہد میں اسکے پیدا یہ سب ہوئے اس جہانمیں ہویدا یہ
کیا شہ نے مردم کو مسکن گزیں ہوا ہر کوئی ہر مکانمیں مکین
کہ اب اس مکانمیں زراعت کرو نہ بے شغل و بیکار ہرگز رہو
سکھاویں یاں مردماں کو تمام کہ کرنے لگیں سب عمارت کا کام

خداوند اورنگ شاہنشہی سپہ دار اقلیم فرمان دہی
شجاعت بہت خوب ہمت بلند اور اقبال و دولت سے تھا ارجمند
ہنرمند و آگہ دل و ذو فنون فراست کے لیے ہر چیز کا رہنموں
قز و خز و دیبا و ریشم کتان زرہ جوشن و تیغ و برگستوان
زراعت کے قابل زمیں تھی جہاں سوا اسکے جس جا تھا آب رواں
سزاوار ہر شخص کے ہر مکان دیا اور کیا حکم یہ بعد ازاں
یہ دیو و نکو ارشاد پھر واں کیا کہ تم طرز و نقشہ مکانات کا
ہوا جبکہ حکم شہ نامدار ہوئے دیو تب وہیں مشغول کار

وہ حمام اور قصر وایوان وکاخ
بنائے گزین وبلند وفراخ

بنائے گچ وخشت اور سنگ سے
طرحدار دلچسپ ہر رنگ سے

بہت دلکشا اور بہت استوار
سراپا لطافت سراپا بہار

پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا
بیاقوت وگوہر مزین کیا

اور اس تخت پر بیٹھتا تھا مدام
رہے تھا سدا خرم وشادکام

کبھی حکم کرتا وہ یون دیو کو
بروے ہوا تخت کو لے چلو

غرض دیو نکے دوش پر رکھکے تخت
جہان چاہتا وہ شہ نیکبخت

پہونچتا وہان ایکدم مین بشوق
نہ تھا دل مین اندیشہ تحت وفوق

شہنشہ نے کشتی بھی تیار کی
محیط جہانمین یہ پہلے نہ تھی

سر سال کا ہی جو نوروز نام
سوا اسکا ہی موجد شہ ذوالکرام

جب آتا یہ نوروز عشرت قرین
تب اک جشن ترتیب کرتا وہین

مہیا مے ونغمہ ہوتا وہان
غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان

جن وانس ودیو وپری کو تمام
گہر بخشتا خسرو نیک نام

بعیش وطرب ہفت صد سال تک
رہا حکمران شاہ زیر فلک

رہی خلق آسودہ وبے خطر
بہت خرم وشاد شام وسحر

نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا
کوئی دردمند اور نہ بیمار تھا

نہ تھا کوئی رنجور اس دہر مین
رہی مرگ بھی دور اس دہر مین

جو گذرے برس سات سو اسطرح
کیا ہی بیان مین نے یان جسطرح

تو شہ سے ہوئی دور دانش وفور
ہوا شاہ کے دلمین پیدا غرور

یکایک جو اپنی طرف کی نظر
کہ جاہ وحشم ہی مرا اس قدر

تو آیا دہن دلمین جمشید کے
کہ ہمسر ہون مین ماہ وخورشید کے

بجاہ وحشم زیر چرخ برین
برابر کوئی اپنے دیکھا نہین

اکابر جو تھے انکو کرکے طلب
یہ جمشید لایا زبان پر کہ اب

بتاؤ کہ دنیا مین ہی کوئی شاہ
کہ جسکا برابر مرے ہووے جاہ

خداوند اورنگ وافسر ہون مین
جہاندار وبخشندہ زر ہون مین

جہان کو کیا مین نے آراستہ
جہان سے ہوا رنج برخاستہ

خورد وخواب وآرام اہل جہان
یہ جمعیت خاطر مردمان

نشاط وخوشی نغمہ وجام مے
لیے ہی سبب سے کہ ہر ایک شے

جہانمین ہوا مجھ سے پیدا ہنر
نہین کوئی مجھ سا شہ نامور

سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن
لگے کہنے دانشوران زمن

کہ بس تو ہی بخشندہ وداد گر
نہین اور مجھ سا کوئی تاجور

ولے دلمین سمجھے یہ یزدان شناس
کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس

ہوا رخصت اس سے بس اقبال وتخت
نصیبون سے اسکے گیا تاج وتخت

کوئی دنکو دیکھے ہی یہ روز بد
ہوئی فرد فرماندہی اسکی رد

وہ فرمانبران شہ نامدار
کنارہ لگے کرنے بے اختیار

خفا ہو کے شہ سے وہ یکبار سب
غرض اٹھ گئے وان سے سردار سب

شہنشہ کے دلمین یہ آیا ہراس
دہین اڑ گئے اسکے ہوش وحواس

یقین ہو گیا یہ کہ یزدان پاک
مقرر ہوا مجھ سے اب خشمناک

لگی دولت اس شہ سے منھ پھیرنے
لگی انکو بے دولتی گھیرنے

جہاندار جمشید انجام کار
ہوا بس تباہ اور پریشان وخوار

گرفتار قہر الہی ہوا
جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

ملا الغرض خاک مین بخت جم
ہوا جاے ضحاک پھر تخت جم

لکھون آگے ضحاک کی داستان
کرون اسکی اب سلطنت کا بیان

احوال سلطنت ضحاک تازی

سپہدار مرتاض تازی بنام
شہ کامران خسرو ذوالکرام

کہ تھا تازیان مین وہ فرمانروا
رعیت نوازی مین مشغول تھا

ہزارون بز واشتر وگاؤمیش
رکھے تھا سپہدار فرخندہ کیش

شب وروز ان چارپایون کا شیر
غریبون کو دیتا شہ بے نظیر

پسر ایک تھا اسکا ضحاک نام
جوان ودلیر وبلند احتشام

رکھے اسپ تازی تھا وہ دس ہزار
بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار

حضور اسکے ابلیس راست گو
ہوا حاضر اک دن بشکل نکو

گذارش کئی نقلین کین آن کر
کہ دلچسپ اور نغز تھین بیشتر

ودے تھا فریب انمین یکسر بھرا
خدع سے سخن کوئی خالی نہ تھا

سرا تھا ضحاک جو عقل سے
ہوا خرم وشاد اس نقل سے

لگا کہنے ابلیس سے اور بھی
بیان کر لطیفہ بہ لطف وخوشی

وہ بولا کہ اے شاہ فرخ نہاد
سخن خوب تر ایسے ہین مجکو یاد

ولیکن مین کہتا ہون اس شرط سے
کہ گر عہد اور قول دے تو مجھے

کہ جو کچھ کہون مین کرے تو وہی
کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی

قسم کھاکے ضحاک نے تب شتاب — گویا اُسکی گفتار کا یہ جواب
ہوا جبکہ آپس مین عہد استوار — پھر ابلیس بولا کہ اے نامدار
کہ تو ہی جوان اور ترا باپ پیر — یہ تجکو ہے زیبندہ تاج و سریر
یہ گفتار تو ناپسندیدہ ہے — نہ میزان دانش مین سنجیدہ ہے
کہی شاہزادے نے یہ بات جب — یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب
رہے تیری گردن پہ سوگند بند — تو ہو خوار اور تجکو پہونچے گزند
یہ پوچھا کہ کس طرح سے ہے ہلاک — بتا کوئی تدبیر بیخوف و باک
کنوان ایک اُس شاہ کی راہ مین — کرون کندہ تا وہ گرے چاہ مین
وہ شہ اُس مکانمین بر وسط شب — عبادت کو جاتا تھا ہنگام شب
کیا اُسکو خس پوش پھر سربسر — شہ نامور کو نہ تھی کچھ خبر
گئے ٹوٹ اُسکے سر و دست و پا — ہوا قید ہستی سے دم مین رہا
پھر ابلیس بدذات نے یون کہا — کہ صد شکر اے شاہ کشور کشا
مری دانش و عقل و تدبیر پر — عمل تو کرے ہر شب و روز اگر
سراسر جہان کی تجھے خوبیان — میسر ہون ای بادشاہ جہان
نوازش بہت اُسپہ مصروف کی — کلید خورش خانہ پھر اُسکو دی
خورش خانۂ خسرو نامور — ملا جبکہ اُسکو تو شام و سحر
وہ طیار کر پیش فرمان روا — کبھی مرغ لاتا کبھی چارپا
ہوا کھاکے اُسکو بہت شاد کام — کہ تھا خوشتر و نغز نیکو طعام
کہ ای قدردان شاہ فرخ سیر — خورش لاؤنگا اُس سے کل نغزتر
بصد لطف کبک و تدرو سفید — پکانے گیا با دل پر امید
زروے عنایت کہا یون کہ اب — جو کچھ چاہیے مجھ سے کر تو طلب
مری آرزو ہی یہ شام و پگاہ — کہ دو دن ایک بوسہ سر کتف شاہ
برآوے مرادعا کیا عجب — مجھے کامیابی ہو با صد طرب
نوازش سے تجکو کرون ارجمند — کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند
جو کتف اپنے شہ نے برہنہ کیے — تو شیطان نے اُسپہ بوسے دیے
یہ کردار بدکر کے وان آشکار — نظر سے وہ غائب ہوا نابکار
کیا چارہ دانشورون سے طلب — لگے کرنے تدبیر و تجویز سب
پھر اتنے مین ابلیس پیدا ہوا — بشکل طبیبان ہو پیدا ہوا
ہوا وہ لکھا جو نصیبون مین تھا — نہیں دفع ہوگی یہ ہرگز بلا

یہ مذکور کیا جو ترے راز کو — کرون ظاہر ای مرد فرخندہ خو
جو مرتاض تازی ہی تیرا پدر — تو اُسکو شتابی کہین قتل کر
یہ سنکر ہوا دل کو اُسکے درد — لگا کہنے اُس سے کہ ای نیک مرد
رہ دین و دانش سے جو دور ہو — وہ بیداد کب مجکو منظور ہو
گر اس کام سے تو کرے درگذر — پھرے عہد سے اپنے اذنا ہو
نہ خون پدر اُسکو منظور تھا — ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا
لگا کہنے پھر وہ کہ اے نامدار — یہ کچھ کام مشکل نہیں زینہار
مکان ایک بیرون دولتسرا — شہ نامور نے کیا تھا بنا
ستمگار ناپاک نے ایک چاہ — کیا کندہ وہین سر راہ شاہ
گیا جب اُدھر کو تو بس راہ مین — گرا شاہ آزاد اُس چاہ مین
وہ ضحاک بے رحم و بیدادگر — سر تخت بیٹھا بجائے پدر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ — مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ
تو ہو بادشاہ ہفت اقلیم کا — خداوند ہو تخت و دیہیم کا
یہ سن کر ہوا شاد ضحاک شاہ — تملق لگا کرنے شام و پگاہ
خوراک اور جز میوہ و نان ہان — نہ تھی اُن دنون بہر اہل جہان
پکانے لگا نغز و خوشتر طعام — مزیدار خوش ذائقہ ہر طعام
پکا ایک دن بیضۂ مرغ وان — خورش کو وہ لایا تو شاہ جہان
زروے طرب شہ نے کی آفرین — یہ سن کر کیا عرض اُسنے وہین
غرض دوسرے روز پھر شاد شاد — حضور جہاندار فرخ نہاد
وہ ضحاک نے جبکہ کھایا طعام — نہایت ہوا خرم و شاد کام
کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب — کہ ای شاہ ضحاک عالیجناب
یہ رتبہ نہین گرچہ میرا ولے — مگر شہ کے لطف و عنایات سے
یہ ضحاک بولا کہ ای نیک خو — ترے دل کی برلاؤن یہ آرزو
یہ کہکر دیے کھول کتف اپنے کل — یہی دل مین ابلیس کے تھی ہوس
دیے جبکہ بوسے سر کتف شاہ — ہوئے دو وہین پیدا دو مار سیاہ
جہاندار ضحاک حیران ہوا — بہت اپنے دلمین پشیمان ہوا
یہ اُس درد کا کچھ نہ پایا علاج — کسی کو بھی اُسکا نہ آیا علاج
وہ آکر حضور شہ نامدار — لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
تری زندگی اب تو دشوار ہے — خرد چارہ سازی سے ناچار ہے

ہوا سن کے ضحاک اندوہگین
لگا کرنے فریاد و زاری ہمین

یہ کہنے لگا پھر ز روئے نیاز
کہ اے مرد فرزانہ و چارہ ساز

کسی طرح سے چارہ سازی تو کر
شتابی سے عاجز نوازی تو کر

کیا شاہ نے جب بہت انکسار
تو بولا وہ پھر یون کہ اے تاجدار

نہین اس سے چارہ کوئی اور نغز
کہ سانپون کو دے آدمی کا تو مغز

تری جان کو پھر نہ پہونچے گزند
رہے پھر نہ تو اسقدر دردمند

بتایا جو ابلیس نے یہ علاج
لگا کرنے دائم خداوند تاج

آمدن سلطنت ایران بدست ضحاک و آوارہ شدن جمشید و رسیدن تنہا در شہر زابلستان بلباس

دیگر و شناختن او را دختر والی زابلستان و عقد بستن او

یہ ہر ملک و کشور مین پہونچی خبر
کہ ضحاک شاہنشہ تاجور

رکھے ہے دو مار سیہ اپنے پاس
جسے دیکھ اڑتے ہین ہوش و حواس

یہ ہیبت ہوئی شاہ کی دہر مین
کہ ڈرنے لگے لوگ ہر شہر مین

بزرگان ایران کہ جمشید سے
ہوئے منحرف تھے سو وہ آن کے

ہوئے پیش ضحاک حاضر سبھی
کمر جست باندھی پئے بندگی

بیان کر کے احوال ایران تمام
کیا عرض یون اے شہ ذو الکرام

اگر فوج سرکار جاوے ادھر
تو ہاتھ آوے وہ ملک بھی دگر

یہ سنکر وہین لشکر بیکران
کیا شاہ نے ساتھ انکے روان

وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا
دیے کام دل کچھ نہ حاصل ہوا

شکست اسنے کھائی بہنگام جنگ
گریزان ہوا شاہ جم بیدرنگ

جو اقبال و تخت برہم ہوا
تو جم اور کتبہ لشکر جم ہوا

رہا کوئی بھی پھر نہ ہمراہ جم
کسی سمت تنہا گیا شاہ جم

ہوا شاہ ضحاک ایران کا شاہ
ہوا وہ نصیب اسکے تاج و کلاہ

گئے لوگ ضحاک نے پھر روان
کہا یون شہ جم کو پاؤ جہان

اسے قید کر کے یہان لاؤ تم
تفحص کنان ہر طرف جاؤ تم

کرون پھر ہر اک کا مین رتبہ فزون
زر و گوہر و لعل انعام دون

ہر اک سمت کے پھر طرفدار کو
گیا دہر مین حکم شہ نام جو

کر لاوے اسے جو گرفتار کر
رضامند مین اس سے ہون بیشتر

بڑا رتبہ اسکا ہو میرے حضور
غم و فکر دنیا رہے دل سے دور

ستمدیدہ چرخ پر فتنہ جم
شب و روز با خاطر پر الم

سوئے وادی و کوہ آوارہ تھا
نہایت غریب اور بیچارہ تھا

ہر اک سے چھپاتا تھا وہ آپ کو
نہ ہرگز جتاتا تھا وہ آپ کو

پری وار مردم سے پوشیدہ تھا
کہ آفت رسیدہ و غم دیدہ تھا

غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم
گیا زابلستان مین وہ شاہ جم

سپہدار اورنگ زابل کا شاہ
رکھے ایک تھا دختر رشک ماہ

منہ مہر سے حسن مین خوب تھی
دل آرام و دلدار و محبوب تھی

وہ زلف دوتا اسکی دام بلا
گرفتار جنکا نہ ہووے رہا

وہ ابرو تھے یا تیغ بران تھے
وہ مژگان نہ تھے بلکہ پیکان تھے

کئے سیکڑون اک نگہ سے ہلاک
ہزارون ملائے تہ خون خاک

وہ قامت کہون یا قیامت کہون
قیامت سے بالا وہ قامت کہون

کہون کیا کہ رفتار نے کیا کیا
کہ ہر گاہ پر فتنہ برپا کیا

لبون سے جو کچھ اسکے ہوا آشکار
دم عیسوی سے نہ ہو زینہار

وہ چشم اسکی خونریز مردم مدام
ہوئی جس سے ترکونکی ترکی تمام

سوا خوبی و حسن کے وہ صنم
نہ مردون سے تھی کچھ شجاعت مین کم

ہنر پہلوانی کے تھے اسکو یاد
وہ تھی پہلوانی مین بھی اوستاد

جو درپیش آجائے تھی کوئی جنگ
تو بےخوف و اندیشہ بن بیدرنگ

پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ
پئے رزم جاتی دلیرانہ وہ

برس پندرہ کی تھی وہ دلستان
خرد مند دانشور و نکتہ دان

جوان تھی و لیکن یہ تدبیر پیر
شعور و فراست مین تھی بینظیر

اسی سال مین جو منوچہر شاہ
سوئے زابلستان لایا سپاہ

تو تدبیر سے اسکی بدخواہ پر
شہ زابلستان نے پائی ظفر

دلیر و ہنرمند صاحب خصال
جہان مین تھی وہ دلربا بیمثال

بہت اسکے شاہان طلبگار تھے
بہ نقد دل و جان خریدار تھے

وے باپ اس کے انکار تھا
کسی کو نہ دیتا وہ زنہار تھا

یہ بس عہد واثق تھا باہمدگر
کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھکر

رکھے وصل کی اپنے جی مین ہوس
سو اُس دایہ نے ایکدن دخت کو
کہ ہووے تو ہم خوابۂ شاہ جم
کہا تھا یہ دایہ نے جاکر شتاب
یہ مژدہ جو تو نے سنایا مجھے
وہ جم اتفاقاً وہان جو گیا
ہوئی آرزوے دل شاہ جم
ولے حاجبون نے نہ جانے دیا
تلے اک شجر کے گیا بیٹھ جم
پڑی اُسکی جمشید پر جو نظر
یہ پوچھا کہ تو کون ہے اے جوان
کہون کیا کہ رکھتا تھا دولت عظیم
مجھے خواہش بادۂ ناب ہے
کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور
کہا یہ کہ اے بانوے مہربان
اُسے اور ہرگز نہین کچھ ہوس
اگر اُسنے تو صرف چاہی شراب
یہ کہکر اُٹھی بس وہ سرو روان
یہ سمجھی وہین وہ بت دلستان
اثر کر گیا عشق جمشید کا
تو بیٹھا ہے اب کیون زیر شجر
بس اب دیکھ کر اس پرستار کو
کیا جب طلب اُسنے جمشید کو
کیا جم نے جانے مین اکثر حذر
رکھے جان سے ہے گرامی مجھے
غرض شوق سے تو یہان آ شتاب
اور اب اُسکو دیکھا تو شیدا ہوا
شہ جم کے رکھ ہاتھ مین اپنا ہاتھ
کنیزان گل چہرہ آئین وہان

خوشی سے وہ ہمبستر اُسکا ہو بس
کہا تھا کہ اے دخت فرخندہ خو
اور اُس سے ہو اک طفل فرخ شیم
حضور شہنشاہ عالی جناب
تو راز نہان سب جتایا مجھے
سر راہ اک باغ تھا شاہ کا
کہ اس باغ مین چلکے اب کوئی دم
وہ ناچار مجبور سا ہو گیا
کہ ہو دور دل سے غبار الم
تو حیران ہوئی بس وہین دیکھ کر
عیان کر تو مجھ سے یہ راز نہان
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے
ذرا ہووے کلفت مرے دل سے دور
در باغ پر ہے اک آیا جوان
طلب اور ساغر کی رکھتا ہے بس
ولے اُسکو پہونچاؤنگی مین شتاب
پرستار کے ساتھ آئی وہان
کہ ایرانیون مین سے ہے یہ جوان
گرفتار اُلفت ہوئی دلربا
تو ٹھہرا ہے کیون سایہ مین آن کر
تجھے یاد مے آئی اے نیکخو
تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو
ولیکن وہ بولی حذر کچھ نہ کر
بہت پاس خاطر ہے میرا اُسے
کہ شاہد بھی ہے اور سرود و شراب
اثر عشق کا دلمین پیدا ہوا
خرامان چمن مین ہوئی اُسکے ساتھ
ہوئین جم کے آگے وہ سجدہ کنان

زن عاقل اک دایہ تھی دخت کی
تمے مین نے دیکھے جو طالع تو ہان
یہ سُنکر نوید مسرت فزا
یہ سن شاہ نے مژدۂ دلفروز
غرض اس سبب سے وہ شاہ زمن
اور اُس باغ مین تھی وہ دلدار بھی
ذرا جی کو وان اپنے بہلائیے
ہوا خوش جو آئی تو بیرون باغ
کسی کام کے واسطے ناگہان
عیان جم کی صورت سے تھی نیکوئی
دیا اُسکو جمشید نے یہ جواب
پر اب گمرہ و بخت برگشتہ ہون
خداوند سے باغ کے لا شتاب
پرستار نے جب سنا یہ سخن
اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہے پر
پرستار سے سُنکے وصف جوان
مے لعل اور شاہد دلنواز
در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
ہوا زرد غم سے رخ لالہ رنگ
لگی پوچھنے یون کہ اے خستہ حال
مگر اُس کنیزک پہ مائل ہوا
اگر تجکو ہے آرزوے شراب
جو جاؤ نہین مثل بت دلستان
پدر ہے مرا شاہ زابلستان
مجھے ہے یہ پروانگی روز و شب
سنا تھا یہ جمشید نے پیشتر
گیا باغ مین شاہ جم پھر وہین
گئی سیر کرتی وہ اک حوض پر
بحکم پری رو و مشک و گلاب

کہ انجم شناس و خردمند تھی
ہوا یون عیان مجھپہ راز نہان
بہت فتنہ جی مین تھی وہ دلربا
کہا قابلہ سے کہ اے نیک روز
نہ سنتا تھا خواہشگرونکا سخن
جو دن رات جم کی طلبگار تھی
صبا کی طرح سیر کر آئیے
وہ ٹھہرا ذرا با دل داغ داغ
کنیز اُس پریرو کی آئی وہان
درخشندہ تھی شوکت خسروی
کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
خراب و پریشان و سرگشتہ ہون
ابھی جائے دو مین جام شراب
گئی باغ مین مثل رشک چمن
رخ خوب اُسکا ہے رشک قمر
لگی کہنے وہ دختر دلستان
سرود و دف و چنگ عشرت کا سامان
تو صورت کو جمشید کی دیکھ کر
طرح غنچہ کے ہے یہ جی سے تنگ
گرفتار تشویش و رنج و ملال
اسیر محبت ترا دل ہوا
تو اس باغ مین اے جوان آ شتاب
مبادا ابلا کوئی آوے یہان
مین سمجھی ہون اک دختر دلستان
جسے چاہون اُسکو کرون مین طلب
کہ اک دخت ہے رشک شمس و قمر
ہوئی شاد و خرم بت نازنین
ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر
شہ جم کے پھر پانون دھوے شتاب

کیا شیشۂ و جام پھر وان طلب
ہوا دور عیش و نشاط و طرب

جو حکم اُس پریچہرہ نے یون کیا
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا

برسم فہمان جو ہوا بادہ کش
یہ کہنے لگی جی مین وہ حور وش

کہا پھر یہ جمشید سے ای جوان
رہ دور سے اب تو آیا یہان

لگی کہنے پھر یون وہ رشک قمر
تجھے خواہش بادہ ہی کسقدر

دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
کہ ہی بیشتر مجھ کو میل شراب

عجب چیز ہی بادہ ای نازنین
کہ دلسے کرے دور کلفت وہ مین

کرے دم مین یہ بزدلونکو دلیر
پیئے می جو کوئی کرے کار شیر

خورش کے مزے کو زیادہ کرے
غم دل کو بس دور بادہ کرے

زبس مجکو بھی راہ کی ماندگی
تمنا ہوئی بادۂ ناب کی

کہ جمشید شاہ جہان ہی یہی
جہاندار شاہ شہان ہی یہی

یکایک یہ خاطر مین گذرا کہ آب
شبیہ شہ جم کرون مین طلب

تو اتنے مین گلشن کی دیوار پر
پڑی اُس پریچہرہ کی جو نظر

کوئی شوق سے جیسے بیدرد و غم
ملاوے لب یار سے لب بہم

جو یون بیٹھے دیکھے کبوتر بہم
تو کچھ شرم سی آ گئی پیش جم

تو فرمایا اُنہین سے اسدم جسے
کرون صید اُسکو مین اک تیر سے

کہ زن پیشدستی کرے وقت کار
نہ کر پیشدستی تو اب زینہار

وُہ ہمسری مرد سے کیا کرے
کرے ہمسری گر تو بیجا کرے

دلیری و تدبیر و زور و ہنر
رکھے مرد ہی زن سے ہان بیشتر

یہ سنکر پریرو ہوئی شرمگین
عرق آ گیا چہرے پر سن وہ مین

کمان ہاتھ سے آگے جم کے رکھی
کیا عذر بھی اور بہت عاجزی

تو پھر دل جسے چاہے اُس زن کو ون
بصد شوق ہم بستر اپنا کرون

پریرو بھی اس امر کو پا گئی
یہ بات اُسکے بھی دھیان مین آ گئی

کمان سے ہوا تیر جسدم رہا
گری مادہ بسمل ہو نر اڑ گیا

وہ پیوند تھی نازنین کی کمان
کہ زاول مین تھے جسقدر پہلوان

لگی جی مین کہنے کہ کیا احتیاج
شبیہ شہ جم کی دیکھو نہین آج

غرض قوت و زور جم دیکھ کر
ہوئی آفرین خوان وہ رشک قمر

تصور مین جم کے پیا پھر شتاب
پریچہرہ نے ایک جام شراب

کبوتر جو بیٹھا ہی پھر آن کے
نشانہ کرون تیر کا گر اُسے

کہا نازنین نے کہ اب بیدرنگ
پلاؤ مُسے بادۂ لالہ رنگ

کیے نوش جم نے پیاپے سہ جام
ہوا دور اندیشۂ دل سے تمام

کہ ہی یہ جوان بیگمان بادشاہ
کیا چرخ نے لیکن اُسکو تباہ

ترے واسطے ہووے حاضر طعام
وہ بولا کہ تم اور دو مجکو جام

کہ جز بادہ تو کچھ نہین چاہیے اور
نظر آئے مجھکو عجب تیرے طور

کبھی گر نہ پاؤن تو بیتاب ہون
مین بے صبر بے بادۂ ناب ہون

دل تیرہ کو روشنائی ہی مے
جسے کوفت ہو مومیائی ہی مے

جو ہو پیر فرتوت بھی بادہ کش
تو ہووے جوان پیکے ای حور وش

کرے رفع سب ماندگیہاے تن
لگے می سے خوشتر بہار چمن

کیا جب فصاحت سے جم نے سخن
گمان لیگئی تب وہ رشک چمن

لگی کہنے پھر جی مین یون دلستان
کہ کیونکر یقین ہو مرا یہ گمان

کسی سے کہا یون کہ جا و شبیہ
مرے باپ سے جم کی لاؤ شبیہ

تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہین دو
ملا کر بہم اپنی منقار کو

وہ دونون تھے سرگرم راز و نیاز
ادھر سے نیاز اور اُدھر سے تھا ناز

طلب کر کے پھر وہ مین تیر و کمان
لگی کہنے جمشید سے یون کہ ہان

شہ جم یہ بولا کہ ای نازنین
جہان مرد ہون وان یہ زن لا نہین

اگر لاکھ زن ہو شجاع و دلیر
توی اپنے نزدیک ہو مثل شیر

کہ زن زن ہی آخر کو اور مرد مرد
شعور زنان پیش مردان ہی گرد

حوالے مرے کر یہ تیر و کمان
ہنر دیکھ میرا اگر تو ای دلستان

وہ لے دلمین افزون محبت ہوئی
زیادہ شہ جم کی اُلفت ہوئی

کہا پھر یہ جم نے کہ ای نیک خو
کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو

مراد اس سخن سے تھی وہ رشک ماہ
کہ ہووے ہم آغوش جمشید شاہ

پیا جام پھر جم نے اور بیدرنگ
کمان کھینچکر ایک مارا خدنگ

پھر اک دم مین بیٹھا وہ نر آنکر
کہ بیٹھا ہوا تھا جہان پیشتر

کوئی کھینچ سکتا تھا اسکو نہین
وہ لے جم نے کھینچا تو وہ نازنین

ہوا بس یقین یون کہ جمشید ہی
تہ ابر پوشیدہ خورشید ہے

طلبگار جم کی ہوئی دلمین بس
ہوئی وصل کی اُسکے دلمین ہوس

شہ جم سے پھر آپ لیکر کمان
یہ کہنے لگی وہ بت دلستان

تو جس مرد فرخ پہ مائل ہو دل
ملاقات کا اُسکی سائل ہو دل

مرادہ ہم آغوش ہو شوق سے
سمجھ یہ گیا شاہ جم بھی ہین
کہا اُسنے یہ ماجرا اک تکلم
جو دیکھا تھا طالع مین تیرے سوا
نہ کر دیر ہو وصل سے کامیاب
سنا اُسنے دایہ سے جب یہ سخن
یہ دایہ سے بولی جو تو نے کہا
جو صورت ہے جم کی مقابل ہوئی
تو اورنگ و دیہیم کو یاد کر
پریرو نے دیکھا جو یہ حال جم
ہے صحبت دلچسپ بزم طرب
یہ کہنے لگا جم کہ اے گل عذار
سگے پرینیان کی جو ہے نگاہ
لگا کہنے جون ابر بے اختیار
کیا شاہ جمشید کو یون تباہ
دو مار سیہ جسکے ہین کتف پر
کر اب ہے وہ برگشتہ اختر کہان
کہین ہے اسیر بلائے بزرگ
کہ ہے آپ جم یہ شہ نام جو
کہا پھر یہ خلوت مین تو ہی ہے جم
شہ جم یہ بولا کہ اے دلستان
تملق بہت نازنین نے کیا
کرے گا تو انکار گر لاکھ بیر
بہانہ تو کرتا ہے اب بار بار
ترے وصل کا مجھکو مژدہ دیا
تری ہی تمنائے دیدار تھی
نہ آرام جان ہے نہ کچھ مجھکو تاب
غرض آخر کار لایا ادھر
بہت شاد ہے خواستگار

کرون اُسکو ہمخوابہ مین دو سے
کہ میری طلبگار ہے نازنین
نگہ کی وہین دایہ نے سوے جم
ہوا آشکارا بالطاف رب
خوشی سے ہمبستر اُسکی شتاب
ہوئی اور دیوانہ وہ سیمتن
زرے کرم رحمت لاوے خدا
تو بن باعث فرحت دل ہوئی
دل پر الم سے کیا نالہ سر
تو پوچھا کہ کیون تو نے کی چشم نم
یہ سو وقت گریہ کا ہے کیا سبب
جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
تو دیکھی شبیہ جم اے رشک ماہ
رہا کچھ نہ دلمین شکیب و قرار
لیا چھین یکدست تاج و کلاہ
وہ صورت تمہین دیو سے بھی بتر
بجز نام اُسکا نہین کچھ نشان
ہوا یا کہین لقمۂ شیر و گرگ
ولیکن چھپانا ہے یہ آپ کو
نہ پوشیدہ رکھ ہمسے جانین ہین ہم
سراپا غلط ہے یہ تیرا گمان
ولیکن یہ انکار کرتا رہا
کرونگی نہ تجھ سے مین اب درگذر
نہین جائیگا پیش کچھ زینہار
اور اس راز سے مجھکو واقف کیا
دل و جان سے تیری طلبگار تھی
نہ دلمین شکیب اور نہ انکھون مین خواب
مرا جذبۂ دل تجھے کھینچ کر
نہ اقبال مین نے کیا زینہار

اُس گفتگو سے تھی اُسکی مراد
بہم گفتگو وان خوشی سے یہ تھی
لیا جم کو پہچان اور یون کہا
طلبگار تھی جسکو سو ہے یہی
وہ دختر کہ تھی عاشق و دے یار
اور اپنے ہوئی دلمین خوش مشتبر
پھر اتنے مین وان جم کی آئی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے پھر دی شبیہ
لگا کھینچنے نالہ پھر شہریار
نگہ کر کے اب تو سوے پرینیان
گیا کس طرف ہائے تیرا خیال
ستمدیدگان کے وہ احوال ہیں
مجھے یاد آیا وہ جاہ و حشم
کیا جور چرخ ستمگر نے ہائے
جہان کا کیا شاہ ضحاک کو
نہین ہے خبر شاہ جمشید کی
خدا جانے جیتا ہے یا مر گیا
یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیا
کنیزونکو کیا وان سے دور
کہا مین نہین جم وہ بولی کہ ہان
مجھے جم جو سمجھی تو اے مہ جبین
بہت کرکے یہ عجز اور انکسار
کہ تجکو لیا مین نے پہچان اب
یہ دایہ جو بیٹھی ہوئی ہے یہان
کہ تجھ سے خدا نے مجھے اک سبب
تری شیفتہ ایک مدت سے ہون
خدا سے یہ خواہش تھی اے نام جو
غنیمت سمجھ تو مرے وصل کو
کہ تجھ پر دل زار دیوانہ تھا

کہ ہو جفت جمشید فرخ نہاد
کہ دایہ بھی آ پہونچی اس وقت کی
کہ اے دختر مہوش و دلربا
شہ جم شہ نام جو ہے یہی
رکھے تھی تمنائے بوس و کنار
کر معشوق مطلب ہوا جلوہ گر
وہ دایہ کو اُسنے دکھائی شبیہ
اور اُسنے وہ اپنی جو دیکھی شبیہ
ہوئی زار بھی نرگس اشکبار
ہوا اُس سے یہ بیان تو نالہ کنان
نگو ہمسے کچھ تو نے پایا ملال
غم و درد سے نالہ کرتے ہین ہم
بزرگی وہ اورنگ و تاج و علم
کیا ظلم اُس سفلہ پرور نے ہائے
دیا تاج و تخت ایک ناپاک کو
نہین حال سے اُسکے کچھ آگہی
ہوا اُسکا احوال کیا جانے کیا
تب اُس دخت و دایہ نے جی مین کہا
رہی دایہ اور وہ بت رشک حور
یہ کہتی ہے کیا پیکر پرینیان
مگر کوئی ہم شکل ہو نازنین
وہ بولی کہ اے خسرو نامدار
تو مت جان تک مجھکو انجان اب
خبردار ہے راز اختر سے ہان
یہ سنکر شب و روز شام و سحر
گرفتار غم تیری فرقت سے ہون
کسی طرح تیری ملاقات ہو
کہ تجھ سے ہوئی آپ مین کام جو
ترے عشق مین سب سے بیگانہ تھا

تو مجھ سی دلآرام و دلدار سے
جدائی کے ہون درد سے بیقرار
یہ کہکر لگی رونے بے اختیار
پدر دل بچپہ صدقے کرون ملکہ جان
کیا دخت نے جب بہت انکسار
مخالف مرا ایک تو بخت ہی
مجھے دوسرے تجھ سے اندیشہ ہی
یہ سنکر لگی کہنے وہ گل عذار
کہ بدخواہ تیری ہون نہ زنہار
یہ جب وے میان آئے قول و قسم
پری چہرہ لے ہاتھ مین جم کا ہاتھ
بندھا عقد جسطرح آئین تھی
تسے عقد پر بخت و دولت گواہ
ہوئی بجا یا نہ وہ ہم کنار
وہ باہم لگے عیش کرنے مدام
تو کرنے لگا اسکی وہ جستجو
یہ سنتے ہی بس وہ ہوا خشمگین
ہوئی اسقدر ہائے بیباک تو
کیا راز کو تو نے ہم سے نہان
کیا عرض اسنے کہ سن اے پدر
دے شیشہ ننگ توڑا نہین
جہان مین کوئی اسکا ہمسر نہین
بفیض خدا اسنے پایا ظہور
سنی دایہ سے اسنے یہ بات جب
یہ ہی یاوری بخت کی سربسر
کہ ہو تجھ سے خوشنود وہ شہریار
یہ سنکر وہ دلدار رونے لگی
روا رکھ نہ خونریزی شاہ جم
اٹھا اپنے دل سے ذرا یہ خیال

پری چہرہ و ماہ رخسار سے
خدا کے لیے مجھ سے ہو ہم کنار
زبان پر یہ لائی کہ ای نامدار
تو کر مجھ سے راز نہفتہ عیان
یہ کہنے لگا تب شہ نامدار
وہ دشمن جان و کمبخت ہی
کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہی
کہ ہر زن نہین باوفا زینہار
دل اپنا نسے ہون مین ترچی شعار
تو اہمین ہوا بس وہین شاہ جم
طرف قصر کے لیگئی اپنے ساتھ
ادا کی جو رسم و رہ دین تھی
ہوئی شہ کی منکوحہ وہ رشک ماہ
عجب رنگ کی اس گھڑی تھی بہار
پئے عیش کے وہ لگے پینے جام
کسی نے خبر دی کہ وہ ماہرو
اور آئی وہ جب دختر نازنین
اڑانے لگی سر بسر خاک تو
وہ بے رنگ رو سے ہی تیرے عیان
دیا حکم تھا تو نے یہ پیشتر
رہ نیک سے منہ کو موڑا نہین
کوئی جاہ مین اس سے برتر نہین
ہوا جلوہ گر مہر مقصد کا نور
شہ زابلستان ہوا شاد تب
ہوا جو گذر شاہ جم کا ادھر
فزون ہو مرا عز و جاہ و وقار
وہ بے صبر و بے تاب ہونے لگی
مری جان پر تو نہ کر یہ ستم
نہ لے اپنی گردن پہ ناحق وبال

نہ ہو شوق سے گر ہم آغوش اب
نہین تو کرون اپنے سینہ کو چاک
مقرر ہی تو جم مجھے ہی یقین
جو کچھ راستی ہی سو وہ بات تو
مجھے سب رہتی سے نہ کیون ہو خبر
خبر اسکو پہونچے مبادا نہین
نہین ہی پسندیدۂ عاقلان
قسم ہی مجھے اب تری جان کی
نہ کر خوف و اندیشہ ای نامور
کہا قصہ پھر جم نے اپنا تمام
کیا جاکے آراستہ تخت زر
ہوے عہد و پیمان محکم بہم
سر مہد زرین ہوئی جاے خواب
ہوا چہرہ فیروز رنگ مراد
کئی روز گذرے کہ وہ سیمبر
ہوئی اک جوان سے گرفتار اب
تو چین بر جبین ہو کے از روے خشم
کیا چاک اب شرم کا پیرہن
وہ تھی حاملہ ان دنون گلبدن
کہ جاہیے سبب جسے اس سے بخواب ہو
رکھا مین نے ناموس کسیر نگاہ
یہ دایہ نے بھی عرض شہ سے کیا
شہ جم یہان آگیا ناگہان
یہ بولا کہ خوش تو نے مژدہ دیا
مقرر ہے باندھ کر صبح گاہ
مجھے سب لطف سے اور اقلیم دے
یہ بولی کہ ای خسرو نامجو
جو لے اپنے کشور مین آکر پناہ
سدا تخت و دیہیم رہتا نہین

تو صد حیف ہی اور بڑا ہی غضب
کرون اسکو اک دم مین ہلاک
تو اقرار کرنا بھلا کیون نہین
رکھے کیون ہی پوشیدہ ای نامجو
کہ رکھتا ہون دختر سے مین جم
ادھر آ جا دین گر اسکے ای نازنین
کہ زن سے عیان کیجیے راز نہان
قسم ہی مجھے اپنے ایمان کی
سمجھ اس مکان کو نہ جائے خطر
کیا ظاہر آگے پریوش کے نام
ہوئی ساتھ جمشید کے جلوہ گر
ہوا ساتھ گلرو کے پیوند جم
ہوا اتصال مہ و آفتاب
نشانہ پہ بیٹھا خدنگ مراد
بہت کم کی آنے جیش پدر
رہے ہی ہم آغوش وہ روز و شب
لگا کہنے اس سے کہ ای شوخ چشم
لیا جامہ سے بے حیائی یہین
ہو از رو دکھائے رشک چمن
سو آیا عمل مین یہ طرز نکو
کیا حقت وہ شاہ عالم نہاد
شہا مین نے جو تجھ کو مژدہ دیا
ہوئی حاملہ اس سے یہ دلستان
مرے دلکو مسرور و شادان کیا
روانہ کرون سوئے ضحاک شاہ
در و لعل بخشے زر و سیم دے
تو جور و تعدی کے درپے نہو
دنما ساتھ اسکے ہی بیداد تھا
ہمیشہ زر و سیم رہتا نہین

نہ اپنا سمجھ ملک و دیہیم کو
سمجھ خاک لعل و زر و سیم کو
نہ بیجا رہے پر جور و بیداد کر
خداوند جان آفرین سے بھی ڈر
گزند غریبان نہ کر تو پسند
نہ بدنام ہو ای شاہ ارجمند
تو جمشید کو مجھ سے مت کر جدا
وگرنہ مرے تن سے کر سر جدا
یہ کہکر وہ رونے لگی زار زار
فغان بس لگی کرنے بے اختیار
ہوئی بسکہ گریہ کنان نازنین
تو رحم آگیا باپ کو بس وہین
یہ بولا کہ ای دخت والا تمیز
مجھے تیری خاطر بہت ہے عزیز
تو خاطر کو رکھ جمع شام و سحر
کہ اس کام سے مین نے کی در گذر
اذیت نہ جم پر رکھونگا روا
نہ ہرگز گزند اسکو پہونچاؤنگا
اسے بلکہ دونگا ملک و مال و سپاہ
زیادہ کرون عز و توقیر و جاہ
یہ کہہ جا کے میری طرف سے شتاب
کہ ای بادشاہ ثریا جناب
سحر مین بھی آؤنگا تیرے حضور
غم و فکر کو رکھ تو اب سے دور
ہوئی شاد وہ دختر دلستان
گئی پیش جمشید وہ مہ وہان
سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا
دل شاہ کو مطمئن کر دیا
فروزاں ہوا جبکہ نور سحر
ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
گیا پیش جم شاہ زابلستان
جھکا کر سر اپنا پھر اسنے وہان
کہا یون کہ ای شاہ عالی وقار
نہ ہو بدگمان مجھ سے اب زینہار
یقین جان تو جب تلک زندہ ہون
یہ دختر کنیز اور مین بندہ ہون
نہ دنیا کا کچھ اندیشہ کو دل مین راہ
کہ خدمت مین حاضر ہون شام و پگاہ
دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر
ولے جی مین جمشید کے تھا خطر
یہی قصد تھا یان سے ٹل جائیے
ملے جبکہ قابو نکل جائیے

گریختن جمشید از زابلستان بطرف ہندوستان و گرفتار آمدن از راہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل مین جم
ولے دل کو تھا اسکے آرام کم
وہ دلدار بھی رات دن اسکے پاس
وہ تسپر بھی رہتا تھا اکثر اداس
رہے تھا شب و روز اندیشہ مند
کہ پہونچے مبادا یہان کچھ گزند
کسی نے کہا اے شہ بے نظیر
یہ چاہے ہیں یاں کے وزیر و امیر
کہ تجھ کو پکڑ کر یہ حال تباہ
روانہ کرین سوے ضحاک شاہ
نہیں تو وہ لشکر ادھر کھینچ کر
کریگا تبہ ملک کو سر بسر
ہوا جب خبردار اس بات سے
گریزان ہوا شاہ جم گھات سے
وہ زابل سے چلکر سو چین گیا
ولیکن وہاں بھی بہت کم رہا
وہان سے سوے ہند راہی ہوا
بیابان نورد و تباہی ہوا
جو گھبرا گیا راہ کے رنج سے
گیا بیٹھ سایہ مین اک نخل کے
وہ از بسکہ تھا اپنے جی سے بتنگ
لگا بخت ناساز سے کرنے جنگ
کہ ای بخت کمبخت کیا جور ہے
بھلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہے
خراب اور آوارہ مجھ کو کیا
ملا خاک مین ہائے تونے دیا
ہوا پھر مخاطب سوے فلک
کہ ای چرخ بیداد یہ کب تلک
یہانتک پھرو نہین تباہ و خراب
کہاں تک ہون یونہیں بے صبر و تاب
یہ ناسازی بخت ہے سر بسر
کہ سرگشتہ ہون تو مین شام و سحر
رقم نہ آتا مین مستی مین کاش
نہ ہوتا مجھے یہ غم جان خراش
یہ کرتا ہوا زاری و آہ جم
ہوا سے ذرا سو گیا ایک دم
سے آگیا خواب اور ناگہان
ہوا فتنۂ خفتہ بیدار وان
اجل بھی کمینگاہ مین تھی کہین
سو وہ آ گئی اسکے سر پر وہین
غرض ایک ضحاک کا ایلچی
کہ ساتھ اسکے تھوڑی سی تھی فوج بھی
وہ تھا سوے خاقان چین رہ سپر
کہین اتفاقاً جو گذرا ادھر
جم کو پہچان اسنے لیا
گرفتار بس اسکو وہین کیا
بحال پریشان و بند گران
کیا سوے ضحاک جم کو روان
کسی کا نہیں یہ جہان دوستدار
کسی کا نہیں چرخ گردندہ یار
عبث ہے جو دولت پہ پھولے کوئی
طرح گل کے شادی سے پھولے کوئی
دولت بھی ہے آہ ناپائدار
نہ دنیا کو ہے کچھ ثبات و قرار
ذرا دیکھنا حال جمشید کا
کہ تاج و کلاہ اسکا گردون پہ تھا
ہوا یون گرفتار زنجیر بند
اسے چرخ گردان سے پہونچا گزند
خبر سن کے بولا یہ ضحاک شاہ
کہ ہان جم کو لاؤ بحال تباہ
جبکہ جم آگے ضحاک کے
پس پشت تھے ہاتھ دونون بندھے
فقط باندھیو نہین کچھ نہ زنجیر بھی
بندھی تھی رسن اسکی گردن مین بھی

الم سے تمام اُسکا چہرہ تھا زرد
خوشی سے وہ ضحاک بیداد گر
پر اب اسطرح کیون ہوا خوار تو
کہان بادشاہی و تاج و علم
جواب اُسکو جمشید نے یہ دیا
نہ مغرور دولت پہ ہو اسقدر
کریگا فلک تجھکو خوار اسطرح
گرون یا قلم سر کو شمشیر سے
یہ گفتار سُن کے لگا کہنے جم
یہ ضحاک نے پھر کسی کو کہا
تبر آرہ سے چیر اُسے بس یہان
نہیں دور فلک کا ہے کچھ اعتبار
ہر اک دم ہے موجود یان سازِ مرگ
جب اُس نازنین کو یہ پہونچی خبر

گرفتار خواری تھا وہ نیک مرد
ہوا خندہ زن حالت دیکھکر
خرابی مین کیون ہے گرفتار تو
کہان لشکر و فوج و جاہ و حشم
کہ مجھ سے نصیبا جو یون پھر گیا
ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر
کہ دیکھے ہے تو مجھکو اب جسطرح
یہ دن تیرے تن کو یا تیرے
کہ اسوقت مجکو نہین کچھ ہے غم
کہ چیرو اسے ایک آرہ منگا
ہوئے ایک جم کے دو پیکر جہان
کہ پھرتا ہے یہ لیل و نہار
سدا گوش زد ہے بس آواز مرگ
تو رنج و الم سے ہوئی نوحہ گر

اُٹھاتا نہ تھا شرم سے سر وہان
لگا کہنے ظالم یہ جمشید سے
ہوا کس لیے تجھ سے برگشتہ بخت
کہان حکمرانی کہان گیر و دار
تو سمجھا ہے اس بختیاری پہ ناز
تجھے بھی یہ پیش آئیگا ایک روز
لگا کہنے پھر یون وہ بیداد گر
ذرا کہہ کہ کیا ہے تری آرزو
قضا نے یہ چاہا تو کیا خوف و باک
وہ دو تختے لایا اور اک آرہ بھی
جہان سے عبث ہے امید وفا
جو ہوا جمشید اُسکو یہ چرخ دون
خبر یہ گئی سوئے زابلستان
نہ آنکھون مین خواب اور نہ دل مین قرار

اور آنکھون سے تھے اُسکے آنسو روان
فزون تھا ترا رتبہ خورشید سے
کہان ہے ترا اب وہ دیہیم و تخت
کہان وہ ترے رسم و آئین کام
عبث ہے بھر اس تاجداری پہ ناز
رہیگا نہ تیرا سدا نیک روز
کہ کھینچون تجھے اِسگھڑی دار پر
وہ منظور ہے جو کہے مجھ سے تو
تو جسطرح چاہے مجھے کر ہلاک
شہ جم کو تختے سے باندھا ابھی
کہ بے مہر ہے اور سراپا خطا
گرے آخر کار یون سرنگون
ہوا قتل جمشید شاہ جہان
لگی رہنے بیتاب لیل و نہار

اسے کام تھا اشکباری کے ساتھ
سدا شغل تھا آہ و زاری کے ساتھ

نہ تھی آشنا وہ خور و خواب سے
وہ بیگانہ تھی صبر اور تاب سے

اُٹھایا بہت انسے بیداد دہر
پھر آخر کو وہ مر گئی کھا کے زہر

دو ہمشیر تھین شاہ جم کی کہین
اُنھین لوگ لائے پکڑ کر وہین

کہے خلق تھی ایک کو شہرناز
اور اس دوسری کا تھا نام ارنواز

اُنھین شاہ ضحاک نے کر طلب
رکھا اپنے گھر مین بلطف و طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن ازان خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس از قتل جم
جہان مین لگا کرنے جور و ستم

گئے قتل اور گاہ غارت گری
ہوئی تازہ رسم ستم پروری

دم و جوان کو وہ بےخوف و باک
طلب کرکے ہر روز کرتا ہلاک

وہ ہوتے غریب اور یا ارجمند
روا جان پر اُنکی رکھتا گزند

غرض مغز کو انکے لیکر تمام
کھلاتا وہ سانپونکو ہر صبح و شام

لگا کرنے بیداد وہ بےحساب
پھر اُسنے کہین رات کو ایک خواب

یہ دیکھا کہ پیدا ہوئے تین گرد
اور انمین سے دو مین کلان ایک خرد

کیا حملہ تینون نے ضحاک پر
ہوا جس سے عاجز وہ بیدادگر

وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان
سہ اُسنے وہین ایک گرز گران

جو مارا سر شاہ ضحاک پر
تو یکسر پریشان ہوا مغز سر

ستمگر کے ہاتھ انکو باندھا شتاب
رسن ڈال گردن مین کھینچا شتاب

اُسے لیگئے کھینچ بالائے کوہ
کیا سخت اُسکو زبون و ستوہ

ہوا دیکھ کر خواب ہولناک
ہوا دل کو اندیشۂ خوفناک

کیا خواب مین اسقدر آہ و فغان
کہ لرزان ہوا سر بسر وہ مکان

ہوئے وہین بیدار اہل حرم
دل اُنکا ہوا ہول سے پر الم

لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا
یہ فرماؤ کیا فتنہ برپا ہوا

فغان خواب مین کیون کیا اسقدر
لگے کانپنے جسطرح دیوار و در

یہ ضحاک بولا جو یہ داستان
سنو تم تو یکسر پریشان ہو جان

مری زندگانی سے ہو ناامید
نشاط جوانی سے ہو ناامید

کہا اُسنے پھر قصۂ خواب شب
یہ ٹھہرا کہ ہو جلوہ گر صبح جب

تو آخر شناس آ کے حاضر ہوئے یان
کرین اُسکی تعبیر یکسر بیان

جو تابان ہوا چرخ پر آفتاب
تو حاضر ہوئے موبدان ان شتاب

سنی داستان خواب کی یک قلم
گئے ہوش اور ہو گیا بند دم

یہ دریافت دانشورون نے کیا
ہوا بخت برگشتہ ضحاک کا

زوال اُنکی دولت کا پہونچا قریب
ہوئی اسکو بے دولتی اب نصیب

ولے خوف جانسے وہ خاموش تھے
نہ زنہار اُنکے بجا ہوش تھے

یہ اندیشہ تھا گر کہین راست اب
تو ہوئے شہ نامور پر غضب

ابھی جان پر اپنی پہونچے گزند
نہ کہتے تھے کچھ اسلئے ہوشمند

دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب
بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب

جو روز چہارم ہوا شہ خفا
تو ناچار یون موبدان نے کہا

گرامی شاہ اقبال راہی ہوا
تہی تجھ سے اب تخت شاہی ہوا

ہوئی عمر آخر بس آیا زوال
ہوا تو گرفتار رنج و ملال

فریدون کوئی شخص ہوگا شاہ
بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ

وہ ممتاز نسل کیان ہو دیگا
وہ فرمانروائے جہان ہوگا

کہین ہو دیگی گاو پرمایہ ایک
سو پائیگی اُسکو باآئین نیک

ہوا لیکن اب تک وہ پیدا نہین
کچھ آثار اُسکا ہویدا نہین

کہا شہ نے پھر خواب مین کستے ہان
سے سر پہ ماراہی گرز گران

لگے کہنے یون عاقل و ہوشیار
فریدون ہی ہوگا وہ ای شہریار

وہ ماریگا اک گرزہ گاوسر
کریگا تجھے پایہ سے آکے بدر

یہ پوچھا پھر اُسنے کہ ظاہر کرو
فریدون مرا کیون بداندیش ہو

وہ سمجھے کہ ہی شاد بےخوف باک
کریگا پدر کو تو اُسکے ہلاک

غرض تجھ سے چاہیگا خون پدر
کریگا تجھے قتل وہ آن کر

سنی شاہ نے جب یہ تعبیر خواب
ہوا اور دم غم سے وہ بے صبر و تاب

نہ تک ہوش قائم رہے شاہ کے
زمین پر گرا بس وہ مین تخت سے

جو ہوش اُسکے آئے بجا
تو پھر تخت پر پانون اُسنے رکھا

ولے بے خور و خواب رہنے لگا
شب و روز بیتاب رہنے لگا

نشان فریدون کی تھی جستجو
لگے ہاتھ دشمن یہ تھی آرزو

کیے لوگ چار و طرف کو روان
کرین جستجو تا بہ گرد جہان

کیا حکم یون شاہ ضحاک نے
دیا سبکو فرمان یہ ناپاک نے

کہ نسل کیان سے جسے پاؤ تم
گرفتار کرکے یہان لاؤ تم

داستان تولد شدن فریدون

سناؤن فریدون کی اب داستان
بخوبی کرون مین یہ قصہ بیان

ملکزادہ اک آبتین نام تھا
خردمند اور نیک انجام تھا

وہ تھا نسل مین شاہ طہمورثی
خطا اصل مین اسکے ہرگز نہ تھی

گرامی تبار و خجستہ نژاد
پدر بر پدر شاہ فرخ نہاد

ہمیشہ تھا ایرانمین مسکن گزین
دبے گھر سے نکلے تھا باہر نہین

کہ ضحاک ناپاک کے ڈرمان
کیانی کو بس دیکھ پاتے جہان

تو لیجاتے اسکو گرفتار کر
یہی جی مین تھا خوف شام و سحر

رہے تھا وہ پوشیدہ گھر مین مدام
کہین آنے جانے سے تھا کچھ نہ کام

اسے جاودان بیم ضحاک تھا
دل اسکا شب و روز غمناک تھا

اور اسکی تھی اک زوجۂ سیم فام
کہ فرزانگ اس زن کا تھا نام

ہوئی وہ زن مہروش باردار
ہوا اس سے پیدا پھر اک مہ عذار

جبین سے عیان اسکی شان مہی
نمودار تھا فر شاہنشہی

فریدون رکھا باپ نے اسکا نام
اسے دیکھکر دل ہوا شاد کام

پھر اس آبتین نے یہ جی مین کہا
کہ دل بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا

نکل گھر سے چلیے بس اب سوئے دشت
وہان چلکے کیجے ذرا سیر دشت

یہ کہکر دہین سوئے صحرا گیا
لگا پھرنے اور سیر کرنے لگا

ادھر ناگہان لوگ ضحاک کے
جو پہونچے تو پہچانکر بس اسے

گرفتار کرکے بحال تباہ
وہین لیگئے پیش ضحاک شاہ

کیا قتل آخر اسے شاہ نے
کیا یہ ستم ہائے بدخواہ نے

فریدون کی مان کو یہ پہونچی خبر
تو اندیشہ دل مین ہوا بیشتر

نہ اس سرزمین مین رہی زینہار
کہ رہتی جہان تھی وہ لیل و نہار

وہان سے شتابی سے ٹل وہ گئی
فریدون کو لیکر نکل وہ گئی

کہین ایک دلچسپ تھا مرغزار
وہ پہونچی وہان با دل سوگوار

وہان کا نگہبان تھا حق شناس
اور ایک گاؤ پر شیر تھی اسکے پاس

کہ برمایہ تھا نام اس گاؤ کا
غریبون کو شیر اسکا بس نفع تھا

غرض مالک گاؤ نے زود تر
پلایا فریدون کو شیر اسقدر

کہ بس ہوگیا سیر وہ شیرخوار
نہ خواہش رہی شیر کی زینہار

وہان ایک شب وہ زن نیکذات
رہی اور آخر ہوئی جبکہ رات

تو وسواس یہ آگیا ناگہان
کہ چلیے کہین اور رہیے نہ یان

مبادا کوئی یان نہ پہچان لے
مری اور اس طفل کی جان لے

ولیکن جو غمگین رہتی مدام
ہوا شیر تھا خشک اسکا تمام

وہ سوچی کہ یہ کودک شیرخوار
نہ زندہ رہے شیر بن زینہار

وہ طفل ان دنون دودھ پینے کا تھا
شب و روز سوچ اسکے جینے کا تھا

وہ ناچار ہوکر بہت ہیجواس
گئی دوڑ کر اس نگہبان کے پاس

لگی رونے وان جا کے بے اختیار
کیا اسکے آگے بہت انکسار

یہ کہنے لگی ایک دلخستہ ہون
بصد رنج و اندوہ وابستہ ہون

یہ بچہ ہی بیچارہ و بے پدر
تو کر پرورش اسکی شام و سحر

ٹھکانا نہین اور پاتی ہون مین
ترے پاس اب چھوڑ جاتی ہون مین

اسے گاؤ برمایہ کا دیجو شیر
کہ پروردہ ہو کودک دلپذیر

قبول اس جوانمرد نے سب کیا
فریدون کو لے پاس اپنے رکھا

ہوئی وانسے رخصت اسے سونپکر
نہ دیکھا ذرا اسنے پھر کر ادھر

روان سوئے البرز وہ زن ہوئی
رہی جا کے وان اور امین ہوئی

یہان مالک اس گاؤ برمایہ کا
فریدون پہ رکھتا تھا شفقت روا

اسے جانتا تھا بجائے پسر
وہ کرتا تھا شفقت بجائے پدر

وہ مصروف تھا پرورش مین مدام
پلاتا تھا شیر اسکو ہر صبح و شام

گئے جب گذر الغرض تین سال
فریدون کی مان کو یہ آیا خیال

سو مرغزار اب ذرا جائیے
وہان سے فریدونکو لے آئیے

ہوئی کوہ البرز سے وہ روان
مسافت کو طے کرکے آئی دوان

کہا اسنے آکر کہ اے مرد پیر
مجھے دے مرا کودک دلپذیر

کہ البرز مین یانسے لیجاؤن اب
رکھون پاس اپنے اسے روز و شب

وہ بولا کہ ہی یہ ابھی خرد سال
اسے ہووے گی وان اذیت کمال

نہ لیجا تو ویرانے مین طفل کو
گزند اسکو کچھ پہونچے ایسا نہو

وہ کہنے لگی یون کہ ای مرد نیک
مرے دل مین گذرا ہے وسواس ایک

خدا کیطرف سے ہوئی رہبری
کہ رکھنے مین یان کے نہین بہتری

یہ کہکر اسے لیگئی بس وہان
جہان اسکا البرز مین تھا مکان

ہوئی شاہ ضحاک کو یہ خبر — کہ بیشے مین ہی آبتین کا پسر
نگہبان کو اور گاؤ کو کر ہلاک — کیا ظلم اُسنے یہ بیخوف و باک
نشان کچھ نپایا فریدون کا جب — کیا سارے ایوان کو مسمار تب
کہ آنے سے ضحاک کے بیشتر — اُسے لیگئی یان سے مان آنکر
فریدون کو وہ لیگئی اُسکے پاس — کہا یون کہ اے مرد ایزد شناس
سر عجز سے پھر فریدون کا سر — رکھا مادر درویش کے پاؤن پر
جو کچھ قوت اُسکو پہونچا بہم — تو دیتا وہ دونکو برنج و غم
خداوند روے زمین ہو یگا — شہنشاہ باداد و دین ہو یگا
کرے گا یہی قتل ضحاک کو — جہنم کو بھیجے گا ناپاک کو
کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لے — ظفرمند ہو ہفت اقلیم لے
فریدون نے صحرا مین مسکن کیا — نہ زنہار کچھ خوف دلمین کیا
کیا شاہ ضحاک نے کیون ہلاک — ملایا اُسے کیون نہ خون و خاک
کہا سوئے ضحاک بیداد گر — مین لب جاکے لیتا ہون خصم پدر
تو بیکس ہی کچھ اُسکے ہمسر نہین — ترے پاس لشکر نہین زر نہین
ذرا صبر کر تو بالطاف رب — جو کچھ چاہیے سو مہیا ہو سب
فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین — یہ پاسخ دیا اپنی مان کو وہین
مددگار میرا ہی پروردگار — نہین خوف ضحاک سے زینہار
وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہی — پسندیدہ تیری نہ گفتار ہی
یہ گفتار مستانہ بہتر نہین — کہ سر ہو نہ برباد اُسمین کہین
سنو آگے احوال اب کاوہ کا

یہ سنکر ستمگار و بدروزگار — رہ کین سے آیا سوئے مرغزار
گیا پھر وہ ظالم شتابی سے وان — فریدون کے رہنے کا جو تھا مکان
بداندیش تھا گرچہ ضحاک شاہ — وہ بے تھا فریدون پہ فضل اِلٰہ
سر کوہ اک مرد درویش تھا — کہ روشن ضمیر و صفا کیش تھا
یہ بچہ ترا بندہ ہی اور غلام — کرم کی نظر رکھ تو اسپر مدام
کیا عجز مان نے فریدون نے جب — اُسے رحم آیا فریدون پہ تب
لگا کہنے درویش پھر ایک روز — کہ یہ طفل فرخندہ و نیک روز
یہ چھینے گا ضحاک کا تخت و تاج — شہان جہان سے یہ لیگا خراج
زن خوش سیر بھی یہ بولی وہین — کہ ہے طور سے اُسکے مجکو یقین
ہوا الغرض شانزدہ سالہ جب — سر کوہ البرز سے آکے تب
یہ پوچھا کہ اے مادر مہربان — ہمارے پدر کو تہ آسمان
وہ قصہ تھا جو کچھ کہا اُسنے سب — یہ سنکر فریدون ہوا پر غضب
وہ بولی کہ ضحاک ہی بادشاہ — رکھے ہی وہ ساتھ اپنے گنج و سپاہ
نصیبو نہین ہی تیرے شاہی اگر — تو کیا اضطراب اسقدر اے پسر
کرے شام لطف الٰہی تجھے — میسر ہو اسباب شاہی تجھے
خدا نے کیا ہی مجھے بھی دلیر — اکیلا لڑونگا مین مانند شیر
کردن ایکدم مین اُسے غرق خون — زر و تاج و اورنگ سب چھین لون
تجھے قوت و زور اتنا کہان — کہ ہو ہمنبرد اُس سے تو ای جوان
نصیحت مری آپ پر رکھ تو یاد — رکھے حق سدا تجھکو آباد و شاد
کہ کیا اُسنے کار نمایان کیا

منحرف گشتن کاوہ آہنگر از ضحاک و انبوہے بسیار فراہم آوردن و با فرزندان آمادہ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک بدروزگار — فریدون کیجانب سے لیل و نہار
بہت مردم آزاری اُسنے کی — تو ضحاک سے خلق آزردہ تھی
کرے آکے ضحاک کا سر جدا — خداوند ہو تاج و اورنگ کا
نہین ایکدن ظالم کینہ جو — طلب کر بزرگان اقلیم کو
دل اُسکی طرف سے جو ہے دردمند — شب و روز رہتا ہے بیم و گزند
خبر مجکو پہونچی ہی اگر پہلوان — کہ اب وہ گیا سوئے ہندوستان
خردمند قتل بزرگان ہی وہ — ولا در بسان دلیران ہی وہ

رکھے دلمین تھا بیم و خوف و ہراس — بجا تھے نہ کچھ اُسکے ہوش و حواس
یہ اُنکی شب و روز تھی آرزو — کہ یارب فریدون شہ نامجو
تلاش فریدون سے تھا اُنکو کام — غرض منتظر وقت کے تھے مدام
یہ بولا مراد دشمن جان و بال — جہانبین ہی اک کودک خرد سال
مجھے یاد ہی قول مردان پیر — نجھیے نہ دشمن کو ہرگز حقیر
اگرچہ ابھی سال مین خرد ہی — ولیکن دلیری مین اک گرد ہی
یہ ہی عزم میرا کہ ای مردمان — بہم کیجیو مردم سے فوج گران

فراہم کر دن اور جاؤن اُدھر
کہ اک ایک طیار محضر کرین
نہین کار اُسکو بجز عدل و داد
خطر بسکہ تھا اُس ستمگار کا
و لیکن جو کاوہ تھا آہنگر ایک
کہ کاوہ کے فرزند کو قتل کر
کہ اے شاہ سن میری فریاد کو
دلے کسلیے ہمیشہ سختی و جور
کرے میرے فرزند کو یون ہلاک
یہ گفتار سُنکے وہ حیران ہوا
لگا کہنے کاوہ سے وہ تاجور
بزرگان اقلیم سے یون کہا
کیا تمنے ہرگز نہ کار نکو
کہے اور بھی کچھ سخنہائے سخت
ہوئے آفرین خوان سب شاہ کو
حضور خداوند روئے زمین
شقاوت سے کی اب وہ انحراف
نہ فرمانبری کی جو گمراہ نے
کیا آنکے کاوہ نے جب خروش
خدا نے جو چاہا سو یار د کیا
طلب کرکے پھر حرم آہنگران
یہ کہتا تھا ہر بار کر کے خروش
کرے جا کری پھر نہ ضحاک کی
وہ کاوہ تھا بس آگے آگے رواں
غرض رفتہ رفتہ تفحص کنان
کیا عرض اے صاحب تاج و تخت
یہ سمجھا فریدون عالیجناب

شتاب انکو لاؤن گرفتار کر
گواہی دو مہر اپنی اُسپر کرین
جہان اُسکے لطف و کرم سے ہے شاد
سبھون نے یہ ناچار محضر لکھا
دلیر و خردمند تھا مرد نیک
کھلا دیجیے سانپونکو مغز سر
ذرا کام فرمانہ بیداد کو
ذرا کیجیے اپنے دل مین تو غور
نہ آوے ترے دلمین کچھ ترس و باک
ہراسان ہوا دلمین ترسان ہوا
کہ اب پھر جلد اپنی محضر پہ کر
کہ اے مردمان تمنے یہ کیا کیا
غرض سچ ہے دوزخ رکھا سنئے رو
حضور خداوند دیہیم و تخت
یہ کہنے لگے اے شہ نامجو
زبان پر وہ لایا سخنہائے کین
گیا یانسے بس ہوکے وہ برخلاف
تو پھر کیون تحمل کیا شاہ نے
تو اکبارگی اُڑ گئے میرے ہوش
اور آگے کریگا جو کچھ چاہیگا
بنایا وہین اک علم اُسنے وان
کہ اے نامداران با عقل و ہوش
رفاقت کرو ترک ناپاک کی
پس اکلا وہ انبوہ پیر و جوان
وہ پہونچے وہان تھا فریدون جہان
تری یار دولت مددگار بخت
کہ تائید غیبی ہوئی ہمرکاب

سفر مجھکو در پیش ہے دور کا
یہ مضمون ہو مرقوم اُسمین تمام
شہ خلق ہے راست گفتار ہے
ہر اک شخص کی پھر گواہی ہوئی
کہین نوبت اُسکے بھی فرزند کی
وہ کاوہ ہوا آنکے داد خواہ
تو ہے اژدہا پیکر و پیلتن
کہ یہ بھی ہے انصاف کوئی بھلا
پھر اپنی بھلائی کا محضر لکھے
نہ کھارا خون بیچارے کا
پڑھا جبکہ کاوہ نے محضر وہان
خفا ہے شہ دیو چہرہ کے اب
یہ کہکر شتابی سے بیخوف و باک
پھر اُس انجمن سے وہین اُٹھ گیا
ہوا کاوہ گستاخ اور بے ادب
رہ کینہ سے چاک محضر کیا
مگر دوستدار فریدون ہوا
دیا شاہ ضحاک نے یہ جواب
لگا پیٹنے اپنے سر کو وہ جب
گیا جبکہ وہ کاوۂ کینہ خواہ
علم ہاتھ مین لیکے وہ نامور
فریدون کا ہو جسکے دلمین خیال
ہوئے جمع وان تھوڑی ہی لشکری
کہان ہے فریدون یہ واقف تھے
جو کاوہ حضور فریدون گیا
تو ضحاک کا جلکے و بیم لے
کیا شکر لطف جہان آفرین

یہ خرد و کلانسے ہون مین چاہتا
کہ ضحاک ہے خسرو نیک نام
جہان پرور و نیک کردار ہے
نشانی بفرمان شاہی ہوئی
یہ سُندن ہوس شاہ کے دلمین تھی
لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ
جہاندار سالار شاہ زمن
رکھے نام تو داد بیداد کا
نکوئی کا مضمون سراسر لکھے
اُسے اُسکا بیٹا حوالے کیا
ہوا تب خروشان و نعرہ زنان
گرفتار عصیان ہوگئے ہائے سب
کیا اُسنے یکدست محضر کو چاک
اور اُسکا وہ بیٹا بھی ہمرہ گیا
حق نعمت شہ گیا بھول سب
اطاعت سے پیچیدہ یون سر کیا
کہ دشمن ترا زیر گردون ہوا
تحمل کا مجھسے نہ پوچھو حساب
بس اک خوف آیا مرے دلکو تب
فراہم ہوئی پاس اُسکے سپاہ
روانہ ہوا وانسے بس بیشتر
سو آوے یہان وہ خجستہ خصال
ہوا پھر فریدون رتبہ سروری
مگر سر اُٹھائے وہ سیدھے چلے
ادب سے جھکا اپنے سر کو دیا
جہاندار ہو ہفت اقلیم لے
بجا سجدۂ شکر لایا وہین

رفتن فریدون بمعیت کاوہ بارادۂ جنگ ضحاک و نشستن بر تخت شاہی و تسخیر ملک بہ تائید خدا

میسر ہوا جب یہ جاہ و حشم
علم پر جو تھا چرم آہنگران
وہ یکدست تھا سرخ و زرد و بنفش
کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان
شہان کیان نے لصد فرخی
گیا پاس مل سنکے یہ اُسنے کہا
وہ جاہ و حشم دیکھ شادان ہوئی
کہ سونپا تجھے یارب اپنا پسر
فریدون کے تھے دو برادر بزرگ
پھر آہنگر اُس شاہ نے کر طلب
اُترتا تھا شب کو وہ لشکر جہان
وہ پہونچے کہین اُسجگہ ایکبار
فریدون کو الہام اُسدم ہوا
پھر اک شخص پیدا ہوا ناگہان

سپاہ فراوان و تاج و علم
کیا زیر دیبائے رومی نہان
رکھا نام پھر کاویانی درفش
تو پہلے منگا چرم آہنگران
یہ رسم رہ نیک جاری رکھی
کہ رکھتا ہو نین قصد ایران کا
ولیکن جدائی سے گریان ہوئی
نگہدار رہنا تو شام و سحر
ولیکن وہ تھے کینہ ور مثل گرگ
کیا حکم اسطرح اُسکو کہ اب
سحر گاہ ہوتا تھا وانسے روان
کہ ایزد پرستو نکے تھے وہ مزار
فریدون کا دل جسسے خرم ہوا
کہ رکھتا تھا وہ صورت دلستان

ہوا خوش فریدون فرخ سیر
بنی پیکر گوہرین اُسپہ ایک
علم کی جو اسطرح تزئین ہوئی
بنا کر علم اُسکو پرزر کرے
کیا پھر فریدون نے یہ عزم جزم
دعا کر تو اے مادر مہربان
دعا دیکے پھر رخصت اُسکو کیا
روانہ ہوا پھر وہ عالیجناب
فریدون نے ساتھ اپنے اُنکو لیا
بنا دے تو اک گرزہ گاؤ سر
اسیطرح ہر روز تھے رہ نورد
رہا شاہ تنہا وہان وقت شب
یہ آواز آئی کہ دل شاد رکھ
فریدونکو سکھلائی افسونگری

کیا تاج شاہنشہی زیب سر
بہت نادر و نغز و دلچسپ نیک
ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئی
مزین بدیبا و گوہر کرے
کہ ضحاک سے کھینچے اب جلکے رزم
کہ ہون مین ظفریاب جا کر وہان
اور اُسدم خدا سے یہ کی التجا
چلا لاؤ لشکر کو لے ہمرکاب
وفور عنایت سے شادان کیا
مرتب کیا اُسنے لبس زود تر
سر جیحون پہونچے تھی لشکر کی گرد
اور امداد کی اُسنے وانسے طلب
یہ افسون بتاتے ہین سو یاد رکھ
یہ بولا کہ اے لائق سروری

کوئی آئے در پیش مشکل جہان
یہ سنکر فریدون فرخ نہاد
ترقی پہ اقبال تھا شاہ کا
لگے کہنے باہم کہ ہی یہ غضب
کہا اک نے ہی یہ مشکل کمال
کرینگے ہلاک اُسکو تدبیر سے
گئے پس وہ دونون شقاوت نشان
یکایک سنی اُسنے آواز سنگ
نہ غلطان ہوا پھر ذرا بیشتر
یہ بولے کہ ہمکو تعجب ہی یان
جہان آفرین نے رکھا اب نگاہ
نہ کچھ منھ پہ اُسکے کہا از نہار
بیابان اور کوہ کی راہ سے
گذربان سے کشتی جو دائی طلب
نہ ہرگز ذرا دل مین آیا خطر
مکان اک بنایا تھا ضحاک نے
طلسم ایک تھا وہ درون مکان
نمایان ہوئی وہ بلائے عظیم
کیا گرز سے دو ہین اُنکو ہلاک
یہ کاوہ سے پوچھا کہ کسکا ہی تخت
بصد فرخی پھر فرشتہ نامور
کہ ضحاک بیدادگر ہی کہان
اُدھر لے گیا لشکر بیکران
رہی فوج تھوڑی سی باقی یہان
لیا مال و زر اور توڑا طلسم
گیا پھر شہنشاہ گیتی پناہ
بتان پری چہرہ و سیم بر
وہی خواہران جم نامور
کہ اک دیو بیکر کی صحبت مین تھے

یہ فسون توڑ تھا وہان بیگمان
ہوا دلمین اپنے وہین شاد شاد
ظہور اُسکی تھا دولت و جاہ کا
جو ہون اُسکے محکوم ہم روز و شب
ہلاک فریدون ہی امر محال
بہانے سے حیلے سے تزویر سے
اُکھاڑا وہین ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار پس بیدرنگ
بداندیش حیران رہے دیکھکر
ہلا کسطرح یانسے سنگ گران
بجا لائے شکر لطف الٰہ
زیادہ کیا اُنکا جاہ و وقار
سپاہ و حشم شوکت و جاہ سے
ندی اور ہوا شہ وہان پر غضب
گئے بحر زخار سے سب اُتر
کیا تھا بلند اُسکو ناپاک نے
بلا ہائے دشوار تر تھین جہان
سیہ دیو اور اژدہائے عظیم
پھر آگے گیا شاہ بیخوف و باک
لگا کہنے یون کاوہ نیکبخت
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
جو کچھ تجھکو معلوم ہی کر بیان
زرہ پوش مردان جنگی یلان
طلسم و حرم خانے کے پاسبان
نہ چھوڑا خزانہ نہ چھوڑا طلسم
بسوے شبستان ضحاک شاہ
ہوئین شادمان شاہ کو دیکھکر
لگین کہنے یون چشم کو کر کے تر
گرفتار ہم اک مصیبت مین تھے

کہ ہو جائے آسان مشکل تمام
خوشی سے اُسے اور قوت ہوئی
بڑے بھائی دونون تھے جو کینہ ور
فریدونکو بس قتل اب کیجیے
دیا دوسرے نے یہ اُسکو جواب
کہین ایک دن بادل پر صفا
سر کوہ سے اسکو غلطان کیا
فسون کو کیا شہ نے ورد زبان
رہ مکر سے پھر خرد شان ہوئے
اگر کوہ سے ہائے گرتا کبھی
ولیکن فریدون نے سمجھا وہان
بصد فرخی پھر شہ نیکمرد
جہان دجلہ تھا شہر بغداد کا
گیا وہ وہین دریا مین گھوڑا دوان
وہانسے جہاندار گیتی ستان
بہت دور سے وہ نظر آئے تھا
گیا اُس مکان مین وہ شاہ دلیر
فریدون نے افسون اُس دم پڑھا
وہان ایک اور رنگ آیا نظر
کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہی
پھر اک شخص وان شاہ کو ملگیا
یہ بولا سو ہے ہندو زشت خو
درون طلسم اُسکا ہی مال و زر
ہوا سنکے خوش شاہ آفاق گیر
خدا کا ادا شکر نعمت کیا
ہوا قتل جو وان مقابل ہوا
یہ بولین کہ ہم تھے اسیر بلا
اُٹھایا تھا ہمنے جو رنج و عذاب
اُدھر اُس سیہ رو کا تھا ہم پہ بس

بن آوین شتابی سے یکدست کام
زیادہ فریدونکو ہمت ہوئی
حسد سے گئے یہ حشم دیکھکر
نہ تاخیر کو راہ یان دیجیے
نہین لازم اس کام مین اضطراب
تہ دامن کوہ سوتا وہ تھا
کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
ہوا نہ وہ سنگ غلطان وہان
وہ سرگرم فریاد و فغان ہوئے
تو ضایع فریدون بھی ہوتا ابھی
کہ یہ کام انکا ہی تھا بیگمان
دم صبح وان سے ہوا رہ نورد
فریدونکو کاوہ وہان لے گیا
روانہ ہوئی فوج بھی بعد ازان
ہوا سوئے بیت المقدس روان
فلک بھی اُسے دیکھ شرمائے تھا
دلیری کو جسکی نہ پہونچے تھا شیر
کہ عاجز ہوے دیو اور اژدہا
مکلل بیاقوت و لعل و گہر
ولے اب فریدون غازی کا ہی
اور اُس شخص سے شاہ نے یون کہا
فریدون کی کرنے گیا جستجو
رکھا ہی یہان گنج و لعل و گہر
تصرف مین لایا وہ زرین سریر
کہ جسنے خداوند دولت کیا
فریدون شبستان مین داخل ہوا
کیا آنکے تونے ہم کو رہا
کہین کیا وہ اے شاہ عالیجناب
ادھر اژدہائے سیہ کا ہراس

ہوا ہمیشہ یار ہے خدا مہربان / کہ بھیجا بجاہ و حشم تجھکو یہان
یہی اپنے دلکی ہے اب آرزو / کہ جبتک جہان ہے جہانبین ہو تو
وہ بولی کہ تجھسے تھا اسکو خطر / تجسس کو تیری گیا ہے اُدھر
کہ ہندوستان کو مسخر کرے / دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے
تجھے جسکے جادو سے پہونچے گزند / وہ بیخوف ہو زیر چرخ بلند
کہ بدخواہ تیرا سدا خوار ہو / تو دائم جہانبین جہاندار ہو
بھرے دن ہوا پھر مددگار تخت / کہ آیا تو اے وارث تاج و تخت
یہ پوچھا فریدون نے اے دلربا / سوئے ہند ضحاک ابکیون گیا
کہ شاید کہین ہاتھ آجائے تو / ہوا اسکے یہ ہے اُسے آرزو
بہم وانسے پہونچا ہے اک سحر کار / فسون ساز و جادوگر و ہوشیار
دلے چاہتا ہے یہ عالم تمام / دعا ہے یہ ہر ایک کی صبح و شام
رہے تیرے اقبال دولت قرین / نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ / نصیب شہنشاہ گیتی پناہ
ہوا ہمسر عرش افلاک تخت / کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت
ہوئین کامران وہ پری پیکران / بہم بزمی خسرو کامران
ہوا رونق افزاے تخت کیان / فروزندہ خورشید بخت کیان
گیا پاس ضحاک کے بھاگ کر / وہان جاکے اُسنے کہی یہ خبر
کسی سمت سے لاکے فوج گران / سو شہر بغداد آئے دوان
نمایان ہے چہرے سے فر کیان / خداوند دولت ہے وہ نوجوان
رکھے ہے وہ پاس اپنے گرز گران / جوانمرد ہے جنگجو پہلوان
ترے دیو گردان جنگ آزما / جو وان تھے انھین قتل سبکو کیا
ہوا تیرے داخل شبستان مین / تصرف کیا تیرے ایوان مین
ولے اُسنے پنہان کیا راز کو / کہ تا کوئی لشکر مین بیدل نہو
نہین جائے اندیشہ کچھ زینہار / رہا چاہیے شاد لیل و نہار
کہ اب سوچ کچھ تو شہا چاہیے / اُسے کیونکہ مہمان کہا چاہیے
وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے / بڑا یہ غضب ہے بڑا قہر ہے
ادھر ہمکنار اُن سے ہو شہناز / اُدھر اُسکے پہلو مین ہو ارنواز
یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے / تو کی خواہش مرگ ناپاک نے
تری بات کا کچھ نہین اعتبار / ذرا بھی نہین راستی زینہار
نہ اب ناظم شہر تجکو کرون / نہ خدمت تجھے کوئی زینہار دون
تو ہرگز نہو بہرہ ور تخت سے / نہو کامران افسر و تخت سے
ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر / نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر
کیا حکم ضحاک نے پھر وہین / کہ گردان رکھین اسپ اب زین
سراپا گلستان ہوا وہ مکان / ہوا تازہ یکدست باغ جہان
شبستان ہوا غیرت صد چمن / ہوئی رشک باغ ارم انجمن
کیا شاہ نے ملک تسخیر تب / ہوا کامیاب نشاط طرب
جو تھا کندرو نام اک پہلوان / طلسم و زر و مال کا پاسبان
کہ تھا با تن گرد گردن بلند / جوان و دلیر و قوی ارجمند
بزرگ آئین دو ہین ور اک خرد ہے / ولاور ہے پر زور ہے گرد ہے
وہ سرکردہ ہے لشکر و فوج کا / سپہدار و ممتاز و فرمانبردا
بجاہ و حشم اُسنے وان آنکر / وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر
کیا زیر پا اپنے تیرا وہ تخت / ہوا بیگمان تیرا برگشتہ بخت
ستمگار سمجھا یہ سنکر خبر / کہ پہونچا فریدون وہان آنکر
کہا یون کہ مہمان کوئی ہوئیگا / جو رخ اُسنے سوئے شبستان کیا
یہ گفتار سن اور کھا پیچ و تاب / دیا کندرو نے یہ اُسکو جواب
رکھے جو کوئی گرزہ گاؤ سر / شبستان مین شوخی کرے آنکر
کرے یون خواہران جہاندار جم / رہین بیحجابانہ اُس سے بہم
بھرا شہر مین اُسکا لشکر تمام / ہوئے آدمی اُسکے جاکر تمام
ہوا کندرو پر بہت خشمگین / لگا کہنے یون اُس سے از روئے کین
ترا خوف سے دل پریشان ہوا / تو مارے خطر کے گریزان ہوا
اُسے کندرو نے یہ پاسخ دیا / کہ مجکو ہے اب یہ گمان خسروا
بھلا شہر یاری نہو جب تجھے / کرے ناظم شہر کیونکر مجھے
سنی جبکہ گفتار با خروش / تو آیا ستمگار کے دل مین جوش
غرض کرکے طیار لشکر تمام / روانہ ہوا وان سے وہ تیز گام

فریدون شہ نامور تھا جہان
دہان شاہ ضحاک آیا دوان
وے فوج بیدل تھی ضحاک سے
نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک سے

کہ اُسکے ستم سے وہ زخمی تھے سب
طلبگار عہد فریدون تھے سب
سنا فوج نے جب فریدونکا نام
دل اُنکا ہوا خرم و شادکام

دلیران و مردان و برنا و پیر
کہ تھے پہلوانی مین وہ بےنظیر
فریدون کے آکر ہوئے سب رفیق
کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق

وہ لشکر جو یون ہوگیا برخلاف
تو بیدادگر دلمین سمجھا یہ صاف
کہ کرتا نہین خیرخواہی کوئی
نہین چاہتا میری شاہی کوئی

کیا مشورہ دلمین پھر یہ وہین
کہ تنہا مسلح ہون اب بہر کین
سوِ خوابگاہ فریدون چلون
دہان جاکے بس قتل اُسکو کرون

ہوئی رات جسدم تو وہ بیحیا
ہوا غرق آہن مین سرتاپا
یہ جسدم بنی صورت نابکار
کہ کوئی نہ پہچانے پھر زینہار

کمند ایک لیکر گیا پھر وہین
چڑھا وہ سر بام کاخ برین
جو دیکھا تو ایوانمین سرنواز
فریدون سے ہے شوق مین گرم ناز

ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب
دل اُسکا ہوا گرم کین و غضب
شتابی سے ایوانمین ڈالی کمند
کہ وان جاکے پہونچائے شہ کو گزند

بلندی سے بدخواہ آیا فرود
فریدون نے اُسکو جو دیکھا تو زود
اُٹھا لیکے وہ گرزۂ گاؤسر
مقابل ہوا اُسکے وہ آن کر

وہ گرز اُسکے سر پر جو مارا شتاب
تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب
فریدون نے پھر یہ ارادہ کیا
کہ اک ضرب اور اُسکے سر پر لگا

ملادیجے اسکو تہ خون و خاک
زمین تاکہ ناپاک سے ہووے پاک
صدا غیب سے لیکن آئی تبھی
کہ باقی ہے اسکی ابھی زندگی

اُسے قید کر کوہ کے درمیان
رہے یہ گرفتار بند گران
فریدون نے جسدم سنی یہ صدا
تو ضحاک کو قید وہین کیا

کہین کوہ تھا ایک دُناوند نام
دہان غار تھا اژدہے تھے تمام
کیا بند لیجاکے ضحاک کو
رکھا سرنگون آہنین پالگو

بشاہی اُسے سال گذرے ہزار
ہوا بعد اسکے گرفتار و خوار
یہ دنیا کہ ہر چند ہے بےثبات
ولیکن جہانمین ہے بہتر یہ بات

کہ نام نکوئی رہے یادگار
ہمیشہ نکو نام ہے برقرار
فریدونمین تھی یہ صفت سربسر
کیا جز نکوئی نہ کار دگر

ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب
سعادت ہوئی شاہ کے ہمرکاب
تو سب نامداران و گردان شہر
کہ تھے دولت و مال سے شاد بہر

شتابی سے حاضر ہوئے آنکر
حضور شہ عادل و دادگر
کیا عرض یون ہم ہین فرمان پذیر
پرستندۂ شاہ آفاق گیر

کیا شاہ نے اُنپہ لطف و کرم
فزونتر کیا اُنکا جاہ و حشم
سر تخت ایران و توران و چین
ہوا خواہ شاہنشہ دوربین

نوازشگری شہ نے کی اختیار
کیا عدل اور داد لیل و نہار
کشادہ کیا وان در گنج و زر
رعیت نوازی یہ باندھی کمر

نکوئی جوکی شہ نے زیر فلک
تو نام نکوئی بھی ہے اب تلک
جو کار فریدون کرے بیگمان
فریدون وہی ہے تہ آسمان

ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک
تو بیشک ہو آغاز و انجام نیک
سنو تم کہ آگے کرون مین بیان
فریدون کے بیٹونکی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سہ پسران و رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست آنہا

شہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پور
کہ تھا انکا نام ایرج و سلم و تور
ملکزادہ ایرج دلے خرد تھا
خردمند و دانشور و خوش لقا

ہوئے جب جوان بادشہزادگان
ہوئی یون تمنائے شاہ جہان
سہ دختر جہان ایک مادر سے ہون
فزون حسن مین ماہ انور سے ہون

تو اُنکو وہان کتخدا کیجیے
نہ تاخیر کو راہ ٹک دیجیے
کوئی مرد دانا تھا جندل بنام
طلب کرکے اُسکو شہ ذوالکرام

یہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو
جو ہے مدعا اُس کی کر جستجو
اُسے جبکہ فرمان شاہی ہوا
تو رخصت ہو دانسے وہ راہی ہوا

بہت ملک مین گشت اُسنے کیا
دلے جبکہ شہر یمن مین گیا
تو لوگونسے دانسے ہوا یہ عیان
کہ حسب تمنائے شاہ جہان

رکھے تین دختر ہے شاہ یمن
پری چہرہ و مہوش و سیم تن
سپہدار کا وانکے تھا سرو نام
گیا وان رسول مبارک پیام

فریدون کا پیغام یکسر کہا
بصد حشمت و شوکت و فر و شان
پری طلعتوں کو کیا کدخدا
فریدون کے دلمیں یہ آیا خیال
دیا سلم کو روم و خاور وہیں
سوے روم و خاور گئے سلم و تور
یکایک دل سلم بیدل ہوا
سوے تور لکھکر کے نامہ شتاب
ذرا سوچ اب اے خداوند تور
کیا ملک ایران کا ایرج کو شاہ
یہان کا ہے حاصل بھی ازنسے کم
جو نامہ پڑھا تور نے سر بسر
بھر نیک و بد تیرے شامل ہے نہیں
گر اس نامہ بر کو بسوئے پدر
ہمیں تخت ایران سزاوار ہے
جب آیا رسول خردمندیان
کہ دونوں برادر نے بعد از درود
نہیں خوب یہ رسم و آئین و راہ
ستم ہے جو کہتر کرے مہتری
یہ ہے حق میں ایرج کے خوب انکو
شتابی سے ہوں سوے ایران روان
وہان سے روانہ ہو پیغامبر
فرستندگان کی طرف سے دیا
کیا عرض پھر یوں کہ پیغامبر
اگر میری تقصیر ہووے معاف
تو کہنہ بخطر ہو کے یکسر پیام
پیام درشت اور سخنہاے سخت
کیا میں نے یکدست تقسیم ملک
جو مجھسے نہیں تو خدا سے ڈرو

وہ اقبال شاہ یمن نے کیا
کیا شاہزادوں کو شہ نے روان
بہت مال اور گنج انکو دیا
کہ اب میں ہوا پیر و پیرانہ سال
ملا تور کو ملک توران و چین
رہا ایرج ایران میں با صد سرور
سو کین ایرج وہ مائل ہوا
رسول ایک بھیجا کہ لاوے جواب
کہ ہرگز نہیں باپ کو کچھ شعور
کہ ہے جائے آسائش و تختگاہ
غنیموں سے ہے رزم و کین دمبدم
ہوا دل میں اپنے غضبناک تر
یقین جانیو تو کہ یکدل ہوں میں
روانہ کر اب تو ہے خوبتر
یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہے
کیا سلم نے تب یہ اس سے بیان
کہا یوں کہ اب زیر چرخ کبود
کہ ایرج کو دے تخت و تاج و کلاہ
غضب ہے کہ کہتر کو ہو برتری
کہ ایران سے اب دست بردار ہو
قیامت کریں ایک برپا وہان
جو آیا حضور شہ نامور
درود اسنے اور شہ روے صفا
گزند از زبانے ہے بس بخطر
تو پھر میں گذارش کروں کو صاف
بیان شوق سے کر حقیقت تمام
کہے سب حضور خداوند تخت
کیا تینوں کو یعنے تسلیم ملک
نہ زنہار باہم خرابی کرو

فریدون نے جس دم سنی یہ نوید
گئے جب وہ سوے دیار یمن
ہوئے وانسے پھر سوے ایران روان
کروں ملک تقسیم ہر ایک کو
دلے ملک زرریز ایران تمام
وہ کرنے لگے بادشاہی وہان
قناعت نہ کی خاور و روم کیا
لکھا تھا یہ مضمون کہ بہتر ہیں ہم
دیا اسکو اورنگ و دیہیم و زر
مجھے اور تجھے ملک ایسا دیا
یہ تقسیم ہے مجھکو بس ناگوار
لکھا پھر وہیں سلم کو یہ جواب
ترے ساتھ میں دلسے پیوستہ ہوں
یہ پیغام بھیجو کہ ای بادشاہ
رہ راستی پر وہ آجائے گر
کہ سوے فریدون روانہ ہو تو
ہوا خسروا عقل کو تیری کیا
یہ کر غور دلمیں کہ مہتر ہیں ہم
کوئی گوشۂ ملک کافی ہے بس
وگرنہ سواران جویائے کین
پھر ایران و ایرج ہوں دونوں خراب
ادب سے ہوا وہ وہیں سجدہ کنان
لگا پوچھنے یوں کہ دونوں ہیں شاد
یہ بندہ تمہارا گنہگار ہے
یہ کہنے لگا شاہ عالم پناہ
کہا جبکہ یہ شاہ آزادہ نے
فریدون یہ سنکر ہوا تند و گرم
بدی کچھ نہیں میں نے کی انکا
مجھے اب تمنائے تاج و سریر

ہوا خوش کہ دل کی بر آئی امید
ہوا شاد تب شہریار زمین
ملکزادگان اور وہ مہوشان
کہ باہم برادر نہ ہوں کینہ جو
مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام
ہوئے تخت و دیہیم سے کامران
نہ آئی پسند اسکو بخشش پدر
نہ زنہار ایرج سے کہتر ہیں ہم
کہ مجھسے بھی اور تجھسے ہے خرد تر
جہان جنگ و کینہ ہے صبح و مسا
تری مصلحت کیا ہے اے شہریار
کہ اے بادشاہ ثریا جناب
پئے قتل ایرج کمر بستہ ہوں
بزرگی و خردی پہ کیجے نگاہ
تو بہتر ہے پھر ورنہ تیغ و سپر
یہ پیغام بھیجا جہاندار کو
کیا دور بس دلسے ترس خدا
سزاوار اورنگ و افسر ہیں ہم
عبث ہے اسے اور باقی ہوس
دلیران رومی و ترکان چین
خبر شرط ہے و تجھے اسکا جواب
رکھا سر کو اپنے سر آستان
وہ بولا کہ ہاں تمکو کرتے ہیں یاد
کہ لایا پیام ایک دشوار ہے
پیام آوران ہیں سدا بیگناہ
تو کھولی زبان پھر فرستادہ نے
یہ بولا کہ آتی نہیں انکو شرم
فزونتر کیا فخر و جاہ و وقار
نہیں کچھ کہ دیکھو ہوا میں تو بیر

ذرا گوش دل سے مری سن تو پند — کہ قائم نہین دور چرخ بلند
رہو راضی اب میری تقسیم پر — ہے کینہ خواہی نہ باندھو کمر
شہ نامور سے یہ سن کر جواب — فرستادہ رخصت ہوا پھر شتاب
فریدون نے ایرج کو کر کے طلب — کہا بھائیون کا وہ پیغام سب
کیا پھر یہ راز نہفتہ عیان — کہ پرخاش پر ہین وہ گردنکشان
کیا سلم اور تور نے اتفاق — رکھے ہین ترے ساتھ دونون نفاق
ارادہ کیا از رہ سرکشی — کہ تجھپر کرین آکے لشکر کشی
کمر قتل پر تیرے باندھے ہین بس — ترا چھین لین ملک ہے یہ ہوس
اگر مین جس ترا مددگار ہون — معاون ترا وقت پیکار ہون
تو میرے بھی ہو وین مقابل وہین — وہ گردنکشان کھینچکر تیغ کین
وہ ہین کینہ جو زیر چرخ کہن — تو کیا فکر رکھتا ہے اے جان من
یہ بولا وہ ہین ایرج نام جو — وہ لاؤن عمل مین جو ارشاد ہو
جہاندار نے پھر کیا یون بیان — کہ اے نور چشم سعادت نشان
کسے ہین وہ دونون برادر بزرگ — ہوے تجھ سے اب کینہ جو مثل گرگ
تو ہے خرد اور یہ نہین تجھ مین تاب — جو اُنسے نبرد آزما ہو شتاب
مری ہے یہ حالت کہ بس ہین تن پیر — کری ترک شاہی ہوا گوشہ گیر
وہ یکدل ہوے ہر دو جنگ آوران — فراہم کیا لشکر بیکران
یہان ساتھ اُنکے نہین تاب جنگ — نہ فوج اسقدر ہے نہ اسباب جنگ
پسندیدہ عقل و رائے نکو — یہی ہے کہ تو صلح جو اُنسے ہو
مری طرح شاہی سے اب درگذر — نہ رکھ دلمین تو خواہش تاج و زر
کہ تا جان پہ تیری نہ پہونچے گزند — تو ایمن رہے زیر چرخ بلند
نہ آرام جان افسر زر ہوا — قلم آخرش شمع کا سر ہوا
سنی گوش جان سے فریدون کی پند — لگا کہنے یون ایرج ارجمند
کہ زنہار اے شاہ فرخندہ بخت — نہین کچھ مجھے الفت تاج و تخت
جو دنیا و دولت نہین پائدار — تو غم کھائے کیون مردم ہوشیار
یہ کینہ اگر بہر اورنگ ہے — پئے تاج شاہی اگر جنگ ہے
تو گذرا مین اس تاج اورنگ سے — بہم صلح بہتر ہے اب جنگ سے
حضور اُنکے جاؤن نہین لے سپاہ — نہ وسواس کو دلمین دون اپنے راہ
کہ مین خرد ہون اور وہ ہین بزرگ — بجا ہے وہ خشم بھی ہین مجھ سے سترگ
کرون عرض یون ہو نہین فرمان پذیر — مبارک تمھین ہووے تاج و سریر
مجھے دہر مین کچھ نہین حب جاہ — نہین کچھ تمنائے تاج و کلاہ
مرے ساتھ کس واسطے خشم و کین — کہ ہون بندہ خسرو روم و چین
یقین ہے کہ پھر مجھ سے الفت کرین — بزرگانہ مجھپر وہ شفقت کرین
فریدون نے ایرج سے پھر یون کہا — کہ اے پور صد آفرین مرحبا
برادر ہین تیرے سر خشم و کین — تو ہے صلح جو اور محبت گزین
بہت خوب جانا ہے تیرا اُدھر — کہ دونون وہ یکجا ہین آپس مین سیر
ولے مین بھی اک نامہ انکو لکھون — رقم اُسمین درد دل اپنا کرون
کہ بن ڈھکے اُنکا دل کینہ ور — سر مہر آجائے پھر زرد تر
تجھے پھر بخوبی وہ رخصت کرین — محبت کرین اور الفت کرین
ترا مجکو دیدار حاصل ہو پھر — قرین مسرت مرا دل ہو پھر
یہ کہکر فریدون نے نامہ لکھا — رقم اُسمین یعنی یہ مضمون کیا
کہ تم ہو بزرگ اے جوانان گرد — اور ایرج تمھارا برادر ہے خرد
سر تخت شاہی سے آیا فرود — کلاہ شہی سر سے لایا فرود
کمر اپنی باندھی پئے بندگی — یہ آیا برائے پرستندگی
تمھین بھی ہے لازم کہ شفقت کرو — سر کین سے گذرو محبت کرو
کئی روز وان جبکہ جائین گذر — تو پھر اسکو رخصت کرو تم ادھر
سر نامہ جب شاہ نے مہر کی — تو ایرج نے تورانکی پھر راہ لی
لیے اسقدر ساتھ برنا و پیر — کہ نبھے راستے راہ کے ناگزیر

داستان رسیدن ایرج نزد سلم و تور بی فوج برای عذر انکسار مع نامہ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از روی کین و سرش را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

شہ روم و توران و چین سلم و تور — کہ تھا جنگجو جاہ و خشم و غرور
وہ رکھتے تھے دلمین اگر ایک عزم — تو تیار کرتے تھے اسباب رزم

وہ توران میں آ کر فراہم ہوئے
پئے خون ایرج وہ باہم ہوئے

خبر اُنکو پہونچی تو تھے میں وہان
کہ بے فوج آتا ہے ایرج یہان

فریدون نے نامہ بھی ہے اک لکھا
یہ سن کر وہ دونوں گئے پیشوا

خوشی سے جہان اُنکی تھی بارگاہ
اُسے لیگئے وان وہ با عز و جاہ

ملک زادہ ایرج تھا فرخندہ خو
خردمند و خوش منظر و خوبرو

مگر اب جو برپا ہوا یہ فساد
تو آئے پھر اس بات پر بدنہاد

کہ ہو بے خطا کشتہ وہ نامدار
سو خانہ جا بجز نہ ہو زنہار

سو فوج پھر سلم نے کی نگاہ
نہ پایا طرف اپنے میل سپاہ

کہا تور سے کام ابتر ہوا
کہ ایرج سے دلبستہ لشکر ہوا

ہمیں قصد تھا ملک ایران کا
دلے اب ہے اندیشہ توران کا

ہو اقتل ایرج کا اب ناگزیر
دگر نہ ہمیں اور نہ تاج و سریر

بھری آہ اِن بات سے تور نے
رکھا خون رد اُسکا مغرور نے

گیا دوسرے دن جو اُنکے حضور
تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تور

کہے سب بے ادب ہم سے کہتر ہے تو
نہ ہرگز سزاوار افسر ہے تو

ہمارا ادب کچھ نہ رکھا نگاہ
ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ

شب و روز زیان ہم تو کھینچیں یہ رنج
لیے تو وہان شاد با تاج و گنج

یہ باتیں جو تندی سے اُسنے کہیں
تو ایرج نے پاسخ دیا پھر یہیں

کہ اے بادشاہ جہانگیر گرد
بزرگ آپ ہیں ہر طرح میں ہوں خورد

مجھے چاہیے اب نہ تاج و کلاہ
نہ گنج اور نہ کشور نہ فوج و سپاہ

نہیں مجھپہ لازم ہے بنا عتاب
کہ ہوں بندہ شاہ عالیجناب

یہ کرتا تھا عجز اور گفتار نرم
ولے تیرہ ہوتا تھا وہ تند گرم

نہ گفتار ایرج کی بھائی اُسے
نہ الفت برادر یہ آئی اُسے

سر کرسی زر وہ بیٹھا جو تھا
وہاں سے وہ یکبارگی بس اُٹھا

وہ کرسی زر از رہ خشم و کین
اُٹھا سر پہ ایرج کے ماری وہین

پھر اُسکے رکھا دست بازو نہ یہ
گزند برادر بس آیا پسند

بہت کہہ گئے تب زاری و انکسار
لگا کہنے ایرج کہ اے نامدار

نہ کر قتل مجکو خدا سے تو ڈر
نہ دے ہاتھ سے پاس شرم پدر

یقین جان یہ تو کہ انجام کار
تجھے رنج پہونچائیگا کردگار

نہ رکھ ہاے خون برادر روا
مری جان پر رحم کر خسروا

نہیں کچھ مجھے خواہش سروری
کرون رات دن محنت و چاکری

کیا عجز ایرج نے ہر چند پر
نہ آیا سر رحم بیدادگر

وہیں کھینچ کر خنجر آبگون
کیا اُسنے ایرج کو بس غرق خون

سر نامور کر کے تن سے جدا
حضور فریدون روانہ کیا

لکھا یوں کہ تو نے جسے اے پدر
دیا تاج و زر تھا یہ اسکا ہی سر

تو رکھ اُسکے اب سر پہ تاج جہی
بٹھا اُسکو بالائے تخت شہی

فریدون یہ کھینچے تھا وان انتظار
کہ آوے کہیں ایرج نامدار

کہ اتنے میں نالہ کنان مردمان
لیے اُسکا تابوت پہونچے وہان

وہ تابوت کھولا تو آیا نظر
وہ پیچیدہ تھا پرنیان میں جو سر

فریدون اُسے دیکھ گریان ہوا
وہ بیخود سر خاک غلطان ہوا

ذرا ہوش آیا فریدون کو جب
وہ بولا کہ ہو دین سیہ پوش سب

وہیں توڑ ڈالے وہ کوس و علم
فغان اور نالہ تھا وان دمبدم

بنایا تھا ایرج نے اک گلستان
سر اُسکا کیا دفن لیکر وہان

اُکھاڑے نہالان گلشن تمام
جلائے گل و سرو و سوسن تمام

یہ کہتا تھا گریہ کنان شہریار
کہ افسوس اے گردش روزگار

ہوا کشتہ یوں ایرج نازنین
کہ سر ہی کہیں اور تن ہی کہیں

ہوا سو ہوا لیکن اے کردگار
ترے فضل سے ہوں یہ امیدوار

کہ ہو تخم ایرج سے اک نامور
پئے رزم کین جست باندھے کمر

کہاں تک کروں رود غم کا بیان
سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن زوجۂ ایرج و کتخدا شدن او با پشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر و کینہ خواہی او

شبستان میں ایرج کے تھا جو وہان
گیا ایک دن تو یہ پوچھا وہان

کہ ہے کوئی یان ماہرو باردار
شتابی سے مجھپر کرو آشکار

کسی نے دیا شاہ کو یہ نوید
کہ ہے حاملہ ایک ماہ آفرید

یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار
کہا یون کہ اب ہون یہ امیدوار

خدا دے اُسے ایک فرخ پسر
کہ لے بد سگالان سے خون پدر

گذر جب گئے نو مہینے وہان
تو پیدا ہوئی دختر دلستان

وہ تھی حسن مین ایک ماہ تمام
فریدون نے رکھا پریچہرہ نام

کیا پرورش ناز و نعمت کیساتھ
رکھا ہمقرین اُسکو دولت کیساتھ

جوان دلاور شبنگ ایک تھا
اُسے ساتھ اُسکے کیا کتخدا

فریدون کے تھا نسل سے وہ جوان
ہنرمند و دانشور و پہلوان

ہوئی حاملہ جب وہ رشک قمر
تو اُس سے تولد ہوا اک پسر

ملکزادہ ایرج کے ہم شکل تھا
منوچہر نام اُسکا شہ نے رکھا

بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
سر نو اُسے زندگانی ہوئی

وہ لایا بجا شکر پروردگار
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار

کہ جب تلک فلک پر مہ و مہر ہو
الٰہی جہان مین منوچہر ہو

رہے اُسکا اقبال دائم بلند
نہ پہونچے ذرا چشم بد سے گزند

ہوا جب جوان وہ منوچہر تب
ہنر پہلوانی کے سکھلائے سب

سکھائے سب آئین رسم شہی
پھر اُسکے رکھا سر پہ تاج شہی

کہا یون نظر کر کے سوئے سپاہ
تمھارا منوچہر ہے بادشاہ

منوچہر کی تم اطاعت کرو
دل و جان سے تم اُسکی خدمت کرو

در گنج شاہی کشادہ کیا
سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا

فراہم ہوا لشکر بے شمار
دلیران جنگی و مردان کار

منوچہر سے مردمان سپاہ
گذارش یہ کرتے تھے شام و پگاہ

کہ عزم عدو سوزی اب کیجیے
شتابی سے ایرج کا خون لیجیے

منوچہر ہے مرد پیکار جو
قوی بازو و پہلوان و دلیر

حضور اُسکے روباہ سے کم ہے شیر
جو پہونچی خبر سلم اور تور کو

یہ سنکر بہت دل مین لائے ہراس
پریشان ہوئے اُنکے ہوش و حواس

فریدون یہ رکھتا ہے اب عزم جزم
کہ بھیجے اُسے اس طرف بہر رزم

منوچہر کو اب طلب کیجیے یان
یہ لکھیے کہ اے بادشاہ جہان

کیا مشورہ یون کہ گنج و گہر
روان کیجیے اب بسوئے پدر

غرض با زر و گنج بھیجا رسول
کہ شاید فریدون کرے یہ قبول

عوض خون ایرج کے دیتے ہین ہم
اُسے گوہر و گنج و تاج و علم

دعا و ثنا کی شہنشاہ کی
کہ اے مہر رخشندۂ سروری

حضور فریدون وہ پیغامبر
جو پہونچا تو رکھکر وہ سر خاک

وہ تحفے جو لایا تھا پھر اُسنے سب
رکھے شہ کے آگے ز روے طرب

کہ ہے جاودان عالم افروز تو
ہمیشہ کرے جشن نوروز تو

وہ دیبائے رومی و خز و حریر
وہ زرین طبقہائے مشک و عبیر

زر و لعل اور گوہر شاہوار
سریر زر و تاج گوہر نگار

کہا سلم اور تور کا یہ پیام
کہ بندے ہین ہم اے شہ نیکنام

وہ پیلان محمول سیم و زر
حضور جہاندار گذران کر

خجالت زدہ ہم ہین تقصیر سے
ولیکن ہین ناچار تقدیر سے

کیا ہم کو گمراہ شیطان نے آہ
جو سر زد ہوا ہم سے ایسا گناہ

ہماری یہ تقصیر ہووے معاف
کہ گرد کینہ سے اپنے سینہ کو صاف

اگرچہ ہین ہم تو سراپا خطا
ولے تو خطا بخش ہے خسروا

تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
ہم اُسکی کرین چاکری جاودان

تمنا یہ ہے اپنی شام و سحر
سو خاور آوے منوچہر گر

فریدون نے دیکھا جو تحفہ تمام
سنا اُن دو سرگشتون کا پیام

رکھین اُسکے تارک پہ دیہیم زر
کرین پیشکش اُسکے گنج و گہر

کہا یون کہ اے پور فرخ خصال
تجھے ہے سعید و مبارک یہ فال

بلایا منوچہر کو تب وہین
اُٹھایا سر کرسی گوہرین

پھر آیا وہ شہ سوئے پیغامبر
ہوا خندہ زن اُنکی گفتار پر

نظر کرتے گنبد نیلگون
ہوئے تیرے بدخواہ یکسر زبون

ہوئے گر منوچہر پر مہربان
تن ایرج نامور ہے کہان

دیا اُسکو پیغام کا یہ جواب
کہ جا ہر دو ناپاک سے کہہ شتاب

منوچہر رکھ سر پہ خود و کلاہ
سو خاور آئیگا لشکر سپاہ

اگر تم نے اب بیگناہ و خطا
کیا قصد خون منوچہر کا

وہ گرشاسپ شاپور شیر و پیل
کہ ہین پہلوانی مین سب بے بدیل

وہ سام نریمان و قارن دلیر
وہ کاوہ کہ ہے جنگ جو مثل شیر

مجھے زر سے دیتے ہو تم کیا فریب
یہ مکاری ہے سب تمھارا فریب

یہ سب نوان جنگ آور و پہلوان
منوچہر کے ساتھ پہونچینگے وان

یہان خواہش زر نہین زینہار
کیا غدر جو نابکارون نے اب
گیا اِس جہان سے وہ ایرج اگر
دلیر و قوی چون ہزبر دمان
یہ پیغامبر نے جواب پیام
غرض تیز رو مثل باد صبا
کہا پھر کہ مین نے منوچہر کو
اور اُسکے جو لشکر مین ہین پہلوان
وہ دونون جفاکار بیداد گر
یہ بولے تہ چرخ فیروزہ رنگ
یہی مصلحت ہی کہ لیکر سپاہ

نہین چاہیے گو ہر شاہوار
نہین ہی بجا یعنی بیجا ہی سب
تو پیدا ہوا اور اک نامور
نبرد آزما مثل شیر ژیان
سنا جب تو ہوش اُڑگئے بس تمام
جہان سلم اور تور تھے وان گیا
جو دیکھا تو ہی مرد پیکار جو
قوی زور ہین مثل پیل دمان
ہوے سن کے پاسخ بہت پُر خطر
کہ ہم گر نہ پہلے کرین قصد جنگ
چلین ہم بسوے منوچہر شاہ

تو سب پھیر لیجایہ گنج اے رسول
ستم ساتھ ایرج کے جو کچھ کیا
گر ایرج نہین تو منوچہر ہی
کمر چست باندھے پے کارزار
ذرا ایک دن پھر نہ ٹھہرا وہان
وہ پاسخ جو تھا اُسکا چون زہر مار
جوانمرد و شیر افگن و پیلتن
نبرد آزما ہر جوان مرد ہے
پھر آراستہ ایک کی انجمن
مبادا منوچہر ہووے دلیر
کرین حملے ہم پر انہین ہم سے جنگ

کہ ہرگز ہمین کچھ نہین ہی قبول
سو اسکا مکافات دیگا خدا
فرزندہ مثل مہ و مہر ہی
نچھوڑے وہ ایرج کا خون زینہار
ہوا بس ہین سوے خاور روان
کیا سلم اور تور سے آشکار
یل نوجوان گرد شمشیر زن
طلبگار پیکار و بیدرد ہے
پے کینہ خواہی ہو رائے زن
شتابی ادھر آئے مانند شیر
نہین خوب اس بات مین اب درنگ

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون

کیا سلم و تور نے جب یہ عزم | کہ لین کر منوچہر سے کینۂ رزم
فراہم کیا لشکر بے شمار | یلان تنومند جنگی سوار

سواران رومی و ترکان چین
نبرد آزمایان توران زمین

فریدون کو پہونچی یہ جبدم خبر
کہ خاور سے اب لشکر آیا ادھر

صبوری کرو تم نہ باندھو کمر
کہ تا آوین اب اور بھی بیشتر

منوچہر نے یون گذارش کیا
کہ اب ہے جہاندار کشور کشا

کیا اُس طرف شاہ نے پھر روان
منوچہر کو با سپاہ گران

لیے سربسر گرز و تیغ و سنان
نہ پروا سے نے ذرا فکر جان

صف جنگ آراستہ جب ہوئی
رہ صلح مسدود پھر تب ہوئی

ہو راست گرد دلاور قباد
سو جب وہ گشتاسپ فرخ نہاد

بجائے تعین تھی قائم سپاہ
منوچہر تھا زینت قلب گاہ

گیا بڑھ کے آگے دلاور قباد
وہین دونون آئے دوان مثل باد

کہا اے بے پدر خرد کہہ تو مجھے
بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے

دیا تور کو اُسنے پھر یہ جواب
کہ پہونچاؤن پیغام تیرا شتاب

تمھاری وہ محفل مین لایا پناہ
کیا غرق خون تم نے ایرج کو آہ

یہ سُنکر نہ پاسخ کچھ اُسنے دیا
خجل ہوکے میدان سے پھر گیا

سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
منوچہر سُنکے یہ باتین ہنسا

کرون قتل مین سلم اور تور کو
کرون غرق خون ہر دو مقہور کو

رکھین جنگ کو آج موقوف ہم
کرین حشر برپا یہان صبحدم

ہوا خیمہ زن دشت مین وقت شب
بسر کی وہ شب با نشاط و طرب

سواران جنگی و مردان کار
ہوئے آکے صف زن یمین و یسار

ہوا گرم بازار کین و ستیز
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز

تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ
وہان کام سب کو تھا با گرز و تیغ

ولیکن بتائید لطعت آکہ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ

لگے کہنے باہم وہ دونون لئیم
کہ غالب رہی آج فوج غنیم

منوچہر پر آج شبخون کرین
تبہ اُسکو ہم زیر گردون کرین

تبیغو نگار رکھتے ہین وہ عزم جزم
کیا چاہتے ہین وہ غفلت مین تم

غرض سونپ کر اُسکو لشکر سپاہ
کمینگاہ مین آپ بیٹھا وہ شاہ

گئی نصف سے رات جبدم گذر
جہان تیرہ بس ہو گیا سربسر

بعزم شب خون وہ آیا جدھر
خبردار پائی سپہ سربسر

ولیکن نہ زنہار پایا گذار
ہوا گرم ہنگامہ کارزار

روان سوئے اقلیم ایران ہوئے
پئے کینہ خواہی شتابان ہوئے

بلا نامداران سے تب یون کہا
کہ اے شیر مردان جنگ آزما

خبر پھر یہ پہونچی کہ اب سلم و تور
قریب آ گئے بس نہین کچھ بھی دور

نہین مجھکو زنہار تاب درنگ
اجازت مجھے دیجیے بہر جنگ

زرہ پوش مردان شمشیر زن
جوانان جنگ آور و صف شکن

یہان فوج کا کیجئے کیا شمار
سواران جنگی تھے شش صد ہزار

وہ آگے ہوا کاویانی درفش
کہ تھا ایک قلم سرخ و زرد و بنفش

وہ سام نریمان وہ قارن دلیر
کہ تھے کینہ خواہی مین مانند شیر

اُدھر سے تھے وہ دونون گردنکشان
پئے رزم لائے سپاہ گران

قباد دلاور سے کہنے لگے
ذرا جا کے کہہ تو منوچہر سے

ہوئی دخت ایرج سے تیری نژاد
تو زنہار اس بات سے ہو نہ شاد

کیا تور اور سلم نے پھر یہ کام
کہ دونو نکو نفرین کرین خاص و عام

یقین جانیو تم کہ زیر فلک
رہے تم پہ لعنت قیامت تلک

وہین رزمگہ سے پھر آیا قباد
حضور منوچہر فرخ نہاد

یہ کہنے لگا پھر وہ ہنگام جنگ
عیان ہون نژاد و گہر بد رنگ

جواب پھر گیا تور میدان سے
امان اُسنے پائی ذرا جان سے

پھرا رزمگہ سے منوچہر شاہ
گیا بس وہین سوئے آرامگاہ

سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ

وہ دونون ستمگار بھی لے سپاہ
ہوئے آکے میدان مین کینہ خواہ

جوانون کا سر اور گرز گران
دلیرون کا پہلو و نوک سنان

ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار
زمین خون سے اُنکے ہوئی لالہ زار

ہوئے تور اور سلم بس دردمند
کہ آیا نظر اُن کو اپنا گزند

مبادا کہ غالب ہو کل اور بھی
سو اسواسطے مصلحت ہے یہی

منوچہر کو بھی یہ پہونچی خبر
کہ وہ بد نہادان بیداد گر

وہین کرکے قارن کو شہ نے طلب
کہا ہو خبردار لشکر سے اب

سواران جنگ آزما سی ہزار
لیے ساتھ اپنے پئے کارزار

روانہ ہوا تور نخوت شعار
سواران جنگی نئے سو ہزار

بنا چار رہا کہ پھر جائیے
طرف اپنے لشکر کے پھر آئیے

ہوئی وقت تیغ زنی وہان
ہوئے غرق خون پھر ہزارون جوان

یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو
جہان تور بدکیش تھا رزم ساز
اُٹھایا وہین اسکو بس زین سے
ہوا شاہ جب طور پر فتحیاب
گیا بھاگ کر درمیان حصار
نگہبان وزر کا کو اک گرد تھا
پھر اک گرز مارا بہت زور سے
ولیکن نہ زنہار کاری پڑی
تن اُسکا کیا تیغ سے چاک چاک
ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار
منوچہر نے اُسکو بھیجا پیام
اگر شیر دل ہے تو اے پہلوان
یہ سنکر اُسے غیرت آئی وہین
منوچہر شاہ ولایت ستان
نہ رومند خاور ہوئے کشتہ جب
کیا عرض مت اپنے کھینچیے تیغ کین
وزیر خردمند رخصت ہوا
شہنشہ نے سب پر لطف و خوشی
ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان
پیادہ ہوا ازان منوچہر بھی
بٹھایا منوچہر کو تخت پر
جہان سے ہوئیمن رفتنی اجل
پھر آخر فریدان جہان سے گیا
ہوا پھر بہ فضل خدائے کریم
کیا سام کو اپنا مختار کار
یہ کہتے تھے ہر شام و ہر بامداد
جہان مین تو قرار و ہو سدا

کمینگاہ سے تب شہ نامجو
دلیرانہ پہونچا شہ نیزہ باز
گرایا زمین پر سر کین سے
سو سلم آیا اُدھر سے شتاب
ہوا جا کے محصور وہ نابکار
دلیر و جوانمرد و جنگ آزما
کمر پر منوچہر کے آن کے
ہوا شہ غضبناک پھر اُس گھڑی
سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک
نہ تھا قلعہ مین پھر صبا کا گذار
کہ بس تیری ترکی ہوئی اب تمام
تو مت جان دے اپنی غفلت سگان
وہ غیرت سے سر رزم لائی وہین
مقابل ہوا لیکے تیغ و سنان
ہوا لشکر اُنکا پراگندہ سب
غریبون پہ اے شاہ روئے زمین
کہ مشمول لطف و عنایت ہو
عنایات شاہانہ مصروف کی
ہوا تب عنان تاب شاہ جہان
کیا پھر قیام وہان بصد خوشی
رکھا اُسکے تارک پہ دیہیم زر
کہ آتا ہے ہر دم پیام اجل
وہ سرو سہی گلستان سے گیا
منوچہر بھی بادشاہ عظیم
کہ تھا کاردان وہ بلند نام
کہ ہم لے جہاندار فرخ نہاد
یہی آرزو ہے یہی

شتابی سے پہونچا سوے رزمگاہ
جو اک تیر مارا پس پشت تور
جدا تیغ سے کر کے سر تور کا
بنائی ولے سلم نے تاب جنگ
منوچہر بھی سوئے حصن متین
سوے رزم و پرخاش مائل ہوا
منوچہر نے کھینچکر وو ہین تیغ
کمر بند اُسکا پکڑ کین سے
لگا کہنے پھر شاہ فیروز جنگ
رہا سلم مدت تلک قلعہ بند
ملاؤنگا تجھکو تہ خون و خاک
مقابل مرے آکے اب بشتاب
نکل قلعہ سے سلم جنگی سوار
کیا زخم شمشیر اُس پر برہا
سپہدار خاور کا تھا اک وزیر
بر رحم آیا وہین شہریار
غرض سلم اور تور کی فوج کو
جو تھا منصب اُسکا وہ قائم رکھا
جو نزدیک پہونچا وہ کشور کشا
جب آیا وہ ایوان شاہی مین تب
کہا پھر یہ سام و وزیران سے
بہت پند کی پھر منوچہر کو
فریدون جہاندار اب ہے کہان
بسان فریدون کیا عدل و داد
سپاہ امیران و فرزانگان
ترے جان و دل سے ہین خدمتگذار
لکھوں حال رستم کی اب داستان

کیے قتل آکر بہت کینہ خواہ
تو قالب سے اُسکے ہوئی جان دور
حضور فریدون روانہ کیا
گریزان وہان سے ہوا بیدرنگ
گیا لیکے فوج اور ذخیرہ وہین
منوچہر کے وہ مقابل ہوا
لگائی سر خصم پر بیدریغ
سر خاک پر گرا اُسے زین سے
گرد قلعہ کو گھیر کر خوب تنگ
ہوا تنگ زیر سپہر بلند
بہ نامردی آخر تو ہوگا ہلاک
خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب
دلیرانہ آیا سوئے کارزار
کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا
وہ آیا حضور شہ بے نظیر
کیا اُسنے پیمان عہد استوار
وہ لایا حضور شہ نامجو
زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا
فریدون پیادہ گیا پیشوا
فریدون نے باصد نشاط و طرب
کہا اپنے نبیرے کو سونپا تجھے
دعا دی کہ قائم جہان مین تو ہو
ولے نام نیکی رہے جاودان
دکھا لطف و احسان سے سبکو شاد
ہوئے سب ثنا خوان شاہ جہان
کرین جا کری تیری پیر و جوان
کہ منکر جسے پیر بھی ہو جوان

داستان تولد شدن پسر بخانۂ سام و پرورش شدن بمرغ و نام نہادن زال و باز آمدن در سیستان

شبستان میں سام کے اک پسر
تولد ہوا گل سے رخ و سیمبر
سفید اُسکے اندام بر مو تمام
لگی دایہ یہ دیکھکر پیش سام

یہ کہنے لگی تجھ کو اے نامور
وہین سام نے آکے دیکھا اُسے
یہ کہتے تھے وان مردمان خاص و عام
یہ سُن کر ہوا سام پل تیر بگین
مکان وان جو تھا ایک سیمرغ کا
ہوا مہربان رحم آیا اُسے
نہ سیمرغ کو صرف الفت ہوئی
کوئی کاروان اتفاقاً اُدھر
یہان سام کو خواب آیا نظر
ہوا جبکہ بیدار وہ پہلوان
خوشی سے پھر اُسکی خبر کے لیے
کہا ایک نے یہ کہ اے بے شعور
سپید اُسکے مو ہین اگر سر بسر
نظر مین تری گو ہی فرزند خوار
ہوا صبحدم سام گھر سے روان
الٰہی مرے حال پر رحم کر
نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان

خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر
ہوا خوف و اندیشہ پیدا اُسے
کہ یہ طفل ہرگز نہین پور سام
اُٹھا لیگیا زال کو بس وہین
یکایک وہ سیمرغ ادھر آگیا
اُٹھا آشیانے مین لایا اُسے
کہ بچون کو بھی اک محبت ہوئی
جو گذرا تو شادان ہوا دیکھکر
یہ کہتا ہی کوئی کہ اے نامور
تو پھر دلمین اپنے ہوا شادمان
روان سوئے البرز مُردم کیے
کیا تو نے خوف خدا دل سے دور
تو کیا عیب ہے اک نظر اُسپہ کر
معزز ہی وہ پیش پروردگار
سو کوہ البرز آیا دوان
کہ پھر پاؤن مین جلد اپنا پسر
تو دیکھا کہ ہی سام گریہ کنان

کہ ہی مہ جبین سرو قد لالہ رو
رکھا اُسکا ان باپ نے نام زال
پریزاد یا دیو ہی یا پلنگ
سو کوہ البرز ڈالا اُسے
جو دیکھا تو اک کودک شیرخوار
طرح اپنے بچون کے باصد خوشی
وہ رہتے تھے باہم شب و روز شاد
وہ سیمرغ سے زال کو لے گیا
ترا پور زندہ ہی اور شاد ہی
ہوئی تازہ تر الفت و مہر پور
پھر اک خواب دیکھا بروز دگر
رکھا دور آنکھون سے فرزند کو
کہ تیرا ابھی ابیض سر و ریش ہے
خروشان ہوا دیکھ کر یہ خواب
خدا سے وہان اُسنے کی التجا
پذیرا ہوئی اُسکی یکسر دعا
وہ سیمرغ آیا وہین پیش سام

ویے مثل خار اُسکے یکسر ہین مو
تعجب تھا صورت پہ اسکی کمال
نہ خلقت ہی انسانکی بیبر و رنگ
شبستان سے اپنی نکالا اُسے
پڑا ہی سر خاک روتا ہی زار
لگا پرورش کرنے وہ زال کی
ہوا نوجوان پھر وہ فرخ نہاد
محبت سے ساتھ اُسکو اپنے رکھا
جہان مین بخوبی وہ آباد ہی
کہ ہی پور دلبند آنکھون کا نور
نظر آتے دو مرد فرخ سیر
کیا خوار یون پور دلبند کو
تو ناحق پسر کا بداندیش ہے
نہ دلمین رہی کچھ صبوری نہ تاب
بہت زاری و گریہ کر کے کہا
ہوا حال پر اُسکے لطف خدا
سنا قصۂ خواب اُسنے تمام

یہ سیمرغ نے سام سے پھر کہا
کیا زال کو کاروان سے طلب
کہا یون کہ لیجے یہ اپنا پسر
دیے اپنے سیمرغ نے چند پر
شتابی سے پہونچو نہیں وان اگر
بس مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار
غرض بونکا بس پر درندہ ہے تو
لگا کہنے پھر سام فرخ سیر
کرون تیری تعلیم صبح و مسا
یہ نوذر سے ارشاد شہ نے کیا
حضور منوچہر پھر زال کو
طلب کرکے انجم شناسونکو وان
سوئے گردش انجم و آسمان
دلیر و شجاع و قوی پہلوان
کرم سے عنایت کیا زال کو
اسے حاکم شہر زابل کیا
جو زابل مین پہونچا یل نامور
کیا سام نے ہر طرف سے طلب
کرو تربیت زال کو روز و شب
ہر اک فن مین تم اسکو کامل کرو
نصیحت لگا کرنے پھر زال کو
یہ کہہ کر وہ سام نبرد آزما
ریاست غرض ملک کی خوب کی
سپہدار کابل جو مہراب تھا
اور اس دلستان کا تھا رودابہ نام
تو مہراب نے پھر بلطف و صفا
رکھا جائے تھا دمبدم اسکا دم
ہوا آکے حاضر وہ سیمرغ وان
کرے جسکی ہیبت سے قالب تہی

کہ دایہ ہون مین تیرے فرزند کا
حوالہ کیا اسنے با صد طرب
یہ ہے لائق تاج و اورنگ و زر
کہا زال سے یون کہ اے نامور
تری مشکل آسان کرون سر بسر
فراموش مت کیجیو زینہار
ترا گرد عالم ہے نام نکو
کہ شرمندہ ہون تجھسے مین اے پسر
تلافی مری تاکہ ہو جرم کا
کہ لے آ انھین جاکے تو پیشوا
گیا لے کے سام یل نامجو
کیا حکم پھر یون کہ اے نجم دان
نظر کرکے بولے یہ دانشوران
یہ ہوگا سرافراز گردنکشان
جہان مین تفاخر دیا زال کو
سپہدار اقلیم کابل کیا
تو پھر بہر تعلیم فرخ سیر
ہوئے آنکے جب فراہم وہ سب
ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
ہنرمند و ہشیار قابل کرو
کہ اے پور دانا و فرخندہ خو
سو کشور گرگساران گیا
بہت خلق نے پائی آسودگی
سو تھی اسکی اک دختر مہ لقا
سمن بو صنوبر قد و لالہ فام
کیا زال سے دخت کو کتخدا
کہ بچہ کلان تھا درون شکم
کیا زال نے ماجرا سب بیان
ہنر بروان سب یل و دیو بھی

بہت عاجزی سام نے اس سے کی
پھر اور وان سے سیمرغ لے زال کو
ہوا پھر یل سام خرم وہین
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے
بھری ہے مرے دل مین الفت تری
یہ سنکر کیا زال نے یون بیان
روانہ ہوئے وان سے پھر زال و سام
خدا سے کیا عہد اب استوار
گئے جبکہ پھر شہر کے متصل
وہ شہزادہ تب لے گیا آنکر
منوچہر شاہ ستودہ سیر
ذرا طالع زال دیکھو تو اب
کہ ہے طالع زال شاہا بلند
شہنشہ نے اسپان تازی و زر
کیا سام پر لطف پھر بے شمار
حضور جہاندار سے سام و زال
ہنر پروران جہاندیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
بتاؤ اسے داب شاہی تمام
بفرمان شاہ جہان بہر رزم
تجھے مین نے سونپا یہ زابلستان
ہوا حکمران ملک زابل کا زال
ہوئی پھر اسے آرزوے عروس
وہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر
ہوا زال جسدم بعیش و خوشی
غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی
ہوا زال کو پھر بہت اضطراب
وہ بولا کہ اے سرور انجمن
نہ چیرو گے پہلوے زن جب تلک

گیا پاس وہ کاروان کے تبھی
لے آیا حضور یل نامجو
لگا کرنے سیمرغ کو آفرین
تو پر کو جلا یاد کیجیو مجھے
زیادہ ہے مجھکو محبت تری
ترا بندہ ہون اے شہ طائران
بہت دل مین اپنے تھے وہ شادکام
کہ تجکو رکھون جاودان برقرار
ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل
گئے شہر مین دونے بصد کر و فر
بہت خوش ہوا زال کو دیکھکر
حقیقت گذارش کرو اسکی سب
جہان مین یہ ہوگا بڑا ارجمند
سلاح و زر و خلعت پر گہر
زیادہ کیا اور بھی اقتدار
مرخص ہوے ہو کے شادان کمال
فراست شناسان سنجیدہ کو
کہ اے اوستادان صاحب ہنر
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
سو گرگساران مراب ہے عزم
تو داد و دہش خوب کرنا یہان
رکھا خلق کو شاد و خرم کمال
ہوئی میل خاطر سوے عروس
خردمند دانشور و نامور
طلبگار دختر کا مہراب کی
گرفتار غم وقت زادن ہوئی
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
شکم مین ہے اک بچہ پیلتن
شکم سے نہ نکلیگا یہ تب تلک

یہ سُنکر دیا زال نے یہ جواب — کہ تدبیر فرمایئے کچھ شتاب
وہ تدبیر جس سے نہو خوف جان — رہے جان کی خیر اے مہربان

بیابان کی لی اُسنے پھر وہین راہ — وہان سے وہ سیمرغ لایا گیاہ
کہا زال سے پھر کہ اب زود تر — پلا دارو زن کو تو مدہوش کر

پھر اُسجا سے کر پہلو اُسکا تو چاک — کہ بچہ نکل آئے بیخوف و باک
لگا اُسکے پھر زخم پر یہ گیاہ — کہ ہو تندرستی بفضل اله

غرض زال نے پھر پلا کر شراب — کیا مست رودایہ کو بس شتاب
کیا چاک پہلوے زن اسطرح — بتایا تھا سیمرغ نے جس طرح

وہ پیدا ہوا بچہ پیلتن — جسے دیکھ حیران رہے مرد و زن
بہن ایک رودایہ کی تامشین — روان اشک کرنے لگی ہر دو عین

مبادا اگہ رودایہ ضائع ہو تب — کیا مطمئن زال نے اُسکو تب
لگائی جراحت پہ پھر وہ گیاہ — ہوئی تندرست اس سے وہ رشک ماہ

وہ کودک تھا صورت مین ہمشکل سام — رکھا رستم آخر شناسون نے نام
شبیہ پسر زال نے کھینچ کر — شتابی سے بھیجی حضور پدر

سو پیکر رستم شیر خوار — نگہ کر کے بولا وہ سام سوار
بعینہ مری شکل ہے یہ پسر — بجا ہے جو کہیئے اُسے شیر نر

تحائف بہت زال نے بعد ازان — خوشی سے کیے سوے کابل روان
یہ پہونچی خبر جبکہ مہراب کو — کہ پیدا ہوا رستم نامجو

یہ سُنکر وہ مسرور و شادان ہوا — برنگ گل تازہ خندان ہوا
بجالا کے شکر خدائے کریم — لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم

وہ رستم کہ تھا کودک بے نظیر — اُسے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر
کبھی رہتی باقی جو کچھ اشتہا — تو شیر اُسکو دیتے بز و گاؤ کا

طعام اُسکے آنے لگا جب پسند — تو پھر پانچ آنے لگین گوسفند
وہ کھا جاتے تھا گوشت اُنکا تمام — تعجب مین تھے مردم خاص و عام

سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار — بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار
لیا ہاتھ مین اپنے گرز پدر — رہے لوگ حیران اُسے دیکھ کر

کہ اس طرح کودک یہ ہے زورمند — نہ دیکھا کہین زیر چرخ بلند
یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا — تنومند تر سام سے ہوویگا

سو گرگساران و مازندران — بفرمان فرمانروائے جہان
سر رزم تھا سام جنگی سوار — لڑائی تھی دیوون سے لیل و نہار

یکایک دل سام آیا ادھر — کہ دیکھے رُخ رستم نامور
محبت نے کھینچا تو وہ پہلوان — روانہ ہوا سوے زابلستان

روان ہو کے کابل سے مہراب بھی
قریب آ گئے پہونچا وہان سام جب
اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر
فرود آئے گھوڑون سے مہراب و زال
کہا اے پور تکلیف مت کھینچ تو
ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر
بصد لطف سام یل پیلتن
کہ اے پہلوان جہان شاد رہ
نہین چاہتا خواب آرام کچھ
خدنگ و سنان گرز و شمشیر یون
کیا ایک ترتیب جشن طرب
نہین زال اور سام سے کچھ خطر
وہان پھر کرے کون لشکر کشی
وہ ہے ہان وہ گوئی سے تھا شادکام
ادھر کا کیا قصد پھر سام نے
یہ کہکر دہین سام فرخ سیر
منوچہر شاہ جہانگیر کا
لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہے فغان
بہت خلق کو اس سے پہونچا گزند
لیا ہاتھ مین گرز سام دلیر
شب تیرہ ہے اور رہا تھی چھٹا
کہ فی الفور بیچارہ دربان مرا
گیا سوے پیل درندہ دلیر
کیا کام آخر جب اس فیل کا
سپاس خداوند جان آفرین
کہا دل مین اپنے نہین کچھ عجب
کسی طرف ہے ایک کوہ سپند
کہین ایک سنگ گران قلعہ سے
یہ رستم سے قصہ بیان کر کے سب

سوِ زابل آیا بہ لطف و خوشی
گئے پیشوا زال و مہراب تب
ہوا سام خوش دور سے دیکھکر
یہ جلسے تھا پھر رستم خرد سال
تفاخر ترا ہے مری آرزو
سوِ راست بیٹھا وہ زال آنکر
ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن
جہان جب تلک ہے تو آباد رہ
نہ عیش و طرب سے رکھون کام کچھ
تن بدسگالان کرون غرق خون
ہوے بادہ کش بزم عشرت مین سب
نہ شاہ جہانگیر کا مجھکو ڈر
رہے پھر کسے طاقت سرکشی
تبسم کنان اسپہ تھے زال و سام
تو رخصت ادھر چاہی آرام نے
روانہ ہوا پھر سوِ باختر
دہان مست پیل سفید ایک تھا
کیا مردمان نے یہ اشدم بیان
دوان ہر طرف ہے وہ پیل بلند
چلا سوے بازار مانند شیر
تو ایوان سے اسوقت باہر نکا
گریزندہ پھر وان سے ہر اک ہوا
ہوا جا کے نعرہ زنان مثل شیر
تو پھر پیلتن سوئے ایوان گیا
وہ لایا بجا اور خوشی کی وہین
جو خون نریمان ہے لے جا کے اب
اور اس کوہ پر ہے حصار بلند
نریمان کے سر پر گرا آن کے
کہا زال نے یون کہ اے پور زاب

وہ پہونچا وے سام سے پیشتر
بہت خوب تھا ایک پیل بلند
گئے جبکہ وہ سامنے سام کے
اتر پیل سے ہو پیادہ شتاب
یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار
طرف چپ کے مہراب فرخندہ خو
ثنا خوان وہ رستم ہوا سام کا
دعا دیکے پھر یون گذارش کیا
مجھے چاہیے اسپ اور زرہ و خود
یہ گفتار سن سام شادان ہوا
ہوا نشہ اسکے کا جسدم کا ظہور
جہانین ہوا رستم پہلوان
کرون تازہ آئین ضحاک اب
یہ آئی خبر سام کو بعد ازان
کہا رستم و زال کو پھر وہین
گئے زال و رستم سوِ سیستان
اٹھاتا گھمان راتکو ایک روز
کہ پیل سفید شیر نامور
بھرے اس خبر سے جو رستم کے گوش
وے حاجبون نے کیا در کو بند
نمانا اور اک مشت تخت آ کے
غرض توڑ کر وہین وہ قفل بند
جو مارا بزور ایک گرز گران
یہ سن کر خبر زال حیران ہوا
طلب رستم نامور کو کیا
نریمان کا جسطرح ہے ماجرا
بہ حکم فریدون فرخندہ خو
پراگندہ وو ہین ہوا مغز پیل
شتابندہ ہو سوے کوہ بلند

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھ کر
سوار اسپ پہ تھا رستم ارجمند
تو پھر وہین تعظیم کیواسطے
یہ بولا وہین سام عالیجناب
رکھے تجکو دائم بہ جاہ و وقار
وہ رستم بھی بیٹھا وہان دیر دیر
تہمتن نے دی اسکو پھر یہ دعا
کہ ہون بندہ کمترین آپ کا
نہین مین طلبگار ساز و سرود
رخ اسکا برنگ گلستان ہوا
تو بولا وہ مہراب مست غرور
بشمشیر خونریز و گرز گران
ملاؤن عدو کو بہ خاک اب
کہ پر زور پھر ہو گئے دشمنان
کہ مت چھوڑنا تم رہ داد و دین
کہ تھا وہ حکومت کا انکی مکان
یہ سن کر فغان رستم نیک وزہ
رہا ہو گیا بند کو توڑ کر
کیا پہلوانی نے بس دہین جوش
کہا یون کہ اے کودک ارجمند
لگایا وہین سر پہ دربان کے
شتابان ہوا رستم زورمند
گرا خاک پر بس وہ پیل دمان
ورے دل مین مسرور و شادان ہوا
سر و دست و بازو پہ بوسہ دیا
بیان اسکو کرتا ہون سنیے ذرا
نریمان نے گھیرا تھا اس قلعہ کو
گئی جان قالب سے اسکے نکل
نریمان کا خون لیکے ہو ارجمند

یہ سنکر وہین رستم نامدار
روانہ ہوا جانب کوہسار

یہ پہونچی خبر سوے مازندران
کہ رستم ہوا جانب زردان

ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند
مبادا کہ رستم کو پہونچے گزند

وہان خنگ اک اُسکے زیر نشین تھی
سو کمدست موقوف اُسنے رکھی

سپاہ دگران لے گئے وہ ہمرکاب
کمک کو نیرہ کی پہونچا شتاب

جوانان تنک آورد پیلتن
ہوئے گرد اُس قلعہ کے خیمہ زن

سبل اور اک باتک وان مقام
رکھا سام نے اور بنا کچھ نہ کام

پھرا وان سے ناچار وہ پہلوان
روانہ ہوا سوے مازندران

کیا اُسنے رستم کو رخصت اُدھر
اور اُس سے کہا یون کہ اے نامور

اکیلا یہین کاروان کا لباس
اگر قلعہ مین جائیے تو بے ہراس

تو چارہ گری کر سکے کچھ وہان
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان

کہ کندہ کردن جاکے بیچ حصار
نہ چھوڑو نہین وان زندہ اک نابکار

کئی اونٹ محمول بار نمک
کہ درکار تھے دژ مین بے شبہہ و شک

بجائے شتربان تھے پہلوان
ہر اک گرد تھا صورت ساربان

لیے باندھ بار نمک مین سلاح
کہ یہ بات تھی وان قرین صلاح

در دژ پہ پہونچا یل نامور
خداوند دژ کو یہ پہونچی خبر

کہ آتا ہی اب کاروان نمک
وہ بولا کہ لاؤ اُسے یان تلک

وہین آن کے لیگئے مردمان
گیا قلعہ مین جبکہ وہ کاروان

تو ہر گوشہ سے آئے برنا و پیر
ہوا گرد انبوہ اُنکے کثیر

ہوئی رات جسدم کہ تاریک تر
تو پھر جنگ پر اُسنے باندھی کمر

عقب اُسکے سب پہلوان دلیر
خروشندہ مانند غران شیر

خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ
ہوئی آکے رزم آور و کینہ خواہ

مقابل ہوا کوتوال حصار
ہوئی گرم وان اُنسے بس کارزار

بہ شمشیر و گرز و سنان و خدنگ
رہا صبح تک گرم بازار جنگ

ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ
گریزان ہوئے سب نگہدار دژ

دلیرون نے تاراج دژ کو کیا
بہت مال و اسباب ان سے لیا

عجب طرفہ تر اُنکی اجناس تھی
کہ دیکھی نہ تھی مردمان نے کبھی

گیا پھر وہان رستم نامدار
سو خانہ حکمران حصار

جو دیکھا کہ ہی سنگ خارا کا گڑ
اور اُسکی ہی دیوار ہی سربسر

سوا اُسکے اک گنبد زرنگار
بصد لطف و خوبی ہی رشک بہار

لگا کہنے یون دیکھ کر پہلوان
کہ یہ کار انسان نہین بیگمان

لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو
کہ اے نامدار یل نامجو

کیا فتح مین نے یہ حصن حصین
کہ ہمسر نہین جسکا چرخ برین

جو ارشاد ہو سو بجا لاؤن مین
رہون اب یہان یا وہان آؤن مین

یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام
دل اُسکا ہوا خرم و شادکام

یہ پاسخ لکھا اے خردمند پور
رہے چشم بد تجھ سے ہر لحظہ دور

کیا تو نے تسخیر حصن متین
ہزار آفرین صد ہزار آفرین

فقط دل کو میرے نہ گلشن کیا
چراغ زمیان کو روشن کیا

لگا آگ اب قلعہ کو کر خراب
وہان سے تو پھر اُسطرف اشتاب

کہ دیدار کا ہی ترے اشتیاق
جدائی ہی تیری بہت مجھکو شاق

جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلوان
روانہ ہوا جانب سیستان

گیا زال با صد طرب پیشوا
بصد شوق اُسکو بغل مین لیا

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھ کر
نثار اُسکے سر پر کیا سیم و زر

سو سام رستم نے نامہ لکھا
رقم مژدہ فتح و نصرت کیا

غرض سام نے جبکہ نامہ پڑھا
تو پھر شوق سے چشم و سر پر رکھا

اُسے اسقدر شادمانی ہوئی
کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی

سنا کارنامہ یہ رستم کا جب
ہوئے اہل ایران قرین طرب

ہوا دل یہ ہر اک کا امیدوار
کہ سارے بداندیش اب ہونگے خوار

بسوے منوچہر آتا ہون پھر
یہ باقی بھی قصہ سناتا ہون پھر

داستان نشستن نوذر بر تخت منوچہر پدر خود و وصیت کردن منوچہر اورا

جو گذرے بشاہی صد و بست سال
تو آخر شناسان صاحب کمال

لگے کہنے شاہ منوچہر کو
کہ اے شاہ دانشور و نامجو

قریب آئے اب تیری رحلت کے دن
بسر ہوگئے بس خلافت کے سن

یہ سنکر جہاندار کشور کشا
طلب کرکے نوذر کو کہنے لگا

گر یہیں ہوں کمر بستہ سوئے عدم
مبارک تجھے تخت و تاج و علم

تو مت چھوڑیو رسم و آئین داد
رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد

سو حق پرستی تو رہیو مدام
نہ غیر از رہ راستی رکھیو کام

جہاں میں ہوئی تازہ پیغمبری
ہوئی نام موسیٰ کی پیغمبری

دہ پیدا ہوا سوئے خاور زمین
کیا خلق نے اختیار اُسکا دین

وہ ہی مرسل پاک یزداں پاک
کیا اُسنے فرعون کو اب ہلاک

تو مت ہو جیو اُس سے پرخاش جو
قبول اُسکے اب کیجیو دین کو

تجھے پیش ہے اک مہم عظیم
ترے اہل توران ہیں سب غنیم

رہ کینہ خواہی سے پور پشنگ
کرے قصد تیری طرف بہر جنگ

تجھے ہاتھ سے اُسکے پہونچے گزند
تو عاجز ہو بس پہ تیر چرخ بلند

بقصد نبرد از رہ سرکشی
کرے جب بد اندیش لشکر کشی

خبر کیجیو سام اور زال کو
کمک جا پہ ہیو یُں سے اے نامجو

یل نوجوان یعنی فرزند زال
نہیں پہلوان کوئی جسکے مثال

وہ اس خاندان کا ہو خدمتگذار
کرے یاوری آکے لیل و نہار

منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان
ملکزادہ نوذر تھا گریہ کنان

نہ کچھ اُندنوں شاہ بیمار تھا
نہ کچھ درد تھا اور نہ آزار تھا

یکایک ہوا خسرو سرفرازہ
گرفتار بیماری جان گداز

نہ جانبر ہوا پھر شہ بے نظیر
جہاں سے سفر کر گیا ناگزیر

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

منوچہر کے بعد با کروفر
سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی
ہوا مسند آرائے فرماندہی

ولیکن منوچہر کی رسم پر
نہ قائم رہا خسرو نامور

نہ داد و دہش کی نہ انصاف و داد
زغفلت بجور و ستم دل نہاد

ہوئی بند یکسر مروت کی راہ
ہوا بند سیم و زر بادشاہ

یکایک ہوئے اُس سے بیزار سب
ہوئے منحرف ملک سردار سب

لکھا بادشاہان اطراف کو
کہ آؤ ادھر اور یہ ملک لو

ستمگار نے جبکہ دیکھا یہ حال
ہوا اپنے دل میں ہراساں کمال

سو سام نامہ کیا اک رواں
لکھا یہ کہ اے پہلوان جہاں

تجھے سب وقت رحلت کے کرتا تھا یاد
منوچہر شاہ [illegible] نہاد

زبان پر تھا شہ کی یہی بار بار
کہ رکن خلافت ہے سام سوار

ہوئی سلطنت اندنوں کچھ خراب
یہاں آکے اب تو پہونچا شتاب

وگرنہ یہ پھر تخت شاہی نہیں
بد اندیش ہیں سب اور ایران زمیں

ادھر تو یہ نامہ لکھا اور اُدھر
ستمدیدگان پہونچے واں بیشتر

کیے تھے جو نوذر نے بیداد یاں
کہے سام سے جا کے یکسر بیاں

پھر لتنے میں نامہ گیا شاہ کا
تاسف بہت پہلوان نے کیا

روانہ ہوا نذر انسے وہیں
شتابان ہوا سوئے ایران زمین

جو نزدیک پہونچا یل نیکنام
بزرگان ایران گئے پیش سام

گذارش کیا یہ کہ اے نامور
جہاندار نوذر ہے بیداد گر

تو بیٹھو اب سر تخت فرماندہی
تو رکھ اپنے سر پر کلاہ شہی

گرفتار کر شاہ نوذر کو اب
اطاعت کریں مل کے ہم تیری سب

یہ لایا زبان پر یل ارجمند
خدا کے یہ نزدیک کب ہے پسند

کہ نوذر نژاد کیاں سے ہو یاں
اُسے قید کر ہو نہیں شاہ جہاں

منوچہر کی دخت ہوتی اگر
سر تخت شاہنشہی جلوہ گر

کمر باندھتا میں پئے چاکری
شب و روز کرتا میں فرمانبری

جو نوذر نے پیشہ کیا ظلم کا
تو اے نامداران ہی اندیشہ کیا

اُسے باز لاؤنگا اس راہ سے
کروں تازہ پیماں شہنشاہ سے

نہ ہو منحرف اس سے تم زینہار
کرو چاکری اُسکی لیل و نہار

یہ کہکر گیا پیش شاہ جہاں
جھکایا سر عجز جوں بندگاں

کیا شاہ سے سب کو گردیدہ پھر
رہا کوئی بھی واں نہ رنجیدہ پھر

سنو آگئے احوال پور پشنگ
کہ نوذر سے آکے ہوا گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما
سپہدار اقلیم توران تھا

سرافراز تھا نسل سے تور کی
اُسے جنگ نوذر سے منظور تھی

پسر ایک تھا اُسکا افراسیاب
کہ ہیبت سے جسکی ہو غارا کی آب

یل روز مند و دلیر و جوان
نہ تھا اُسکا ہمسر کوئی پہلوان

پشنگ اُس سے کہنے لگا ایک روز — کہ ای پور خوش طالع و نیکروز
روان سوے ایران ہو لیکر سپاہ — تو نوذر سے اب جا کے ہو کینہ خواہ

شتابان ہو تاخیر مت کر روا — کہ لینا ہی خون سلم اور تور کا
جو قصہ سنایا تو افراسیاب — گیا بھول آسائش و خورد و خواب

ہوا میل خاطر سوے رزم و کین — یہ پاسخ دیا باپ کو سن وہین
کہ شائستہ جنگ شیران ہو مین — سزاوار رزم دلیران ہو مین

کرون جا کے سالار ایران سے جنگ — کرون ملک تسخیر سب بیدرنگ
یہ سُن کر ہوا خرم و شاد وہ — ہوا بند سے غم کے آزاد وہ

پھر افراسیاب اُس سے بولا وہین — کہ ہر چند نوذر دلاور نہین
ولیکن منوچہر کے پہلوان — حضور اُسکے حاضر ہین یکسر کیان

اور اپنے یہ گردان لشکر تمام — نہین ہمسر قارن و زال و سام
نہین خوب ہے اندنون عزم جنگ — یہی مصلحت ہی کہ کیجے درنگ

یہ بولا پشنگ ای خردمند پور — یہ گفتار ہی عقل و دانش سے دور
یہی وقت ہی جا کے لے انتقام — شتابی سے کر کار نوذر تمام

یہ سُن کر سپہدار افراسیاب — روانہ ہوا سوے ایران شتاب
جوانان شمشیرزن سی ہزار — جوانمرد و شائستہ کارزار

بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ — کمر چست باندھے ہوے بہر جنگ
خزروان سا سام سے پہلوان — سپہ کے تھے سالار با عز و شان

سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر — گیا سام نے بس جہان سے سفر
یہ سُنکر ہوا شاد افراسیاب — کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب

خوشی سے وہ ہر روز تھے رہ نورد — نہ تھا دل مین اُسکے کچھ اندوہ و درد
ادھر سے بھی نوذر یہ سُنکر شتاب — ہوا عازم جنگ افراسیاب

گئے ساتھ نوذر کے مردان کار — سواران جنگی صد و چل ہزار
ملکزادہ نے نامہ سوے پشنگ — لکھا یون کہ ای شاہ فیروز جنگ

کرون مین نبرد دلیرانہ اب — کرون غارت ایران کے لشکر کو سب
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ — تو اب ہم ہوے پہلوان کینہ خواہ

تھا اک ترزبان گرد افراسیاب — بڑھا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
ہوا آکے میدان مین رزمجو — کہا یون کہ ہو وے جسے آرزو

کرے آن کے مجھ سے اک کارزار — نہ تاخیر کو راہ دے زینہار
پسر کاوہ کا قارن نامور — کہ سردار لشکر تھا باکر و فر

برادر سے اپنے یہ بولا وہین — کہ ای پہلوان جا کے ہو گرم کین
قباد اُس جوانمرد کا نام تھا — نہ ہرگز طلبگار آرام تھا

کو داسپ کو سوے میدان گیا — ہوا تازیان سے نبرد آزما
وے خشت پولاد کی یک ضرب — جو کھائی تو دی جان بہنگام حرب

قباد دلاور ہوا کشتہ جب — وہ قارن دلیر و جوانمرد تب
سوے تازیان لیکے آیا سپاہ — ہوا ساتھ بدخواہ کے رزم خواہ

پھر انبوہ دیکھا تو افراسیاب — کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد — کسی کو کسی کا نہ تھا کچھ بھی درد

ہوا خون سے روے زمین لالہ زار — پھر اتنے مین وان غضب ہوئی پیکار
سواران جنگ آور کینہ خواہ — وہین بھر گئے سب آرامگاہ

ہوا جبکہ رخشندہ پھر آفتاب — تو قارن بپے جنگ افراسیاب
گیا کرکے آراستہ فوج کو — کہ یکسر تھے مردان پیکار جو

ادھر لشکر آراے توران زمین — سپہ لیکے آیا پے رزم و کین
ہوئی گرم پیکار جنگ آوران — قیامت ہوئی آئی یا وہان

سر و سینہ تھا وقف پیکان و تیغ — نہ جان کا تھا ہی کسی کو دریغ
ہزارون ہوے کشتہ و خستہ جان — زمین پر ہوا ہر طرف خون روان

اور افواج توران ہوئی چیرہ دست — دل اہل ایران کو پہونچی شکست
جہاندار نوذر نے دیکھا عجب — کہ لشکر ہوا بے دلی سے خراب

ہوا آپ تب عازم کارزار — پکارا یہ میدان مین تاجدار
کہ ہرگز نہین ہین کچھ فائدہ — کہ کشتہ ہو ناحق یہ خلق خدا

رکھے ہے اگر غیرت افراسیاب — تو آکر مقابل ہو میرے شتاب
جسے نصرت و فتح دے کردگار — کرے بادشاہی وہ لیل و نہار

یہ سُن کر وہ افراسیاب دلیر — ہوا آن کے رزم جو مثل شیر
ہوے نیزے دونون طرف سے روان — ہوا کار منجر بہ خدنگ و سنان

بیان کیجے کیا جو ہم حرب تھی — سنان پر سنان ضرب پر ضرب تھی
ستیزہ کنان ہو گئی شام جب — ہوا زخم کاری نہ کچھ کارگر

کمین مر سے نوذر کے دو ہیم زر — گرا وقت پیکار تھا خاک پر
غرض بند موقوف کر کے وہ شاہ — پھرے رزمگہ سے سوے خوابگاہ

کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال
ولیکن جہاندار تھا پر ملال

ملازم کوئی شہ کی سرکار کا
وہان سے وہ وسیم لایا اٹھا

ہوا شاہ دلگیر و اندوہگین
سخن باپ کا یاد آیا وہین

کہا تھا منوچہر نے یہ کہ ہان
تجھے فوج توران سے پہونچے زیان

سران سپہ کو فراہم کیا
جہاندار نے پھر یہ اُنسے کہا

کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ
یہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ

ظفر اپنی آتی نہین کچھ نظر
کہ لشکر ہے اپنا زبون سر بسر

اگر بھاگیے تو کدھر جائیے
حفاظت کی اب جا کہان پائیے

یقین ہے کہ پھر دشمنان شریر
مجھے یا تمہیں لیجائین کرکے اسیر

یہ بہتر ہے کشتہ ہون میدان مین
نہ جاوین اب زندہ زندان مین

جدا ہووے تن سے مرا سر اگر
تو قائم رہے نیک نام پدر

سران سپہ نے یہ سُن کر کہا
کہ جز جنگ چارہ نہین ہے شہا

ولے اپنے بیٹوں کو رخصت کرو
یہان سے کسو پارس اب بھیجدو

کہ تخم فریدون سے تا کیدو تن
رہین زندہ اے سرور انجمن

وہ فرزند جو طوس و گستہم تھے
اُنھین لیکے آغوش مین پالیے

کیا شاہ نے بھیجے پارس اُن
ہوئے دیدہ تار گوہرفشان

سپہدار توران کو بھیجا پیام
کہ لشکر بتنگ آگیا ہے تمام

لڑائی مین دو روز کیجے درنگ
اگر تیسرے روز پھر سے جنگ

رہی جنگ ہوتی دو روز تک
رہا لشکر آسودہ زیر فلک

غرض تیسرے روز وقت پگاہ
گیا سوے میدان پھر ایران کا شاہ

سواران جنگی یمین و یسار
ہوا جلوہ گر قلب مین شہریار

وہ شاپور و قارن سران سپاہ
پھرے سو ستیزندہ و کینہ خواہ

ادھر تھا صف آرا وہ افراسیاب
کہ ترکان چین جسکے تھے ہمرکاب

یکایک ہوئے ترک چین چیرہ دست
سپہدار ایران نے کھائی شکست

ہوا کشتہ شاپور میدان مین
پڑا تفرقہ فوج ایران مین

وہ قارن بھی اُنسے گریزان ہوا
سو ملک پارس شتابان ہوا

فراہم نہ آیندہ لشکر رہا
نہ میدان مین قائم وہ نوذر رہا

غرض شاہ نوذر ہوا قلعہ بند
مخالف نے گھیرا حصار بلند

روان سوے فارس ہوا تا زیان
گرفتار ہون تا کہ شہزادگان

ہوا سدّرہ قارن نامدار
لگی ہونے باہم وہان کارزار

ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب
تو فوج اونے بھیجی کمک کو شتاب

جو کم رہ گئی فوج گرد حصار
تو پھر قلعہ سے نوذر نامدار

نکلکر ہوا سو وادی روان
ولے بر سر کینہ تھا آسمان

سپہدار توران یہ سُنکر خبر
تعاقب کو اُسکے گیا زود تر

ستیزندہ وہ بھی ہوا ناگزیر
ہوا آخر کار نوذر اسیر

سوا اسکے آئے گرفتار وان
ہزار و دو صد اور بھی پہلوان

بیاسے گردش چرخ بیدادگر
نہ نوذر رہا اور نہ وہ کرو فر

جہانبین رہا حکمران ہفت سال
پھرا اقبال پیہ اُسکے آیا زوال

ہوا بعد ازان جلے افراسیاب
سپر پر فریدون عالیجناب

سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
کہ غالب رہا قارن نامور

ہوا تازیان کشتہ ہنگام جنگ
گریزان ہوئی فوج سب بیدرنگ

ہوا پر الم سنکے افراسیاب
بہت دل کو سُنکے ہوا اضطراب

فرستادن افراسیاب خزروان و سماساس را بہ سمت سیستان و کشتن نوذر و اغریرث را

سپہدار نے یہ ارادہ کیا
کہ ملک اب لیا چاہیے زال کا

روانہ کیے پھر پئے کارزار
سواران جنگ آزما سی ہزار

خزروان سماساس نامی یلان
گئے بن کے سالار فوج گران

سنی زال زر نے یہ جسدم خبر
کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادھر

کمر کینہ خواہی پہ باندھی وہین
زرہ پوش ہوکر لیا گرز کین

روانہ ہوا سیستان سے شتاب
کہ تاخیر کی تھی نہ زنہار تاب

لکھا شاہ مہراب نے زال کو
کہ ہون متفق تجھ سے اے نامجو

ہوئے پہلوانان کابلستان
رفیق سپہدار زابلستان

مقابل ہوئی جب سپاہ عدو
تو باہم مبارز ہوئے کینہ جو

خزروان نے آکر عمود و سپر
یکایک جو مارا سر زال پر

شکستہ ہوا مغفر پہلوان
ولیکن نہ کچھ سر کو پہونچا زیان

پکڑ گرز توڑا خزروان کا سر
زمین اسکے خون سے ہوئی تر بتر

خزروان ہوا کشتہ جب وقت جنگ
گریزان ہوئی اُسکی ساری سپاہ
ہوا پر غضب سُن کے افراسیاب
گیا قصد یہ کر کے وہ کینہ جو
گیا پیشوا یہ خبر سُن کے زال
وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان
جو نوذر کے پروردہ تھے مرزبان
ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
ولیکن یہی زال کو سوچ تھا
نہیں ہیں کیانی جو ہوں بادشاہ
تو کر کے بداندیش کو پائمال
بلند اقتدار و معلی جناب
اُسے زال نے ایک نامہ لکھا
اگر آوے یا تنگ تو اے نامدار
بداندیش ہے وہ جو افراسیاب
گیا رے سے زابل کو وہ نامور
ملکزادہ کے پاس اتنی سپاہ
برادر نوازی کی تھی آرزو
کرے پر قناعت نہ کی تو نے بس
دیا پاسخ اُسنے کہ اے تاجور
جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار
غرض سیستا میں یہ پہنچی خبر
کیا نامداروں کو اُسنے طلب
دلے چاہیے شاہ والا شکوہ
نہیں یہ سزاوار تاج شہی
کہ وہ وارث تخت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
جزیرہ کیجانب گریزان ہوا
ملکزادہ زو ہے جوان کا ہے نام

تو آیا سماساس پھر بیدرنگ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ
کیا قتل نوذر کو اُسنے شتاب
کہ لاؤں پکڑ طوس و گستہم کو
کیا اُسنے اعزاز اُنکا کمال
سوا اُسکے تھے اور بھی پہلوان
سو آنے لگے ہر طرف سے وہان
کیا زال نے دیکھے فرخندہ حال
کسے تاجور کیجے ایران کا
کیان کو ہی زیبندہ تاج و کلاہ
ابھی ملک ایران سے دیجے نکال
بڑا بھائی تھا جسکا افراسیاب
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا
تو اقلیم ایران کا ہو شہریار
نکال اُسکو ایران سے پھر دیں شتاب
یہ چاہے تھا ہو عازم بیشتر
نہ تھی ساتھ اُسکے جو ہو رزم خواہ
گیا بے خطر بھائی کے روبرو
ہوئی تخت ایران کی مجکو ہوس
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر
برادر نوازی نہ کی زینہار
ہوا کشتہ اغریرث نامور
کہا یوں نے کین کمر باندھو اب
دلیر و جوانمرد و دانش پژوہ
نہیں لائق تخت فرماندہی
شہنشاہ با شوکت و شان ہو
ہوا کشتہ جب سلم تب بیدرنگ
وہاں خوف سے جا کے پنہان ہوا
سزاوار شاہی ہے وہ ذو الکرام

ہوے حملہ آور ہوا زال جب
تعاقب کیا زال نے پھر وہین
ہوا پھر وہین سے پارس روان
وہانسے وہ دونوں گریزان ہوے
بخوبی اُنھیں سیستا میں رکھا
ہوا اُنپہ شفقت کنان زال زر
فراہم ہوئی پھر فراوان سپاہ
رکھا نامداران کو تکریم سے
ابھی طوس و گستہم نادان ہیں
جو شاہ زبردست پہونچے بہم
جوان ایک تھا حاکم شہر رے
ملکزادہ اغریرث اُسکا تھا نام
کہ میں نے بہت کی فراہم سپاہ
تری چاکری اہل ایران کریں
روانہ ہوا پڑھ کے اُس نامہ کو
خبر سُن کے کھٹکا تھا میں افراسیاب
گیا لاجرم پیش افراسیاب
ولیکن لگا کہنے افراسیاب
جو دشمن ہیں اُنسے موافق ہوا
مری تاب کیا جو کروں ہمسری
رکھا جور و بیداد ناحق روا
یہ سن کر ہوا زال اندوہگین
بدر ملک سے خصم کو کیجیے
شہنشاہ نوذر کے دونوں پسر
سوا انکے نسل فریدون سے گر
کیا زال نے جب بیان یہ سخن
ملکزادہ طہماسپ اُسکا پسر
غرض ہے پسر ایک طہماسپ کا
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا

نہ ٹھہرا سماساس میدان میں تب
ہزاروں گئے قتل ترکان چین
گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران
طرف سیستان کے شتابان ہوے
رکھو جمع خاطر یہ اُسنے کہا
کیا لطف مصروف ہر ایک پر
جوانان رزم آور و کینہ خواہ
کیا خرم و شاد تعلیم سے
نہیں بادشاہی کے شایان کہیں
سزاوار ہو جس کے تاج و علم
سزاوار اورنگ شاہان کے
جوانمرد و خوش خلق و شیرین کلام
ولیکن نہیں ہے کوئی بادشاہ
ترے آگے کار نمایاں کریں
سو زال اغریرث نام جو
سپاہ گران لے کے پہونچا شتاب
کہ پرخاش کی تھی نہ زنہار تا
طرح شعلہ کے کھا کے پیچ و تاب
مرا تو جہا میں منافق ہوا
نہیں دعوی مجکو بجز چاکری
کیا تن سے بیچارے کا سر جدا
زیادہ ہوا اور بھی دل میں کین
شتاب اس سے نوذر کا خون کیجیے
نہیں دانش و عقل سے بہرہ ور
کوئی ہو تو مجھ کو کرو تم خبر
تو کہنے لگے موبدان کہن
فراری ہوا با دل پر خطر
جوانمرد و دانشور و خوش نقا
تو یوں قارن نامور سے کہا

اگر ہے آج زیور سے سازو کیان
ہوا دو میں قصہ قارن وان

داستان آمدن ملکزادہ زو پسر طہماسپ ہمرہ قارن طرف سیستان وجلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملکزادہ پہونچا وہ جب
خوشی سے دہن ساتھ قارن کے زر
ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ زو
گیا شاہ پھر سوے افراسیاب
گیا خوار ہو کر جو پور پشنگ
ترا بھائی اغریرث نامور
روا تو نے رکھا برادر کا خون
رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب
کیا اُس نے ہر روز و شب عدل و داد
جہانبین با قبال و جاہ و جلال

دیا زال کا اُسکو پیغام تب
طرف سیستان کے ہوا تیز رو
ہوئی اک جہان کو خوشی نو بنو
لڑائی کی لایا وہ ہرگز نہ تاب
نہ عزت ہوئی کچھ حضور پشنگ
ترے پاس حاضر ہوا آن کر
کیا فوج ایران نے تجھکو زبون
ہوا ناگوار اُسکو آرام و خواب
جہان کو رکھا خوب آباد و شاد
رہا شاہ فرمانروا پنج سال

کہا یون کہ چلئے سوے سیستان
جب آیا خداوند تاج و سریر
سوے ملک پارس اُنکی سپاہ
گیا بھاگ بدخواہ توران مین
پشنگ اُس سے بولا کہ اے نابکار
کیا تو نے اے فیلے اُسکو ہلاک
نہین کام تیرا مرے روبرو
جہاندار زو خسرو دین پناہ
پئے زال زر اور سب پہلوان
پھر آخر کو پہونچا پیام اجل

مہیا ہوا اور رنگ شاہی وہان
ہوے گرد سب اُسکے فرمان پذیر
ہوا اُس و لایت مین پھر دل خراش
تصرف ہوا شہ کا ایران مین
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
گے سامنے سے ہو بس دور تو
ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ
شب و روز تھے شاہ کے مدح خوان
گئی جان تن سے اُسکے نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ
پشنگ دلاور کو پہونچی خبر
بصد لطف تقصیر افراسیاب
سپاہ گران لے کے پور پشنگ
پھر آیا سپہ لے کے افراسیاب
مگر گرکے رستم کو اب سرگروہ
لگا کہنے رستم سے پھر زال زر
تو کار آزمودہ نہین اب تلک
تری مصلحت کیا ہے تو کہہ شتاب
یہ بولا تہمتن کہ ہون مرد رزم
کرا اُون اگر اسپ کو وقت جنگ
کہا پھر یہ رستم نے اے پہلوان
دکھائے تہمتن کو پھر سر بسر
دے بادپایان ایک تھی سخت جنگ

خداوند اورنگ و تاج و کلاہ
کہ اک طفل ایران کا ہے تاجور
معاف اُسنے کر کے کہا یون کہ جب
ہوا سوے ایران وان بیدرنگ
کیا چاہیے اب تدارک شتاب
اُدھر بھیجتا ہون مین باصد شکوہ
کہ حیران ہون مین کیا کرون اے پسر
کہ ہے ناز پروردہ زیر فلک
جو ہو تجکو منظور سو دے جواب
کرون خیرہ بدخواہ کو ہو یہ عزم
نہ ٹھہرے مرے آگے شیر و پلنگ
مجھے چاہیے اسپ و گرز گران
وہان گلہ اسپ تھے جسقدر
نگار اُسکے تھے جسم پر لالہ رنگ

دلے تھا پذیرندہ رائے زال
پشنگ اپنے دلمین لگا کہنے تب
کر لشکر کشی سوے ایران کر
بزرگان ایران یہ سُنکر خبر
وہ بولا کہ مین تو ہوا سال خوردہ
یہ سُنکر ہوے شاد دستان مجو
ہوا ایک پر رخش و شوار کار
تجھے بھیجون کیونکر پئے کارزار
غرض آزمایا تھا رستم کو زال
بہا زور سے پر زور و دست و رال
یہ گفتار سُن خوش ہوا زال زر
حضور اُسکے لائے وہین گرز سام
رکھا پشت پر ہاتھ جس اسپ کی
اور اُسکا تھا اک بچہ پیلتن

کہ تھا بادشاہ جہان خردسال
کہ تسخیر ایران آسان ہے اب
ہے کینہ خواہی تو بادشاہ ابکے
کہے زال سے کہنے اے نامور
ستیزہ ہے کار جوانان گرد
کیا سب نے تسلیم اس بات کو
کہ جس سے گریزان ہو تاب قرار
سو شیر مردان جنگی سوار
کہ ہو ابھی نہین جنگ کا کچھ خیال
نہین کچھ طلبگار آرام و نان
دعا دی کہ باہم ہو تجھ سے ظفر
تہمتن ہوا دیکھ کر شاد کام
وہ خمیدہ خم ہو گیا بس تبھی
ہوا دیکھ کر خوش وہ صف شکن

یہ جاہا کہ ڈالے کیانی کمند ۔ کرے تا کہ اُس بچہ کو پاے بند
لگا کہنے رستم سے پھر گلہ بان ۔ کمند اسپہ مت ڈال ای پہلوان
کہ مادر ہی گردے کی خونخوار تر ۔ غضبناک اور مردم آزار تر
کئے اُسنے ہین پیشتر چند خون ۔ مبادا اب تجھے بھی کرے سرنگون
تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند ۔ سر رخش لایا وہین زیر بند
غضبناک ہو کر وہین مادیان ۔ دوان آئی مانند شیر ژیان
یہ جاہا چباوے تہمتن کا سر ۔ کہ اتنے مین رستم بھی جون شیر نر
ہوا جبکہ سید انہین نعرہ زنان ۔ تو ہیبت سے خیرہ ہوئی مادیان
غرض رخش تھا نام اُس گرد کا ۔ توانا و زور آور و چست تھا
کمند اسکے سر پر ہوئی جبکہ بند ۔ لگا کھینچنے تب یل ارجمند
کیا زور اُس رخش نے اسقدر ۔ کہ رستم کو بس لیچلا کھینچ کر
ولیکن تہمتن بھی پر زور تھا ۔ بزور اُسکو قابو مین اپنے رکھا
کیا رخش کو زین ہوا پھر سوار ۔ بصد کامیابی یل نامدار
در گنج پھر زال نے وا کیا ۔ تہمتن کو گنج فراوان دیا
سپاہ گران ساتھ لیکر شتاب ۔ روانہ کیا سوے افراسیاب
ولیکن ہوا مضطرب زال زر ۔ نہ لایا وہ تاب فراق پسر
گیا آپ بھی بعد دو روز کے ۔ ملا جا کے بس رستم گرد سے
یہ کہتا تھا ہر روز افراسیاب ۔ کہ رستم ہی کودک کہان مجھکو تاب
جو مجھ سے کرے رزم کی آرزو ۔ وہ کیا چیز ہے بس مرے روبرو
ہوا زال بھی پیر و دیرینہ سال ۔ نہین اب ہی تسخیر ایران محال
سپہ اُسکی تھی پر دل و شادکام ۔ اور افواج ایران تھی بیدل تمام
یہ تھا زال کو سوچ شام و پگاہ ۔ کہ نادان نہایت ہی گرشاسپ شاہ
کوئی چاہیئے بادشاہِ دلیر ۔ کہ یان جسکی ہیبت ہو مانند شیر
روانہ کئے ہر طرف مردمان ۔ کہا زال نے یون ہر اک سے کہ ہان
نژاد فریدون سے کوئی اگر ۔ کہین ہو تو دو مجھ کو آکر خبر
کسی نے کیا آن کر یون بیان ۔ کہ ہے کوہ البرز مین اک جوان
فریدون نسب شاہ فرخ نہاد ۔ دلیر و جوان مرد ہی کیقباد
ہوا یہ خبر سُن کے دلشاد زال ۔ ہوا سنکے غم سے آزاد زال
یہ رستم سے بولا کہ ای نامور ۔ کمر باندھ اور رخش کو زین کر
روان ہو شتابی سو کیقباد ۔ یہ کہہ جاکے ای شاہ فرخ نہاد
تمنا یہ رکھتے ہین سب پہلوان ۔ کہ تو جلکے ہو بادشاہِ جہان
مددگار دولت ہی یاور ہی بخت ۔ مہیا ہی تجکو وہان تاج و تخت
تو دو ہفتے تین جا پہونچو وان تلک ۔ زیادہ نہ ہو دیر زیر فلک
یہ سُن کر وہین وہ یل باشکوہ ۔ روانہ ہوا سوے البرز کوہ

روان کردن رستم را برای طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

اُتر کوہ البرز سے کیقباد ۔ کہین آکے بیٹھا تھا مسرور و شاد
ہوا رستم گرد کا وان گذر ۔ وہ شہزادہ حیران ہوا دیکھ کر
لگا کہنے دلمین عجب ہے جوان ۔ تماشا ہی رخش اور گرز گران
ہوا میل خاطر کہ ہو ہم نشین ۔ تہمتن کو آواز دی بس وہین
کہ تند اسقدر تو نہ جا ای جوان ۔ اُتر کر ذرا اسپ سے بیٹھ یان
مئے و نقل یہ دیکھ تیار ہے ۔ وہ بولا نہین مجھ کو درکار ہے
مگر ای جوانمرد فرخ نہاد ۔ مجھے دے نشانِ شہ کیقباد
وہ کہنے لگا پھر کہ آ تو یہان ۔ تو اُس نامور کا بھی دون نشان
ترے ساتھ اک مرد عاقل کرون ۔ مکان مین تجھے اُسکے داخل کرون
لگا پوچھنے پھر کہ ای پہلوان ۔ پتہ یان کا کسنے دیا تجکو وان
یہ بولا تہمتن کہ ای نامور ۔ پدر میرا ہی پہلوان زال زر
کہا اُسنے مجھ سے کہ جا سوے کوہ ۔ وہان ہی ملک زادہ با شکوہ
جوانمرد ہی کیقباد اُسکا نام ۔ تو جا کر مرا اُسکو پہونچا پیام
کہ ہی پہلوانون کی یہ آرزو ۔ کہ تو شاہ ایران ہووے نامجو
یہ سُن کر وہ بولا کہ مین ہون قباد ۔ پدر بر پدر نام لکھتا ہون یاد
تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا ۔ بجا شرط خدمت کی لاکر کہا
تجھے تخت ایران مبارک مدام ۔ ہمیشہ ترا تخت و دولت بکام
تہمتن سے بولا یہ پھر نامور ۔ مجھے شب کو اک خواب آیا نظر
دو باز سفید آئے ایران سے ۔ سر تخت شاہی بٹھایا مجھے
دم صبح پھر با دل شادمان ۔ اُتر کوہ سے آکے بیٹھا یہان

ہوا اس طرف کو تراب گذر
سمجھئے مجھے اور مرے باپ کو
غرض سوے ایران ہین شاد و شاد
حلقہ مین پہونچا جب ایران کے
قلون نے کیا نیزہ اسپر روان
تو کشتہ قلون دلاور ہوا
وہ رہتے نہان دشت مین شام تک
اُسے اُسنے یکدفعہ پنہان کہا
قباد دلاور کو باکر و فر
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
اُدھر سے سماسان آیا وہین
وہین زال سے رستم نوجوان
پکارون کہ اب آکے افراسیاب
تو پھر زہرۂ شیر نر ہووے آب
یہ کہکر گیا سوے میدان دلیر
اُسے دیکھ کر مردمان سے وہین
کہ ہے پور زال در رستم ہے نام
کہا ای طفل آیا جو تو بہر جنگ
تہمتن نے بھی گرز کو رکھدیا
کمر بند اُسکا پکڑ کین سے
گیا ٹوٹ لیکن دوال کمر
اُدھر سے بھی وہین بفرمان شاہ
گریزان ہوے ترک و سالار ترک
لگا کہنے فریاد یون باپ سے
ہوا کیقباد اب ہان تاجدار
عجب صاحب زور پیدا ہوا
بیان اسکی قوت کا مین کیا کرون
کمر بند میرا جو ٹوٹا تو ہین
یہ ہی مصلحت آشتی ہو بہم

بلطف خدا ای یل نامور
دو باز سفید ای یل نام جو
روانہ ہوے رستم و کیقباد
ہوا سدرہ وہ بھی تب آن کے
کہ سینہ ہو رستم کا وقت سنان
گریزندہ یکدست لشکر ہوا
روان شب کو ہوتے تھے زیر فلک
لشغل مے ناب شادان رکھا
سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
سو رزم ہر ایک مائل ہوا
ہوا ساتھ قارن کے بس گرم کین
یہ بولا کہ ای پہلوان جہان
مرے ساتھ ہو رزمجو تو شتاب
اگر سامنے آئے افراسیاب
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
لگا کہنے سالار ترکان چین
رکھے ہاتھ مین اپنے ہی گرز سام
تو کیا احتیاج سنان و خدنگ
ہوا بے یراق اُس سے جنگ آزما
اُٹھا کر تہمتن نے بس زین سے
وہ جھٹ کر وہین گر پڑا خاک پر
کمک کو تہمتن کے پہونچی سپاہ
ہوئی سرد گرمی بازار ترک
کہ پہلے ہی کہتا تھا مین آپ سے
وہ ہے مرد جنگ آور و ہوشیار
نہ ہم پنجہ شیر اُسکا ہوا
کہ بس کر برد اُسکے مین پشہ ہون
تو مین ہاتھ سے اُسکے چھوٹا وہین
نہون کینہ جو کیقباد و رہم

یہ کہکر وہان نوش کی پھر شراب
بس اُٹھے تا کسے ایران چلین
قلون دلاور یل باوقار
تہمتن قلون کے مقابل ہوا
وہی نیزہ رستم نے بس چھین کر
بصد شادمانی وہ دونون جوان
غرض رفتہ رفتہ وہ پہونچے وہان
ہوے یکدل اتنے مین شیر جوان
کیا قصد پھر سوے افراسیاب
ادھر سے تو قارن یل نامدار
سماسان یکسر ہوا غرق خون
مرے دلمین ہی جاؤن میدان مین
نہ کر قصد جنگ اُس سے بولا پیال
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
کہا یون کہ ای ترک افراسیاب
بتاؤ کہ ہے کون یہ نوجوان
مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک
ذرا زور سر پنجہ دکھلاؤ نہین
کیا ترک نے زور ہر چند یہ
یہ چاہا کہ لیجائے شاد و شاد
بس اتنے مین آ پہونچے اُسکے سوک
ہزار و صد و شصت جنگی جوان
اُتر آب جیحون سے پور پشنگ
کہ ایرانیون سے نہ کیجے مصاف
بہت یون تو ایران مین ہین پہلوان
یل پیلتن رستم اُسکا ہے نام
جدا کر کے یکبار گی زین سے
ہوا سو ہوا پیشتر ای پدر
کہی یہ حقیقت جو پیش پشنگ

کہی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب
کرے سر پہ ہم تاج شاہی رکھین
طرف سے تھا اگر شاہ کے راہدار
سو رزم پر خاش مائل ہوا
قلون کے لگا یا جو اک سینہ پر
ہوے پیشتر اُس مکان سے روان
یل نامو زال زر تھا جہان
تو پھر زال نے روز رستم وہان
سوے پہلوان شاہ کے ہمرکاب
گیا سوے میدان پئے کارزار
زمین پر گرا اسپ سے سرنگون
کرون خوار دشمن کو اک آن مین
مقابل ہو جس سے یہ کسکی مجال
اُسے اسپ سے لاؤن زیر زمین
مقابل تو مجھ سے ہوا گر شتاب
یہ سُنکر کیا مردمان نے بیان
زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
ابھی باندھکر تجکو لیجاؤ نہین
رہا دو ہین قائم یل نامور
شتابی حضور شہ کیقباد
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
ہوا کشتہ ہاتھون سے رستم کے دان
گیا خستہ خاطر حضور پشنگ
مجھے رکھیے مین باپ سے اب معاف
وہ نسل سے سام کی اک جوان
زبون اُس سے ہے اپنا لشکر تمام
پکڑ لیجلا تھا وہ کین سے
وہ لے اب گذشتہ تو مت یاد کر
تو ایک نامہ اُسنے لکھا بدرنگ

کیا دیکے دلشہ کو نامہ روان
حضورِ جہاندار دلشہ گیا
اگر تور نے خون ایرج کیا
کیا اُسنے پاداش نوذر سے بس
بہت ہمدگر کینہ خواہی ہوئی
کہ ہم تم نہین غیر کچھ زینہار
کرین تازہ پیمان و عہد استوار
یہ پاسخ لکھا شاہ نے پھر وہین
نہین عہد و پیمان پہ تم استوار
لگے کہنے رستم کہ اے تاجدار
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامجو
یہ بولے وہ شاد قوی جنگ سے
دیا رستم و زال کو گنج و زر
بصد ملک توران ندون نہار
وہ لائے تصرف مین ملک وسیع
بصد کامیابی و فتح و ظفر
ہوئی مدح خوان نغمہ کیقباد
یہ سوجھا شہنشہ کو یکبارگی
طلب کرکے بولا کہ کاؤس کے
معاون ہو آسکے تا شام سحر
وہ بولے کہ ہم اے شہ نامدار

نوشتن نامۂ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

سپہدار توران کا نامہ دیا
منوچہر نے اُسکا بدلا لیا
نکالی غرض اپنے جی کی ہوس
بہت فوج کی ہین تباہی ہوئی
برادر ہین یک جد ملی ہے شہریار
نہ لشکر کشی پھر کرین زینہار
کہ ہرگز نہین ہمسے آغاز کین
تمہاری نہین بات کا اعتبار
نہ کر صلح اور آشتی زینہار
طلب کرکے مہراب و زال کو
کہ ہے صلح بہتر شہا جنگ سے
عنایت کیے خلعت پر گہر
کرونگا فزون تیرا عز و وقار
ہوے شہ کے شاہان عالم مطیع
گیا سوے پارس شہ دادگر
فریدون کو ہرگز کیا پھر نہ یاد
کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی
عزیزو تمہارا اثر اٹھائی ہے
کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر
اطاعت سے پھرین نہ سر زینہار

بڑھا کرکے واشاہ نے سربسر
ہوا پھر ادھر عازم افراسیاب
ہوا لیور طہماسپ پھر کینہ خواہ
یہ بہتر ہے اب آشتی کیجیے
موافق فریدون کی تقسیم کے
غرض آب جیحون رہے درمیان
انھین سے ہوئی ابتدا ظلم کی
سر نو اگر ہووے قول و قسم
کیا گرز نے میرے ہنگو زبون
یہ بولا تمہارا جو ہو مشورا
غرض شاہ نے بانشاط و خوشی
کہا یون کہ اے رستم نامجو
شہِ ہفت اقلیم نے بعد ازان
بہت نامدارون نے پھر شاد شاد
یہ داد و دہش شاہ نے کی وہان
رہا سو برس شاہ گیتی پناہ
شہ دادگر کے تھے فرزند چار
یہ ہووے خداوند تاج و سریر
سبھون نے پذیرا کیا یہ سخن
گئی روز کے بعد پھر ناگہان

سو کیقباد شہ خسروان
یہ دشمن نے لکھا تھا کہ اے تاجور
تحمل کی تھی اُسکو ہرگز نہ تاب
کیا فوج توران کو اُسنے تباہ
نہ کینہ کو بس دل مین رہ دیجیے
رہینگے جدا اپنی اقلیم کے
اِدھر ہم اُدھر تم رہو حکمران
ولیکن خدا نے سزا تمکو دی
تو ہون صلح پر راضی البتہ ہم
ملا یا عدو کو نہ خاک و خون
کرو مجکو آگاہ اُس سے ذرا
سپہدار توران سے کی آشتی
ترے جسم کا ایک بھی تار ہو
روانہ کیے جا بجا پہلوان
نہ فرمان سے پھیرا سر انقیاد
کہ اک خلق با خاطر شادمان
جہان مین خداوند تاج و کلاہ
انھین ایکدن شاہ فرخ تبار
رہو تم شب و روز فرمان پذیر
بجا لائے فرمان شاہ زمن
ہوا سوے ملک عدم شہ روان

داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

موے بند جب دیدہ کیقباد
لگا کرنے داد و دہش روز و شب
کہ آب و ہوا ہے بہت خوشگوار
کہ ہرگز نہین سب مجھے میل غم
فریدون و ضحاک و جمشید سے
یہ جی مین ہے کشورستانی کرون

تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد
لگا رہنے مشغول عیش و طرب
سدا فصل گل ہے ہمیشہ بہار
ہوا دل طلبگار میدان رزم
نہین کم ہے کچھ زور و قوت مجھے
ہر اک ملک مین حکمرانی کرون

خداوند اورنگ و افسر ہوا
ہوا ایک سا زندہ حاضر وہان
یہ سنکر کیا قصد مازندران
مبادا اگر ہو نہین آرام گیر
مشقت بھی لازم ہے تا کیجے خیال
سپہ کھینچ لے اُسنے سوے مازندران

جہان پرور و عدل گستر ہوا
لگا کرنے تعریف مازندران
وزیرون سے بولا یہ شاہ جہان
تو برباد ہو ملک و تاج و سریر
کہ قائم ہے افسر و ملک و مال
کرون سکہ و خطبہ اپنا وہان

یہ گفتار خاقان آفاق گیر
فریدون و جمشید عالی وقار
بایں زور و قوت وہ شاہنشہان
وہ گرشاسپ و رستم طرح جوان
ہوئے یکدل اس بات پر گرد سب
پہونچتے ہی نامہ کے وہ نامور
یلان سے جہاندار کشور کشا
کہ ہم اور تم چلکے شہ کے حضور
کہ تجھ سا شہنشاہ باداد و دین
شہنشہ نے گفتار لطف و کرم
کیا اُسنے پھر ذکر مازندران
کیا زال نے عرض ای نامور
فریدون و جمشید نے پیشتر
کیا تب نہ رخ سوے مازندران
لگے کہنے پھر سب سران سپاہ

ہوے سُن کے حیران امیر و وزیر
منوچہر شاہنشہ نامدار
نہ عازم ہوے سوے مازندران
وہ گودرز اور گیو نامی یلان
کیا چاہیے زال کو یان طلب
روانہ ہوا سیستان سے ادھر
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
رکھیں شاہ کو اس ارادہ سے دور
نہ دیکھا کہیں نے سُنا ہی کہیں
کہی پیش زال ستودہ شیم
یہ سنکر کہا شاہ نے یون کہ ہان
یہ سُنکر خبر مین بھی آیا ادھر
کیا تھا ارادہ کہ جاؤں ادھر
حذر تو بھی کر ای شہ خسروان
کہ ہم ہین ترے بندۂ نیک خواہ

بظاہر یہ بولے کہ ہے بات نیک
رکھے خوب تھے یاد افسونگری
نہیں ہے مناسب عزیمت اُدھر
وہان تھے دیے بھی طاقت کسے
وہیں زال کو ایک نامہ لکھا
یہ سُنکر تعجب ہوا شاہ کو
ملے جاکے جب زال سے پہلوان
جب آئے حضور شہ نامور
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو
وہیں رستم یل کی پوچھی خبر
ارادہ ہوا اس طرف ہی درست
رکھوں تا کہ اس عزم سے تجکو بائے
سُنا جبکہ ہے خانہ دیو سار
نہ تسخیر ہو زور و شمشیر سے
یہ ہی عرض ای شاہ عالیجناب

دُلے جی میں کہنے لگا یون کہ ہر
اطاعت میں اُنکے تھے دیو و پری
کہ آتی نہیں کامیابی نظر
کہ شہ کو رکھے باز اس بات سے
رقم اُسمین احوال سارا کیا
کہ لے حکم آتا ہے کیون نام جو
یہ اُنسے کہا زال نے تب بیان
لگا کرنے تعریف شہ زال زر
ولایت سیستان تیری شمشیر سے
وہ بولا دعا گو ہے شام و سحر
کمر ملک گیری پہ باندھی ہے جب
ذرا سوچ ای خسرو سرفراز
طلسم اور جادو وہان بیشمار
نہ ہاتھ آئے افسون و تدبیر سے
نہیں یہ ارادہ قرین صواب

یہ پاسخ دیا شاہ نے زال کو — کہ ای گرد دانا و فرخندہ خو
فریدوں سے افزوں ہی میرا حشم — منوچہر و جم سے نہیں ہوں میں کم

خدا ہے مرا یار و دستگیر — کروں جا کے دیوؤں کو فرمان پذیر
طلسم و فسوں کو توڑوں تمام — سر بدسگالاں کو پھوڑوں تمام

تم ای زال و رستم پہلوان — طرف سے مری یاں رہو حکمران
لگا کہنے پھر شہ سے وہ نیکخواہ — کہ ہیں بندے ہم اور تو بادشاہ

بدلسوزی ای شاہ کشورکشا — جو کچھ عرض کرنا تھا ہے کیا
مجھے کیجیے رخصت سوے سیستان — کرے حکمرانی کوئی اور یاں

معاون میں ہشیار ہونگا مدام — مددگار و یاور میں ہونگا مدام
غرض شاہ سے پھر سوے سیستان — مرخص ہوا پہلوان جہان

رفتن کاؤس برای تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان

بل نامور ایک میلاد تھا — اسے شاہ کاؤس نے یوں کہا
کہ سونپا تجھے میں نے اب تختگاہ — کوئی آکے جو تجھ سے ہو کینہ خواہ

تو پھر زال و رستم کو بھیجو خبر — معاون ترے ہونگے وہ آن کر
یہ کہکر جہاندار کشورستان — روانہ ہوا سوے مازندران

گیا لیکے واں لشکر بیشمار — یلان جہانگیر و جنگی سوار
بہ فرمان شاہنشہ نامور — گیا گیو لشکر کو لے بیشتر

جب آئی حد ملک مازندران — تو پھر واں سے وہ جنگجو پہلوان
زراعت کو یکسر جلاتا گیا — مکان خاک میں سب ملاتا گیا

ہوا سامنے جو لب دم ستیز — تو کھینچا اسے بس تہ تیغ تیز
گیا تا در شہر غارت کناں — بہت مال و زر ہاتھ آیا وہاں

گلستان سے وہ شہر کچھ کم نہ تھا — زن و مرد خوش منظر و خوش لقا
ہوا شاہ مازندران قلعہ بند — کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند

روانہ کیا ہو کے پھر ناامید — کسی دیو کو سوے دیو سپید
کہا یوں کہ اب ان جا سے تنگ ہوں — کیا شاہ ایران نے مجکو زبون

قتالی مدد کر تو ای اہرمن — دگر نہ جا بر ہو یاں ایک تن
یہ سنکر شتابان ہوا نابکار — وہ لایا بہت لشکر دیو سار

ہوا شاد سے آن کر کینہ خواہ — ہوئی قتل ایران کی ساری سپاہ
ہوے گیو اور شاہ کاؤس بھی — وہ گودرز و گستہم اور طوس بھی

گرفتار چنگال دیوان ہوے — پراگندہ دل اور حیران ہوے
کہا دیو ازرنگ نے شاہ سے — کہ تم خوش ہوے تھے اس طرف آن کے

ہوا اس مکان کی خوش آئی تھی — فضا اس گلستان کی بھائی تھی
یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے — کہ آگہ نہ تھا یاں کے میں دیو سے

وزیروں نے مجکو کیا منع تھا — دلے میں نے انکا نہ مانا کہا
ہوا پھر میں آخر یہاں آ کے خوار — نہیں چارہ تقدیر سے زینہار

جہاں قید تھا شہر مازن — نگہبان تھے بارہ ہزار اہرمن

اسیر شدن کیکاؤس در مازندران و فرستادن گردآیش زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

بوقت اسیری سوے سیستان — روانہ کیا شہ نے اک پہلوان
کہ ہو جائے تا زال زر کو خبر — سو اس پہلوان نے یہاں آن کر

بیان زال سے ماجرا سب کیا — طرف سے یہ کاؤس کے پھر کہا
کہ اس وقت میں اہرمن پیلتن — سنایا جو خاطر میں تیرا سخن

تو پائی سزا میں نے آخر کو آہ — ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ
ہے زندہ باقی جو یاں چند تن — سو ہیں قید میں پنجۂ اہرمن

یہ پیغامبر نے کہی جب خبر — تو دلگیر و دیں ہوا زال زر
یہ رستم سے بولا صد افسوس ہے — گرفتار ہمارا جو کاؤس ہے

وہ ہے قید اور ہم گر آرام سے — گذاریں شب و روز آرام سے
یہ ہنگام یاری و امداد کا — کہ حق نے تجھے زور بازو دیا

نہ ہرگز رہی مجکو اب تاب جنگ — کہ یکسر ہوے سست بازو و چنگ
تو ہمت کو اب کام فرما شتاب — سو شہر مازندران جا شتاب

قلم نے لکھا ہی یہ فتح بلند — لکھی ہے ترے نام ای پیل ارجمند
خوشی سے یہ بولا پیل نام جو — کہ ہر جنگ دیوان مری آرزو

ولے دوری راہ سے ہے خطر
کہ مان پسرے جانے تک ای پدر
انہین بدسگالان ناپاک خو
مبادا کہ ضایع کرین شاہ کو

کہا زال نے اُس سے ای پہلوان
کہ ہین تین رستے پہونچنے کے وان
دو راہ جو وان کا ہے دور و دراز
نہین انمین ملتا کوئی حیلہ ساز

گیا دور کی راہ کاؤس تھا
تو اُس راہ سے ای تہمتن نہ جا
جو نزدیک کی اُسکے ہے ایک راہ
نہین آدمی کو ملے وان پناہ

بہت راہ مین ہین بلائے عظیم
ہر اک منزل اُسکی ہے پُرخوف و بیم
اگر اُس راہ سے جائے ای پہلوان
تو پھر سات دن مین تو پہونچے وہان

تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
بتائید حق زیر چرخ برین
کرون دفع مین ہر بلا کو شتاب
طلسم اور جادوستان کو خراب

کرون قتل وان لشکر دیو کو
چھڑا لاؤن کاؤس اور گیو کو
یہ کہکر ہوا رخش پر جب سوار
دعا زال نے دی کہ لیل و نہار

تو ہو کامیاب ای یل نامور
رہے ہمقرین تیرے فتح و ظفر
بوقت وداع یل نوجوان
ہوئی خوب رودابہ گریہ کنان

لگی کہنے درد جدائی مجھے
ستائے تو کیا فائدہ ہو تجھے
تہمتن نے مان کو یہ پاسخ دیا
کہ زندان مین ہین بندگان خدا

اب انکے چھڑانے کو جاتا ہون مین
بفتح و ظفر یان پھر آتا ہون مین
غرض ہو کے رخصت سوے ہفتخوان
روانہ ہوا رستم پہلوان

نہ ساتھ اپنے کوئی لیا زینہار
فقط رخش تھا اور وہ شہسوار

داستان رفتن رستم براہ پُربلای ہفتخوان برای رہائی کیکاؤس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان مین
سر شام پہونچا نیستان مین
کیا صید اک گور کو وان شتاب
لگا کرنے وہین سنکے کھانے کباب

دیا چھوڑ صحرا مین پھر رخش کو
گیا خواب مین وہ یل نامجو
نمایان ہوا ایک شیر ژیان
طرف رخش کے وہین آیا دوان

لگا درسو جنگ مائل ہوا
ہزبر دمان کے مقابل ہوا
اُٹھا شیر کے سر پہ مارے دو دست
چبا کر کیا اُسکو دانتون سے پست

پھر آخر ہوا شیر جنگی زبون
روان اُسکے تن سے ہوا بحر خون
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر
تو حیران نہایت ہوا دیکھ کر

کہا رخش سے ہو کے پھر خشمناک
کہ تجھ کو اگر شیر کرتا ہلاک
تو لے کون چلتا سلاح حرب
بڑا ہی کیا تھا یہ تونے غضب

اگر پھر بلا ہو کوئی آشکار
تو ہونا مقابل نہ تو زینہار
تو بیدار و ہشیار کرنا اب مجھے
نشانی خبردار کرنا اب مجھے

احوال منزل دوم و ماجرای ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالے

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
تو رستم روانہ ہوا پیشتر
نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہین
ہوا تشنہ پانی نہ پایا کہین

خدا سے تہمتن نے کی التجا
کہ مت رکھ تو بندو پہ سختی روا
نمایان ہوا ایک آہو وہان
وہ آیا تہمتن کے آگے دوان

پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام
تو پیچھا وہ رستم تشنہ کام
کہ بیشک ہے بخشایش کردگار
یہ دیکھ اُسکے دل کو پھر آیا قرار

ہوا پھر وہ دنبال آہو دوان
تو پہونچا سرچشمہ وہ پہلوان
سپاس خداوند لایا بجا
اُتر رخش سے اُسنے پانی پیا

کیا گور کو تیر سے پھر شکار
اور آتش بھی کی سنگ سے آشکار
تناول کئے بس بنا کر کباب
ہوا بس وہین گرم آرام خواب

گئی جب گذر نصف شب تب وہان
ہوا ظاہر اک اژدہا ناگہان
گذشتا دگر دہ رازی مین تھا
غضبناک تھا قہر تھا وہ بلا

ہوا رخش گرم خروش و فغان
کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان
ہوا وہ تو بیدار پر اژدہا
نہان وہ وہین زیر زمین ہو گیا

خفا رخش سے ہو کے بولا وہ یون
کہ ناحق کیا مجھکو بیدار کیون
یہ کہکر تہمتن تو پھر سو گیا
پھر اتنے مین نکلا وہین اژدہا

بیا رخش نے پھر جو دیکھا شگو شور
تو جاگا وہین رستم پیل زور
ولے پھر وہین اژدہائے پلید
بزیر زمین ہو گیا ناپدید

نہ آیا نظر کچھ جب پیداست جب / کیا رخش پر اُسنے خشم و غضب
وہ بولا دوبارہ جگایا مجھے / خوش آیا نہ آرام میرا تجھے

اگر پھر ہوئی تجھ سے ایسی خطا / تو سر تن سے تیرے کرونگا جدا
پیادہ سوئے شہر مازندران / روان لیکے ہوں تیغ و گرز گران

گیا خواب میں جب یل ارجمند / تو نکلا وہیں اژدہائے بلند
ہوا پاس رستم کے استادہ رخش / ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش

جدھر آئے تھا اژدہائے سیاہ / اُدھر رخش ہوتا تھا بس سد راہ
وہ جب آگیا متصل ناگہان / ہوا تب خروشان و حملہ کنان

پھر اتنے میں بیدار رستم ہوا / وہیں گرم پیکار رستم ہوا
تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ / دلیری سے ماری وہیں بیدریغ

ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر / قوی اژدہے کی ذرا پشت پر
یہ چاہا کرے زخم دیگر رہا / کہ تا ہو دو پارہ تن اژدہا

کہ اتنے میں آیا سوئے پہلوان / دہن کرکے وا اژدہائے دمان
دم اژدہا کم نہ آتش سے تھا / وہ ناچار سوئے عقب ہٹ گیا

جو دیکھا کہ رستم پہ ہے وقت تنگ / کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
کہ دانتوں سے پکڑا اُسے دوڑکر / پھر اُس اژدہے نے اٹھایا نہ سر

تہمتن نے اک تیغ ماری وہیں / ہوئی خون سے اُسکے رنگین زمین
ہوا کشتہ جب اژدہائے دمان / تو کرنے لگا شکر حق پہلوان

بیان احوال منزل سوم راہ ہفت خوان وطی کردن بتائید پروردگار جہان

روانہ ہوا واں سے پھر صبحگاہ / دراز آئی اُس روز درپیش راہ
سر شام پہونچا وہ اک چشمہ پر / کہ سبزہ بھی تھا خوب واں تازہ تر

ہوا جبکہ رستم سکونت گزین / تب آئی وہاں اک زنِ بہترین
صراحی مے ہاتھ میں اُسکے تھی / نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی

بہت خوب تھا اُسکے بر میں لباس / غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس
تہمتن نے اُسکو بغل میں لیا / اور اک جام مے اُس سے لیکر پیا

پھر احوال رستم نے پوچھا تمام / لگی کہنے تب یوں بت لالہ فام
کہ ہوں میں زن صالح و حق پرست / مجھے وہ خداوند بالا و پست

بیابان میں پہونچلے ہے نقل و مے / جو کچھ چاہیے یاں سب موجود ہے
ترنم سرا پھر ہوئی نازنین / ہوا اُس سے رستم مسرت قرین

یہاں تک کہ محظوظ و خرم ہوا / کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا
نہ جانا کہ یہ زن ہے اک سحر کار / ہوا راز پنہان نہ کچھ آشکار

ہوئی وہ بھی مستغرق حال جب / زبان پر وہ لایا وہیں حمد رب
سُنا جبکہ نام جہان آفرین / ہوا تیرہ رنگ رخ نازنین

تہمتن پہ تب یہ ہوا آشکار / کہ ہے ساحرہ یا کوئی دیو سار
کیا اُسکو وہیں اسیر کمند / ہوا پھر غضبناک وہ ارجمند

یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا / زن ساحرہ ہوں یہ اُسنے کہا
قلم تیغ سے کرکے پھر اُسکا سر / گیا خواب میں وہ یل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفت خوان

جو واں سے ہوا صبحدم رہ نورد / تو پہونچا عجب دشت میں شیر مرد
کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر / اندھیرا سے تھا واں بہت بیشتر

وہ طے کرگیا راہ تاریک کو / سر چشمہ پہونچا یل نامجو
گیا خواب میں وقت شب پہلوان / تب آیا وہاں دشتبان ناگہان

جڑی ایک چوٹ آن کر پانو پر / ہوا وہیں بیدار وہ نامور
لگا کہنے رستم سے وہ دشتبان / کہ اولاد گرد دلاور جہان

یہاں کا ہے حاکم بڑا ہی دلیر / کہ جسکے مقابل ہو نرہ شیر
تصرف میں ہے چند فرسخ زمین / پرندوں کا بھی یاں گذارا نہیں

تو ہو جان سے سیر آیا مگر / گریزندہ ہو یاں سے اب زود تر
وگرنہ چڑھ اولاد آجائے گا / تو پھر یاں سے جانے نہیں پائیگا

مجھے تجھپہ آتا ہے رحم اے جوان / کہ ضائع کہیں تو نہ ہووے یہاں
یہ سُن کر تہمتن نے ہو خشمگین / پکڑ کان اُسکے اکھاڑے وہیں

طمانچہ لگایا پھر اُس زور سے / کہ ٹوٹے وہ دندان اُسکے جھڑ سے
گیا دشتبان پاس اولاد کے / کیا حال سب جا کے واقف اُسے

وہ مشغول صید افگنی تھا کہین
یہ اولاد رستم سے کہنے لگا
لگا کہنے یون نام میرا ہی اب
پھر اولاد بولا بتا یہ مجھے
یہ نیروے بازو ہے فضل خدا
ترے تن سے بھی اب جدا سر کرون
کیا خوف دیو نے ہے دل پر اثر
وہ جنگ آوران کھینچکر تیغ کین
لگا قتل کرنے چپ و راس پھر
وہ اولاد وان سے فراری ہوا
وہ جاتا تھا گاہے ادھر گہ اُدھر
پہونچ اُسکے نزدیک ڈالی کمند
تسنجر سے دیا باندھ اولاد کو
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
کہ دیو سفید اور کاؤس شاہ
یہ رستم نے چاہا وہین بیدریغ
کرو نمین شب روز فرمانبری
وہان تک اگر لے چلے تو مجھے
پذیرا کیا اُسنے اس بات کو
گرفتار ہے اور سرکو مہار
رہا دو ہین اولاد کو پھر کیا
وہ بولا کہ نزدیک ہے وہ مکان
اور اک دشت مجہول ہے درمیان
سراپا ہو تو سنگ و آہن اگر
کہ سوراخ ہر تو اگر وان تلک
ہوا ساتھ اولاد کے پہلوان
غرض اک سنت ورہ وہ نیک مرد
کہ آتش ہے افروختہ جابجا
دیو سفید اور بھی دیو سب

یہ سن کر سبہ لیکے آیا وہین
مجھے ٹک بتا نام ہے تیرا کیا
توی زور ہون مثل پیل و ہزبر
کہ آیا ہے تو کونسی راہ سے
سہ منزل ہین کین دفعہ ہر سہ بلا
تہ تیغ یکدست لشکر کرون
نہ ہرگز بڑھا آپ پھر بیشتر
سو رستم گرد آنے وہین
نہ آیا پہلوان کوئی پاس پھر
وہین دشت پیمائے خواری ہوا
غرض مثل روباہ تھا حیلہ گر
لیا کھینچ اولاد کو کرکے بند

اُسے دیکھ کر رخش پر ہو سوار
کرے نام مارا نہ جاوے تو یان
دلیرون کا زہرہ ہوا مین آب ہو
یہ بولا وہین رستم نامور
چہارم یہ منزل جو در پیش ہے
سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
سوارون سے بولا کہ یکبار گی
کوئی پہلوان شیر سب سے تھا
سپاہ مخالف گریزان ہوئی
کیا پھر نہ آرام رستم نے وان
ہوا گرچہ عاجز یل نامدار
اُسے قید کرکے پھر اشہسوار

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفت خوان

ہوئے تھے جو رزم آور و کینہ خواہ
کر اولاد کو پیچھے زیر تیغ
کرون اُن خدمت و چاکری
تو کشتہ کرو نمین نہ ہرگز تجھے
یہ ظاہر کیا پھر کہ اے نام جو
نگہبان ہین دو بارہ ہزار
وہ لے قول اور عہد پیمان لیا
جہان قید ہے بادشاہ جہان
کہ سنگ گران سنگ رہ ہے جہان
گذر اُس مکان سے ہے دشوار تر
تو وان دیکھنا پھر کہ زیر فلک
یل پیلتن رستم پہلوان
ہوا دشت مین بے خطر رہ نورد
جو پوچھا تو اولاد نے یون کہا
سکونت گزین ہین وہان روز و شب

وہ احوال کر تو مفصل بیان
بصد عجز اُسنے کیا یون بیان
لگا کہنے رستم کہ کاؤس شاہ
بتادے تو گر جائے دیو سفید
مکان ایک ہے درمیان دو کوہ
دیا جبکہ زندان کا اُسنے نشان
کہا یون کہ اب ہنمائی تو کر
وہین شہر مازندران کی ہے راہ
سوا اسکے اے پہلوان جہان
یہ گفتار سن کر ہوا خندہ زن
کرون ہو نہین کسطرح سکو ہلاک
جہانتک تعلق تھا اولاد کا
کہین نصف شب قلعہ کوہ پر
کہ دروازہ شہر مازندران
فروزندہ ہے دیو نے آگ کی

مقابل ہوا رستم نامدار
یہ گفتار سن کر یل نوجوان
سنین گر کہین وہ مرے نام کو
رہ ہفتخوان سے مین آیا ادھر
تو تو سدرہ اے بد اندیش ہے
تو بس اُڑ گئے ہوش اُسکے تمام
کرو حملہ سب ملکے اسیر ابھی
اُسے پہلے رستم نے کشتہ کیا
بیابان مین اکثر پریشان ہوئی
ہوا اُسکے دنبال وہین رو روان
ولیکن نہ چھوڑا اُسے زینہار
پھر اک چشمہ کے پاس پکڑا قرار
ہوا استراحت کنان نام جو
تو بولا یہ اولاد سے نامدار
کہی اُسنے القصہ سب داستان
کہ مت قتل کر مجکو اے پہلوان
مقید جہان ہے بحال تباہ
تو بر آئے تیرے بھی دل کی امید
وہان شاہ کاؤس گردون شکوہ
تب اُس پر تہمتن ہوا مہربان
مراعات تجھ پر کرون بیشتر
کہ ہے دیو زادون کی آرامگاہ
ہزار و دو صد فیل جنگی ہین وان
لگا کہنے اولاد سے پیلتن
ملاتا ہون کیونکر نہ خون و خاک
مقابل نہ آئی کوئی وان بلا
تہمتن کو ناگاہ آیا نظر
یہی ہے کہ آتش ہے روشن جہان
کہ دستور اُنکا ہے ہر شب یہی

یہ سنکر ہوا وہ مسرت قرین — ہوا دشت مین وہ سکونت گزین
کہا تا تو ہی شہر نزدیک تر — روان یان سے ہونگے وقت سحر
درخت ایک تھا اس سے اولاد کو — دیا باندھ اور سو رہا نامجو
بہم گرچہ تھا عہد اور اختلاط — ولے راہ مین شرط تھی احتیاط

بیان احوال پر اختلال منزل ششم راہ ہفت خوان

دم صبح اولاد کو ساتھ لے — روانہ ہوا رستم اُس دشت سے
ولے تھی کمند اسکی گردن مین بند — وہ رہبر تھا پیش یل ارجمند
یہ اولاد بولا کہ اے نامور — یہ منزل ہی پرخوف و بیم و خطر
نگہبان ہین ارژنگ و بیدار تنگ — نہین جن سے انسان کو تاب جنگ
نہ اندیشہ رستم نے ہرگز کیا — جہان دیو ارژنگ تھا وان گیا
دلیرانہ جا کر کیا جب غریو — تو خیمے سے نکلا وہ ارژنگ دیو
تہمتن کے مارے کمر مین دو دست — کہ تا پہلوان کو کرے وہ مین پست
تہمتن نے ہاتھ اسکے رکھ کتف پر — پکڑ دوسرے ہاتھ سے اسکا سر
اُسے خاک پر پھر فگندہ کیا — سر دیو ناپاک کندہ کیا
جہان اور دیو دنکی تھی انجمن — دیا پھینک وان سے سر اہرمن
ہوئے پھر گریزندہ سب دیوزاد — ہوا وان سے رستم روان شاد شاد
سر کوہ جس وقت رکھا قدم — وہان پر توقف کیا ایک دم
روانہ ہوا پھر یل ارجمند — غرض کر کے طے راہ پست و بلند
جہان شاہ ایران گرفتار تھا — وہان ساتھ اولاد کے وہ گیا
موکل وہان خواب غفلت مین تھے — بغلگیر سلطان ہوا گرد سے
شہنشہ نے پوچھا جو احوال راہ — تو رستم نے یکسر کہا پیش شاہ
گرفتار زنجیر کاؤس تھا — تہمتن نے اُسدم ارادہ کیا
کہ یکدست توڑے وہ بند گران — کہ اتنے مین جا گئے وہان پاسبان
لیا گھیر رستم کو بس آن کر — ولے پہلوان کو نہ تھا کچھ خطر
جو سردار تھا قوم کا بند دیو — مقابل ہوا آ وہین کرکے غریو
وہ بولا کہ مین نے بہ فضل خدا — کیا تن سے ارژنگ کا سر جدا
خدا نے دیا اسقدر مجھکو زور — کہ دیوون کو سمجھون مین مانند مور
مرے ہاتھ ہی مرگ دیو سپید — مین آیا ہی کرکے دلمین امید
کرون قتل اس دیو ناپاک کو — نہ جان اپنی دے ہو کے تو رزمجو
اطاعت مری کر تو اب اختیار — کہ پرخاش بہتر نہین زینہار
اگر جنگ کی دلمین ہو تجھ ہوس — تو سر تیرا اور تیغ بران ہی بس
ہوا دیو فرمانبر اسکا وہین — کہ پیدا ہوئی ہیبت تیغ کین
کہا اور دیوان ناپاک کو — کہ مت آؤ پیش یل نامجو
گرفتار تھے جتنے ایرانیان — انھین لا کے حاضر کیا پھر وہان
لگا کہنے رستم سے پھر اہرمن — کہ دیو سپید اے یل پیلتن
ہوا کشتہ گر ہاتھ سے تیرے ان — تو فرمانبری ہم کرین سب یہان
تہمتن روان اُس مکان سے ہوا — اور اک دیو ساتھ اُسکے وسے ان ہوا
بیابان مین تھا وقت شب رہ سپر — وہ اولاد اور دیو تھا راہبر
پڑا ایک لشکر نظر دور سے — کہ افزون ملخ سے تھا اور مور سے
پیا اولاد سے پوچھنے وہ لگا — کہ یہ فوج کس کی ہی مجھکو بتا
وہ بولا کہ ہی فوج دیو سپید — سنائی سوا اسکے اور اک نوید
کہ نکلے ہی جب چرخ پر آفتاب — ہر اک دیو ہوتا ہی پھر گرم خواب
گرم سو وقت تو انسے ہو کینہ خواہ — تو پھر ہو مظفر بہ فضل الٰہ
ہوئی بات اولاد کی دلپذیر — ہوا رات کو رستم آرام گیر

احوال منزل ہفتم و کشتہ شدن دیو سپید

سحر جبکہ خورشید تابان ہوا — یل پیلتن تب شتابان ہوا
جہان لشکر دیو تھا وان گیا — کوئی خواب مین کوئی بیدار تھا
تہمتن کمر سے وہین کھینچ تیغ — لگا قتل کرنے انھین بیدریغ
ہوئے پھر خبردار یکدست دیو — گیا گرد رستم بھی کرکے غریو
چپ و راست تھا تیغزن پہلوان — جو آیا مقابل ہوا کشتہ وان
رہی جب نہ زنہار تاب ستیز — تو لی انسے دیوون نے راہ گریز
پھر آیا وہ یل با دل پر امید — سوئے خانہ و جاے دیو سپید
پر از سحر تھا اسکا یکسر مکان — نہ تھا نام کو روشنی کا نشان
وہی دیو رہبر ہوا رہنما — یل پیلتن کو وہان لے گیا
کوئی غار تار بکر تھا وہان — کہ دیو سپید لعین تھا جہان

نکل غار سے وہ مقابل ہوا
سو رستم گرد مائل ہوا

اُسے دیکھ رستم ہوا خوفناک
نہ لیگیا سوے یزدان پاک

دلیری سے بھڑنے کے نام خدا
کیا زخم شمشیر اُس پر رہا

ہوئی خستہ اُس زخم سے ران دیو
دیے دوڑ کر اُسنے کر کے غریو

بغل مین لیا اپنی رستم کو داب
لگا زور کرنے وہ خانہ خراب

جوان نے بھی اُس دم کیا خوب زور
دلیرانہ باہم ہوا خوب زور

ادھر یون گیے تھا ایل ناجو
کہ اب جانبری دیکھون کیونکر ہے

کیے تھا اُدھر دل مین دیو سپید
کہ ہون جان لیے آج مین نا اُمید

غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی
ادھر اور اُدھر سے درشتی ہوئی

بہم ہو کے عاجز ہوے پھر جدا
جدا ہو کے یکدم توقف کیا

زمین پر پڑی جو یکایک نظر
تو دیکھی زمین خون سے رستم نے تر

یقین یہ ہوا زخم کاری لگا
ہوا دل قوی رستم گرد کا

اُٹھایا پکڑ کر کمر دیو کو
دیا پھر ٹپک خاک پر دیو کو

کیا وہین خنجر سے اُسکو ہلاک
نکالا جگر دل کیا اُسکا چاک

نگہ کی جو رستم نے پھر سوے غار
تو کشتہ بہت پائے وان دیو سار

یہ پوچھا انھین قتل کسنے کیا
جواب اُسکو اولاد نے یہ دیا

کہ با جان دیو سپید لعین
ہر اک کی تھی وابستہ جان حزین

ہوا کشتہ وہ جب تو سب مر گئے
جہنم مین ساتھ اُسکے یکسر گئے

یہ کہکر کہا پھر کہ اے نامدار
کچھ انعام کا ہون مین امیدوار

تہمتن یہ بولا تجھے اے جوان
کرون حاکم شہر مازندران

بھر اولاد کو وہ جگر دیو کا
یل پیلتن نے حوالے کیا

تہمتن وہانسے پھر اشاد شاد
گیا پیش کاوس فرخ نہاد

دیا مژدۂ فتح جب شاہ کو
تو شادان ہو خسرو نامجو

لگا کہنے پھر شاہ باداد و دین
کہ صد مرحبا آفرین آفرین

داستان بر تخت نشستن کیکاوس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سردار دیوون کا تھا بند نام
ہوا وہ مطیع شہ ذوالکرام

وہ لایا وہان ایک اورنگ زر
ہوا اُسپہ کاوس پھر جلوہ گر

وہ گودرز و گستہم اور طوس گیو
پل نامور رستم پہلوان
رہا سات دن تک یہ جشن طرب
فرستادہ کا نام فرہاد تھا
شہ جاودان نے پڑھا کر کہے وا
دلیر و جوانمرد رستم ہے نام
ہوئے ساتھ رستم کے جب گرم جنگ
ہمین ملک اپنا حوالے تو کر
یہ مضمون پڑھا جب تو ہو کر خفا
ہزارون ہین یان دیو پیکار جو
تو نازان ہے اک رستم گرد پر
ترے ساتھ مین نے برا یہ کیا
تو جا خیر سے تخت ایران زمین
فرستادہ نے کر جواب پیام
بڑا فکر مین شاہ فرخندہ خو
یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
لکھا یون کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
سمجھ گر تو ہے عاقل پیش بین
وگرنہ تجھے خوب پہنچے زیان
حضور سپہدار مازندران
قد و جسم ہے مثل پیل بلند
شہ جاودان نے دہن یہ سنوا
اُسے دیکھے جولان طرح نیزہ کے
اشارو نہین کہنے لیے یون نہم
تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
وہ بیتاب و بیخود ہوا اسقدر
کلاہور اک گرد پر زور تھا
کلاہور آیا غضبناک ہو
مقابل وہین پھر تہمتن ہوا

وہ گرگین و بہرام اور خیل دیو
سر کرسی زر تھا جلوہ کنان
رہے روز و شب مائل عیش سب
غرض نامۂ شاہ دے دے گیا
لکھا تھا کہ اک گرد زور آزما
ہنر برافگنی ہے سدا اُسکا کام
تو وہ دونون کشتہ ہوئے جبکہ جنگ
تجھے خواہش خیر ہے کچھ اگر
شہ جاودان نے یہ پاسخ دیا
قوی بازو و کینہ ور تند خو
یہان ہین ہزارون پل نامور
کہ زندان مین تجھ کو زندہ رکھا
نہ ہرگز مرے ساتھ ہو گرم کین
پھر آیا حضور شہ ذو الکرام
لگا کہنے تب رستم نام جو
ہوا بند سے غم کے آزاد شاہ
ہماری اطاعت سے اب منہ نہ موڑ
کہ برخاین زنہار بہتر نہین
رہے پھر نہ تو اور نہ مازندران
کیا جا کے یون مردبان نے بیان
رکھے ہے وہ پاس اپنے تیغ و کمند
ارژدانہ کہتے ہین گرد زور آزما
جو نزدیک پہونچا تو چھوڑا اُسے
کہ دکھلا دین کچھ زور اپنا بھی ہم
کہ ہم پنجہ کا دست رنجہ کیا
کہ بس گر پڑا اسپ سے خاک پر
اُسے شاہ مازندران نے کہا
لگا کہنے یون رستم گرد کو
کلاہور سے پنجہ افگن ہوا

ہوئے ایستادہ چپ و راست جب
سر نو ہوئی محفل انبساط
سو شاہ مازندران بعد ازان
دیا شاہ مازندران کو شتاب
روان ہو کے ایران سے آیا یہان
وہ دیو سپید اور ارژنگ دیو
کہان ہے تجھے رزم کی اُس سے تاب
ترے حق مین بہتر ہے فرمانبری
کہ دیو سفید اور ارژنگ اگر
سوا اُنکے ہین پاس میرے شہا
ارادہ کرون گر تو فرصت نہ دون
رہائی تری ہو گئی ناگہان
کرونگا تجھے قید گر ابکی بار
سنا اور دیکھا تھا جو کچھ یہان
مجھے نامہ لکھ بھیجے ابکی بار
تہمتن کی تعریف کرنے لگا
نہین تیرے لشکر سے ڈرتے ہین ہم
اگر آ کے حاضر ہو یان ایک بار
ہوئی مہر کاؤس جب نامہ پر
کہ آیا ہے پھر اس سے شہ نامور
قوی ہیکل اک اسپ ہے زیر ران
پل پیلتن تھے اُنھین دیکھکر
بہت گرد اُسکے تلے دب گئے
کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
جدا ہو گئین اُسکی رگہاے دست
خبر سن کے یہ شاہ مازندران
کہ تو بھی اُسے زخمی و خستہ کر
ذرا تجھ سے ہم پنجہ ہو لے جوان
اُسے بھی کیا ایکدم مین زبون

کمر بستہ چون بندگان با ادب
مہیا ہوا ساز و برگ نشاط
کیا شاہ نے ایک نامہ روان
کہا یون کہ لکھ بھیجے اسکا جواب
قوی زور ہے مثل شیر ژیان
جہان مین تھا قوت کا جنکی غلو
تو حاضر ہو یان آ کے اب شتاب
وگرنہ ہو دشوار پھر جانبری
ہوے کشتہ تو یان ہوا کیا ضرر
ہزار و دو صد پیل جنگ آزما
بس اک دم مین تسخیر ایران کرون
غنیمت سمجھ اسکو اب بیگمان
تو جیتا نہ چھوڑونگا پھر زینہار
کیا پیش کاؤس یکسر بیان
کہ تا جاؤ نہین وان فرستادہ وار
پھر اُسنے رقم دو ہین نامہ کیا
تجھے پھر خبردار کرتے ہین ہم
ترا ملک تجھپر رہے برقرار
روان تب ہوا رستم نامور
فرستادہ اور ایک با کر و فر
عجب شان شوکت کا ہے وہ جوان
اکھاڑا وہان اک تناور شجر
یہ دیکھا تو حیرت مین پھر سب گئے
ہوا خندہ زن رستم سرفراز
ہوا مرد زور آزما دو ہین بیست
یہ سمجھا کہ رستم یہی ہے جوان
دل اندر پنجہ کو اُسکے شکستہ کر
کہ دیکھون ترا مین تو زور و توان
کیا اُسکے سر پنجہ کو غرق خون

حضور خداوند آیا وہ مرد
کہا یہ کہ بہتر نہین کارزار
کیا پھر طلب رستم گرد کو
یہ سُنکر دیا اُسنے پاسخ دہمن
تہمتن یہ بولا کہ لکھیے جواب
ہمارا تو ہو بلکہ فرمان پذیر
تو باہر نہ انداز سے دھر قدم
نہ برباد کر اپنا دیہیم و تخت

پراگندہ خاطر گرفتار درد
رہ آشتی کر تو اب اختیار
گیا جب حضور اُسکے وہ نامجو
کہ رستم کا ہون چاکر کمترین
لکھا پاسخ نامہ اُسنے شتاب
کہ قائم رہے ملک و تاج و سریر
نہ پھر اپنی جان پر روا رکھ ستم
روانہ ہوا کہہ کے دشوار و سخت
کہ کیجیے اب آراستہ سازِ جنگ

دکھایا اُسے دست آویختہ
کلاہور نے جب کیا یہ بیان
لگا کہنے پھر شاہ مازندران
یہ کہہ کر وہ نامہ حوالے کیا
کہ ہاں تجھ سے ہے دعوی ہمسری
بزرگون نے تیرے نہ چاہا کبھو
تہمتن نے یون وقت رخصت کہا
حضور شہنشاہ کاؤس جب
روان ہو جیے شوق سے بیدرنگ

کہ رگ اور ناخن تھے سب ریختہ
ہوا پر غضب شاہ مازندران
کہ تو ہی مگر رستم پہلوان
وہ پڑھکر ہوا پھر نہایت خفا
نہ ہو ہم سے جو پاے فرمانبری
کہ تا سوے مازندران لامین گرد
کہ کاؤس کی کر اطاعت شتاب
وہ آیا تو بولا ز روے طرب

جنگ کیکاؤس شاہ با والی مازندران و کشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و ظفریاب شدن

ادھر سے جہاندار کشورستان
کوئی دیو جو تھا وہان بدرنگ
شہ جادوان نے کہا فوج کو
ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش
دو لشکر بہم حملہ آور ہوئے
ہوا روز ہشتم درخشندہ جب
وہین غیب سے پھر یہ آئی صدا
کہا حملہ آور ہو ساری سپاہ
کھڑے اُسکے آگے تھے پیلان مست
رہا ہاتھ سے گرز اُس دم ہوا
یل پیلتن لیکے اُس نیزے کو
جو دیکھا وہ کوہ گران سد راہ
مرے ساتھ جب لیکے گرز گران
کہ اُس زخم سے ہو کے وہ غرق خون
لگا کہنے پھر بادشاہ جہان
لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ
پس پشت تھے وہ دلیران تمام
غرض لا کے رکھا وہ کوہ گران
نکل اے شہ جادوان سنگ سے
یہ آواز سُنکر شہ جادوان
وہین کھینچ کر پھر تہمتن نے تیغ
گریزان ہوئے مردم و اہرمن
شہ جادوان کا جو تھا تختگاہ
بہت ہاتھ آیا وہان مال و گنج
جب اُس فتح سے شاہ خوشدل ہوا
کنیز و غلامان زرین لباس
پھر اولاد کو با نشاط و طرب
بہت اُسنے کی خدمت و چاکری
شہنشاہ نے خرم و شاد ہو

اُدھر سے سپہدار مازندران
ہوا آکے رستم سے جویائے جنگ
کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو
کہ یکسر پریشان ہوا صبر و ہوش
ہزاروں تن اکدم مین بسمل ہوئے
یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب
کہ ہو فتح تیری بہ فضل خدا
کرو فوج مازندران کو تباہ
کیا گرز سے اُسنے ہر اک کو پست
طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا
شہ جادوان سے ہوا رزم جو
تو حیران رہا رستم کینہ خواہ
ہوا رزم جو شاہ مازندران
ہوا شاہ مازندران سرنگون
کہ جتنے ہین ایران کے زور آوران
ہلا بھی نہ اُنسے ہوئے سب ستوہ
خوش و خرم و آفرین خوان تمام
کہ شاہنشہ نامور تھا جہان
رہائی نہین اب تری جنگ سے
جو نکلا تو کاؤس شاہ جہان
کیا پارہ پارہ اُسے بیدریغ
پریشان ہوئے زیر چرخ کہن
ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ
ہوا دور یکدست پھر دل سے رنج
سو بخشش و جود نائل ہوا
بعہد محبت و شفقت بقیاس
حضور جہاندار کر کے طلب
یہ ہی لائق عزت و برتری
ز روئے عنایات اولاد کو

صف آرا ہوئے جا کے میدان مین
لگا جبکہ اک زخم نوک سنان
ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون
ہوا گیر ہو کر غبار زمین
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
کہ یا رب مرے ہمقرین ہو ظفر
یہ سُن کر شہنشاہ فرخ نہاد
تہمتن سو شاہ مازندران
کشادہ ہوئی راہ جب سربسر
وہین گیو نیزہ وہان لے گیا
وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ
بہونچکر وہین شاہ کاؤس کو
تو مین نے کیا زخم نیزہ رہا
ولیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ
اُٹھا لاوین اُس کوہ کو زود تر
پھر آخر کو وہ رستم پہلوان
خوشی سے سر رستم نامدار
خروشان ہوا شیر زسوئے سنگ
وگرنہ ابھی لے کے تیغ و تبر
لگا کہنے کچھ اسمین لاؤ نہ باک
جو کشتہ ہوا شاہ مازندران
بفیروزی و فتح شاہ جہان
ہوئے مردم شہر و دیوان تمام
سپاس و عنایات و لطف خدا
در بے بہا خلعت پر گہر
تہمتن کو دے کر کیا سرفراز
کیا عرض رستم نے اے بادشاہ
حکومت یہان کی اسے دیجیے
کیا حاکم شہر مازندران

ہوا حشر برپا پھر اک آن مین
رہی دیو کے پھر نہ قالب مین جان
ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
گیا تا سر سقف چرخ برین
رہا گرم یک ہفتہ بازار جنگ
زبون ہو دین دیوان بیدادگر
گیا سوئے نادر وگہ شاد شاد
شتابان ہوا مثل پیل دمان
گیا راست تب رستم نامور
تہمتن کو جا کر حوالے کیا
شہ جادوان بن گیا شکل سنگ
یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو
اور اسدم یہ بیلین گمان پھر ہوا
یہان سخت حیرت مین ہی اک گروہ
یہ سُنکر وہ زور آوران سربسر
اُٹھا لے چلا وا اُنسے کوہ گران
بہت گوہر و زر کیا وان نثار
تہمتن یہ بولا کہ ہان بیدرنگ
کرون ٹکڑے اُس کوہ کے زود تر
ملا داب اُسکو نہ خون و خاک
ہزیمت پڑی فوج کے درمیان
ہوا داخل شہر مازندران
پرستار شاہنشہ ذوالکرام
جہاندار کاؤس لایا بجا
زر و ملک و اسپان با زین و زر
ہوا پہلوان کا فزون امتیاز
یہ اولاد ہی بندۂ نیک خواہ
جہان مین سرافراز اب کیجیے
فزونی ہی مین ہو کی توقیر و شان

وہ گستہم اور طوس عالی وقار
وہ گودرز اور گیو جنگی سوار
یہ جتنے تھے گردان جنگ آزما
زر و ملک اُن کو عنایت کیا

داستان لشکر کشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود کیکاؤس را

بتائید اقبال و نیروے بخت
جو مازندران سے گیا تاج و تخت
تو پھر سوے ایران بفتح و ظفر
روانہ ہوا خسرو نامور

ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی
کہ باشوکت و فر شاہنشہی
خدیو جہانگیر کاؤس کے
بلند اقتدار و زبردست ہی

کیا جسنے تسخیر مازندران
ہوے خیل دیوان پر اب حکمران
ہوے سرکشان سن کے اندیشہ مند
مبادا کہ ہم کو نہ پہونچے گزند

سہبت بادشاہان گردن فراز
ہوے گام فرسائے راز و نیاز
ہر اک نے زر و گوہر و طوق و تاج
حضور اُسکے بھیجا برسم خراج

اطاعت پہ جسنے نہ باندھی کمر
تو اُنکی ولایت کو پہونچا خطر
بہت نجروان شہ نے سجدے کیے
مکان ملک توران کے اکثر لیے

نہ لیکن ہوا شاہ ہاماوران
مطیع شہنشاہ کشورستان
نمایان ہوئی اُس سے جب سرکشی
تو کی شاہ نے اُسپہ لشکر کشی

کیا اسقدر پہلوانوں نے تنگ
کہ ہرگز رہا پھر نہ یاراے جنگ
وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام
صنوبر قد و گل رخ و لالہ فام

جہاندار اُسکا ہوا خواستگار
نہ انکار اُس نے کیا زینہار
بندھا عقد باہم برسم شہان
ہوا شاہ کاؤس پھر مہربان

رہا ملک ہاماوران برقرار
مراعات کی اور بھی بے شمار
پیام سپہدار ہاماوران
یہ آیا حضور شہ خسروان

کہ تشریف اب قلعہ میں لائیے
یہانتک قدم رنجہ فرمائیے
قبول اب مری میہمانی کرو
مرے حال پر مہربانی کرو

کیا شہ نے منظور اسبات کو
ولیکن وہ دلدار فرخندہ خو
قبولی کہ اے خسرو نامدار
مرے باپ کا کچھ نہیں اعتبار

وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہے
بڑا ہی دغاباز و مکار ہے
نجاؤ غرض قلعہ کے درمیان
کہ ہرگز نہیں خوب جانا وہان

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بشاہ ہاماوران

ہوا جا کے مہمان شہ کامگار
گئے ساتھ اُسکے کئی نامدار
وہان سات دن لطف و شوق افزا رہا
نہ وسواس و اندیشہ ہرگز کیا

تمنا سے سالار ہاماوران
برآئی کہ آیا وہ شاہ جہان
شب و روز خدمت میں حاضر رہا
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا

کہوں کیا کہ خدمت سے خوشدل کیا
شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا
کیا قید پھر شاہ کاؤس کو
کیا بند گودرز اور طوس کو

ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ
تو راہی ہوئی سوے ایران سپاہ
یہ سنکر سپہدار افراسیاب
سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب

تصرف کیا آکے ایران میں
کیا ملک تسخیر اک آن میں
بزرگان ایران نے پھر زینہار
اطاعت نہ کی ترک کی اختیار

گئے زابلستان میں رستم کے پاس
شکستہ دل و پر غم و بیحواس
کیا جا کے احوال سارا بیان
کرے تاکہ تدبیر کچھ پہلوان

سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا
تو یون شاہ ہاماوران کو لکھا
سنا ہوگا احوال مازندران
کہ نیروے بازو سے میرے وہان

ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک
ملے دیو سرکش تہ خون و خاک
تجھے بھی یہ لازم کہ کاؤس کو
باعزاز و اکرام یان بھیج دو

وگرنہ سواران زابلستان
نچھوڑینگے ہاماوران کا نشان

جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران برستم و روانہ شدن رستم بہاماوران و جنگ کردن و ظفریاب شدن کیکاؤس شاہ

لکھا اسنے پاسخ کہ کاؤس کی
پڑھا جبکہ نامہ کا اپنے جواب
مخالف نے پھر جمع لشکر کیا
کیا پہلوانوں نے مبارز طلب
ہوا شاہ ہاماوران پُر غضب
سراسیمہ وہ بھی گریزان ہوئے
جو دیکھا کہ بیدل ہی سارے سپاہ
سو تارک سر و در مصر ہا
تہمتن نے پھر اُسپہ ڈالی کمند
سپہ سب کے پھر حملہ آور ہوا
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا
تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران
جہاندار کاؤس با کرد و فر

نہایت ہی دشوار اب مخلصی
تو پھر زابلستان سے جوں موج آب
شہ مصر و بربر کو یاور کیا
کر جی جا ہے جسکا مقابل ہوا تب
گئے پہلوانان بھی ناچار تب
یلان ہر سہ کشور ہراسان ہوئے
تو غیرت سے پھر مصر و بربر کے شاہ
گیا گرز رستم سے جبکہ دم رہا
ہوا الغرض وہ گرفتار بند
تنابان سہ فوج بربر ہوا
گرفتار پھر شاہ بربر ہوا
ہوا آزردہ مند امن و امان
ہوا تخت شاہی پہ تب جلوہ گر
روان سوے ایران ہوا بادشاہ

اگر تو بھی آوے یکا میدان مین
روانہ ہوا سوے ہاماوران
غرض با سپاہ گران ہر سہ شاہ
ہوا دلمین ہر اک کے پیدا خطر
کیا قصد رستم نے پیکار کا
پھر آیا نہ میدان مین اک سوار
گئے سامنے پہلوان کے دلیر
بجا کردہ ضرب اسکی بھاگا وہین
شتابی سے کر زین سے اسکو جدا
گریزان سواران بربر ہوئے
نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر
ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی
سپاہ سہ کشور بصد آرزو
زیادہ تھی شش لاکھ سے بھی سپاہ

تو ہوگا گرفتار اک آن مین
یل پیلتن لے کے فوج گران
تہمتن سے آگر ہوے کینہ خواہ
کیا رزم سے اسکی سب نے حذر
لیے جبکہ رستم نے حملہ کیا
مقابل نہ کوئی ہوا زینہار
مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر
لُٹے بخت سے تھا دوبارہ نہین
اُسے گرد مان کے حوالے کیا
نہ یک لحظہ وان رزم آور ہوئے
جہل شاہ مداران ہوے دستگیر
چھٹے قید سے طوس و گودرز بھی
ہوئی ہر کا باشندہ نا مجو

مراجعت فرمودن کیکاؤس شاہ بسمت ایران و بجنگ آمدن افراسیاب والی توران و ہزیمت او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالی جناب
سپہدار توران نے پھر یوں کہا
کرون صاحب تاج و افسر اسے
پھر آیا سو رستم افراسیاب
تو سالار توران ہراسان ہوا
ہوے کشتہ تورانیان یان تلک
ہوا ملک ایران مین پھر بند و بست
مکان بائے نادر بزیر فلک
سوا اسکے ہر جا تھے شیشے لگے
ولیکن یہ تنگ آ گئے تھے تمام

سپہ لیکے پہونچا تب افراسیاب
گرائے پہلوانان جنگ آزما
سوا اُنکے دو ان اپنی دختر سے
ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب
سراسیمہ وانسے گریزان ہوا
گر کشتو نکے پشتے ہوئے تا فلک
جیسے سرکشان جہان خوب بست
بنائے بہت کوہ البرز تک
جہاندار کاؤس کے حکم سے
وہ ناچار اس فکر مین تھے مدام

صف جنگ آراستہ وان ہوئی
پکڑ لائے رستم کو گر کوئی مرد
یہ سن کر کئی مرد میدان مین
یل پیلتن لے کے گرز گران
دلیروں نے پھر کھینچکر تیغ کین
گیا سوے توران پھر افراسیاب
ہوے شہ کے محکوم دیو و پری
کرون اُن مکانوں کی تعریف کیا
غرض دیو فرمائش بادشاہ
کہ شہ کو کسی طرح کیجیے ہلاک

جہانمین قیامت نمایان ہوئی
کرے قتل یا آکے وقت نبرد
گئے اور ہوے کشتہ اک آن مین
ہوا جبکہ میدانمین حملہ کنان
ہزاروں کیے قتل ترکان چین
ہوا شاہ کاؤس کے تحت اب
لگے کرنے جوں بندگان چاکری
کہ تھا ہر مکان زر و یاقوت کا
سرانجام کرتے تھے شام و پگاہ
جہانمین رہیں نہ کہ بخوف و باک

پھر ابلیس سے بنکے دژخیم دیو
گیا ابلیس وہین پیش گیہان خدیو

کیا عرض اے بادشاہ جہان
تو ہی خسرو خسروان زمان

دنے حیف ہے یہ کہ راز فلک
نہین تجکو معلوم کچھ ابتلک

کواکب کی گردش کا بھی راز نہان
نہین تجھ پہ احوال کچھ آشکار

اگر تو ہو عازم سوے آسمان
تو ظاہر ہو یکدست راز نہان

سنی بات جب دیو گمراہ کی
تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی

یہ کہنے لگا اُس سے پھر تاجور
کہ تو لے چلیگا مجھے چرخ پر

تو مین تجکو انعام دون بے شمار
زیادہ کرون عزت و افتخار

وہ بولا کہ تدبیر اُسکی کرون
سر چرخ پر آپ کو لے چلون

رفتن کاؤس شاہ بہ سیر آسمان و افتادن بدشت چین و آوردن سواران در ایران و باز بر تخت نشستن

گیا پیش ابلیس دژخیم دیو
کہا یون کہ راضی ہے گیہان خدیو

ولے اُسکی تدبیر فرمایئے
کہ گردون پہ کس طرح پہنچایئے

بتائی وہین اُسنے تدبیر ایک
کہ نزدیک ابلیس کے تھی وہ نیک

گیا پھر حضور شہ نامدار
عقاب اُسنے جنگل سے منگوائے چار

کھلایا اُنھین گوشت شام و سحر
قوی زور اُنکے ہوے بال و پر

اُنھین ساتھ مردم کے خوگر کیا
کئی روز پھر اُنکو فاقہ دیا

رکھی ران برّہ کے اک نیزے پر
کیا ایک تیار پھر تخت زر

عقابون کو باندھا سر تخت سے
کہا پھر یہ شاہ قوی بخت سے

کہ اب بیٹھئے آپ اس تخت پر
ہوا جلوہ گر خسرو نامور

مگر قصد یہ تھا سر آسمان
کہ ہو رزم آور بہ تیر و کمان

اُڑے تخت کو لیکے چارون عقاب
سوے گوشت پرواز کی پھر شتاب

جہانتک اُنھین زور پرواز تھا
ہوے اوج گیر ابر وے ہوا

نہ ہرگز رہی تاب پرواز جب
سر خاک پر گر پڑا تخت تب

گرا بیشہ چین مین وہ تاجدار
گزند اسکو پہونچا نہ کچھ زینہار

کہ پکڑے ہوئے تھا قوی تخت کو
غرض دشت مین خسرو نامجو

چہل روز غمگین و خستہ رہا
پراگندہ و دل شکستہ رہا

شب و روز روتا تھا وہ زار زار
خدا نے کیا رحم انجام کار

بشارت ہوئی خواب مین رات کو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو

وزیرون نے القصہ کی جستجو
روانہ کیے دیو ہر چار سو

کہی آ گئے دیوون نے پھر یہ خبر
کہ ہے بیشہ چین مین وہ تاجور

روانہ ہوئے تب سران سپاہ
شہنشہ کو لائے سوے تخت گاہ

ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
تو گودرز و رستم نے وان آنکر

ملامت بہت کی کہ افسوس ہائے
ہوئی یک قلم گم تری عقل و رائے

ستم ہے کہ ہر بار اے بادشاہ
تو دیتا ہے بدخواہ کو تخت گاہ

ہوا تو گرفتار خواری سہ بار
ولیکن نہ سمجھا ذرا زینہار

بنا خوب کیا تجھ سے کار زمین
کیا پھر جو قصد سپہر برین

یہ سنکر شہنشہ پشیمان ہوا
خجالت سے سر در گریبان ہوا

لگا عذر کرنے وہ شاہ جہان
کیا شغل بیداد و دہش بعد ازان

کیا بسکہ عدل و کرم صبح و شام
شہنشہ سے راضی ہوئے خاص و عام

سر تاجداران تھا گیہان خدیو
پرستار تھے اُسکے فغفان و دیو

جہان مین کوئی شاہ گیتی پناہ
نہ ہرگز ہوا مثل کاؤس شاہ

ولے دہر مین اب جو ہوتا اگر
تو پھر پیش اکبر شہ نامور

کمر باندھتا جادوان بندہ وار
شب و روز ہوتا وہ خدمتگذار

الٰہی یہ شاہ خلائق پناہ
رہے اس جہان مین بہ تیغ و کلاہ

سمند قلم کی مین پھیرون عنان
لکھون آگے سہراب کی داستان

داستان تولد شدن سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

کہین ایک دن رستم نامدار
گیا دشت مین جو برائے شکار

ہوا سیرک گور کے کھا کباب
کیا پھر وہان اُسنے آرام خواب

کسی سمت سے آ گئے ناگہان
سواران ترکان عیار وہان

تو رستم کے گھوڑے پہ ڈالی کمند
کیا گردن رخش کو زیر بند

گئے جبکہ نزدیک اُس رخش کے — تو اُسنے لگد اور دندان سے
کیے چند کس کشتہ اک آن میں — رہائی ہوئی پھر نہ میدان میں

پکڑ لے گئے ترک واں سے اُسے — کیا جفت اک دیان سے اُسے
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو — نہ دیکھا کہیں دشت میں رخش کو

وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا — پیادہ بسوئے سمنگان گیا
جو شاہ سمنگان کو پہونچی خبر — کہ آیا یہاں رستم نامور

تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا — تہمتن سے جا کر یہ اُسنے کہا
تمہارے ہم ہین فرمانبر و نیک خواہ — خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ

ادھر اب قدم رنجہ کیونکر کیا — یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا
مرا رخش لائے ترے مردمان — سراغ اسپ کا مجھکو پہونچا یہان

جہاں ہو وہاں سے تو لا رخش کو — کہ آفت یہان کوئی برپا ہوا
وہ بولا کہ اتنا نہ گھبرائیے — نہ تندی کو اب کام فرمائیے

کرم کیجئے میرے ایوان پہ اب — بسر کیجئے اب بعیش و طرب
رکھو جمع خاطر کہ رخش آپ کا — سحر آپکے پاس آ جائیگا

یہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا — سمنگان کے سلطان کا مہمان ہوا
مہیا کیا شہ نے چنگ و رباب — شراب مصفا و نقل و کباب

پس اس دن رات کو ناگہان — نمایان ہوئی اک بت دلستان
سمنبر گل اندام شمشاد قد — پریچہرہ مہ روئے و خورشید خد

جو دیکھی وہ دلدار آئینہ رو — تو حیران رہا رستم نامجو
یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہے نام — لگی کہنے تب یوں بت لالہ فام

کہ شاہ سمنگان کی دختر ہوں میں — پریچہرہ و ماہ پیکر ہوں کنیز
مرا نام تہمینہ ہے اے جوان — رہوں جوں پری میں دنیا سے نہان

و لے تیری مُدت سے دیوانہ ہوں — قرار و صبوری سے بیگانہ ہوں
ہوئی والہ سنکر تری خوبیان — خدا سے کیا عہد میں نے کہ ہان

کسیکی نہوں جفت تیرے سوا — تمنائے دل تھی یہی صبح و مسا
کیے تھے تعین بہت مردمان — کہ لاؤں ترے رخش کو اب یہاں

بجا لاؤں میں شکر الطاف رب — کہ وارد ہوا اس مکان میں تو اب
یہ سنکر ترے پاس آئی ہوں وان — کروں تا حقیقت مفصل بیان

غرض جبکہ خورشید ہو جلوہ گر — مرے باپ سے میری درخواست کر
وہ چاہے ہے مجھ سے زیادہ تجھے — کریگا نہ انکار اس بات سے

یہ سنکر وہ رخصت ہوئی [illegible] — ہوا خوش بہت رستم پہلوان
سحر ہو بادشاہ کو کر طلب — تہمتن نے بھیجا یہ پیغام تب

تو لا کر بجا شرط آئین و دین — تہمتن کو دی شہ نے دختر وہین
ہوا اُس سے ہمخواب یکشب جوان — ہوئی حاملہ وہ بت دلستان

کوئی مہرہ سام نریمان کا تھا — سو رستم نے اُسکے حوالے کیا
کہا یوں کہ اے دلبر سیمبر — اگر تجھ سے ہو وے تولد پسر

تو یہ مہرہ تو اُسکے بازو سے باندھ — اگر ہو وے دختر تو گیسو سے باندھ
بیان کیجئے کیا اثر مہرہ کا — کہ ہو پاس جسکے یہ فضل خدا

تو اُسکے مقابل نہو پیل و شیر — وہ ہو مثل سام و نریمان دلیر
طلب رخش اپنا کیا بعد ازان — سوار اسپ پہ ہو کر ہوا پھر روان

جُدائی سے تہمینہ گریان ہوئی — بہت اُسکی خاطر پریشان ہوئی
غرض نو مہینے گئے جب گذر — تو پیدا ہوا نازنین سے پسر

جسم قوی پنجہ مانند سام — رکھا شاہ نے اُسکا سہراب نام
وہ یک ماہ منظر و نمین بسیار تھا — رخ خوب رنگ گل و لالہ تھا

سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار — لگا پھرنے میدان میں لیکر نشان
ہوا جبکہ وہ سالہ پیلتن — لگے ڈرنے مردان شمشیر زن

تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو — سہ یاقوت بھیجے تھے اور لعل و
طلب کی تھی یہ نازنین سے خبر — کہ دختر تولد ہوئی یا پسر

و لیکن بت دلستان نے وہان — لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دخت یان
غرض آ کے تہمینہ سے ایک روز — لگا کہنے وہ کودک دلفروز

یہ ہر گز کوئی پوچھے یہان صبح شام — کہ تیرے پدر کا بھلا کیا ہے نام
کہوں کیا میں انکو بتاؤ نہیں کیا — یہ سنکر پریچہرہ نے یوں کہا

ترا باپ ہے رستم پہلوان — پل سیلتن گرد کشورستان
دلیران و گردان روئے زمین — کوئی زینہار اُسکے ہمسر نہیں

ہوئی بعد ازان وہ بت مہ جمال — ثنا گوئے سام و نریمان و زال
سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن — تو پھر یوں لگا کہنے وہ پیلتن

کہ بھیجوں کسی کو حضور پدر — کہ پہنچائے دونون طرفکی خبر
وہ بولی کہ اے نور فرخندہ خال — نہ لانا یہ زنہار دل میں خیال

ترا نام سنکر جو رستم تجھے
بلاوے تو پھر رنج و غم ہو مجھے
رکھے ہے ترے باپ سے بغض و کین
یقین ہے کہ وہ تجھ کو چھوڑے نہین
ہوا تند وہ کودک ارجمند
یہ بولا نہین بات یہ دلپسند
سواران ترکان و مردان کار
فراہم کرون لشکر بیشمار
بٹھاؤن تہمتن کو مین تخت پر
کرون اسکو ایران کا تاجور
جو رستم پدر ہے اور مین پسر
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجور
ہوا گرم سہراب پھر برق سان
کیا اسپ سنے طلب بعد ازان
پسند اسکو لیکن نہ آیا کوئی
سواری کے لائق نہ پایا کوئی
ہوا انجہ رخش جب و برو
تو شادان ہوا وہ یل نامجو
سوار اسپہ ہوکر یل شیرزاد
نہایت ہوا دل مین مسرور و شاد
سوا اُسکے وہ شاہ افراسیاب
کیا جسکو رستم نے اکثر خراب
غرض یہ ہے بہتر کہ تو زینہار
نہ کر باپ کے نام کو آشکار
رکھو تمین نہ پوشیدہ نام پدر
نہین مجھ کو ہرگز کسی کا خطر
پھر اکدم مین لون تخت کاوس کا
مٹاؤنگی نام و نشان طوس کا
کرون قصد پھر سوے افراسیاب
سر تخت لون اسکا جاکر شتاب
پری چہرہ مانند ابر بہار
یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار
دکھائے اُسے گلے شہ نے تمام
کہ جنمین ہر اک اسپ تھا تیز گام
سر پشت ہاتھ اُسنے جسکے رکھا
شکم اُس ہیونکا زمین سے لگا
اگر وہ بادپا جیت و شایستہ تھا
قوی زور و چالاک و بائستہ تھا

روان شدن سہراب از توران بسمت ایران
برای جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و کردن اسیر راہ دار ایران را

جوانمرد نے قصد ایران کیا
مہیا لڑائی کا سامان کیا
لگا کہنے پھر یون کہ اب ہے یہ عزم
کرون شاہ کاؤس سے چلکے رزم
ہوے متفق اُسکے تورانیان
لگے کرنے اغوا اُسے ہر زمان
یہ سُنکر ہوا شاد افراسیاب
پھر اُسنے یہ پیغام بھیجا شتاب
کمر باندھ کر کینہ خواہی پہ چست
کیا قصد ایران جو تونے درست
روانہ کیا فوج کو پھر اُدھر
کیے ہمین سرکردہ دو نامور
یہ افراسیاب اُنسے کہنے لگا
کہ رکھیو ذرا دھیان اس بات کا
پدر سے پسر اور پسر سے پدر
نہ ہو آشنا زینہار ہمدگر
قوی زور سہراب ہے اور دلیر
یقین ہے کرے یہ تہمتن کو زیر
کسی حیلہ سے کیجیو تم ہلاک
اسے بھی ملانا تہ خون و خاک
نہ دشوار تسخیر ایران ہو پھر
ہلاک بد اندیش آسان ہو پھر
سپاہ گران لیکے وہ نوجوان
ہوا سوے اقلیم ایران روان
اکیلا نکل وہ مقابل ہوا
سوئے جنگ سہراب مائل ہوا
یہ سہراب نے اُس سے پوچھا کہ ہان
ترا نام کیا ہے بتا اے جوان
کرون سر کو اب تن سے تیرے جدا
یہ کہکر کیا زخم نیزہ رہا
دلیری سے سہراب نے بعد ازان
روان کرکے پہلو مین اُسکے سنان
وہان ایک تھا گردم پہلوان
اور اُسکی تھی اک دختر دلستان
زرہ پوش مردان جنگ آوران
فراہم کیا لشکر بیکران
سر تخت کاؤس رستم کو دون
سپہدار اقلیم ایران کرون
کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہین سب
نچھوڑینگے کاؤس کو زندہ اب
کہ بدخواہ میرا ہی کاؤس شاہ
یہی آرزو اُسکو کیجیے تباہ
تو مین ہون رفیق اب ترا اے جوان
کرون تیرے شامل سپاہ گران
سنو نام اُنکے مجھ سے بیان
کہ ہومان تھا اک دگر بارمان
کہ سہراب رستم سے واقف نہ ہو
تہمتن نہ پہچانے سہراب کو
کرو جہد و کوشش یہ صبح و مسا
کہ سہراب و رستم ہون جنگ آزما
بوقت دغا رستم نامجو
اگر ہے کشتہ تو سہراب کو
جو کشتہ ہون یہ دونون جنگی سوار
رہے پھر کسے طاقت کارزار
سو افوج کو اُسنے بید و دریغ
روانہ کیا پیش سہراب گنج
کوئی قلعہ تھا راہ مین استوار
ہجیر دلاور تھا وان قلعہ دار
مبارز کیا جبکہ اُسنے طلب
گیا سامنے اُسکے سہراب تب
دیا اُسنے پاسخ کہ ہون مین ہجیر
قوی بازو و زورمند و دلیر
بہت زور اُسنے کیا کین سے
ہلا پر نہ سہراب جب زین سے
اٹھا زین سے پٹکا وہین خاک پر
اُسے لیگیا پھر گرفتار کر
سو وہ پہلوانی مین تھی بینظیر
ہنرمند دانا شجاع و دلیر

جہا نہین تھا گردآفرید کا نام
تو مانند مردان شمشیر زن
خردشان ہوئی جبکہ وہ سیمبر
غرض سوے سہراب وہ شیرزن
سنان سے اُٹھایا اُسنے زین سے
سوار اسپ پر ہوکے وہ دلربا
اسیر کمند اُس پری کو کیا
درخشان ہوا جب رخ مہ جبین
تو مین دونگی تجھے گنج و زر بیشمار
گئی قلعہ مین جبکہ وہ نازنین
کہ اس در پہ رہنا نہین خوب اب
شتابی سے توڑا در قلعہ کو
تو سہراب کا دل ہوا بیقرار
گیا پیش کاؤس گردون وقار
تماشا یہ ہے عمر مین خرد ہے
مقابل ہوا جبکہ اُسکے ہجیر
نہ اب مصلحت ہے کہ ای شہریار
کہ ای پیلتن رستم پہلوان
عدو دوز ہے تیری تیغ و سنان
دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
سوا تیرے ای پہلوان جہان
ہوا گیو نامے کو لیکر روان
یہ پوچھا کہ ای گیو یہ کر بیان
ردیلمین لگا کہنے وہ پیلتن
وہی طفل شاید کہ ہو یہ جوان
دروغ اسکی مان کیونکہ کہتی یہان
کہ ہو بچہ کی مان ہوکے پانسے شتاب
یہ کہکر کیا جشن ترتیب وان
نہین اب اسمے لازم توقف یہان

ہنر جنگ کے یاد اُسکو تمام
لباس نبرد اُسنے کر زیب تن
تو سہراب حیران رہا دیکھکر
ہوئی جون نگہ اپنی ناوک فگن
سر خاک ٹپکا رہ کین سے
ہوئی مثل مردان نبرد آزما
سمر زین سے پھر ہوئی وہ جدا
تو سہراب عاشق ہوا بس وہین
کہ اس قلعہ مین ہے مرا اختیار
پدر اور برادر سے اُسنے وہین
گریزان ہوے الغرض وقت شب
گیا قلعہ مین پھر یل نام جو
ہوئی خاطر آشفتہ پھر زلف وار
کہا یون کہ اے خسرو نامدار
کم از چاردہ سال وہ گرد ہے
تو وہ لیگیا کرکے وہین اسیر
تو غافل نہ ہو جلد کر فکر کار
یل نامور گرد کشور ستان
جہانگیر ہے تیر اگر زگران
زبون اُس سے ہین پہلوان سب تمام
نہین کوئی اُسکے مقابل یہان
بفرمان شہ سوے زابلستان
اگر کس شکل و صورت کا ہے وہ جوان
کہ جایی تھی ہین نے سمنگا نمین زن
جسے سام نیر کہے ہے جہان
بھلا اب کسلیے مجھسے رکھتی نہان
حضور شہنشاہ عالیجناب
رہے سات دن تک وہ شادی کنان
بجا لائیے حکم شاہ جہان

سُنا جبکہ گردد لاور ہجیر
شتابی سے ہو باد پا پر سوار
گمان لیگیا زن ہے یہ ماہرو
لگی بنجیطا چھوڑنے تیر جب
وہ لے دخت نے کھینچکر تیغ کین
دلیری یہ اُسکی جب آئی نظر
گرا خود تارک سے پھر خاک پر
کہا دلستان نے یہ سہراب سے
رہا اُسکو سہراب نے پھر کیا
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
نہ پایا کہین مرد و مان کا نشان
اُدھر تھا یہ ہمدوش فتح و ظفر
جوان ایک آیا ہے توران سے
وہ ہے پیلتن ہے جوان دلیر
گئی سامنے جبکہ گردآفرید
یہ سُنکر ہوا شاہ اندوہگین
تو ایرانیون کا ہے پشت و پناہ
تو جلدی پہونچ زابلستان سے
سوار توانا و پر زور ہے
ہوا نامہ تیار جب سربسر
وہان جاکے رستم کو نامہ دیا
وہ بولا کہ کہتے ہین یون خاص و عام
تولد ہوا ہوے اُس سے پسر
یہ پھر سوچ کرنے لگا نامور
تہمتن سے کہنے لگا پھر یہ گیو
وہ بولا کہ کیا اضطراب اسقدر
یہ پھر گیو نے روز ہشتم کہا
یہ بولا وہین رستم نامدار

ہوا وقت بیگاہ زندہ اسیر
دلیرانہ آئی پئے کارزار
ہوا یا کوئی طفل پر خاش جو
سپر لیکے سہراب نے منھ پہ تب
دو نیزہ کیا نیزے کو بس وہین
تو مشتاق سہراب نے زود تر
پریشان ہوے سربسر ہوے سر
کہ ہو بند سے گر رہائی مجھے
دلے عہد و پیمان محکم لیا
یہی مصلحت سب نے دیکھی ہاکن
تو آواز مردم نہ آئی وہان
نہ دیکھی جو وہ دختر دلستان
ادھر گژدہم قلعے سے بھاگ کر
مشابہ ہے سام و نریمان سے
قوی بازو و چست مانند شیر
تو یہ بھی رہی فتح سے ناامید
تہمتن کو نامہ لکھا پھر وہین
تو ہے سر گروہ سران سپاہ
کہ آیا ہے اک گرد توران سے
یہان زور کا اُسکے ایک شور ہے
دیا گیو کو شاہ نے مہر کر
وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا
کہ ترکیب و شکل اُسکی ہے مثل سام
کہ تھی حاملہ مجھ سے وہ سیمبر
کہ دختر ہوئی وان یہ آئی خبر
کہ ہے اسطرح حکم گیہان خدیو
ذرا بادۂ لعل گون نوش کر
کہ اے پہلوان نبرد آزما
نکر خوف و اندیشہ کچھ زینہار

نہین کوئی ہوبے نجم مرے ورگو
غنیمت ہی یہ صحبت ہمدگر
ہوا جبکہ روز دہم جلوہ گر
زوارہ جو اُسکا برادر تھا خرد
تو ودہین وہ شاہنشہ نامور
کہ اتنا توقف ہان کیون کیا
ہوا پر غضب طوس پر شہریار
تہمتن نے جھٹکا وہین اپنا دست
سمجھتا نہین کون کاؤس ہے
مخاطب ہوئے پھر اُسے شہریار
تو سہراب کو کھینچ اب دار پہ
کرون آتش خشم کو تیز گر
کہ سر پر رکھو اپنے تاج شہی
پذیرا جو کرتا مین تاج شہی
یہ کہکر وہین رخش پر ہو سوار
یہ احوال گودرز سے پھر کہا
جو رستم کو آزردہ خاطر کیا
توقف نہ کر اب شتابی سے جا
یہ ظاہر ہی اور تجھکو معلوم ہی
پشیمان ہوا خود بخود بادشاہ
کیے ہی سہی گرد ہر ایک یان
خدا کیلیے آ اے یل نامور
سمند عزیمت کی پھیر اب عنان
زبان پر ہے لوگونکی پھر یہ سخن
یہ سُنکر وہین رستم پہلوان
یہ تندی گرمی ہی میری سرشت
ترا دیر آنا ہوا ناگوار
ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ
کرے آج ترتیب بزم طرب

یہ ہی تاب کسکی مقابل جو ہو
کہ ہی آخر کار چلنا اُدھر
تو پھر زابلستان سے باکر و فر
اسے لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد
ہوا خشم گین رستم و گیو پر
مرا حکم لاسکے نہ ہرگز بجا
کہا جلد لیجا اُنھین سوے دار
خرد مشتندہ پھر ہوگئے جون شیر مست
عرے لگے کیا چیز پھر طوس ہے
یہ تندی سے بولا یل نامدار
بد اندیش کو خستہ و خوار کر
تو خس سے بھی کمتر ہی پھر تا جو
گرو ملک ایران مین حرماندہی
پہونچتی نہ تجبہ تک کلاہ ہی
روان ہوکے زابل ہوا شہریار
وہ سُنکر حضور شہنشہ گیا
یہ زنہار تجھکو مناسب تھا
دلاسا تو کرکے تہمتن کو لا
کہ عاجز ہی دانش سے کاؤس کے
سر نو کیے عہد ہو عذر خواہ
کہ سہراب ہی وہ دلاور جوان
تو ایرانیون پر ذرا رحم کر
تو ہرگز نہ جا سوے زابلستان
کہ اک طفل سے رستم سیلتن
پھر آیا حضور شہ خسروان
نہین چھوٹتی مجھ سے یہ خوے زشت
ہوا تند پھر تجبہ بے اختیار
کہ بندہ ہون تیرا مین اے بادشاہ
بسر ہم کرین عیش و عشرت سے شب

کہ دا اُونگا جب رخش کو جاکے وان
رہی اور دور روز بزم طرب
روانہ ہوا رستم پہلوان
غرض ہوکے منزل بمنزل روان
کہا طوس سے یون ز روے غضب
زبردست تھا طوس ہر چند یہ
پھر اُسنے سے رستم سرفراز
یہ بولا کہ ہی کونسا نامور
مجھے جز خداوند یزدان پاک
نہ ہو گرم مانند شعلہ تو اب
تہ کاری کی قوت نے اب اختیار
دلیران دیگر دنگش و نامجو
ولیکن نہ اقبال مین نے کیا
ہی میری سزا تمنے جو کچھ کہا
ہو آزردہ ہوکر گیا پہلوان
کہا اُسنے یون شاہ کاؤس کو
پشیمان ہو شاہ گیتی ستان
ہوا اُنسے گودرز وہین روان
تمیز اُسکو ای پہلوان کچھ نہین
تو ہو ویگا آزردہ شہ سے اگر
کوئی پہلوان جسکے ہمسر نہین
کہ پشت و پناہ دلیران ہی تو
وگرنہ ہون گردان توران دلیر
یہانتک ہراسان و ترسان ہوا
اُٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو
بلایا تجھے اسلیے مین نے یان
ہوا تو جو آزردہ ای شیر دل
جو کچھ حکم ہو سو لاؤن بجا
سحر تا نسے لیکر سپاہ گران

رہیگا نہ سہراب کا پھر نشان
خوشی سے رہے بادہ کش روز و شب
گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران
گیا پیش کاؤس جب پہلوان
کہ دونونکو تو دار پر کھینچ اب
کیا رستم نامور سے حذر
کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز
جو لیجا کے کھینچے مجھے دار پر
نہین ہی کسیکا ذرا خوف و باک
کہ بیفائدہ ہی شہا یہ غضب
تو شاہی کے لائق نہین زینہار
یہ کہتے تھے مجھ سے بصد آرزو
کہ جز بندگی کچھ ارادہ نہ تھا
بجا ہی روا تو نے جو کچھ کہا
تو بیدل ہوئے واں پیر و جوان
کہ یہ کیا کیا اے شہ نامجو
لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان
تہمتن سے جا کر کیا پھر بیان
جو آوے زبان پر کہے بس وہین
تبہ ہونگے ایرانیان سر بسر
کوئی گرد اُس سے قوی تر نہین
نگہدار اقلیم ایران ہے تو
دلیری کرین آکے مانند شیر
کہ بے جنگ یا نسے گریزان ہوا
کہا پھر کہ اے رستم نامجو
کہ ہون چارہ گر تجھسے ای پہلوان
تو پھر مین پشیمان ہوا اور خجل
شہنشہ نے ارشاد تب یون کیا
سوے دشمن کینہ جو ہون روان

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بہ عزم جنگ با سہراب

درخشان ہوا جبکہ مہر منیر
یل پلتن با سپاہِ گران
جو پہونچا وہ نزدیک حصن متین
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ
جو یہ کثرت فوج آئی نظر
کھنچا پھر سراپردہ پیش حصار
نظر سے وہ مردم کے ہو کر نہاں
مہیا ہی بزم نشاط و طرب
اُٹھا وہ وہین اور اُسکے روبرو
گیا وانسے پھر رستم نامور
کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ
نمود اپنی دکھلا گیا ایک جہان
نچھوڑون سحر زندہ کاؤس کو
یہ کہتا تھا ای بادشاہِ جہان
تکلف نہین سمین کچھ زینہار
سُنی اور دیکھی بہت رزم بزم

تو کاؤس سلطان آفاق گیر
ہوا آکے سہراب وانسے وان
تو لشکر ہوا وان اقامت گزین
تو دیکھا کہ ہی بیکران یہ سپاہ
تو ہومان کے ہوش اُڑ گئے سر بسر
بفرمان سہراب عالی تبار
لگا کرنے احوال دریافت یان
خوشی سے می لعل پیتے ہین سب
لگا پوچھنے یون کہ ہو کون تو
اور اک شخص ناگاہ آیا اُدھر
تو زندہ کا وان کشتہ پایا چراغ
خبر لے گیا آن کر بیگمان
ملاؤن تہ خاک و خون طوس کو
کرون کیا مین سہراب کا اب بیان
بعینہ ہے ہمشکل سام سوار

دلیران ایران کو کر کے طلب
چھپا گرد لشکر سے رخسار زرد
گیا پھر وہان شاہ کاؤس بھی
یہ ہومانسے کہنے لگا دیکھ تو
یہ سہراب بولا ہراسان نہ ہو
گیا اُس سراپردہ مین رات کو
جو دیکھا تو سہراب ہے تخت پر
کوئی بزم مین زندہ تھا پہلوان
تہمتن نے اک مشت مارا جو سخت
جو دیکھا تو افتادہ ہی اک جوان
یہ سہراب لوگونسے کہنے لگا
عوض زندہ کا صبحدم جا کے یان
زبان پر تھا سہراب کے یہ سخن
جوان و قوی ہیکل و زورمند
یہ چاہیے ہی اب چرخ فیروز رنگ

داستان جستن سہراب نشان

یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے سب
نہان ہو گیا مہر گیتی فروز
گئے گیو گودرز زادہ طوس بھی
کہ ہی کسقدر لشکر جنگ جو
کرون قتل اکدم مین سب فوج کو
خبر کے لیے رستم نامجو
جب وے اُستے ہین اُسکے سب نامور
پڑی اُسپہ اُسکی نظر ناگہان
تو کشتہ ہوا زندہ خفتہ بخت
کہ ہرگز نہین اُسکے قالب مین جان
کوئی آکے جاسوس کاؤس کا
کرون ایک لشکر کو مین غرق خون
اُدھر شام سے رستم پیلتن
قد اُسکا ہی مانند نخل بلند
پدر اور پسر مین ہوئے ہمنبرد جنگ
پر اب سنیے سہراب و رستم کی رزم

رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نیافتن سراغ

سر چرخ مہر جہانتاب نے
کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو
تو بخشون ہائی تجھے بند سے
ہجیر اور سہراب یل پھر وہین
یہ کسکا ہی جلدی بتا مجھکو تو
سے خیمے رہت کسکا ہی خیمہ کیا
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما
کھڑا ہی جہان کاویانی درفش
اگرچہ تھا واقف و لاور ہجیر

کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے
کرو اپنی آراستہ فوج کو
وہ بولا وہین اُس تنومند سے
گئے وانسے بالائے حصن حصین
کہ ہاتھی ہین جسکے بہت روبرو
وہ بولا کہ یہ خیمہ ہی طوس کا
خداوند ہی خیمۂ سرخ کا
کہ ہی یکقلم سرخ و زرد و بنفش
کہ ہی خیمۂ رستم شیر گیر

جب آراستہ اپنا لشکر کیا
ہجیر دلاور کو کر کے طلب
دروغ آگے مردم کے ہے بیفروغ
یہ سہراب کہنے لگا ای ہجیر
وہ بولا کہ ای گرد با عز و جاہ
کہا پھر سراپردۂ لالہ رنگ
کہا پھر یہ سہراب نے بعد ازان
سوا اُسکے جو ان تخت کاؤس کے
ولے دلمین اندیشہ اُسنے کیا

یہ ہومانسے اور بارمانسے کہا
کہا گر کہے راست تو مجھ سے اب
بھلا کس لیے کوئی بولے دروغ
پلنگ سراپردہ گردون نظیر
یہ ہی شاہ کاؤس کی بارگاہ
یہ کسکا ہی مجھکو بتا بیدرنگ
سراپردۂ سبز کسکا ہی وان
رکھا اک سراپردہ مین تخت ہی
مبادا کہین ترس جنگ آزما

اُسنے نام رستم کا اور ناگہان ۔ کرے جنگ پر خاش جا کر وہان
یہی مصلحت ہی کہ اب زینہار ۔ نہ بتلاؤن نام یل نامدار
کہ ہو یاد رشاہ کاؤس کے ۔ یہ اُسکا سراپردہ سبز ہے
کہا دلمین اُسنے کہ مانی وہان ۔ بتایا تھا رستم کا جو کچھ نشان
کہا پھر ذرا غور سے کر نگاہ ۔ کہ کس نامور کی ہے یہ بارگاہ
کہا پھر یہ سہراب نے ہی کہ ات ۔ سراپردہ رستم پہلوان

وہ غافل ہوا اور کشتہ ہوے کمین ۔ قیامت ہو برپا گرے زمین
کہا یون کہ خاقان چین نے یہان ۔ سپہ لیکے بھیجا ہے اک پہلوان
وہ بولا کہ اس گرد کا نام کیا ۔ کہا نام اُسکا نہین جانتا
وہ سب دیکھتا ہوں وہی ہے عجب ۔ کر ظاہر کیا اُسنے کچھ اور اب
یہی اُسنے سہراب سے پھر کہا ۔ کہ خیمہ ہے یہ چین کے گرد کا
یہ سنکر دیا اُسنے یا سخ وہین ۔ کہ وہ زابلستان سے آیا نہین

کہا پھر یہ اُسنے رہ لطف سے
جواب اُسکو اُسنے دیا پھر وہی
اگر جان کی خیر چاہے ہی تو
کرون ورنہ تن سے ترا سر جدا
کہ کیا ہی یہ تندی و قہر و غضب
یہی جیسی ہی تو بہانہ ہی کیا
تن اُسکا ہی مثل تناور درخت
کہا سنکے سہراب نے اے جوان
ہوا غمزدہ وہ یل نوجوان
کیا نیزہ و گرز و تیغ و خدنگ
عوض زندگی کے رات کھائی قسم
اگر پاس نام اور عزت بھی ہی
یہ کہکر لگا کھینچنے انتظار
کوئی جب نہ اُسکا ہوا ہم نبرد
چُراتا ہی دل رزم سے جو شہا
کوئی جلد رستم سے جاکر کہو
دوان طوس پیش تہمتن گیا
کوئی اور جاکر سوے رزمگاہ
سُنے طوس نے جب کیا یہ بیان
یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم
تو سہراب نے یون کہا اے جوان
یہ سُنکر وہین رستم نامدار
وہ مین ہون دلاور یل نامجو
وہ کہنے لگا سنکے یہ داستان
یہ سُنکر اُسے یاس افزون ہوئی
ہوا زخم کوئی نہ وان کارگر
بہم ضرب پر ضرب تھی بیدریغ
کہ حیران رہا دیکھ چرخ کبود
عرق مین ہوا تر سراپا بدن

کہ تبلا نشان تہمتن سب مجھے
جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی
تو رکھ یہ ہستی اب مرے روبرو
کرون قید ہستی سے تجھکو رہا
عبث ہی مرے ساتھ یہ کینہ اب
مرے تن سے کر شوق سے سر جدا
زبردست و چست و توانا و سخت
کہان تونے دیکھے ہین جنگ آورون
کہ رستم کا ہرگز نہ پایا نشان
شتابان ہوا سوے میدان جنگ
کرون کشتہ کاؤس کو صبحدم
تو آکر مقابل ہو کاؤس کے
کہ آتا ہی اب کونسا نامدار
ہوا تب خروشندہ وہ شیر مرد
تو کیون نام کاؤس اپنا رکھا
کہ یارا نہین ہی کسی گرد کو
تہمتن سے یہ ماجرا سب کہا
بداندیش سے آج ہو کینہ خواہ
تو ناچار پھر رستم پہلوان
ستیزندہ ہون جاکے یکسو بہم
نہین ہی کیسکو یہ تاب و توان
لگا کہنے اے کودک خامکار
کہ دیو سفید سیہ کار کو
کہ شاید تو ہی رستم پہلوان
بہم جنگ پھر زیر گردون ہوئی
وہ نیزے شکستہ ہوے سربسر
شکستہ ہوئی آخر کار تیغ
ہوے آخرش کج سراسر عمود
ہوے خشک یکدست کام و دہن

تو ہو قید سے تاکہ جلدی رہا
ہوا پھر وہ تند اور کہا اے ہژبر
تہمتن کا خیمہ بھی ہوگا مگر
کیا اُسنے پھر اُس سے انکار صاف
تہمتن کی مجھکو خبر کچھ نہین
یہ کہکر لگا کہنے پھر یون ہژبر
ہزبران و دیوان و پیل و پلنگ
جہانمین ہین ایسے خداوند زور
بلندی سے اُسنے فرود آن کر
جدھر قلب مین شاہ کاؤس تھا
سواران ایران کو میدان مین
سوا اسکے ہووے جسے عزم جنگ
ولیکن نہ نکلا کوئی نامور
کہ شاہون کو غیرت ذرا چاہیئے
یہ آواز کاؤس نے دی وہین
جو اس گرد سے جاکے ہو کینہ خواہ
کیا تھا یہ رستم نے اُسدم قرار
مبادا جو سب پہلوان ہون زبون
پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار
کہا یون تہمتن نے اچھا چلو
جو مجھ سے مقابل ہو میدان مین
نہ کر سختی اب بختہ کارون سے تو
کیا کشتہ اکدم مین ہنگام جنگ
وہ بولا کہ زنہار رستم نہین
ہوے لیکے نیزہ ستیزہ کنان
دلیران نے پھر کھینچکر تیغ تیز
لیا ہاتھ مین پھر عمود گران
ہوئی پارہ پارہ زرہ یک قلم
جداگانہ پھر دونون استادہ ہو

کرون تجھپہ مصروف لطف و عطا
نہین یہ تری بات کچھ دلپذیر
تو زنہار اب مجھ سے پنہان نکر
وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف
تو کھینچے ہی کسو سطے تیغ کین
کہ رستم ہی مرد شجاع و دلیر
مقابل نہون اُسکے ہنگام جنگ
کہ رستم کو سمجھے ہین نند مور
زرہ اور جوشن کیا زیب بر
ادھر جاکے سہراب نے یون کہا
تو تیغ کھینچو نہین اک آن مین
نبرد آزما مجھ سے ہو بیدرنگ
کہ تھا دلمین سہراب کے خوف و خطر
نہ جنگ آورونسے ڈرا چاہیئے
کہ اے نامداران ایران زمین
ہراسان و خائف ہی تمکیر سپاہ
کہ پہلے کرونگا نہ مین کارزار
تو پھر مین نبرد آزما اُس سے ہون
گیا سوے میدان پئے کارزار
گئے جبکہ یکسو وہ پیکارجو
کرونگا تجھے قتل اک آن مین
نہ جنگ آورونسے ہو پرخاش جو
نہ جانبر ہوئے مجھ سے شیر و پلنگ
مین اُسکا ہون اک چاکر کمترین
لگی چلنے باہم سنان پر سنان
کیا گرم بازار کین دار و ستیز
لڑے اسقدر ہر دو جنگ آوران
رہا پھر نہ زنہار گھوڑون مین دم
وہ سہراب اور رستم نامجو

ذرا راست کرنے لگے اپنا دم
نہ زنہار دیکھا جہا نمین بشر
بہم دونین لیکر کمان و خدنگ
پکڑ کر کمر بہمدگر بعد ازان
تو دیتا جبل کو زمین سے ہلا
لے چھوڑ سہراب نے بس وہین
یہ ہنسکر لگا کہنے سہراب پھر
تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پگاہ
تہمتن ادھر کھینچکر تیغ کین
یہ رستم کے پھر دلمین آیا یہین
شتابی لگا ورگی موڑی عنان
ذرا صبر کر تجکو آج ای جوان
اُسے بھی نہ تھی رزم کی تاب پھر
تہمتن کو شہ نے کیا پھر طلب
تن اُسکا ہے آہن سے بھی سخت تر
تسلی اُسے دیکے شہ نے کہا
کہ سہراب ہرچند ہے خرد سال
مبادا اگر کشتہ ہوں وقت رزم
تو مان باپ سے جاکے کہیو یہی
زوارہ سے جب کہہ چکا یہ سخن
تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب
یہ ہومان سے بولا کہ ای نیک مرد
وہ پاتا ہوں اس مین سراپا نشان
یہ سہراب کو اُسنے پاسخ دیا
ولیکن یہ رستم نہین زینہار

ولیکن نہ کینہ ہوا دلسے کم
نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر
دلیران جنگی لگے کرنے جنگ
لگے زور کرنے وہ دونون جوان
ولیکن نہ سہراب زین سے ہلا
لیا ہاتھ مین گرز از روے کین
کہ ہے جنگ کی تجھ مین کچھ تاب پھر
ترے ساتھ پھر آکے ہون رزمخواہ
شتابان ہوا جیسے ترکان چین
مبادا کہ سہراب از روے کین
کہا آکے سہراب سے یون کہ ہان
سحر تو ہے اور میرا گرز گران
گیا اپنے لشکر مین سہراب پھر
جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب
موثر نہین جسپہ تیغ و تبر
کریگا ظفر یاب تجھکو خدا
دیے تجکو ہے زور و قوت کمال
تو پھر رزم کا اُس سے کیجیو نہ عزم
ہوا وہ جو کچھ چاہیے تقدیر تھی
لگا کرنے گریہ یل پیلتن
بداندیش مغلوب ہوجاوے شتاب
عجب پہلوان ہے مرا ہم نبرد
مری مان نے جو کچھ کیا تھا بیان
کہ رستم کو ہون خوب پہچانتا
یقین جان تو ای یل نامدار

تہمتن بھی دلمین یہ کہنے لگا
پھر اتنے مین سہراب نے یون کہا
ہوے دم مین ترکش تہی سربسر
کیا پہلے رستم نے زور اسقدر
کیا زور اُسنے بھی ہرچند یہ
جو مارا تہمتن کے بالاے سر
تہمتن یہ بولا ہوا دن تمام
وہ سہراب پھر لیکے گرز گران
کہون کیا کہ اکدم مین یان اور وان
کہین شاہ سے جا لگے ہو نہ جو
تو جنگ دلیرانسے واقف نہین
سوا اسکے گر اب ہے خواہان جنگ
وہانسے وہ سہراب جسدم گیا
وہ بولا کہ ای شاہ فرخ خصال
اثر اسپہ کرتا نہین زینہار
شہنشہ سے رخصت ہوا پیلتن
خدا جانے کیا پیش آوے سحر
کہے زال لشکر کو لے جائیو
عبث زاری آہ و زنو و بکا
کہا کرکے زاری کہ ای کردگار
اُدھر پیلتن کا یہ احوال تھا
قوی بازو و سخت چنگال ہے
گمان ہے مجھے یہ مرا ہے پدر
تہمتن کے ہمشکل ہے یہ جوان
وہ سمجھا کہ یہ راست گفتار ہے

کہ اس قدرت و قوت زور کا
کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما
ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر
کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر
نہ ہرگز ہلا رستم نامور
تو رنجہ ہوا رستم نامور
قریب آ گیا ای جوان وقت شام
سو لشکر شاہ آیا دوان
ہزارون ہوے قتل پیر و جوان
وہ غیرت سے ضائع کرے انکو
عبث ہے یہ بیباکی و نقص کین
تو پھر ہو مقابل مرے بیدرنگ
سرا پردے مین اپنے رستم گیا
بڑا ہی دلاور ہے یہ خرد سال
مرا زور بازو دم کارزار
زوارہ سے جاکر کہا یہ سخن
نہ ہے سخت گر ہمقرین ہو ظفر
خیال اور دلمین نہ کچھ لائیو
بھلا چارہ کیا جبکہ آوے قضا
تِرے ہون کرم کا مین امیدوار
ادھر جاکے سہراب جنگ آزما
تعجب وہ رستم کی تمثال ہے
جہان پہلوان رستم نامور
لگا دیکھنے تو بھی ہے رخش ہان
ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہی

جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زبر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تابان جو پرتو فگن
ولے رزم سہراب کا دل ہوا

تو سہراب اور رستم پیلتن
سوئے الفت و مہر مائل ہوا

پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار
تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو

گئے سوئے میدان پئے کارزار
کہا وہ ہین ہنسکر کہ ای تند خو

مصمم کیا تونے اب دلمین کیا
بہم محفل آرا و می نوش ہین
تو کیسو ہوتا اور کوئی جوان
نشانی جو کچھ چاہیے ہے عیان
تو شاید کہ ہے زال زر کا پسر
کہے تھا یہ دلمین یل سیلتن
بہت مین نے دیکھا فراز و نشیب
جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کین
نہین چاہتا یہ کہ تجھ سا جوان
کیا زور رستم نے وان حد سے بیش
جو کھینچا پکڑ کر کمر بند کو
گرا خاک پر جب یل نامور
کیا حیلہ رستم نے اُس وقت وان
تو سر کو کرے اسکے تن سے جدا
یہ سنکر وہ اسکے اٹھا سینہ سے
کہا جبکہ ہومان سے یہ ماجرا
نہ دیکھا تھا گاہے فراز و نشیب
ہوئی بیوقوفی یہ تجھ سے کمال
گیا جبکہ رستم سوئے خیمہ گاہ
اسے ابتدا مین تھا زور اسقدر
ہوا تھا تب اس بات کا خواستگار
غرض کرکے شب زاری و انکسار

ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
بجنگ و نبرد و طرب کوش ہون
یہان آن کر ہو ستیزہ کنان
دلے نام تیرا ہے مجھ سے نہان
یل سیلتن رستم نامور
نہین طفل کا اعتبار سخن
نکر مجھ سے گفتار مکر و فریب
تو ناچار سہراب بولا وہین
مرے ہاتھ سے کشتہ ہو دیکھان
گیا آگے سہراب کچھ نہ بیش
تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو
تو سہراب بیٹھا وہین سینہ پر
لگا کہنے سہراب سے ای جوان
نکر ہو دگر بار زور آزما
غرض ہاتھ اٹھایا وہین کینہ سے
کیا اسنے افسوس اور یون کہا
تو اک طفل تھا تونے کھایا فریب
رہائی تری اس سے اب ہے محال
رہا شب کو زاری کنان تا بگاہ
زمین چاک ہوتی تھی ہر گام پر
کہ کچھ زور کم ہووے یا کردگار
ہوا از در پیشین کا وہ خواستگار

یہ بہتر ہے ہم تم نہ ہون رزمخواہ
کرین عہد و پیمان کو محکم بہم
مرے دلمین پیدا ہوئی تیری مہر
کسی نے بتایا نہین تیرے نہار
سر صلح ہر چند تھا وہ جوان
یہ پاسخ دیا پھر کہ سن ای جوان
کمر باندھ پشت ہیون سے اتر
تو مائل ہوا سمجھے کشتی اگر
یہ کہکر وہ دونون یل نامدار
ہوا وہ خرد خندہ جون پیل مست
زمین سے بہم پشت رستم ہوئی
لیا کھینچ پھر خنجر آبگون
یہان کے یہ آئین نہین زینہار
اسے قوت زور سے لا دی زمین
گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد
کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ
تہ دام آیا تھا شیر ژیان
یل نوجہان نے کہا کیا ہے غم
دعا اسنے مانگی کہ اب یا خدا
وہ عاجز بہت تنگ فشار تھا
ہوئی تھی مناجات اسکی قبول
خدانے پذیرا کی اسکی دعا

کرین راستی دونون شام و پگاہ
پشیمان ہون اب کینہ خواہی سے ہم
نہ ہو کینہ ہو تو یہی زیر سپہر
تو کر نام کو اپنے اب آشکار
برائین نہ تھا رستم پہلوان
نہین مین بھی کودک تو گو ہے جوان
کہ سرگرم کشتی ہون اب ہمدگر
تو ہان مین بھی کشتی کو حاضر ہون پر
لگے کرنے کشتی کے فن آشکار
کیا زور سے اسنے رستم کو پست
خرابی تہ چرخ پر خم ہوئی
یہ چاہا کہ شکو کرے غرق خون
کرے زیر جسکو کوئی ایکبار
کرے شوق سے قتل پھر وہ دلیر
طرف اپنے لشکر کے خندان و شاد
رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ
دیا چھوڑ تونے کیا قہرمان
کرونگا اسے زیر پھر صبحدم
وہی زور دے مجکو پہلے جو تھا
زمین پر خرام اسکا دشوار تھا
مراد اسکی وہ ہین ہوئی تھی حصول
وہی زور اسکو کیا پھر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروز دیگر و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

سحر دیکھ کر قوت زور تن
گیا شاد و خرم سوئے رزمگاہ
تو پھر آج آیا سو کارزار
وہ کرنے لگے پھر در کشتی بہم
پکڑ کر کمر بند سہراب کا

ہوا شادمان پہلوان زمن
ہوا جلکے سہراب سے کینہ خواہ
عزیزا یہی شاید نہین جانبر اب
ہوئے مائل زور و کشتی بہم
زمین سے لیا سیلتن نے اٹھا

سپاس عنایات پروردگار
یہ سہراب نخوت سے کہنے لگا
تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہے جان
بہم خوب زور آزمائی ہوئی
پٹک کر زمین پر اسے پھر وہین

بجا لاکے اور رخش پر ہو سوار
کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا
ترے ساتھ ہونگا ستیزہ کنان
نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی
سر سینہ بیٹھا وہ از روئے کین

یہ سوچا کہ یہ گرد زور آزما
وہ خستہ جگر کھینچ کر ایک آہ
تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی
مرا باپ تجکو نہ چھوڑیگا دان
جب اُس خستہ تن نے سنا یہ سخن
لگا کہنے اُس سے یہ گریہ کنان
یہ سہراب نے سُنکے پاسخ دیا
نشانی تو دیکھو اب زرہ کرکے وا
وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کرکے وا
پسر کو کسی نے بھی مارا نہیں
یہی مصلحت ہو کہ ہوں میں ہلاک

جو پھر اُٹھ کھڑا ہو تعجب ہر کیا
یہ بولا کہ تھے بخت میرے سیاہ
تجلک عدم جان واصل ہوئی
کریگا ہلاک آن کر اے جوان
تو غمگین ہوا رستم پیلتن
ترے پاس رستم کا کیا ہے نشان
کہ صد حیف اے گرد کشور کشا
کہ مہرہ ہے بازو پہ میرے بندھا
تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا
نہیں یہ ہوا جو یہ ہرگز کہیں
کروں اپنے سینہ کو خنجر سے چاک

غرض کھینچ کر خنجر آبدار
یہاں میں جو آیا تو یہ تھی مراد
جو دریا میں اب جوئے دے سکن یا
کہا نام کیا آپنے تب یوں کہا
پڑا ہو گئے بیہوش بر خاک پر
کہیں ہی سیہ بخت رستم ہوں آہ
بہت گرم الفت مرا دل ہوا
نہیں زخم سے اب طاقت مجھے
یہ بولا کہ اے جان تن بے گناہ
نہ چھوڑیگا زنہار تجکو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فائدہ

کیا سینہ دل کو غم کے فگار
کہ دیدار سے باپ کے ہوں میں شاد
دیا جائے بالائے چرخ برین
کہ ہے نام رستم مرے باپ کا
جب آیا ذرا ہوش تب زار کر
جہان جسکی آنکھوں میں ہو تو سیاہ
ولے تو ادھر کچھ نہ مائل ہوا
کہ کھولوں زرہ اور دکھاؤں تجھے
تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ
رہیگا گرفتار رنج و الم
نہیں چارہ زنہار پیش قضا

تڑپتا تھا سہراب بسمل اُدھر
تو سمجھے یہی دلمین پیر و جوان
گئی یہ خبر پیش شاہ زمان
سوئے رزمگہ جا کے لاؤ خبر
جو سہراب سے ہووے پھر کینہ خواہ
کرے ہے فغان اور بیتاب ہے
اُٹھا کر سر رستم نامور
ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم
یہ کہکر وہین کھینچ خنجر لیا
زوارہ نے پارہ گریبان کیا
جگر پر مرے زخم کاری لگا
ہجر سیہ بخت سے بار ہا
مقابل مرے جبکہ رستم ہوا
کوئی کیا کرے کس کا ہے اختیار
یہ احوال سُنکر ہوے نوحہ گر
یہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا
بحل تمکو مین نے کیا اپنا خون
نہ ہو جا کے ترکون سے پھر کینہ خواہ
اگر زندہ رہتا تو سر ایک پر
جگر خستہ نے جو کہ اُس دم کہا
جو ہے خاص تر نوشدارو وہ لا
لگا کہنے سُنکر یہ شاہ جہان
برای پسر مرد خجستہ صفات
کیا سرکشی سے نہ پاس ادب
سوا اُسکے سہراب کی گفتگو
کہے تھا وہ ہر دم سے ہر قوم ہی
سُنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
تہمتن یہ سُنکر ہوا دردمند
کہ سہراب کا کام آخر ہوا

اُدھر رستم گرد تھا نوحہ گر
کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان
کہ رستم سے خالی ہوا اب جہان
مبادا ہوا کشتہ رستم اگر
نہین تاب رکھتی یہ ہرگز سپاہ
تڑپتا پڑا وان بھی سہراب ہے
لگے پوچھنے سب کہ کیا ہے خبر
رہیگا قیامت تلک یہ داغ غم
کہ تن سے کرے اپنے سر کو جدا
غم و درد سے شور و افغان کیا
نہین کچھ بھروسا ہے اس زیست کا
جو پوچھا تو پوشیدہ اُسنے کیا
تو پریشان خیال اس سے ہر دم ہوا
نہین چارہ تقدیر سے زینہار
زوارہ اِدھر اور رستم اُدھر
کسی کو نہین اس جہان مین بقا
دیے التماس ایک کہتا یہ یون
کھینچے سوئے ملک توران سپاہ
مراعات کرتا مین شام و سحر
تہمتن نے اُسکو پذیرا کیا
مگر اُس سے چارہ ہو سہراب کا
مہیا ہو وہ نوشدارو یہان
ہے کچھ یاد رستم کی اُس دن کی بات
رہ و رسم دیکھی ہاتھ سے سنے سب
سُنی خوب تونے وہ آفت ہے تو
کہ رستم کو دون تخت و تاج شہی
گیا پھر وہ پیش یل پیلتن
گیا آپ پیش شہ ارجمند
نشان مٹ گیا نام آخر ہوا

جو دیکھا کہ رخش یل نامدار
وہین اُڑ گئے یکقلم سب کے ہوش
کیا حکم شہ نے کہ اک بارگی
تو کیجئے تدبیر کچھ اور یہان
سواران لشکر گئے جب اُدھر
یہ جانا کہ زخمی ہین دونون جوان
زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
ہے رو رو سر پر پڑی ہے خاک
پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہاتھ
کہا پھر یہ سہراب نے کیا ہے حال
یل پیلتن کے سراپا نشان
مجھے نام رستم بتایا نہین
رکھا اُسنے بھی نام اپنا نہان
پسر کی اجل باپ کے ہات تھی
لگے کوٹنے سینہ و سر وہان
نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو
کہ زنہار اب رستم ارجمند
کہ مولد مرا ملک توران ہے
پدر بعد میرے مدارا کرے
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
وہین آکے پیش شہ نامدار
کہ جس سے ہو سہراب پھر تندرست
کہ کیا کیا مجھے نا ملائم کہا
سخنہاے دشوار کہکر گیا
سمجھ اپنے دلمین کہ فہمیدہ ہے
جب ایسے دلاور ہون دو پہلوان
کہا یون کہ خوب ہے یہ شہریار
محل مین تھا اُسدم شہ نامور
ہوا اُٹھکے رستم پیادہ روان

کھڑا ہے بہت دیر سے بے سوار
اُٹھا ایک لشکر مین شور و خروش
اُدھر جاؤ دوڑا کے اب بارگی
کہ ایسا نہین اب کوئی پہلوان
تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر
لگا زخم کاری ہوے ناتوان
لگا کہنے یون رستم پیلتن
پسر کو کیا مین نے ناحق ہلاک
لگے رونے گردان فرخ صفات
وہ بولا کہ ہے درد مجھکو کمال
مری مان نے مجھ سے کیے تھے عیان
رکھا ہاے غافل جتایا نہین
کیا میرے آگے نہ ہرگز عیان
ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی
کیا دیدہ تر سے دریا روان
ذرا صبر کو دلمین اب راہ دو
نہ پہونچاوے لشکر کو میرے گزند
مری جانے بازی وہ میدان ہے
تلطف مدام آشکارا کرے
کہ جا کر حضور شہ تاجور
ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار
توانا و زور آور و چاق و چست
زبان پر جو آیا وہ اُسدم کہا
اُسے قید کوئی نہ یان کر سکا
جہان مین تو مرد جہاندیدہ ہے
ہے پھر یہ اورنگ و افسر کہان
بیان کیا کرون تجھ پہ ہے آشکار
برآمد ہوا جب یہ پہونچی خبر
گیا نعش لیکر اُسکی زاری کنان

نغان کرکے کہتا تھا یه مردم / لیے ہاتھ وا جب ہین کرنے نظم
جگر گوشه کو اپنے میرے سوا / جہانمین بھلا قتل کس نے کیا
سنے جبکه مان اسکی تب کیا کہے / جو کچھ وه کہے سو نه بیجا کہے
غرض رکھ کے تابوت مین نعش کو / گیا سوے خیمه پل نامجو
وه خیمه اور اسباب تھا جسقدر / جلا کر کیا خاک پھر سربسر
ہوے اسکے ماتم مین پیر و جوان / خروشان و گریان و ناله کنان
گیا شاه کاؤس رستم کے پاس / جو دیکھا تو وه ہی بہت بیحواس
کہا سخت ماتم ہے اور قہر و درد / ولے کچھ نہین چاره ای نیکمرد
ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر / کوئی دیر جاوے کوئی زودتر
سمجھ اب تو دانا و ہشیار ہے / شکیبائی و صبر درکار ہے
کیا عرض رستم نے ای تاجدار / ہوا سو ہوا کچھ نہین اختیار
ولے یه وصیت ہے سہراب کی / که ترکون په کیجو نه لشکر کشی
یہی عرض کرتا ہون اب بار بار / یه لطف و کرم کا ہون امیدوار
که ہومان کی حرمت رکھو تم نگاه / نہووے پراگنده اسکی سپاه
کرو رخصت اسکو بعز و وقار / یه سن کر لگا کہنے یون شہریار
ہوا اب جو تجکو یه رنج و الم / تو میرے بھی دلکو ہوا درد و غم
پذیرا کیا مین نے تیرا سخن / مجھے پاس خاطر ہے ای پیلتن
کرین مجھ سے گو ترک اب سرکشی / کرون مین نه زنہار لشکر کشی
زواره سے رستم نے پھر یون کہا / که جیحون تلک ساتھ ہومان کے جا
زواره گیا ساتھ جب بیخطر / گیا آب جیحون سے ہومان گذر

معاودت کاؤس با یران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینه

باقبال و دولت سو تختگاه / روانه ہوا شاه گیتی پناه
پل نامور رستم پہلوان / گیا ہوکے رخصت سو سیستان
غرض لیکے تابوت سہراب کا / پراگنده دل شہر مین جب گیا
سیه پوش ہو وان پہونچا وہان / ہوا ساتھ تابوت کے وه روان
خروشان و گریان گئے گھر تلک / قیامت بھی برپا بزیر فلک
وه رودابه رستم کی مان اسقدر / ہوئی دیکھ تابوت کو نوحه گر
که برپا وہان شور محشر ہوا / غضب ایک روے زمین پر ہوا
کیا دفن پھر لاش کو زیر خاک / دل پیر و برنا ہوا دردناک
گئی جب یه سوے سمنگان خبر / تو تہمینه کو غم ہوا اس قدر
که آتش وہین گھر کے افروخته / گری آگ مین بادل سوخته
لیا کھینچ مردم نے پھر دوڑ کر / ولیکن جلے سر بسر موے سر
تن نازنین بھی ہوا داغ داغ / جہان اسکی نظرون مین تھا بے چراغ
لگی باپ سے کہنے ای نامجو / کیا قتل رستم نے سہراب کو
سو سیستان کھینچ جلدی سپاه / تہمتن سے جلکر تو ہو کینه خواه
کہا اسنے لے دختر نازنین / سپه اپنی رستم کے ہمسر نہین
دیا شاه نے جب اسے یه جواب / تو پھر دلمین کھا کر بہت پیچ و تاب
گئی آپ تہمینه لیکر سپاه / سو سیستان بادل کینه خواه
قریب آن کر اسنے اک پہلوان / روانه کیا اور کہا یون کہ ہان
تہمتن سے جا کر تو کہه یه سخن / که تہمینه آپہونچی ای پیلتن
وه لائی ہے ساتھ اپنے فوج گران / دلیران و گردان جنگ آوران
سکھے ہے یہی دلمین اب عزم جزم / کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم
فرستاده پیش تہمتن گیا / سنا تھا جو اسنے وه یکسر کہا
یه سن کر سراسیمه رستم ہوا / پشیمان بہت دلمین اسدم ہوا
وہین ساتھ لے زال و رودابه کو / گیا سوے تہمینه وه نامجو
سراپرده مین اسکے پہونچے یه جب / نکل آئی تہمینه پرده سے تب
بغلگیر وہین ہوے ہمدگر / کیا نوحه سہراب کو یاد کر
کہا زال نے سوے خانه چلو / شبستان کو رشک گلستان کرو
لگی کہنے تہمینه ای نیک مرد / مرے دلکو رستم سے پہونچا ہے درد
مرے آگے رستم کو لاؤ شتاب / کیا جسنے یون اپنے گھر کو خراب
مین پوچھون یه اس سے کہ ای کینه جو / کیا کشته کیون تونے فرزند کو
گیا پیش تہمینه جب پہلوان / تو کھینچ اسنے پھر خنجر جانستان
یه چاہا که رستم کا چیرے شکم / کرے غرق خون اسکو بیدرد و غم
پکڑ ہاتھ اسکا لیا زال نے / یه تہمینه سے پھر کہا زال نے
که تقدیر پر کچھ نہین اختیار / نہین چاره پیش قضا زینہار

عدم سے جو پھر نا ہو سہراب کا	تو کرا رستم دزال کا سر جدا	غرض خوب سمجھا کے وہ نامور	گیا لے کے تہمینہ کو اپنے گھر

رفتن تہمینہ بہ شبستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدن نش از رستم و بعد انقضاے مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم والم سہراب در یک سال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار	بہم واں لگے رہنے لیل و نہار	ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر	ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر
قوی بازو و گلرخ و لالہ فام	تہمتن نے رکھا فرامرز نام	سپرد ایک دایہ کو وہین کیا	لگا پرورش پانے وہ مہ لقا
وہ تہمینہ رہتی تھی غمگین مدام	تصور تھا سہراب کا صبح و شام	دل اسکا تھا نالان مژہ خونچکان	گہے آہ کرتی تھی گاہے فغان
پس از مرگ سہراب وہ مہ جمال	رہی زندہ با رنج و غم ایکسال	نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار	وہ دے بیٹھی جان اپنی انجام کار
	یہ قصہ تو میں کرچکا سب بیان	سیاوش کی آگے سنو داستان	

داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و براے تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشہ خرم و دل کشا	کہ نزدیک دریاے جیحون کے تھا	گئے ایکدن واں براے شکار	بہم طوس اور گیو جنگی سوار
پڑی ناگہاں ملک دختر نظر	پری پیکر و مہوش و سیمبر	لباس اور زیور تھا شاہانہ سب	کرشمہ ستم آن و غمزہ غضب
یہ پوچھا جوانوں نے اے مہ لقا	تو ہے کون تیری حقیقت ہے کیا	بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی	کہ دختر ہوں میں شاہ بلغار کی
کہ گرشیوز اسکا چچا میں ہے نام	وہ نسل فریدون سے ہے ذوالکرام	مجھے چاہتے تھے بہت تاجور	ولیکن یہ چاہے تھا میرا پدر
کہ توران زمین کا جو ہے بادشاہ	پشنگ دلاور خداوند جاہ	مرا باندھے ساتھ اسکے عقد نکاح	نہ زینہار بھائی مجھے یہ صلاح
کہ میں نے سنا زشت خو ہے پشنگ	نہ کچھ زشت خو زشت دل ہے پشنگ	کیا مجھسے جب ذکر اس بات کا	تو بس صاف انکار میں نے کیا
خفا ہو کے تب اسنے مارا مجھے	نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے	نکل گھر سے اور اسپ پر ہو سوار	شتابی سے لی میں نے راہ فرار
گذر آب جیحون سے آئی ادھر	کیا اسپ پر ماندگی نے اثر	غرض جبکہ رفتار سے رہ گیا	تو پھر راہ میں چھوڑا اسکو دیا
پیادہ ہوئی چند فرسخ رواں	ہوئی آکے اس دشت میں اب نہاں	وہ دونوں جوان اسپہ مائل ہوے	خدنگ نگہ سے وہ گھائل ہوے
ہوے خواستگار بت سیمبر	لگے کرنے پرخاش باہمدگر	بہم بعد پرخاش پایا قرار	کرلے چلے پیش شہ نامدار
جسے حکم دے خسرو نامجو	دولے شوق سے اس پری چہرہ کو	گئے لیکے جب پیش کاؤس شاہ	ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ
کسی کو نہ زینہار شہ نے دیا	پری چہرہ کو پاس اپنے رکھا	بندھا عقد باہم بآئین دین	ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین
گئے نو مہینے جب اسپر گذر	تو پیدا ہوا ایک رشک قمر	نظر کرکے طالع میں شہزادہ کے	منجم شہنشہ سے کہنے لگے
کہ اے شاہ اسکے پریشان ہیں بخت	ہوا اسکے غمگین خداوند تخت	سیاوش رکھا نام شہزادہ کا	وہیں پرورش پھر وہ پانے لگا

ولیکن دل شاہ تھا پر ملال — نہ تھا تربیت کا کچھ اسکی خیال
کہین ان دنون رستم آیا وہان — لگا کہنے ای خسرو خسروان
اسے زابلستان مین بھیجا وہین — ہنرہاے شاہانہ سکھلا وہین
کیا شاہ نے وہین اسکو سپرد — غرض لیگیا زابلستان مین گرد
ہنرپروران کے حوالے کیا — ہوے پھر وہ مصروف صبح و مسا
طریق ہنر و شکار و ادب — ہنرہاے شاہانہ سکھلاے سب
سیاوش جہان مین ہوا بے نظیر — ہنرمند دانا شجاع و دلیر
سیاوش نے رستم کو پھر اک روز — کہا یون کہ ای رستم نیک روز
مجھے یہ تمنا ہے شام و سحر — کہ حاصل کرون پائبوس پدر
یہ سن کر مہیا کر اسباب جاہ — زر و نعمت و اسپ و فیل و سپاہ
کیا عرض شہزادے یون کہ اب — روان ہو جئے با نشاط و طرب
وہ بولا کہ تجھ بن نہین جاؤنگا — تہمتن نے پھر پاس خاطر کیا

باریاب شدن سیاوش بہ حضور پدر بہ معیت رستم و پیشوا رفتن سران سپاہ

گیا ساتھ شہزادہ کے آپ بھی — حضور شہنشاہ با صد خوشی
اسے لیگئے پیشوا آکے سب — ہوا دیکھ کر شہ قرین طرب
بہت لطف مصروف اس پر کیا — سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا
ہنر پر جب اسکے ہوئی آگہی — تو رستم کو بھی آفرین خوب کی
حضور اپنے پھرتے تا سقف حال — رکھا اسکو مشغول کسب کمال
یہ دل چاہیے تھا پھر شہ دہر کا — کہ ملک اسکو دے ماوراء النہر کا
بجاہ و حشم ہوکے یانسے روان — سیاوش کے محل آئی وہان
کہ اتنے مین سودابہ مہ جبین — جہاندار کی زوجۂ اولین
یہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے — کہ اے شاہ یہ آرزو ہے مجھے
سیاوش کو اک دختر خواندہ دون — اسے کتخدا ساتھ اسکے کرون
جہاندار بولا کہ بہتر ہے پر — سیاوش کو راضی کر اے سمیر
طلب اسنے شہزادہ کو جب کیا — تو یہ شہ سے لیکر اجازت گیا
سیاوش پہ عاشق تھی وہ مہ جبین — سیاوش گیا جب تو اسنے وہین
پکڑ تنگ آغوش مین شوق سے — لیے اسکے بوسے کئی ذوق سے
ہوئی گرم مہر اس سے جب وہ پری — وہ سمجھا کہ ہے الفت مادری
کئی دختر خواندہ زہرہ جبین — کہ سب نسل سے بادشاہون کے ہین
انھین وان طلب کر کے با صد خوشی — سیاوش سے سودابہ کہنے لگی
ہوا موبدان سے یہ مجکو عیان — ترے تخم سے اک پسر ای جوان
خداوند ہو تخت و دیہیم کا — شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا
یہ سن کر تمنا ہوئی یہ مجھے — کہ وہ میری دختر کے ہو بطن سے
یہ دختر جو حاضر ہین تیرے حضور — کہ ہین حسن مین رشک غلمان و حور
تو انمین سے گر ایک کو اب قبول — تمناے دل تاکہ ہووے حصول
رہا سن کے خاموش وہ نامدار — نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار
کیا یہ بھی اندیشہ دلمین وہین — کہ یان حقیقی مری کچھ نہین
یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے — تعجب نہین گر عداوت کرے
سوا اسکے کہتے ہین سب سحر ساز — حذر اس سے بہتر ہے اور احتراز
وہ کہتی تھی ٹک کھول اپنی زبان — یہ دل تنگ و لب بستہ تھا غنچہ سان
وہ سمجھی کہ ہے اسکو شرم و حجاب — جو دیتا نہین بات کا کچھ جواب
کیا اسکو رخصت اکیلی رہی — سیاوش سے پھر یہ حکایت کہی
ہوئی منقضی مدت ہفت سال — کہ عاشق ہون مین تجھ پہ ای مہ جمال
تو برلا شتابی سے اب کام دل — کہ تا مجکو حاصل ہو آرام دل
تجھے بعد کاؤس کشورستان — کرونگی مین فرمانرواے جہان
سیاہ جہاندار کاؤس کے — سراسر مرے تابع حکم ہے
فریب اسنے ہر چند اسکو دیے — لب اپنے نہ شہزادہ نے وا کیے
جھکاے ہوے سر کو وہ نامدار — یہ چاہیے تھا وانسے راہ فرار
اٹھا جب تو سودابہ نے بیدرنگ — لیا بوسہ پھر کھینچکر بر مین تنگ
یہ سوچا ملک زادہ نامور — کہ تندی و سختی کرون کچھ اگر
مبادا غضبناک ہو جاے یہ — بلا کوئی سر پر مرے لائے یہ
نہ دیکھا کوئی چارہ جز انقیاد — بناچار بولا یہ فرخ نہاد
پئے عقد دختر جو تونے کہا — یہ البتہ مین نے پذیرا کیا
ولیکن نہ رکھ اور کچھ آرزو — ادب ہی ترا مجکو باور ہے تو
سیاوش نے یہ بات جسدم کہی — تو سودابہ کی جمع خاطر ہوئی

کیا اُسکو رخصت بلطف و طرب
ہوا شاد و خرم شہِ ذوالکرام
زر و گوہر و نعمت بیکران
دیے نعمت و دختر رشکِ ماہ
کہا جا کے ای شاہ روئے زمین
وہ لائی زبان پر سخنہائے دوش
تو ہمخواب ہو مجھ سے دلشاد کر
تو ہی بانوئے شاہ کشورکشا
کیا شاہزادہ نے انکار جب
سیاوش وہاں سے شتابان ہوا
غرض فتنہ اک اُسنے برپا کیا
خراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا
یہ سُن کر گیا خسروِ نامور
کہ شاہا سیاوش نے یاں آن کے
بدشواری اُس سے ہوئی میں رہا
کہا یوں کہ اب راز کر آشکار
یہ بولی وہ سودابۂ حیلہ گر
معطر تھی پوشاک سودابہ کی
اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ
مبادا کہ برپا کرے کچھ فساد
شبستان میں اُسکے کوئی نازنین
یہ سودابہ سے شاہ نے پھر کہا
نہ سمجھی وہ بے دلمیں وہ حیلہ ساز
لیے بات اُسکی خبہ نامدار
ہوئی حاملہ ناگہان ایک زن
حضور اپنے گھر سے طلب کر دو دختر
شہنشاہ کا دن جو سامان ہو جب
کنیزوں میں اسکا یک حرف نشان ہو نہیں
کنیزوں سے کا کہ سے یہ کہا

کہا پھر یہ کاؤس سے وقت شب
دیا اُسکو اسباب شادی تمام
ترے واسطے شہر سے لائی یہاں
تجھے دونگی اب آن کے میں بیاہ
سیاوش مرے پاس آیا نہیں
کہا کچھ نہیں عشق میں تیرے ہوش
مجھے بند سے غم کے آزاد کر
بھلا کس طرح مجھ سے ہو یہ خطا
وہ سودابۂ فتنہ انگیز تب
وہ دامن چھوڑا کر گریزان ہوا
کرا یکبارگی شور و غوغا کیا
پریشان کی اپنی زلفِ دوتا
یہ احوال سودابہ کا دیکھ کر
پچھاڑ اچھے زور سر پنجہ سے
مرا پاک عصیان سے دامان ہا
نہ کہنا بجز راستی زینہار
کہ باطل ہے گفتار یہ سربسر
سیاوش کا جامہ تھا بو سے تہی
کرے سر کو اُسکے جدا بیدریغ
خلل ملک میں لائے وہ بدنہاد
نہ تھی مثل سودابۂ مہ جبین
سیاوش کو دیکھا تو ہے بے خطا
نہ آئی ذرا بیحیائی سے باز
پذیرا نہ کرتا تھا کچھ زینہار
ہوئی خوش اُسے سُنکے وہ حیلہ فن
کیا شاد دیکے اُسے سیم و زر
سیاوش کا تو لیجیو نام جب
وہ سرگرم فریاد و افغان ہو لگین
فلانی حرم ہے جو تیری اشتہا

کر دختر کو میری پذیرا کیا
سیاوش کو پھر اُسنے روز دگر
سوا اُسکے اسباب شادی جدا
نہ آیا وہ شہزادۂ کامگار
شہنشہ نے اُسکو تقید کیا
جوانی پہ میری ذرا کر نگاہ
یہ سُن کر لگا کہنے وہ نامدار
یہ کہتا ہوں میں تجھ سے اب صاف صاف
اُٹھی تخت سے ہو کے پھر خشمگین
لگی کہنے سودابہ کرکے فغان
کیا پارہ پارہ گریبان کو
کنیزیں بھی اُسکے اشارے سے سب
لگا پوچھنے کہ حقیقت ہے کیا
کیا یہ ارادہ کہ بے خوف و باک
سُنا جب یہ قصہ ہوا پُر غضب
کیا اُسنے احوال سارا بیان
لگا سونگھنے اُسکے ملبوس کو
ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین
ولیکن یہ اندیشہ دلمیں کیا
سوا اُسکے تھا مبتلا اُسکا شاہ
بہت خرد تھے اُسکے فرزند بھی
تو خاموش ہو راز کو کر نہان
یہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا
اُسی فکر میں تھی وہ پُر مکر و ریب
لگی کہنے پھر اُس سے وہ کینہ جو
کنیزوں کو میری ہوا سر دم حمل
بہم دونوں جنتے تھے اک رات کو
ہوا سُن کے بیدار فرمانروا
ہوئے اُس کے پیدا دو فرزند بس

ملک زادۂ نامور نے شہا
یہ پیغام بھیجا کہ ای نامور
تکلف جو کچھ میں نے مہیا کیا
گئی پھر حضور شہ نامدار
ملکزادہ ناچار پھر وان گیا
نہ منہ موڑ زنہار ای رشکِ ماہ
توقع یہ مجھ سے نہ رکھ زینہار
کہ اس کام سے رکھ مجھے تو معاف
سیاوش کے دامن کو پکڑا وہیں
بلا کیا تجھے سر پہ لاتی ہوں یان
کیا چاک چاک اپنے دامان کو
لگیں کرنے غوغا و شور و شغب
رہ مکر سے اُسنے ظاہر کیا
کرے میرے دامانِ عصمت کو چاک
سیاوش کو شہ نے کیا پھر طلب
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان
شہ نامور خسرو نامجو
کیا خوار اُس حیلہ گر کو نہیں
کہ پروردۂ باپ سودابہ کا
کہ تھی حسن میں غیرتِ مہر و ماہ
غرض اسلیے درگذر اُس سے کی
نہ ہو خوار عالم میں کرکے فغان
سیاوش کو پہونچی عقوبت شہا
کسی حیلہ سے اُسکو کیجے ہلاک
کہ اس حمل کا کرلے اسقاط تو
کریں تا کہ غوغا وہ سب سربسر
وہ سودابہ و خسرو نامجو
یہ پوچھا کہ یہ شور و غوغا ہے کیا
کہا شہ نے لا کہ انہیں نزد دختر

وہ رکھ طشت مین لیگئین پیش شاہ
یہ بچے سیاوش کے ہین تخم سے
وے نعل دیکھا سیاوش کا اب
وہین اٹھ کے فی الفور باہر گیا
یہ ظاہر کرو کس کے ہین تخم سے
کہا بعد یک ہفتہ اے شہریار
جو اختر شناسون نے ظاہر کیا
نہین راست گفتار یہ زینہار
رہا سنکے خاموش کاؤس شاہ

لگا شاہ حیرت سے کرنے نگاہ
کہ ہمخواب اُسنے کیا تھا مجھے
کہ کیا کام اُسنے کیا ہی غضب
طلب اہل تنجیم کو وان کیا
خبر راز پنہان سے اب دو مجھے
یہ تخم کیان سے نہین زینہار
تو سودایہ سے جا کے شہ نے کہا
نہین انکی کچھ بات پر اعتبار
کہ بیچارہ شہزادہ تھا بے گناہ

جب اُس زن سے پوچھا حقیقت ہے کیا
یہ سودایہ نے سُن کے شہ سے کہا
شہنشاہِ خاموش و حیران ہوا
دکھائے اُنھین اہل ہر دو مردہ پسر
وہین طالع و بخت کو دیکھ کر
کیا راز پنہانِ ناپاک زن
وہ بولی کہ اے شاہ جوہر شناس
سیاوش کو واجب ہے دینی سزا
بد اندیش از بسکہ سودایہ تھی

یہ کمبخت نے تب گذارش کیا
مری بات کا تجکو باور نہ تھا
بہت اپنے دلمین پشیمان ہوا
کہا اُنکے طالع مین کر کے نظر
لگے غور کرنے وہ شام و سحر
عیان سر بسر پیش شاہ زمن
تہمتن سے ڈرتے ہین اختر شناس
سزاوار ہے قتل اہل خطا
شہ نامور سے یہ کہنے لگی

حمایت تو کرتا ہی بیٹے کی اب
ستم ہی ستم ہی غضب ہی غضب
کیا اور کرتا ہی مجھ کو خراب
یہ کہکر لیا زہر قاتل شتاب
کہا یون کہ مرتی ہون مین کھا کے زہر
ہوا اسکے ناچار تب شاہ دہر
یہ ٹھہرا کہ شہزادۂ نامدار
گرے آگ کے درمیان ایکبار
اگر ہے گنہگار جل جائیگا
وگرنہ کچھ ایذا نہ وہ پائے گا
ہوئی آتش افروختہ جب وہان
لگا کہنے تب شاہ سے وہ جوان
خطر کیا ہی ای شاہ فرخ خصال
نہین راستی کو ہی ہرگز زوال
خدا ہی نگہبان مرا ہر زمان
کہ ہی واقف آشکار و نہان
خداوند غفار کو یاد کر
سیاوش گیا آگ مین بے خطر
نہ پہونچا اُسے کچھ ضرر زینہار
سلامت وہ نکلا بہ انجام کار
سیاوش کو شہ نے بغل مین لیا
سر و چشم پر اُسکے بوسہ دیا
ہوا سخت سودابہ پر خشمناک
کہا یون کہ کرتا ہون تجکو ہلاک
ولیکن شفاعت سیاوش نے کی
بہانہ ہی چاہے تھا کاوس بھی
سر خون سے گذرا شہ دین پناہ
غرض اُس سیہ کی مرحمت کی نگاہ

داستان رفتن ملکزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودابہ ازبسکہ بداندیش تھی
سیاوش کی ناحق بداندیش تھی
ملکزادہ کے قتل کا قصد تھا
یہ تدبیر تھی اُسکو صبح و مسا
خطرناک رہتا تھا وہ نامدار
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال
شتابی کہین یان سے مجکو نکال
یہ پہونچی خبر اُنکو ناگہان
کہ توران سے بالشکر بیکران
ادھر پھر ہوا عازم افراسیاب
یہ سن کر جہاندار عالی جناب
ہوا خشمناک اور کہنے لگا
کہ ای نامداران جنگ آزما
بداندیش ترکان نخوت شعار
نہین عہد و پیمان پہ استوار
کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ خواہ
یہ رکھتے ہین دلمین خیال تباہ
سپہ کھینچکر بلخ تک ایکبار
کرون انکو آوارہ و قتل و خوار
سیاوش نے کاوس سے یون کہا
کہ ای شاہ شاہان کشور کشا
مجھے بھیجیے سوے افراسیاب
کرون جا کے اُسکو تباہ و خراب
کہا شہ نے تجکو کہان ہے یہ تاب
جو ٹھہرے ذرا پیش افراسیاب
زبردست ہے تجھ سے وہ اے جوان
تو ہی جنگ مین اُسکے سب پہلوان
یہ مقصود تھا اسکو اس بات سے
کہ دوری ہو اب خصم بدذات سے
یہ بہتر ہی مین آپ لیکر سپاہ
بداندیش سے جا کے ہون رزمخواہ
وہ بولا کہ اُس سے نہ کمتر ہون مین
ہنر اور قوت مین ہمسر ہون مین
یہ لشکر بھی اپنا ہی جنگ آزما
سدا فوج توران پہ غالب رہا
حضور شہنشاہ جوہر شناس
کیا پھر تہمتن نے یہ التماس
کہ ہمراہ شہزادۂ نامدار
مجھے کیجیے رخصت ای شہریار
کرین آپ تکلیف ہرگز نہ اب
رہین شاہ مصروف عیش و طرب
ملکزادہ اور بندہ کافی ہی یان
پے جنگ ترکان نخوت نشان
انھین الغرض دیکے سامان جنگ
روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ
وہ شہزادہ اور رستم نامور
دلیری سے پہونچا در بلخ پر
وہان پر جو تھا حکمران تازیان
سو آیا پے کینہ خواہی دوان
ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز
تو بس اُسنے کی وہین راہ گریز
نہ ہرگز رہی طاقت کارزار
ہوا جا کے محصور انجام کار
یہ سنکر سوے بلخ پہونچا شتاب
سپہ لیکے داماد افراسیاب
دلاور تھا گرشیوز اُسکا تھا نام
ہوا دیکھ کر تازیان شاد کام
بہم متفق ہوکے پھر بیدرنگ
ہوے شاہزادہ سے خواہان جنگ
رہا خوب دو روز تک کشت و خون
کیا فوج ایران نے اُنکو زبون
ہوئی رزم کی پھر نہ تاب و توان
تو ناچار گرشیوز و تازیان
گریزان ہو جیحون سے گذرے شتاب
گئے خستہ دل پیش افراسیاب
ہوا بلخ مین دخل شہزادہ کا
یہ شہزادہ نے پھر ارادہ کیا
کہ ہوکر روان بلخ سے بیشتر
گذر آب جیحون سے باکر و فر
سپہدار توران سے ہو رزمخواہ
کرے اُسکے لشکر کو یکسر تباہ
سران سپہ نے یہ اُس سے کہا
کہ جلدی کی مت کام فرما ذرا
تو لکھ شاہ کو نامہ ای نامدار
وہ کیجیو لکھے جو تجھے شہریار
سیاوش نے مرقوم نامہ کیا
لکھا یہ کہ ای شاہ کشور کشا
گیا حاکم بلخ کھا کر شکست
اور اپنا ہوا بلخ مین بندوبست

گزر جاؤن جیحون سے گر حکم ہو
سپہدار توران سے ہون رزم جو
اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادھر
تو ہرگز ادھر کا ارادہ نہ کر

لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب
کرے سخت پیکار افراسیاب
سیاوش بفرمان شاہ جہان
ہوا ملتجی مین بھر توقف کنان

آمدن گرشیوز داماد افراسیاب با ہدایا نزد سیاوش بدرخواست و آزردگی کاؤس و طلب سیاوش

جہان تھا سپہدار توران وہان
گئے جب وہ گرشیوز نازیان
گذارش کیا اسنے احوال جنگ
یہ سنکر اڑا اسکے چہرہ کا رنگ

گیا خواب مین شب کو افراسیاب
تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب
ہوا ہول سا اسکے گرم فغان
سنا جب تو گرشیوز آیا وہان

یہ پوچھا کہ ای سرور نامور
تجھے خواب مین اب پڑا کیا نظر
جو یکبارگی تو خروشان ہوا
ہراسان ہوا دل پریشان ہوا

یہ کہنے لگا اس سے افراسیاب
کہ اسوقت دیکھا ہی مین نے یہ خواب
کہ اک دشت مین سیکڑون سانپ ہین
مری فوج بھی ہی وہان اور مین

نمایان ہوا ابر مین ایک بار
ہوا رخ سے ایران کے آشکار
وہین بادصرصر ہویدا ہوئی
پھر اسمین سے اک فوج پیدا ہوئی

کیا میرے لشکر کو اسنے ہلاک
ملایا ہر اک کو تہ خون و خاک
پکڑ کر مجھے لے گئے مردمان
شہنشاہ کاؤس بھی تھا جہان

جوان ایک تھا رشک خورشید و ماہ
وہ بیٹھا تھا نزدیک کاؤس شاہ
اٹھا وہ مین اور کھینچکر اسنے تیغ
کیا چاک پہلو مرا بیدریغ

ہوا دلمین ازبسکہ اسوقت درد
خروشان ہوا پھر مین ای نیکمرد
لگا کہنے داماد افراسیاب
کہ برعکس ہوتی ہی تعبیر خواب

نہ دلمین ذرا خوف و اندیشہ کر
میسر تجھے ہوگی فتح و ظفر
یہ تعبیر اسکے نہ آئی پسند
گیا دل سے ہرگز نہ خوف و گزند

طلب اسنے دانشورون کو کیا
مفصل کہا ماجرا خواب کا
ہوے سنکے خاموش دانشوران
کہ تھا دلمین ہر ایک کے خوف جان

ولے ایکنے عہد و پیمان کیا
سپہدار توران سے پھر یون کہا
کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
سیاوش سے ای شاہ ہو صلح جو

دگر نہ خرابی پڑے ہے نظر
مبادا کہ ہوجائے نوع دگر
پسند آئی گفتار اخترشناس
عطا کی اسے نعمت بیقیاس

روان پھر کیا شہ نے داماد کو
سو بادشہزادہ نامجو
فقط نامہ اسکے حوالے نہ تھا
تحائف بھی انواع وہ لے گیا

گیا جبکہ گرشیوز نامجو
سیاوش اٹھا وہین تعظیم کو
وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
پے آشتی اسنے کی التجا

سیاوش ہوا دیکھکر شادمان
پھر اک بزم آراستہ کی وہان
ہوے محفل آرا بعیش و طرب
گئی الغرض جب گذر نصف شب

اٹھا وہین داماد افراسیاب
تہمتن نے سنکر دیا یہ جواب
کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال
کیا آشتی کا تب اسنے سوال

ہوا آشتی خواہ افراسیاب
ہوا جائے سرگرم آرام خواب
سیاوش نے رستم سے پھر یون کہا
کہ ای پہلوان مصلحت اب ہی کیا

ولے سخت مکار ہے بدنہاد
نہین اسکے کچھ قول پر اعتماد
فرستادہ کو دیجیے یہ جواب
کہ گردان و خویشان افراسیاب

جنھیں ہم کہین وہ آوین یہان
برسم گروگان ہین جاودان
تعلق ہین ایران کے جو کچھ کہ ہو
کرے اس سے بھی اب دست بردار ہو

ہمین اس طرح صلح منظور ہی
وگرنہ رہ آشتی دور ہے
سحر کو جو گرشیوز آیا وہان
کیا اسنے مرکوز خاطر عیان

یہ احوال لکھ اسنے قاصد شتاب
روانہ کیا پیش افراسیاب
کیا شاہ توران نے سب کچھ قبول
ہوئی آرزوے دلی سب حصول

بخارا و خوارزم اور چاچ بھی
سمرقند و سیحال کے پھر سبھی
عزیزان و خویشان فرخ نہاد
دلیران و گردان عالی نژاد

تہمتن نے جسکا لیا نام تھا
روان پیش شہزادہ انکو کیا
ہوا شاد شہزادہ نامدار
تہمتن کو بھیجا سوے شہریار

لکھا صلح کا شہ کو احوال سب
کئے تحفے توران کے ارسال سب
سنی تھی خبر شاہ نے پیشتر
کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر

اڑے ہول سے جسکے ہوش و حواس
بہت دلمین اسکے ہی خوف و ہراس
سوا اسکے اخترشناسون نے بھی
کہا شاہ کاؤس سے تھا یہی

که تیرا معاون ہی پروردگار
ظفرمند ہوگا تو ای شہریار
بتہ ہوگی افواج افراسیاب
وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب
حضور شہنشہ جو رستم گیا
کیا ماجرا سب بیان صلح کا
لگا کہنے تب بادشاہ جہان
نہین صلح منظور ای پہلوان
یہ پھر رستم پہلوان نے کہا
کہ ہی جنگ سے صلح بہتر شہا
کہا شہ نے تم عذر کرتے ہو گر
تو مین اور کو بھیجتا ہون اُدھر
تہمتن نے آزردہ ہو کر کہا
کہ حاضر رہونگا مین ناخسروا
روانہ کیا طوس کو پھر شتاب
جہاندار نے سوے افراسیاب
کہا کچھ تامل توقف نہ جنگ
نہ کیجیو ذرا ہوجیو گرم جنگ
سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا
کہ تورانیون کو تو یان لیکے آ

آزردہ شدن بادشاہزادہ سیاوش از کیکاؤس رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بہ تعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بشاہزادہ سیاوش

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب
ہوا دل پریشان و آزردہ تب
سران سپہ کو بلاکر کہا
کہو سوچکر مصلحت اب ہے کیا
دیا باپ نے پاسخ کہ بہتر یہ ہے
کہ لاؤ بجا حکم کاؤس کے
وہ بولا کہ خویشان افراسیاب
جو وان جاوین تو شاہ عالیجناب
کرے قتل ہر اک کو ہی یہ یقین
کہ دل مین بھرا اُسکے ہی بغض و کین
مرے عہد و پیمان کا پھر اعتبار
نکوئی کریگا یہان زینہار
سوا اُسکے سودابہ ہی کینہ جو
مری دشمن جان ہی وہ زشت خو
خدا جانے کیا ظالم نابکار
مرے سر پہ لاوے بلا اُسکی بار
نظر آوے جب یہ گزند و ضرر
تو پھر جاؤن کیونکر حضور پدر
یہ دل مین ہے یان چھوڑکر سب سپاہ
سپہدار توران کی لون مین پناہ
یہ سنکر بہت ہو کے اندوہگین
یہ گودرز و بہرام بولے وہین
نہین مصلحت یہ قرین صواب
کہ بدخواہ تیرا ہی افراسیاب
سمجھ ای ملک زادۂ نامجو
کہ ہرگز نہین اعتماد عدو
دیا شاہزادے نے پھر یہ جواب
کرے گر مجھے قتل افراسیاب
تو بہتر ہی اُس سے کہ لیل و نہار
رہون مین حضور پدر خوار و زار
یہ کہکر وہین ایک نامہ لکھا
سو شاہ توران روانہ کیا
لکھا یون کہ ای خسرو نامور
مرا باپ راضی نہین صلح پر
عوض میرے بھیجا ادھر طوس کو
کہ ہو تم سے اب اُن کے رزمجو
مرا عہد و پیمان ہے استوار
اگر سر بھی جائے تو ہان زینہار
نہ پھیرون مین سر عہد و پیمان سے گاہ
رکھون راہ و رسم مروت نگاہ
غرض کچھ نہین شاہ کاؤس سے
نہین ہی مجھے کام کچھ طوس سے
یہ ہی قصد اب ای پرچرخ برین
امید و رجا کو ہو مسکن گزین
نہ پہونچے جہان ہاتھ کاؤس کا
رہون جسسے وان مین صبح و مسا
بتا دیجئے کوئی ایسا مکان
کہ جاکر کرون مین اقامت وہان
تمھارے عزیزان و خویشان کو اب
کیا مین نے رخصت بعیش و طرب
گیا پڑھ کے حیرت مین افراسیاب
لکھا اُسنے نامہ کا پھر یہ جواب
کہ مجکو سمجھ عہد و پیمان مین چست
ترے ساتھ ہی صلح میری درست
ولے وہ ہی کینہ ہی کاؤس سے
وہی جنگ و پرخاش ہے طوس سے
کہان طوس کو تاب ای نیک مرد
کہ ہو آن کر مجھ سے اب ہم نبرد
جو منظور رکھ کر تو پاس وفا
ہوا میری خاطر پدر سے جدا
تو مین نے کیا تجکو اپنا پسر
محبت کرون مین بطور پدر
کرون بلکہ فرمانبری روز و شب
تو آ شوق سے یان بفرط طرب
جو تو چاہے تجکو وہ اقلیم دون
زر و گنج و اورنگ و دیہیم دون
تجھے بعد کاؤس بیداد گر
کرون ملک ایران کا مین تاجور
یہ نامہ پڑھا شاہزادے نے جب
ہوا بند سے غم کے آزاد تب
وہین عزم توران مصمم کیا
اور اک نامہ کاؤس کو یون لکھا
کرون عرض کیا ہی یہ تجھ پر عیان
کہ پہلے تو ای شاہ کشورستان
کیا متہم مجکو سودابہ نے
کیا پر غضب تجکو سودابہ نے
یہ چاہا کہ مجکو کرے تو ہلاک
عدا اُسکا نہ ہرگز کیا خوف و باک
ستارہ شناسون نے جو کچھ کہا
وہ زنہار تو نے نہ باور کیا
گیا آخر آتش مین یہ خاکسار
ولیکن بالطاف پروردگار
سلامت رہا کچھ نہ پہونچا ضرر
کیا بلخ کو فتح یان آن کر

سپہدار توران کو جز عطا کیا
عوض مہر کے تو ہوا خشمگین
جو ہے سرنوشت اپنی وہ ہوئیگا
طلب کر کے بولا وہ خورشید جاہ
یہ کہکر ملک زادۂ نامدار
بہ نزدیک تر شہر کے جب گیا
کیا یکسر آراستہ شہر کو
سیاوش سے بولا یہ افراسیاب
سپہدار نے پھر بآئین نیک
تواضع مدارا و تعظیم کی
تو ہے نور پور شہ کیقباد
میسر تفاخر کا ساماں ہوا
جھکا کر ادب سے سر انکسار
کوئی نامدار اک وہاں ویسہ تھا
بہت تجھپہ ہے مہربانی شاہ
تو ہو کتخدا ای ملکزادہ اب
کہ ہستی سے جب جاے سوے عدم
جو ویسہ نے شہزادے سے یون کہا
اُسے ویسہ نے باد کل پر صفا
لگا ہنسنے ساتھ اُسکے دلشاد
فرنگیش ہے دخت افراسیاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا گیا
طلب کر کے پھر موبد خاص شاہ
عجب کیا جو دے اپنی دختر مجھے
حضور سیاوش پھر آیا وزیر
تری ہوا اجازت تو اے دلربا
یہ بہتر ہے ہم کو بھی اے نامجو
یہ کہکر خوشی سے وہ گلرو شتاب
ہوئی جاکے گلشہر خدمت کنان

زر و افسر و ملک اُس سے لیا
توقع مجھے تجھ سے اب کچھ نہین
مٹے کب لکھا کلک تقدیر کا
کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاہ
روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار
خوشی سے وہ آیا وہین پیشوا
بآئین دلخواہ و طرز نکو
تجھے دیکھ کر مین ہوا کامیاب
کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
برسم پسندیدہ تکریم کی
جوانمرد و دانا و فرخ نہاد
کہ تجھ سا ملکزادہ مہمان ہوا
ہوا وہ پرستندۂ شہریار
سیاوش سے اک روز اُسنے کہا
وفور محبت ہے شام و پگاہ
بسر کر بعیش و طرب روز و شب
تو ہو شاہ ایران بہ جاہ و حشم
تو اُسنے خوشی سے پذیرا کیا
کیا ساتھ شہزادہ نے کتخدا
نہ کرتا تھا کاؤس کو گاہے یاد
کہ جیسے نہ جسکے حضور آفتاب
دگر بار ساتھ اُسکے ہون کتخدا
لگا کہنے اُس سے وہ خورشید جاہ
کہ ہے سب سے رتبہ تو برتر مجھے
وہ مژدہ خوشی سے سنایا وہین
فرنگیس کے ساتھ ہون کتخدا
کہ تو شاہ توران کا داماد ہے
سو خانہ شاہ افراسیاب
ہوا اُس سے ہر ایک شادان وہان

بخوبی یہان آشتی ہے بہم
ہوا سخت ناچار و مجبور آہ
وہ نامہ سو خسرو نامجو
ترے اب حوالے ہے طوس آوے جب
وہ دریاے جیحون سے گذرا شتاب
اُدھر شاہ اور شاہزادہ اُدھر
در شہر سے تا در شہریار
کیا تو نے توران کو گلستان
دف و بربط و شاہد و جام مے
ملکزادہ کا پھر ہوا مدح خوان
نکو رو و خوش خلق و پاکیزہ خو
سُنی جب یہ گفتار لطف و کرم
غرض روز و شب پیش گیتی پناہ
کہ تو ہے دل و جان افراسیاب
یہی اب ہے مقرون راے رزین
بفضل خدا بعد کاؤس شاہ
یہان بھی ہے نزدیک ایران مین
جریرہ کی تھی دختر گلعذار
جو دیکھا رخ دلبر سیمبر
کسی نے سیاوش سے پھر یہ کہا
تو ہوتا اگر اُس دخت کا خواستگار
یہ ہے رسم شاہان عالی وقار
کہ مصروف ہے خسرو نامور
کہا جاکے موبد نے سلطان کے پاس
ہوا شاد شہزادۂ نامور
دیا اُس نے گلشہر نے یہ جواب
لبان کنیزان مین لیل و نہار
گئی لیکے اسباب شادی تمام
پھر اپنی طرف سے بھی اسباب سب

ولے تو نہ راضی ہوا ہے ستم
سو خانہ خصم لیتا ہون راہ
روان کر چکا جب تو بہرام کو
تو کر دیجیو اُسکو تفویض سب
گیا الغرض سوے افراسیاب
پیادہ ہوے دور سے دیکھ کر
ہوا سر پہ شہزادہ کے زرنثار
ہوئی تیرے آنے سے رونق یہان
مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شی
کہ مجھ سے مفخر ہے تو اے جوان
حقائق شنو عاقل و راست گو
ہوا شاد شہزادۂ جمحشم
فزون تھا سیاوش کا اعزاز و جاہ
ہوا جب سے مہمان افراسیاب
کہ اُس شہر مین ہو کے مسکن گزین
تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
نہ زنہار جا روز و شب اب کہین
کہ گلشہر تھا نام رشک بہار
ہوا خوش ملکزادۂ نامور
کہ ساتھ اور کے کیون ہوا کتخدا
تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار
کہ زن چاہیے شوق سے مین چار
مری پرورش مین مثال پدر
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
کہا جاکے گلشہر سے یون اگر
کہ راضی ہو نہین کیجیے اب شتاب
فرنگیس کی ہوگی خدمتگذار
فرنگیس کی ہان ہوئی شاد کام
بصد شادمانی و عیش و طرب

فرنگیش کی ماں نے سونپا اُسے
کیا کتخدا رسم و آئین سے
کہ جسکا نہیں ہو سکے یاں بیان
سُنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر
ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد
سپہدار توران سے پرخاش کا

ہوا خواہ دختر کا سمجھا اُسے
فرنگیش کو ساتھ شہزادے کے
سوا اسکے ہو کر بہت شادمان
کہ وہ بادشہزادۂ نامور
کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد
ارادہ جو کاؤس کے دلمین تھا

رہا شادی جشن شاہانہ وان
در و لعل و اسپان و فیلان و زر
دیا شہ نے اُسکو دیار ختن
گیا بلخ سے پیش افراسیاب
خفا ہو کے شہ سے سوسیستان
رکھا شہ نے موقوف اور طوس کو

بصد حشمت و جاہ و توقیر و شان
جہیز اُسکو وان سے ملا اسقدر
کیا لطف سے شہر یار ختن
ہوا شاہ کے دلکو اک اضطراب
روانہ ہوا رستم پہلوان
لکھا یون کہ پھر آتو اپنا نام جو

رفتن شاہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا روانہ شدن طرف دریائے گنگ و تیار نمودن قلعۂ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرشیوز داماد افراسیاب و ورغلانیدنش افراسیاب را و کشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

سیاوش ملکزادۂ نامجو
فرنگیش کو لیکے با فر و شان
معین کئے آدمی جابجا
لب گنگ اک جائے دلچسپ تھی
بنایا وہاں ایک حصن حصین
ہر اک جا تھے انواع نقش و نگار
سپہدار کاؤس عالی جناب
لکھی سکی صورت بخوبی وہان
سوا اسکے بھیجا بہت مال و گنج
سیاوش ملکزادہ اسواسطے
سپہدار توران ہوا شادکام
حضور سیاوش روانہ کیا
سیاوش سے رکھتا تھا وہ بغض و کین
و لے کینہ سینہ مین پوشیدہ تھا
بہت ساتھ اُسکے مدارا کیا
تو پھر دلمین اُسکے ہوئی اور کد
تو ظاہر کیا یون کہ اے تاجدار
دماغ اُسکا نخوت سے یکسر بھرا

گیا سوئے شہر ختن شادمان
کہ ہے وے جہان خوب آب و ہوا
ملکزادہ کو آکے دی آگہی
حضور اُسکے تھا بیت چرخ برین
بصد رنگ و ان جلوہ گر تھی بہا
پشنگ و سپہدار افراسیاب
بنا ہر مکان غیرت گلستان
حضور ملکزادہ بے درد و رنج
گیا چھوڑ تھا باپ کے گھر اُسے
رکھا پھر خوشی سے فرودسکا نام
تحائف بہت بھیجے اُسکے سوا
یہ چاہے تھا کمبخت بیداد و دین
الغا ہر تھا مدح شہزادے کا
یا وہ در تک و لیے پیشوا
زیادہ ہوا اور کین و حسد
سیاوش سے غافل نہ ہو زینہار
نہ کی میری تعظیم اُسنے ذرا

ہوا جبکہ رونق فزائے ختن
خبر دو کہ مسکن گزین جا کے ہون
کہ ہے اک مکان مثل باغ جنان
بنائے درون حصار بلند
کیومرث و جمشید فرخ نہاد
نریمان و ہم رستم و سام و زال
سُنی شاہ توران نے جب خبر
پری چہرہ گلشہر رشک چمن
ہوا اُن دنون اُس سے پیدا پسر
وہ مین طفل کے ہاتھ کو زعفران
گیا لے کے گرشیوز نابکار
کہ شہزادہ رہوے نہ اس شان سے
گیا تہنیت نامہ وہ لیکے جب
بزرگی و خردی کا آداب وان
وہ رخصت ہو نامہ کا لیکر جواب
نہیں وہ سیاوش جو تھا پیشتر
فراہم بہت کی اب اُسنے سپاہ

مرخص سپہدار توران سے ہو
نہ ہرگز خوش آئی ہوائے ختن
با آرام و عیش و طرب وان ہون
ملکزادہ نے کی سکونت وہان
مکانہائے دلچسپ و خاطر پسند
فریدون منوچہر اور کیقباد
یہ جتنے تھے گردان ماضی و حال
تو بھیجے وہاں اور اہل ہنر
کہ تھی حاملہ وقت عزم ختن
کہ تھا حسن مین رشک شمس و قمر
لگا اور پنجہ کا اُسکے نشان
بحکم سپہدار توران دیار
نکل جائے اقلیم توران سے
ہوا شاہزادہ قرین طرب
نہ لایا بجا وہ ثریا نشان
گیا پاس جب پیش افراسیاب
بیان کیا کرون اُسکا مین کر و فر
وہ رکھے ہے دلمین خیال تباہ

اطاعت سے تیری نہیں مجکو کام
سخنہاے باطل کو افراسیاب
لگا کہنے یون شاہ توران زمین
مناسب یہ ہی اور بہتر یہ ہی
کہ دیکھا سیاوش نے توران ویار
یہ ہی مصلحت ای شہ ارجمند
یہ سن کر لگا کہنے افراسیاب
سیاوش کو نامہ دیا جا کے جب
یہ سن کر وہ گرشیوز بدنہاد
فریب اُسنے اسطرح وہین کیا
وہ چپ ہو رہا پھر نہ پاسخ دیا
سیاوش کو اُسنے دیا یہ جواب
نہین چاہتا زیر چرخ بلند
نہین ہی گمان یہ مجھے زینہار
کیا کس طرح اُسکو شہ نے ہلاک
ارادہ یہ اُسنے مصمم کیا
وہ بولا کہ ہون بر سر راستی
نہ کر جہل اب تو ہی گر ہوشیار
یہی مصلحت ہی کہ جاؤن وہان
غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار
کہ ای نامور بادشاہِ جہان
ذرا بھی شفا ہو تو با چشم و سر
حضورِ شہنشاہ توران دیار
ذلیل اُسنے مجکو کیا ہاے سخت
کہا یون کہ ہرگز نہ جاؤن وہان
گیا اس طرف شاہ لیکر سپاہ
ہوئی راست نزدیک اُسکے تمام
فرنگیس سے سُنکے گریان ہوئی
کہا اُسنے چل تو بھی ای دلربا

یہی سوچتا ہی وہ ہر صبح و شام
سمجھ اور کہا بس وہین پیچ و تاب
کرون اُسکو ضائع یہ لازم نہین
کہ بھیجون اُسے پیش کاؤس کے
سب احوال ایران کا ہوا آشکار
کہ رکھیے سیاوش کو اب کرکے بند
کہ پیش سیاوش تو پھر جا شتاب
کہا پڑھ کے اُسنے یہ با صد طرب
یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نژاد
یہ شہزادۂ نامور سے کہا
قسم دیکے شہزادہ نے پھر کہا
کہ ہی بد گمان شاہ افراسیاب
کہ پہونچے تری جان کو کچھ گزند
کہ مجھ پر کرے کچھ ستم شہریار
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
کہ کھینچے تجھے زیر تیغ جفا
غلط شاہ سے ہی گمان بدی
دہن مین بلا کے نہ جا زینہار
بجا لاؤن فرمان شاہ جہان
کہ ہان لکھیے عذر آنیکا ایکبار
یہی آرزو ہی کہ حاضر ہون وان
قدمبوس حاصل کرون آن کر
جو پہونچا تو بولا کہ ای شہریار
کہ یعنی بٹھایا مجھے زیر تخت
جو چاہے کرے بادشہ بیگمان
کرتا شہزادہ سے ہو کینہ خواہ
لگا کہنے شہزادۂ ذوالکرام
کمال اُسکی خاطر پریشان ہوئی
فرنگیس نے تب یہ پاسخ دیا

کرے ملک توران مین برپا فساد
وہ من اپنے دلمین یہ لایا خیال
بنہ جو کوئی لاوے اپنے حضور
سُنی جب یہ گفتار افراسیاب
یقین ہے کہ رستم کو لاوے یہان
بہانے سے اُسکو طلب کیجیے
دلاسا اُسے دیکے اب لا یہان
کہ پیش شہنشاہ والا جناب
روانہ ہو پہونچے شتابی وہان
کہ جانا مناسب نہین اب وہان
زبان تک سخن کو ذرا لائیے
تو ہی اک ملک زادۂ با تمیز
سیاوش نے سُنکر یہ پاسخ دیا
یہ سن کر وہ بدکار کہنے لگا
فراہم کیا تو نے لشکر جو یان
کیا مین گئی یہ راز تجھ سے عیان
لگا کہنے گرشیوز بدنہاد
سیاوش نے سو سو طرح سے کہا
ولے اُسنے ہر بات کو رد کیا
فریب عدو ہو گیا کارگر
ولیکن فرنگیس رنجور ہے
وہ گرشیوز مدبر و کینہ جو
سیاوش ملک زادہ مغرور ہے
نہ ہرگز پڑھا نامہ کو ایکبار
سُنی شاہ توران نے یہ بات جب
سیاوش نے جبدم سنی یہ خبر
کہ جاتا ہی گر پیش افراسیاب
سیاوش سے بولی کہ ای نامدار
کہ اب پنج ماہہ حمل مجکو ہے

خبردار ای شاہ والا نژاد
کہ شہزاد کیونکہ یا نسے دیتے نکال
وغا ساتھ اُسکے ہی دانش سے دور
تو کمبخت نے پھر دیا یہ جواب
کرے ملک تسخیر سب بیگمان
نہ تاخیر کو راہ اب دیجیے
غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان
سر و چشم سے جاؤنگا مین شتاب
تو باطل مری بات ہو بیگمان
وہ بولا کہ کس واسطے کر بیان
حقیقت ہی کیا مجھ سے فرمائیے
مری جان سے اور دل سے عزیز
کہ سلطان نے داماد مجکو کیا
کہ اغریرث اُسکا برادر جو تھا
شہنشاہ توران ہوا بدگمان
ولے دلمین اپنے تو رکھیو نہان
کہ ای نامدار گرامی نژاد
کہ وسواس ہرگز نہین ہی روا
کہ تھا دشمن جان وہ شہزادہ کا
لکھا نامہ شہزادہ نے زود تر
تو ناچار یہ بندہ مجبور ہے
روانہ ہوا اُسنے نامہ کو
دماغ اُسکا اب عرش سے دور ہے
نہ میرا سخن کچھ سنا زینہار
ہوئی مشتعل آتش قہر تب
تو گفتار گرشیوز حیلہ گر
تو بیشک سب مجھے قتل کرتا شتاب
گریزان ہو اب سوے ایران دیار
کرونگی مین کیونکر بھلا راہ طے

مجھے چھوڑ کر یان روانہ ہو تو
روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
یہ سنکر خبر شاہ افراسیاب
ہوے سر بسر قتل ایرانیان
شجاع و دلیر و قوی ہی یہ مرد
یہی مصلحت ہی کہ یکسر سیاہ
بھلا قتل یان کس لیے کیجیے
تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا
روان ہو کے پھر وان سے افرسیاب
فرنگیش آئی حضور پدر
کہ ایران سے آکے ای بادشاہ

سلامت تجھے لیجا غرض جان کو
کہ پیدا اسیر گر ہوا ای سیمتن
مقابل سیاوش کے پہونچا ستاب
رہا ایک تن بھی نہ زندہ وہان
دلیری و مردانگی مین ہی فرد
کرے تیر کا اُسکو آماجگاہ
مگر زندہ اُس کو پکڑ لیجیے
تو یون پہلوان پلسیم نے کہا
مکان پر سیاوش کے آیا شتاب
پراگندہ گیسو و خستہ جگر
سیاوش ترے پاس لایا پناہ

سواران جنگ آزما ایک بار
تو کیخسرو اس طفل کا رکھیو نام
ہوا بس وہین گرم بازار جنگ
سیاوش کو بے اسپ آخر کیا
سیاوش کے نزدیک جو جائیگا
سپہ نے کیا رحم اور یون کہا
ہجوم آخرش لا کے مرد دلیر
کہ شہزادہ کے قتل مین زینہار
ہوا دیکھ حیران وہ سارے مکان
خروشان و گریان و تن چاک چاک
کیا قصد کیون اُسکے اب قتل کا

لیے وان سے ساتھ اور وہ نامدار
اُسے دیکھ کر رہیو تو شاد کام
ہوا کارزار خنجر بہ تیغ و خدنگ
سپہدار توران نے پھر یون کہا
تو بس جان کو اپنی دے آئیگا
سیاوش ہے ای نامور بے خطا
سیاوش کو بس لیگئے کر اسیر
نہین چاہیے جلدی ای شہریار
کہ تھے یک قلم غیرت گلستان
لگی کہنے یون با دل دردناک
ستم بے خطا پر رکھا کیون روا

تصویر افراسیاب
تصویر گرفتاری سیاوش

نہ گرفتہ و خوار مجکو تو یان
سمجھ بات کو اور مت کر دہ کام
ہوئی گرچہ زاری کنان شکوہ
فرنگیش آخر ہوئی ناامید
یہ کہنے لگی ہو کے زاری کنان
خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا
مجھے باپ سے یہ نہین تھی امید
غرض دوسرے روز اک پہلوان
گیا ساتھ اُسکے وہ گریہ کنان
دلیر و جوانمرد جو پائے نام
گیا سر کو آویختہ پھر شتاب
کہ پر سیاوشان اُس گیہ کا ہے نام
سپہدار توران کو وہ دردمند
شتابی فرنگیش کو باندھ کر
جو حاضر تھے اُن میں تھا نامور
گیا سنکے پیران ویسہ شتاب
کہ مردی سے یہ بات بس دور ہے
فرنگیش خواہان افسر نہین
یہ سنکر کہا شہ نے لیجا اُسے
جو شہ نے کہا سو پذیرا کیا
ہوا فتنہ انگیز از روئے کین

بکہا اے خدا بخش دے اُسکی جان
کہ نفرین کرے خلق پھر مدام
وے بے بر سر رحم آیا نہ شاہ
ہوئی پس شب تیرہ روز سفید
کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہان
جواب عہد و پیمان سے وہ پھر گیا
کہ غم سے مین لرزان ہون مانند بید
بحکم سپہدار آیا وہان
سیاوش ہوا پھر مناجات خوان
کہ لے دشمنون سے مرا انتقام
یہ حکم سپہدار افراسیاب
اُٹھا نا ہی سو دُس سے عالم تمام
لگی کرنے نفرین بہ بانگ بلند
تو کر ضرب شلاق اب اسقدر
ہوے دمین نفرین کنان سربسر
کہ تھا دایہ شاہ افراسیاب
کہین بھی نہ ہرگز یہ دستور ہے
طلبگار اور ننگ پُرزر نہین
ترے واسطے مین نے بخشا اُسے
فرنگیش کو اپنے گھر لے گیا
سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہین

کہ دنیا کا ہرگز نہین اعتبار
ابھی ستم و زال بھی زندہ ہے
نہ خاطر مین لایا ذرا اُسکی بات
حضور سیاوش گئی ماہرو
رکھا شہ نے تجکو بسان پسر
ترے خون پہ ہاے باندھی کمر
خدا تیری مشکل کو آسان کرے
سیاوش کو میدان مین وہ لیگیا
کہ پیدا کرے داور دادگر
پھر اک طشت قاتل نے لاکر رکھا
زمین پہ بہا خون سیاوش کا آہ
فرنگیش گریان و نالہ کنان
وہ گرشیوز اُسوقت حاضر تھا وان
کہ گر جانے اُسکا حمل بیگمان
نہ طاقت یہ رکھے تھا کوئی نامجو
یہ بولا کہ اے سرور انجمن
جو بیٹی پہ اپنی کرے یہ ستم
شہنشہ کو ہے پاس خاطر اگر
وے اس سے پیدا ہو جسدم پسر
ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز
پشیمان ہوا خسرو نامدار

نہ دم کا بھروسا ہے کچھ زینہار
سر تخت قائم ہے کاؤس کے
اُٹھایا نہ خون سیاوش سے ہاتھ
کہ دیدار آخر کی تھی آرزو
اُسے تو نے سمجھا بجاے پدر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر
دل بد سگالان ہراسان کرے
سیاوش پہ دل حلیم کا جلا
مرے تخم سے ایک فرخ پسر
کیا تیغ سے شہزادہ کا سر جدا
ہوئی خون سے روئیدہ وان اک گیاہ
سیاوش کے مشہد پر آئی وہ وان
سپہدار اُس سے یہ بولا کہ ہان
نہ تخم سیاوش کا رہوے نشان
کہ مانع ہو اس امر سے شاہ کو
روا رکھ نہ ایذا پہ بیچارہ زن
کرے خلق نفرین اُسے دمبدم
تو بھیجے فرنگیش کو میرے گھر
تو لانا مرے پاس اے نامور
کہ بدبخت گرشیوز کینہ ساز
گرا شہ کی نظرون سے وہ نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش بیچاری خستہ جگر
رکھا نام کیخسرو اُس طفل کا
نہ لایا غرض پیش افراسیاب
لیے شمع اک شخص آیا وہان
کہ بیدار ہو خواب سے زود تر
ہوا خوف پیدا جو دیکھا یہ خواب

رہے تھی با آرام پیران کے گھر
پھر اندیشہ پیران نے دل مین کیا
بیابان مین کودک کو بھیجا شتاب
سیاوش جو دنبال اُسکے دوان
شقاوت پہ ایام کے کر نظر
اُٹھا کانپتا شاہ افراسیاب

جو نو ماہ گذرے تو پھر ایکبار
کہ لیجاؤن گر پیش شاہ جہان
ادھر خواب مین شاہ توران نے عجب
لیے ہاتھ مین تیغ الماس کار
شب جشن ہے اور روز طرب
طلب شہ نے پیران کو دم مین کیا

تولد ہوا حسن مین رشک قمر
تو ضائع کرے طفل کو بیگمان
نظر آئی یہ واردات عجب
یہ کہتا ہے وہ سرور نامدار
کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب
جو حاضر ہوا وہ تو اُس سے کہا

که یه آج مجھکو هویدا هوا
لگا کہنے وه ای شہ نامجو
هوا خوف و اندیشہ اُسدم مجھے
اور اب دے سر ناحق اُس طفل کو
غرض اُس نظر سے مین لایا نہین
سیاوش کو جب سے کیا تھا ہلاک
سنی بات پیران ویسہ کی جب
وه پرورده هو کر بیابان مین جب
کرین تربیت تا کہ شام و سحر
سیاوش کے فرزند کو مرد مان
ولیکن یہ پہونچی خبر اب مجھے
مگر لوگ کہتے ہین دیوانہ ہی
دہین پیش کیخسرو ذو الاکرام
غرض لیگئے دشت سے مہربان
لگا پوچھنے اُس سے کچھ شہریار
سنی گفتگو طفل کی اُسنے جب
جو کوئی بیابان مین پرورده هو
نہین کچھ بد و نیک کا اُس سے ڈر
سیاوش کا جو ساختہ ہی مکان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
فرنگیش جبدم کہ پہونچی وہان

فرنگیش کے پور پیدا ہوا
بیابان مین پھنکوا دیا طفل کو
کہ ضائع کرے تو مبادا اُسے
کرے قتل اگر ای شہ نامجو
اُسے لاکے مجھکو دکھایا نہین
رہے تھا ذلیل تاجور خوفناک
رہا وہ سپہدار خاموش تب
ہوا دس برس کا بالطاف رب
سکھائین اُسے الغرض سب ہنر
بیابان مین ڈال دیے تھے تا کہ وان
کہ اُس دشت سے ایک چوپان اُسے
شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہی
یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام
اُسے باللباس شہانی وہان
وہ پاسخ لگا دینے دیوانہ دار
سپہدار ہنسکر لگا کہنے تب
نہ کو دن ہو کیون ای شہ نامجو
نہین کینہ جوئی کا ہرگز خطر
عیان ہی مزار سیاوش وہان
تو پیران ویسہ نے اُسکو شتاب
تو ویران پایا وہ شہر و مکان
فرنگیش و کیخسرو مہ جبین

کیا اُسنے اقرار تب یون کہا
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
ہوا ایک تو ظلم یہ تجھ سے آہ
تو ایسا نہ ہو پھر کہ آوے بلا
تری بہتری چاہون شام و پگاہ
وہ دیکھے تھا خواب پریشان مدام
نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا
تو پیران ویسہ نے بھیجے وہان
وہ پیران تھا شہ کا جو مختار کار
نہ زندہ رہے کودک شیرخوار
خوشی سے اُٹھا لیگیا اپنے گھر
یہ پیران سے بولا پھر افراسیاب
کہ دیوانہ بن کر تو یان آئیو
کیا تاجور کو سلام اُسنے جب
کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا
کہ یہ طفل دیوانہ ہی بے گمان
کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ وار
جو چاہو تو لیجا کے اس طفل کو
یہ کہدو کہ مسکن گزین جا کے ہو
حوالہ کیا بس فرنگیش کے
ملکزادہ کے مشہد پاک پر
ہوے اُسکے سایہ مین مسکن گزین

کہ اُس طفل کو اب مرے پاس
کہ یان کیون نہ لایا دیا یہ جواب
سیاوش کو کشتہ کیا بے گناہ
تو ہووے گرفتار قہر خدا
کہ ہون مین ترا بندہ نیک خواہ
پراگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام
نہ پوچھا پھر اُس طفل کا ماجرا
ہنرمند دانا و کارآگہان
لگا ایکدن کہنے ای شہریار
نہ گردن پہ تیری ہو خون نہال
کیا اُس کو پرورده مثل پسر
کہ دیکھون مین اُسکو بلا دو شتاب
زبان پر پریشان سخن لائیو
ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب
سوال اور تھا اور جواب اور تھا
یہ بولا وہ پیران ویسہ کہ ہان
نہین ہی کسی کام کا زینہار
فرنگیش کے اب حوالے کرو
رکھے پاس اب اپنے فرزند کو
کیا گھر سے پھر اپنے رخصت اُسے
جو دیکھا تو روئیدہ ہی اک شجر

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاوس از کشتہ شدن شہزادۂ والا تبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان را از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گران برای انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاوس نے جب خبر
کہ رستم کو زابل سے لے آئے یان

کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان

ہوا اُسکے دلگیر و اندوہگین
روانہ ہو زابل سے آیا شتاب

کسی کو روانہ کیا پھر وہین
حضور جہاندار کیوان جناب

سیاوش کا اسکو ہوا یہ الم
گیا اس سبب سے وہ یانسے نکل
وہ بولا کہ ای شاہ آفاق گیر
یہ بدکیش ہی سخت بیداد گر
گیا قتل وان اُسنے سودابہ کو
کروں قصد اب سوے افراسیاب
دلیران و گردان ایران دیار
وہ پہونچے جو سرحد مین توران کے
لیے وقت پیکار گے وہ جوان
عزیز دل شاہ افراسیاب
گہ رزم سرخہ کو کر کے اسیر
لیا طوس نے خنجر تیز جب
تصدق مین شہزادہ کی روح کے
کیے ہی یہ الحاح و زاری یہان
نہ ہرگز کرون رحم ای پہلوان
وہین پھر سر سرخہ روسیاہ
گئی جب خبر پیش افراسیاب
غرض لیکے پھر لشکر بیحساب
دو لشکر مقابل ہوے جب وہان
کرون جا کے مین ساتھ رستم کے جنگ
تو مین مملکت نصف بخشون تجھے
اگر ساتھ اُسکے کرے کارزار
یقین ہے کہ یہ پہلوان دلیر
عنایت کیا اور کہا یون کہ ہان
کہ وہ رستم بیلتن ہی کہان
یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر
ہراسان ہوا تنے مین جس دم سگل
ہوا گیو جنگی بوقت تنگ
پیرم اُس ترک نے کھینچکر تیغ کین
گر قاصر ہی جسکے بیان سے ہم
گیا بلخ سے یعنی سوے اجل
تو اسکا بھلا کیون ہی فرمان پذیر
کرون تن سے اُسکے جدا جاکے سر
نہ بولا ذرا وہ شہ نامجو
قیامت کرون جاکے برپا شتاب
گئے ہمرہ رستم نامدار
مقابل ہوا ایک گرد آن کے
ہوا قید ہستی سے آزاد وان
پئے جنگ و پیکار آیا شتاب
حضور پدر سے گیا وہ دلیر
یہ کہنے لگا طوس سے سرخہ تب
مجھے بخش اور در گذر خون سے
کہے تو اسے جان سے دشمن امان
کرون قتل ترکونکو پاؤن جہان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
کیا گریہ اُسنے مثال سحاب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب
ہوا گرد سے مہر تابان نہان
کرون غرق خون اُسکو اب بیدرنگ
اور اک دختر مہ جبین دون تجھے
تو جانبر نہ ہو پیلسم زینہار
کرے وقت پیکار رستم کو زیر
تہمتن سے کر جاکے جنگ اے جوان
جسے لوگ کہتے ہین شیر زیان
نہ ہرگز لڑے رستم نامور
سو اُسدم مین ترک چالاک دست
مدد کو فرامرز تب بیدرنگ
کیا گنبد خواہو نکو زخمی وہین
یہ بولا کہ تھا ای شہ نامدار
کہا شہ نے سودابہ کمبخت ہی
جو کوئی کہ ہو سرور انجمن
رہا سُن کے خاموش شاہ جہان
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان
یہ کہکر وہین با سپاہ گران
صغیر و کبیر اور پیر و جوان
کہ اُس گرد کا نام آباد تھا
یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر
فرامرز پور تہمتن وہین
کہا طوس سے اُسنے ای نامور
کہ تھا شاہزادہ کا مین دوستدار
سر رحم آیا وہ طوس دلیر
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
شتاب اُسکے تن سے تو کر سر جُدا
شہنشہ نے دروازہ پر قلعہ کے
عزیز اُس ستمگر کو تھا وہ پسر
شتابی سے پہونچائے کارزار
برادر جو پیران کا تھا پیلسم
کہا شاہ نے یون کہ گر گشتہ ہو
یہ پیران نے سنکر گزارش کیا
کہا شاہ نے پیلسم ہی جوان
یراق اپنے پھر پیلسم کو تمام
وہین پیلسم سوے میدان گیا
یہ سُنکر وہین گیو جنگی سوار
یہ کہکر وہین گیو نے بیدریغ
کمر مین کیا گیو کی نیزہ بند
گیا کرکے تیغ سر افشان علم
ہوے جبکہ زخمی فرامرز و گیو
اُسے خوف سودابہ نابکار
مرا دل بتنگ اس سے اب سخت ہے
یہ لازم نہین ہو وہ محکوم زن
گیا پھر شبستان مین وہ پہلوان
کہ ای شاہ شاہنشہان جہان
روان سوے توران ہوا پہلوان
سبھی تشنہ خون تورانیان
وہ یعنی کہ حاکم تھا سنجاب کا
تو شہزادہ اک سرخہ نامور
مقابل ہوا اُسکے از روے کین
کہ مثل سیاوش اسے قتل کر
بہت اُسکے غم سے ہوا اشکبار
یہ بولا کہ ای رستم شیر گیر
جہاندار کشور کشا کی قسم
یہ سُنکر اُسے ذبح اُسنے کیا
کیا اُسکو آویختہ کینے سے
ہوا اُسکے غم سے بہت نوحہ گر
سوے پہلوانان ایران دیار
وہ بولا کہ ای شاہ کیوان علم
ترے ہاتھ سے رستم نامجو
کہ رستم ہے گرد نبرد آزما
دلیر و قوی بازو و پہلوان
دیے اور اک توسن تیز گام
یہ گردان ایران سے اُسنے کہا
گیا سوے میدان پئے کارزار
یہ چاہا کہ کھینچے اُسے زیر تیغ
کہ زین سے جدا ہو یل ارجمند
کیا نیزہ کو پیلسم کے قلم
تو پہونچا تہمتن بھی کر کے غضب

یہ بولا کو کرتا تھا جسکو طلب / وہ رستم بھی آیا خبردار اب
یہ سنکر وہیں عطف کرکے عنان / وہ آیا سوئے رستم پہلوان
تہمتن سے کہنے لگا پیلسیم / یہ ہے شرط مردی کہ تم اور ہم
کریں جنگ میدان میں او زینہار / نہ ٹھہریں یہاں اب یہ دونوں سوار
تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک / نہ چاہی کبھی میں نے ہرگز کمک
کہا پھر یہ دونوں سے پھر جاؤ تم / توقف نہ اب درمیان لاؤ تم
یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین / اور اُس ترک نے تیغ ماری وہیں
شکستہ ہوئی لگ کے بس خود پر / ہوا لیک پرزور رستم کا سر
کہا دلمیں رستم نے ایسا سوار / نہ ترکوں سے دیکھا کبھی زینہار
یہ ترک دلاور یہ چالاک دست / توانا و پرزور جوں پیل مست
کمر بند میں پیلسیم کے وہیں / کیا بند نیزہ کو از رہے کین
اُٹھاکر اسے زین سے جوں برگ کاہ / گیا جانب قلب توران سپاہ
سر خاک بدخواہ کو ڈال کر / خروشاں ہوا رستم نامور
کہا یوں کہ ای شاہ توران دیار / یہ ہے پہلوان با شکوہ و وقار
اسے بخش اب تخت و تاج و سریر / کہ یہ مصلحت ہو بہت دلپذیر
بامید تخت زر و ملک و گنج / یلان کو تو کرتا ہے پامال رنج
سیاوش کی جان پر کیا وہ جفا / اب او روبہ تو کیا کریگا دغا
یہ کہکر سنبھالے دشوار و سخت / پھرا وانسے وہ گرد فیروز بخت
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا / کہ یکسر سپہ کا زبون دل ہوا
سر چرخ روز دگر آفتاب / جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
کہ ای نامداران توران دیار / کہو کونسا آج جنگی سوار
مقابل تہمتن کے ہوویگا وان / رہے سنکے خاموش سب پہلوان
سپہدار نے پھر بگڑکر کہا / سران سپہ نے یہ پاسخ دیا
کہ تھا پیلسیم اک یل نامدار / توانا و پرزور جنگی سوار
اسے جبکہ رستم نے مانند کاہ / اُٹھا زین سے پھینکا سوئے قلبگاہ
کسے تاب پھر کون ایسا ہے مرد / کرے جو تہمتن سے جاکر نبرد
ہمارا ہوا اب قتل منظور اگر / تو پھیریگا کوئی نہ زینہار سر
یہاں ہاتھ سے اپنے ہر ایک کو / تو کر قتل ای خسرو نامجو
ولے ہمسے ہوگا نہ یہ زینہار / جو اُس اژدہا سے کریں کارزار
کہا پہلوانوں نے جب یہ سخن / تو غمگین ہوا سرور انجمن
گیا آپ ناچار پھر قصد جنگ / گیا سوئے میدان غرض بیدرنگ
کہا شاہ نے وان ببانگ بلند / کہ ای پہلوان رستم ارجمند
تو اب مجھ سے ہو آج ہم نبرد / یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
کہا جاکے لو شاہ توران ہے اب / سیاوش کا کینہ بالطاف رب
یہ کہکر گیا سوئے میدان شتاب / مقابل ہوا اُسکے افراسیاب
ہوئی بارش تیر پہلے وہاں / لگی چلنے باہم سنان بعد ازاں
سپہدار نے نیزہ اک آن کر / جو مارا سر رستم نامور
تو جا پہونچی جرم کمر تک سنان / رہا خیر سے لیک جسم جوان
یہ چاہے تھا پھر رستم ارجمند / کمر بند میں کرکے نیزے کو بند
زمیں سے سپہدار کو لے اُٹھا / وہیں ایک جانب سے ہومان گیا
تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب / لگا بر سر اسپ افراسیاب
یہ بیتابی ہمدم ہوئی اسپ کو / کہ بس گر پڑا وہ خستہ کینہ جو
غرض ترک نے رخش کو زود تر / دلیری سے مارا جو گرز آن کر
ہوا رخش اُس ضرب سے دردمند / رہا لیک قائم یل ارجمند
لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب / سوار اور گھوڑے پہ ہوکر شتاب
گریزاں ہوا چھوڑ میدان کو / بچالے گیا اپنی وہ جان کو
دلیری سے پھر رستم پہلوان / ہوا سوئے ہومان جو حملہ کنان
تو ہومان نے لی وانسے راہ فرار / گیا اُسکے دنبال وہ نامدار
وہیں لشکر رستم نامور / تہمتن کے شامل ہوا آن کر
نہ تورانیوں میں رہی تاب جنگ / فراری ہوے سر بسر بیدرنگ
سر و سنگ جوں اژدہائے دمان / گئی فوج ایران تعاقب کنان
غرض اسطرح ترک کشتے ہوے / کہ کشتوں کے تا چرخ پشتے ہوے
ہوئی فوج رستم ظفریاب جب / ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
کہ شہزادہ کیخسرو نامجو / پڑے ہاتھ رستم کے ایسا نہو
روانہ کیے پس وہیں مردمان / کہ تا شاہزادہ کو لے آویں یان
گئے لوگ اور اُسکو لائے شتاب / حضور سپہدار افراسیاب
وہ آیا تو پیران سے شہ نے کہا / کہاں رکھیے اُسکو اُسنے یہ پاسخ دیا
رکھو اُسکو دریائے چین کے ادھر / کہ ہرگز نہیں ہے وہاں کچھ خطر

دیا بھیج شہزاد کو پھر وہان
بہت ملک تسخیر اُسنے کیا
کیا قتل ترکون کو ہر جا بجا
تہمتن بصد فر و جاہ و جلال
تہمتن نے پھر قصد ایران کیا
غرض گیو کو کر کے رخصت و گرد
زر و مال و اسپان با زین و زر

کہ تا کوئی اُسکا نپاوے نشان
بہت گنج اور تخت و افسر لیا
نہ اک ترک و ان جز رعیت رہا
رہا ملک توران ہی تا ہفت سال
طلب کے کیے تب گیو کو یون کہا
فرامرز کو ملک کر کے سپرد
غلامان ترک اور گنج گہر

سپہدار توران کو کر کے تباہ
سر ان سپہ کے لگا ہاتھ زر
جو لیتا کوئی نام افراسیاب
روانہ کیا لشکر بے حساب
کرا ہی گیو اب جا کے کر جستجو
ہوا سب سے ایران ہان سے روان
گیا لیکے جب پیش کاؤس شاہ

تہمتن ہوا ملک توران کا شاہ
توانگر ہوئی وہ سپہ سر بسر
تو رستم کو اُسے قتل کرتا شتاب
بدنبال سلطان افراسیاب
تو کیخسرو نام بردار کو
شگفتہ دل و خرم و شادمان
بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ و معاودت طرف ایران و جنگ با کلبہای ایران

یل نامور گیو جنگی سوار
کسی کو نہ ساتھ اپنے وہ لیگیا
ہر اک سے تھا پرسان ترکی زبان
ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان
روان ہو گیا گیو جب بعد ازان
جو دیکھا تو پھر اُسنے وقت سحر
بتاوین اُسے اُس جزیرہ کا نام
اُٹھاتا ہوا محنت و رنج و درد
نہ خواب اسکو تھا اور نہ آرام تھا
کہین خسرو نامور کا نشان
خیال آگیا دلمین یہ ایکبار
کیا گیو نے رنج پھر اختیار
لگے گیو سے پوچھنے ای جوان
کیا راز کو گم شکار افگنان
کیا گیو سے یہ اُنھون نے بیان
سُنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد
کئی دن سے جو گیو بیخواب تھا
اُسے خواب مین الغرض چھوڑ کر
کیا تھا جو دریافت اُسنے اُدھر
گل تازہ کا طرہ سر پہ ہی ایک

بفرمودۂ رستم نامدار
فقط آب تھا یا کہ شبدیز تھا
نشان ملکزادہ کا جز نشان
کسے قتل تھا دشت کے درمیان
یہ گودرز نے خواب دیکھا یہان
روانہ کیے چند مردم اُدھر
جہان ہی وہ شہزادہ ذوالکرام
شب و روز تھا گیو صحرا نورد
بیابان نوردی سے بس کام تھا
نہ پایا تو عاجز ہوا پہلوان
کہ پھر چلیے اب سوے ایران و یار
رکھا سر سوے وادی کوہسار
تو سرگشتہ کیون ہی اکیلا یہان
بیابان ہی مین آگیا ناگہان
کہ سر ان کے ہین ہم فرستادگان
ہوے اُنکے ہمراہ جادہ نورد
اُسے خواب و ان رات کو آگیا
وہان سے وہ غائب ہوے سر بسر
روانہ ہوا گیو وقت سحر
کف دست پر اُسکے سانپ ایک

شتابی سے شبدیز پر کر کے زین
ہر اک جا سے لیتا ہوا راہبر
نشان اُسکا کوئی بتاتا نہ تھا
نہ پہونچائے تا کوئی جا کر کہین
کہ مسکن تھا اپنے بتاتا ہی نام
کہ تا گیو کے جا کے ہون ہمنما
شتابان ہوے زیر چرخ برین
خورش گور گوشت بھی تھی چرم گو
گیا گیو دریاے چین سے گذر
لگا کہنے افسوس کرتے کمال
ولے مردمی نے اجازت نہ دی
دو چار آکے جا کر ہوے چند کس
ترکی زبان گیو نے یون کہا
ولے یہ کہو یان تمہارا گذر
خبر لینے خسرو کی جاتے ہین ہم
نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام
ہوے گیو سے کچھ وہ اندیشہ مند
وہ جاگا تو اُنکو نپایا وہان
پھر اک چشمہ پر جاکے پہونچا وہان
عیان ہی جبین سے شکوہ شہی

روانہ ہوا سوے دریاے چین
ہوا جادہ پیما یل نامور
مکان اُسکا ہرگز وہ پاتا نہ تھا
خبر پیش سالار توران زمین
ملکزادہ کیخسرو ذوالکرام
رہین ساتھ اُسکے صبح و مسا
ولیکن ملا گیو اُنکو کہین
بجاے نمک تھا وہان آب شور
نہ مقصد کا پر ہاتھ آیا گہر
گئی رائگان محنت ہفت سال
حیا نے بھی زنہار رخصت نہ دی
یکایک ہوے آن کر ہم نفس
مجھے شوق ہی بیشتر صید کا
کدھر سے ہوا جاؤگے تم کدھر
فلانی جگہ ہی وہ فرخ شیم
تو پوچھا کیا رہروان نے مقام
کہ ایسا نہ ہو اُس سے پہونچے گزند
دیے خسرو نامور کا نشان
یہ دیکھا کہ بیٹھا ہی اک نوجوان
نمایان ہی یکدست فر مہی

کہا اپنے دل میں اُسے دیکھکر
مگر ہے سیاوش کا فرزند تو
کہ ہی گیو گودرز کا تو پسر
لگا کہنے پھر وہ یل نیک خو
مرے باپ کا ایک ایوان ہی
بہم رستم و طوس و گودرزیان
یہ بولا کہ ای خسرو خسروان
پر اک اور بھی عرض ہی خسروا
مقرر یہ ہوتا تھا اک نشان
سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا
یہ دیکھا تو شادان ہوا پہلوان
کیا اُسکو گھوڑے پر اپنے سوار
فرستادہ پیران کے اُس خشم میں
ہوے جب یہ مقصد وہی کامیاب
غرض گیو و خسرو قرین طرب
مبادا کہین مردمان حسود
وہان ہین اور اک گرد بہزاد نام
یہ سن کر گیا گیو جنگی جوان
سوار اُنپہ ہو کر وہانسے تبھی
یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب
سہ صد لیکے ساتھ اپنے مردان کار
اُسے دیکھ کر گیو جنگی سوار
سُنی تھی یہ اختر شناسونسے بات
رہیگا یہ محفوظ آفات سے
ہر اک سمت گھوڑے کو دوڑائے تھا
پھرا گیو جنگی بہ فتح و ظفر
کہا گیو سے شاہزادے نے یون
مدد سے تمہاری ترے اقبال کی
ہوئی راہ بہرہ وہان سے روان

کہ شاید ہی یہ خسرو نامور
جہاندار کیخسرو نام جو
یہ سُنکر وہان پشت زین سے اُتر
کہ ای بادشہ زادۂ نامجو
کہ خوبی سے رشکِ گلستان ہی
جو آدین تو پہچان لون بیگمان
نشان کیانی ہی تجھ سے عیان
کہ بازو کو اپنے ذرا کیجیے وا
سر بازوے خسروان کیان
وہین اپنا بازو برہنہ کیا
ادب سے ہوا وہ زمین سجدہ کنان
جلو مین ہوا گیو فرخ تبار
گئے جب تو پائی اُنھون نے خبر
تو بس پھر گئے سوے پیران شتاب
گئے جب فرنگیس کے پاس تب
خبر پاکے پہونچین یہان مثل دم
بہت دلپسند اور ہی تیز گام
سوے چراگاہ اسپان دوان
فرنگیس و کیخسرو و گیو بھی
کہ ضامن تھا وہ پیش افراسیاب
گیا کرکے یلغر شقاوت شعار
ہوا آکے آمادۂ کارزار
کہ ہووینگا کیخسرو خوش صفات
غرض جمع خاطر کہی اس بات سے
نہ تر کو نکو خاطر مین کچھ لائے تھا
گیا پیش کیخسرو نامور
گیا تو نے بیدار مجھ کو نہ کیون
مخالف کی سب فوج پامال کی
وہ کھایا جو کچھ ہاتھ آیا وہان

وہین گیو نے اُسکو کر کے سلام
یہ سنکر کہا اُس جوان نے وہین
دیا گیو نے اپنے سر کو جھکا
مجھے تو نے پہچان کیونکر لیا
کھنچی صورت پہلوانان تمام
دے کسطرح تو نے جانا مجھے
تری شان سے یہ ہوا آشکار
نشان کیان تا پدیدار ہو
کہ تھا یعنی ارث کے و کیقباد
برہنہ ہوا جبکہ بازوے شاہ
سپہدار ایران و توران کا
قرین طرب وانسے ہو کر روان
کہ اک گرد اقلیم توران کا
فرستادہ گودرز کے بھی وہین
وہ بولی کہ تاخیر کیجے نہ یان
یہان سے ہے نزدیک اک مرغزار
سیاوش کے گلے کا ہی اک سمند
وہین کر کے لایا اسیر کمند
روانہ ہوے سوے ایران دیار
روانہ کیا اُس نے گلباد کو
ادھر خواب مین تھا وہ بیدار بخت
پکڑ گرز اور کھینچکر تیغ تیز
جہان تاجور بادشاہ عظیم
وہ گرد دلاور یل شیرزاد
جو میدان مین مغلوب تیرے کمان ہو
کیا جنگ کا ماجرا سب بیان
وہ بولا نہ تھا یہ گوارا مجھے
ہوا شاد وان خسرو پاک دین
گیا جبکہ گلباد پیران کے پاس

گذارش کیا یون کہ ای ذوالکرام
کہ ای پہلوان مجکو ہی یہ یقین
ادب سے زمین بوس حاصل کیا
تب اُس نوجوان نے یہ پاسخ دیا
بتایا جب مجھے مان نے ہر اک کا نام
ہوا نام معلوم کیونکر جب تجھے
کہ ہی تو ہی کیخسرو نامدار
نشستی گزین خاطر زار ہو
دلیل درستی نسل نژاد
نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
بیان ماجرا اُسکے آگے کیا
جہان تھی فرنگیس آئے وہان
یہان سے ملکزادہ کو لے گیا
گئے پر کہین اُسکو پایا نہین
ابھی تجھ سے سوے ایران روان
کہ اسپان سلطان توران دیار
اُسے جاکے لا ای یل ارجمند
نہ تنہا وہ اسپ اور بھی اک سمند
ہوئی ساتھ تائید پروردگار
بدنبال کیخسرو نامجو
کہ پہونچا اُدھر وہ نگونسار بخت
بیابان مین برپا کی اک رستخیز
بتائید فضل خداے کریم
کہ رکھتا تھا اس قول پر اعتماد
سراسیمہ یکسر گریزان ہوے
ہوا سنکے خسرو ستایش کنان
کہ بیچین کرتا جگاکر مجھے
کہا مرحبا صد ہزار آفرین
عیان ہوگئے جوہر سے تمہارے پاس

کہا گیو کا جاکے احوال جنگ
ملامت کی اُسنے اُسے بیدرنگ

وہ گلباد کہتا تھا یہ بار بار
نہین سام و رستم سے کم وہ سوار

سپہ لیکے توران سے پھر سپکران
ہوا آپ پیران ویسہ روان

سپہدار پیران کینہ پژوہ
کہ ہر روز چلتا تھا یکصد کروہ

ہراول تھا اُسکا دلاور پشن
قوی دست گردن کش و پیلتن

نمایان ہوا دور سے جب علم
تو سونپی فرنگیش فرخ شیم

جگایا وہین خسرو و گیو کو
ہوے خبکہ بیدار وے نامجو

ستیزندہ افواج توران سے ہون
تن خیل ترکان کرون غرق خون

ابھی تجھنے پیکار دیکھی نہین
مبادا کچھ آسیب پہونچے کہین

کہا پھر یہ خسرو نے ای شیر مرد
کرونگا مدد تیری وقت نبرد

یہ سنکر دیا گیو نے یہ جواب
کہ ای تاجدار ثریا جناب

نہ رستم سے زنہار کمتر ہون مین
ہنر اور قوت مین یکسر ہون مین

اور اپنی مجھے دختر مہ جمال
تہمتن نے دی ہی کہ فشادان کمال

مرا خالق مہر و مہ یار ہی
اور اقبال شاہی مددگار ہی

یہ کہکر وہین گیو جنگی سوار
گیا سوے میدان پے کارزار

پشن سے لگا کہنے وہ پہلوان
کہ تو کون ہی تک بتا ای جوان

تو ہی گیو آیا ہی ایران سے
چرالے چلا شہ کو توران سے

یہ کہکر اُٹھایا جو گرز گران
تو لایا سپر سر پہ وہ پہلوان

نہ ہرگز ہلا گیو مرد دلیر
رہا پشت توسن پہ قائم وہ شیر

تو جوشن سے گرکے پشن کے گذر
ہوئی کالبد پر سنان کارگر

وہ پیران ویسہ پھر آیا وہین
لگا گیو سے کہنے از روے کین

کہ لیکن خبردار اب ای جوان
کہ مین آن پہونچا بہ گرز گران

زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
عوض اُسکے پہناؤن تجکو کفن

کہ مین ہر دو زن کو تری جلتی سے
پکڑ لے گیا تھا رہ کین سے

جہان مین بجز رستم شیر مرد
نہین ہی کوئی بھی مرا ہم نبرد

کیا کشتہ و خستہ گر آن کے
ہزارون سوارون کو توران کے

کوئی زندہ اس فوج مین جو رہی
تو پھر گیو مت مرد میدان مجھے

وہان سے پھر آؤ نہین باکر و فر
جہاندار خسرو کو لیکر ادھر

یہ گفتار جنگی یل نامور
ہوا اسکے پیران کا دل پر خطر

گراک پہلوان سے باین فر و نشان
گریزان ہوکے تین جو پہلوان

ولیکن نہ پیران کو تھا کچھ یقین
ہوا اُسنکے یہ ماجرا خشمگین

فرنگیش رشک مہ و آفتاب
نہ رکھتی تھی زنہار یلغر کی تاب

تفحص کنان جاکے پہونچا وہان
ملکزادہ منزل گزین تھا جہان

وہ کیخسرو و گیو سوتے تھے وان
کہ پہونچے وہان جاکے تورانیان

کہ پیران ویسہ اب آیا ادھر
نہین تاکہ لیجاوے پابند کر

تو کہنے لگا خسرو نامدار
کہ ای پہلوان مین بھی تو ایکبار

وہ بولا کہ ای شاہ فرخ خصال
تو ہی نوجوان بلکہ ہی خرد سال

مرے تن مین ہی جب تلک جان زار
یہ شایان نہین تو کرے کارزار

ادھر تو ہی تنہا ادھر کینہ خواہ
رکھے ہی بہت ساتھ اپنے سپاہ

تہمتن کے مانند مین نے کہین
مدد وقت پیکار چاہی نہین

بہت اُسنے ہان آزمایا مجھے
برابر غرض اپنے پایا مجھے

لگا کہنے پھر گیو فرخندہ خو
کہ رکھ جمع خاطر تو ای نامجو

بلندی پر آکر تماشہ تو دیکھ
سر جنگ کرتا ہون کیا کیا تو دیکھ

اُدھر سے پشن لیکے نیزہ بڑھا
ہوا گیو بل سے وہ جنگ آزما

دیا پاسخ اُسنے کہ ہون مین پشن
سرافراز گردان یل پیلتن

یہ ذر دی تو کرکے کہان جائیگا
یہان سے تو جانے نہین پائیگا

لگی ضرب گرز گران اسقدر
روان خون ہوا بر تن ہنرور

سپر چھوڑ کر لیکے نیزہ وہین
جو مارا دلاور نے از روے کین

ہوا غرق خون مین سراپا بدن
ہوئی بستر خاک جان پشن

کہ تونے مری فوج کو دی شکست
کیا سربلندون کو یکدست پست

تجھے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا
تہ خاک دیتا ہون تجھ کو سلا

دیا اُس جوان مرد نے یہ جواب
وہی ہو نہین ای ترک خانہ خراب

تری تاب کیا ہی جو میدان مین تو
مرے ساتھ ہو آن کے جنگجو

تہمتن کو دیکھا ہی تونے وہان
کہ تھک گئے یازدہ پہلوان

اور اب فوج کو تری میدان مین
تہ تیغ کھینچون نہ اک آن مین

گرفتار کرکے پھر ای نابکار
تجھے لیچلون سوے ایران دیار

نہ توران سے پھر نہ افراسیاب
کرون ملک تیمان کو یکسر خراب

ہوا نا امید اپنی وہ جان سے
لگا کہنے اُس مرد میدان سے

کہ جا در گذر اب تجھے ہین نے کی
یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان
وہین پھر دلاور نے پھینکی کمند
وے اُس جوان کے ذرا جسم پر
اور ایک ہاتھ سے اسکے مُہر وہان
کمند سکے دے ہاتھ مین وہ جوان
ظفریاب ہو زیر چرخ بلند
بصد عجز پیران زاری کنان
کہ ای گیو یہ ترک ہی دوستدار
رکھا اُسنے خسرو کو جو پانکے گھر
شب و روز حاضر تھے خدمتگزار
دگرنہ ہمین شاہ توران زمین
اگر بعد نیکی کے ای پہلوان
غرض اُسکی جان بخشنی اب ہے ضرور
کہ گلگون کرون اسکے خونسے زمین
جو ٹپکے ذرا تیرے خنجر سے خون
غرض گیو نے اس طرح سے کیا
حقیقت جو کچھ تھی وہ یکسر کہی
گئے مردمان سوے جیحون روان
سپہدار توران بھی پھر بعد ازان
وہ چلتا تھا ہر روز سہ صد گروہ
گئے رفتہ رفتہ وہ جب گھاٹ پر
کہا یون سند ہی تمہارے پاس گر
گذربان نے پاسخ دیا یہ کہ خیر
کہا گیو نے تب کہ ای نوجوان
گذربان نے پھر یون کہا ای عزیز
کہا یہ گذربان نے پھر گیو سے
سوا اسکے یہ ہی نشانی جد
وے لے اور چندین زرہ لیجیے

رہائی تجھے ہاتھ سے اپنے دہی
ہوا سوے بدخواہ حملہ کنان
ہوئی جا کے گردن مین پر اُنکی بند
کوئی زخم ہوتا نہ تھا کارگر
چپ و راست تھی ضرب گرز گران
گیا پھر پئے جنگ تورانیان
گیا پیش خسرو یل ارجمند
وہ لایا تھا عذر خطا بزبان
مخالف ہمارا نہین زینہار
بداندیش سے تا نہ پہونچے ضرر
پئے خدمت خسرو نامدار
کیا چاہیے تھا قتل از روے کین
ہوئی اک خطا اس سے سرزد یہان
نہ کیجے تو لطف و کرم سے ہی دور
لگا کہنے پھر خسرو پاک دین
تو پھر بیگمان ہو زمین لالہ گون
کہ جسطرح خسرو نے فرمان دیا
ہوئی شاہ توران کو جب آگہی
کیا حکم یون بر گذربان کہ ہان
ہوا آپ خود فوج لیکر روان
لیے ساتھ تورانیون کا گروہ
تو جیحون بطغیانی آیا نظر
تو کشتی مین جا شوق سے بیٹھ کر
ملیگی نہ کشتی سند کے بغیر
ہمارا خداوندزادہ ہی یان
حوالے مرے کیجیے یہ کنیز
کہ دے تاج زر اس سے لیکر مجھے
نہ اُسکے لیے کیجے زنہار کد
نہ ہٹ اس زرہ کے لیے کیجیے

یہ بولا کہ تو نے تو چھوڑا مجھے
وہ پیران گریزان ہوا بیدرنگ
ہوے ترک اُسوقت حملہ کنان
یہ دیکھو دلیری گرد دلبند
وہ پیران کو لایا وہان کھینچ کر
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
کیا عرض ای خسرو نامجو
ز روے عنایات و شفقت و دین
فرنگیش نے بھی کہا یون کہ ہان
بخوبی وہان بھیجکر دایہ کو
رہا ہمکو پیران نے خون سے کیا
تو ہرگز نہ رکھ خون سکا روا
تو ہرگز شمار اس خطا کا نہین
گزارش پھر اُس پہلوان نے کیا
کہ اک ہاتھ خنجر پر گستاخ کر
رہا کر اسے بند سے بعد ازان
روان ہوکے پیران پُرشتاب
تو غمسے ہوئین اُسکی آنکھین پُر آب
کہ اس شکل کی ایک زن مرد دو
ہوا گرم یلغر شہ کینہ جو
وے لے ہر زمان فضل و لطف خدا
گیا گیو وہین گذربان کے پاس
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
مگر تم یہ اسپ سیہ مجھ کو دو
نہ دیگا یہ گھوڑا تجھے زینہار
یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان
پھر اُس سے یہ اُس پہلوان نے کہا
وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجھے
گذربان یہ کہنے لگا ای عزیز

ولیکن مین کب چھوڑتا ہون تجھے
کہ دیکھا نہ زنہار یارای جنگ
لگی چلنے وان تیغ و تیر و سنان
کہ اک ہاتھ سے کھینچتا تھا کمند
جہان تھا ملک زادہ نامور
ہوے جادہ پیماے دشت فراخ
کر دن قتل پیران بدکیش کو
لگا کہنے یون خسرو پاک دین
یہ اپنا نکوخواہ ہی بے گمان
کیا پرورش اس گرانمایہ کو
شرائط نکوئی کے لایا بجا
کہ یہ ہی سزاوار لطف و عطا
کچھ اسکی طرف سے نہ رکھ دلمین کین
یہ کھائی ہی مین نے قسم خسروا
تو اب کان مین اسکے سوراخ کر
کرتا ہوے یہ سوے توران روان
وہان سے گیا پیش افراسیاب
لگا کرنے افسوس افراسیاب
جدھر جاوین تم قتل انکو کرو
کہ جانے نہ دے خسرو و گیو کو
مددگار تھا خسرو و گیو کا
گذربان لگا کرنے گفتار یاس
سند گم ہوئی راہ مین ناگہان
گذر پھر بخوبی یہان سے کرو
ہمارا نہین اسپہ کچھ اختیار
کہ اُسکی ہی یہ مادر مہربان
نہ دیگا یہ افسر کہ ہی بے بہا
یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا تجھے
طلب کی ہین مین نے جو یہ چار چیز

گر انہیں سے دو گے نہ تم ایک بھی — تو یانسے نہ ہو گا گذارا ابھی
ولیکن گذر بان رہا تند و سخت — لگا کہنے تب گیو فیروز بخت
وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے — کسیکی نہین تاب زنہار ہے
پھر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان — یہ بولا کہ ای خسرو خسروان
مبادا کہیں شاہ افراسیاب — یہان کر کے یلغار پہونچے شتاب
پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم — فریدون بہ فضل خدای کریم
سُنی گیو سے جبکہ خسرو نے بات — تو غیرت مین آیا وہ فرخ صفات
گذر کر گئے وانسے پا آب بس — کہ اقبال تھا ہمدم و ہم نفس
پھر اتنے مین پہونچا وہان مثل آب — کنارہ پہ جیحون کے افراسیاب
تو وہ بھی گذر بان سے کشتی منگا — اُترنے کا شہ نے ارادہ کیا
تو ہرگز نہ جا یانسے دریا کے پار — کہ ہے فوج ایرانیان بیشمار
غرض پھر گیا شاہ توران مین — بصد رنج و غم سوے توران زمین
بجا لائے وہ شکر یزدان وہان — ہوے پیشتر پھر وہانسے روان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ — ہوا شاد پڑھ کر وہ کیوان کلاہ
گئے پیشوا بہر سہ نام آوران — گئے اور بھی ساتھ والا نشان
جب آیا وہ کیخسرو نامدار — ہوا دیکھ کر چشم تر شہریار
وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز — ادب سے حضور شہ سرفراز
کہ اس تخت پر بیٹھ ای کامگار — وہ بیٹھا تو شادان ہوا تاجدار

لگا گیو پھر کرنے نرمی وہان — کہ لازم تھی ہرگز نہ گرمی وہان
کہ ناچار دریا مین آتے ہین ہم — گذر یانسے پار آپ جاتے ہین ہم
جو اس طرف دریا سے جاوے گذر — کہ ہے جسمین مرغابیون کو خطر
توقف نہین یان مناسب ہے اب — کہ ترکون کا یلغار ہے غضب
فریدون کو لایا تھا یان فرہ جب — وہ جیحون سے گذرا تھا پا آب تب
لگا ورکو اب دے تو دریا مین ڈال — کہ فضل خدا سے مبارک ہے فال
کیا اُسنے جیحون مین گھوڑا روان — فرنگیس اور گیو بھی بعد ازان
گذر بان تعجب مین تھے سربسر — ہوے لوگ حیرت زدہ دیکھ کر
فرنگیس کیخسرو و گیو کو — جو دیکھا شہا یان ہوا کینہ جو
لگا کہنے ہومان کہ ای بادشاہ — ترے ساتھ آئی بہت کم سپاہ
نگہبان تو رہ ملک توران کا — نہ کر قصد اقلیم ایران کا
فرنگیس کیخسرو و گیو جب — قلمرو مین ایران کی گئے ہین تب
کسان نے زمیندار کر کے طلب — رقم کر کے اک نامہ باطرب
وہین طوس و گرگین و گودرز کو — کہا جا کے تم پیشوائی کرو
جہاندار نے با نشاط و خوشی — شتابی سے آراستہ شہر کی
اُتر تخت سے پھر بغل مین لیا — سر و چشم کو اُسکے بوسہ دیا
طلب کر کے پھر ایک اور رنگ زر — لگا کہنے خسرو سے یہ تاجور
نہ تنہا ہوا خوش شہ بے نظیر — ہوے شاد و خرم امیر و وزیر

کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار و انحراف طوس از کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاؤس را و مہیا شدن سامان جنگ فیمابین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برای جنگ قلعہ دژ بہمن و تباہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن کیخسرو

دلیران و گردان والا نشان — وہ جتنے تھے گردن فرازان وہان
یہ اُنسے لگا کہنے وہ شہریار — کہ اے نامداران ایران دیار

یہ خسرو کہ پور پسر ہے مرا   جگر گوشہ نور بصر ہے مرا
ہوئے وہ ہین خسرو کے فرمانبر   سوا طوس کے سب صغیر و کبیر
کہ تو شاہ کاؤس کا ہے پسر   سزاوار دیہیم و اورنگ زر
بہت اُسنے اعزاز و اکرام کر   خوشی سے دیا طوس کو گنج و زر
کیا جشن گودرز نے اپنے گھر   رکھا اک مرصع وہان تخت زر
بزرگان ایران گئے سب وہان   بفرمان کاؤس شاہ جہان
یہ کہنے لگا گیو سے ای جوان   تو اب طوس کو جاکے لے آ یہان
کہ خسرو کے آگے مین ہرگز جھکون   نہ اُس جنگلی کی مین اطاعت کرون
تو ای گیو یان اُس کو لایا عبث   یہ رنج اُسکی خاطر اُٹھایا عبث
دلاور جوان و قوی جنگ ہے   سزاوار دیہیم و اورنگ ہے
یہ گفتار سُن گیو فرخندہ خو   یہ بولا کہ کیخسرو نام جو
ثنا خوان تھا ہرچند وہ پہلوان   ولے طوس ہر دم تھا نفرین کنان
کیا طوس کا ماجرا سب بیان   غضبناک سُنکر ہوا پہلوان
یہ کہکر گیا اسپ پر ہو سوار   سوے طوس جنگی پئے کارزار
پسر اور نبیرہ تھے ہفتاد و ہشت   غرض اس حشم سے گیا سوے دشت
رکھے ساتھ تھا گاویانی درفش   کہ تھا فتح کی وہ نشانی درفش
جو ہو گرم بازار پیکاریان   تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان
بہم دیکھ کر جنگجوئی شتاب   کرے قصد ایران کا افراسیاب
خبر شاہ کاؤس کو بھیجئے   کہے شاہ جو کچھ سو سُن لیجئے
تو پہونچا یہ فرمان جہاندار کا   کہ اے گرد گودرز جنگ آزما
مناسب نہین ہے اب ادھر یون صلاح   کہ تو اور طوس آوے یان بے سلاح
کیا طوس نے عرض یعنی بہ پیش شاہ   کہ ہون چاکر بندہ بارگاہ
کہ ہے پور شاہ خلائق پناہ   وہ ہے وارث تخت و تاج کلاہ
یہ سن کر وہ گودرز کہنے لگا   سیاوش نہین پور تھا شاہ کا
کرے فرخ کو اب سیاوش کی شاد   ندے ہاتھ سے رسم و آئین و داد
بسان فریدون فرخ خصال   نگاور کو دریاے جیحون مین ڈال
فریبرز کو ہے یہ طاقت کہان   کہان یہ دلیری یہ جرأت کہان
تو کیون جہل کا کارفرما ہوا   مگر تجھ کو اے طوس سودا ہوا
کہا طوس نے یون کہ اے تیرہ بخت   تو کہتا ہے اب کیا سخنہاے سخت

تم اسکی اطاعت کرو اختیار   خوشی سے بہ حکم شہ نامدار
تہی مغز و بے عقل جو طوس تھا   فریبرز سے جاکے کہنے لگا
اطاعت جو خسرو کی تیری حضور   کرو نہین تو ہے عقل و دانش سے دور
سر چرخ خورشید رخشندہ جب   ہوا جلوہ گر دوسرے روز تب
سر تخت کیخسرو نامدار   ہوا اور رونق افزا بجاہ و وقار
ولے طوس بے عقل و بیدین و داد   نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد
گیا گیو جب طوس بولا یہ تب   کرے ہے مسخر ترا باپ اب
وہ ہے عقل و ہوش و خرد سے تہی   نہین ہے سزاوار تاج شہی
فریبرز فرزند کاؤس کا   رکھے ہے دلیری و فہم و ذکا
کرو نہین اب اُسکی پرستندگی   بجالاؤن رسم و رہ بندگی
بہ تدبیر و فرزانگی فرد ہے   دلیر و شجاع و قوی مرد ہے
غرض ہوگئے آشفتہ و خشمگین   حضور پدر گیو آیا وہین
بزرگون سے گودرز کہنے لگا   مٹاؤن جہان سے نشان طوس کا
دلیران جو با شوکت و جاہ تھے   وہ سب دو ہزار اُسکے ہمراہ تھے
گیا طوس بھی سامنے ایک بار   سواران جنگی لیے کئی ہزار
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ   لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ
ہمین کچھ بھی ہرگز نہ ہو فائدہ   اگر شاہ توران کا ہو مدعا
پیام اُسنے بھیجا یہ گودرز کو   کہ پیکار موقوف یکدم رکھو
جو پہونچی شہ نامور کو خبر   کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس پر
سپہ کھینچی ہے کس لیے طوس پر   خرابی یہ کیون تو نے باندھی کمر
گئے طوس گودرز یان سے بہم   حضور جہاندار کیوان علم
جو تہ سریر شاہی آیا تو ہان   فریبرز ہو بادشاہ جہان
نبیرے کو شاہی حضور پدر   نہین پہونچے زنہار اے نامور
ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ   مناسب یہی ہے کہ کاؤس شاہ
کرے یعنی خسرو کو اب بادشاہ   کہ ہے وہ سزاوار تاج و کلاہ
دلیرانہ آیا وہ عالی تبار   کیا کچھ نہ خوف و خطر زینہار
دلیران بہ حکم شہ دادگر   ہوئے تابع خسرو نامور
بہیچ ہے کہ نوذر کا ہے پور تو   تو دیوانہ ہے اور وہ تھا تندخو
ہوا مجھ سے گستاخ یون تا بہ غضب   مگر آپ کو تو گیا بھول اب

ترا باپ تھا مفلس و ناتوان　　غریب ایک آہنگر اصفہان
نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ　　نہ زنہار تھا صاحب عز و جاہ
ہماری جو کی بندگی اختیار　　ہوا تب وہ سالار عالی تبار
دیا وہیں گودرز نے یہ جواب　　کہ خاموش اے طوس خام و خراب
تو سن گوش جان سے کہ مجھ زینہار　　نہیں مجھ کو آہنگری سے ہی عار
کہ خوبی بشر کی ہے مردانگی　　ہنر مند ہے خلق و فرزانگی
مرا باپ تھا کاوہ نیک مرد　　تہور میں یکتا دلیری میں فرد
کیا عہد ضحاک کا اُسنے چاک　　نہ لایا ذرا دل میں کچھ خوف و باک
فروزندہ کاویانی درفش　　وہ کاوہ ہی اے طوس زرینہ کفش
کہ جسکا پسر میں ہوں جنگی سوار　　مرا تیر و نیزہ ہے جوشن گزار
یہ طاقت کہاں اور تری تاب کیا　　کہ ہو ساتھ میرے نبرد آزما
کہا طوس نے اے سرافراز پیر　　یہ گفتار تیری نہیں دلپذیر
اگر تو ہی مرد شجاع دلیر　　تو میں ہوں شجاعت کے بیشہ کا شیر
گران کوہ سا گر ترا گرز ہے　　مری تیغ بھی آب البرز ہے
کرے تیر جوشن سے تیرا گذر　　سنان میری توڑے جبل کا جگر
ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت　　لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت
کہ ناحق بہم کینہ آور نہ ہو　　نہ بولو زیادہ بس اب چپ رہو
یہ گودرز بولا کہ کیجے طلب　　فریبرز خسرو کو پاس اپنے اب
جسے دیکھیے لائق سروری　　سزاوار شائستہ بہتری
ولیعہد شاہا اُسے کیجیے　　بلندی و جاہ و حشم دیجیے
لگا کہنے شاہنشہ نامجو　　کہ دونوں ہیں یکسان مرے روبرو
کہ دونمین جو رتبہ بلند ایک کا　　تو پھر دوسرا مجھ سے ہووے خفا
میں اب اور کرتا ہوں تدبیر یک　　کہ خوشنود راضی ہو جس سے ہر ایک
یہ کہکر کیا شہ نے اُنکو طلب　　وہ جب آئے وان یہ کہا اُسنے تب
بلند ایک دژ بہمن اُس جا جلیل　　سر کوہ ہے نزدیک دریاے نیل
نکلتی ہے آتش جہاں سے مدام　　اور اُس قلعہ میں دیو کا ہے مقام
کرے فتح جو ہو مبارک وہیں　　اُسے بادشاہی ایران زمین
یہ کی جبکہ گفتار کاوس نے　　کہا تب یہ گودرز اور طوس نے
سوا اسکے تدبیر بہتر نہیں　　یہ سن کر فریبرز بولا وہیں
مجھے بھیجیے اے بادشہ حکم ہو　　کہ جاکر کروں فتح اُس قلعہ کو
فریبرز کو شہ نے رخصت کیا　　سپہ لیکے طوس اسکے ہمراہ گیا
وہ پہونچے جو نزدیک حصن متین　　تو دیکھی زمین سر بسر آتشین
ہوا ہوتی تھی ہر دم آتش فشان　　ہوے سوختہ وان بہت پہلوان
بسر کرکے اک ہفتہ گرد حصار　　تردد کیا خوب لیل و نہار
ولیکن دردژ نہ آیا نظر　　ہوئی فوج جنگی تبہ سر بسر
فریبرز اور طوس ہو تفتہ جان　　پھر آئے حضور شہ شیردان
شہنشہ نے بعد اسکے با کر و فر　　کیا دو ہیں خسرو کو رخصت ادھر
سپاہ گران لیکے پہونچے وہ جب　　کسی نے ملک زادہ کو وقت شب
بتا خواب میں اسم اعظم دیا　　خدا نے غرض رحم اُسپر کیا
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو　　رقم کرکے کاغذ پہ اُس اسم کو
لگا کہنے یوں پہلوان سے کہ ہاں　　سر نیزہ اب باندھا ای جوان
تو رکھ اُسکو دیوار پر قلعہ کی　　کہ تا کار مشکل ہو آسان ابھی
جو کچھ اسکو خسرو نے فرمان دیا　　وہی گیو جنگی نے اُسدم کیا
وہ کاغذ رکھا جبکہ دیوار پہ　　ہوا ظاہر اک ابر تاریک تر
بلند اک ہوئی بانگ اُسدم وہاں　　کہ جسطرح سے رعد کا ہو فغان
شکستہ ہوا تب جادوے سخت　　لگا کہنے تب خسرو نیک بخت
کہ یکبارگی تیر باران کرو　　توقف کو اب راہ ہرگز نہ دو
لگی ہونے پھر بارش تیر وان　　ہزاروں ہوے دیو تسخیر وان
نمایاں ہوئی روشنی دمبدم　　ہوئی رفع وان تیرگی یک قلم
دردژ نمایاں ہوا تب وہیں　　گیا قلعہ میں خسرو پاک دین
ہوا قلعہ تسخیر با گنج و زر　　ہوئی ہمقرین آکے فتح و ظفر
بنا ایک خسرو نے گنبد کیا　　کہ رفعت میں وہ ہمسر چرخ تھا
پھر اک سال کے بعد خسرو گیا　　حضور شہنشاہ کشور کشا
نہاں ہے سپہدار عالی جناب　　گیا جانب ملک افراسیاب
کیا فتح اُس قلعہ کو بھی وہیں　　بفضل خداے جہان آفرین
ہوا شاہ کاوس خوش دیکھکر　　لگا کہنے اے خسرو نامور
سپہر خلافت کا نیر ہے تو　　سزاوار اورنگ و افسر ہے تو

برتخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

جہاندار کاؤس فیروز بخت
کیا حکم پھر یہ کہ سب نامدار
اطاعت سے خسرو کی پھرا نہ سر
بہت اُس سے راضی تھا لشکر تمام
وہیں بادل خرم و شادمان
جب آیا قرین رستم ذیوقار

جو سمجھا کہ زیبا ہے خسرو کو تخت
اطاعت کریں اُسکی پیل و نہال
لگے چاکری کرنے شام و سحر
رعیت تھی آسودہ و شادکام
ہوے سیستان سے اُدھر کو روان
اُٹھا تخت سے خسرو نامدار
مددگار میرا ہو شام و سحر

بٹھایا جہاندار نے تخت پر
یہ فرمادیا جبکہ کاؤس نے
سپہدار گنجیر و خوش نہاد
یل نامور رستم زال زر
جو نزدیک پہنچے تو با صد طرب
کہا یوں سیاوش کا تو دایہ ہے
کہ لوں جا کے ترکوں سے خون پدر

رکھا سر پہ خسرو کے دیہیم زر
تو وہ وہیں فریبرز اور طوس نے
ہمیشہ تھا مصروف انصاف و داد
ہوے شاد و خرم یہ سن کر خبر
گئے پیشوائی کو سردار سب
ہمارا بزرگ اور گرانمایہ ہے

بہم ملکے دونوں ہوئے اشکبار
یہ کہنے لگا رستم نامدار
کہ ہوں میں ترا بندۂ کمترین
تو ہے شاہ شاہان روے زمین
ہوا زال سے پھر بغل گیر شاہ
لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ
تہمتن نے خسرو کو تحفے دیے
بہت پیشکش لعل و گوہر کیے
گئے پیش کاؤس وزدگر
بہم خسرو و رستم و زال زر
کیا شاہ نے جشن ان اور ایک
بآئین فرخندہ و طور نیک
وزیر و امیران شہزادگان
گئے سب بزرگان ایران وہان
ملک سے وہ کیخسرو تاجور
کہ تھا جسکو مطلوب کین پدر
یہ بولا کہ کین پدر جب تلک
نہ لوں شاہ توران سے میں تب تلک
نہیں مجکو زنہار آرام و خواب
نہ ہرگز شکیب و قرار و نہ تاب
نہ مسرور میں تخت و افسر سے ہوں
نہ شادان زر و گنج و گوہر سے ہوں
یہ پھر زال و رستم سے شہ نے کہا
کہ اے پہلوانان کشور کشا
کروگے مدد اسکی تم وقت جنگ
یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ
تھا بیشتر ملک افراسیاب
کیا میں نے جاکر تباہ و خراب
اور اب یہ سپہدار عالی گہر
خدیو جہان خسرو نامور
کرے قصد تسخیر توران کا جب
کروں گو تہی جانفشانی میں کب
فریبرز و گودرز و طوس و گیو
یہ جتنے تھے گردان گیہان خدیو
شہنشہ نے ہر ایک سے یون کہا
کہو تم تمہارا ارادہ ہے کیا
یہ سن کر لگا کہنے سر پہلوان
کہ حاضر ہیں ہم جانفشانی کو ہان
دیا الغرض اسکو لشکر تمام
بتایا دلیروں کا خسرو کو نام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایران نے از روے کین
کیا قصد تسخیر توران زمین
کیا وہ میں ترتیب سب فوج کو
بآئین دلچسپ و طرز نکو
فریبرز کو با صد و دہ جوان
کہ تھے اقربا اسکے سب پہلوان
کیا شہ نے سرکردۂ فوج پیش
کیا ساتھ وہ طوس فرخندہ کیش
جوان مرد گودرز عالی وقار
یل نامور گیو جنگی سوار
نبیرہ و پسر لیکے ہفتاد و ہشت
جو رنگین کریں جو نے دشمن کے دشت
مقرر ہوے جانب دست راست
بہ حکم شہنشاہ جوہر شناس
وہ گستہم بھائی جو تھا طوس کا
اُسے دست چپ کو مقرر کیا
جو میلاد کے تھے نبیرہ پسر
ہوے ساتھ گستہم کے سربسر
نژاد و پشنگ و لاور سے ہاں
نبرد آزما سی و سہ پہلوان
نژاد و نوابہ دلاور سے بھی
بجا سی جوان با نشاط و خوشی
صد و ہفت تن تخم گولاد سے
کہ یکدست با قوت و زور تھے
گزارہ گئے تھے یکصد و پنج تن
نہایت قوی زور اور صف شکن
مقرر ہوے قلب میں یک قلم
بفرمان کاؤس انجم حشم
وہ بیژن کہ فرزند تھا گیو کا
اُسے شاہ کاؤس نے یوں کہا
کہ اے پہلوان بیژن جنگجو
نہ ہوتا جدا گاہ خسرو سے تو
یہ تھے جس قدر نامور پہلوان
ہر اک ساتھ رکھتا تھا فوج گران
غرض ہوکے رخصت شہنشاہ سے
وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے
سو ملک توران روانہ ہوا
معین و مساعی زمانہ ہوا
تہمتن بھی لیکر سپاہ گران
گیا ہمرہ خسرو کامران

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ کلات و خرم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن گلشہر متولد شدہ بود و شبخون زدن پیران ویسہ بر لشکر ظفر پیکر طوس و معاتب شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین
گیا جبکہ نزدیک توران زمین
فریبرز سے تب یہ کہنے لگا
سو دست چپ لیکے گرز دغا

رفاقت مین اب تیری ای نامجو　　مقرر کیا گیو گودرز کو
ولیکن سیاوش کا ہی اک پسر　　فرود جوان مرد فرخ سیر
وہان دخل مت کیجیو زینہار　　کہ میرا برادر ہی وہ نامدار
یہ سمجھا کے طوس و فریبرز کو　　یہی بات کہ گیو و گودرز کو
فریبرز مرد شجاع و دلیر　　روان ہو کے سوی صحرا ہوا مثل شیر
گیا متصل لشکر طوس جب　　یہ سمجھا فرود جوانمرد تب
نکل قلعہ سے وہ جری نامور　　ہوا سد رہ طوس کا آن کر
یہ کہ جا کے اُس سے کہ ای خاش کین　　رہے ساتھ زینہار ہمکو نہین
یہ پیغام سن ریو وہین گیا　　جو پیغام تھا سو مفصل کہا
ہوا ریو کے ساتھ سرگرم جنگ　　کیا ریو کو کشتہ وان بیدرنگ
پسر کو وہین اُسنے بھیجا اُدھر　　کہ لائے فرود دلاور کا سر
گیا طوس پھر آپ ہو کر سوار　　سپہ لیکے یکسر پئے کارزار
شتابی سے بس تنہا گیا کوہ پہ　　گیا وانسے پھر قلعہ مین ڈر کر
فرود دلاور کا غالو وہ تھا　　سوار دلیر و نبرد آزما
گریزان ہوا وانسے وہ پہلوان　　گیا بھاگ کر قلعہ کے درمیان
جو شبدیز پر طوس کے تھت جنگ　　فرود دلاور نے مارا خدنگ
لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر　　پیادہ ہوا پہلوان دلیر
کہا گیو نے یہ کہ آگے نہ جا　　یہ بیژن نے اُس وقت پاسخ دیا
یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر　　پھر اتنے مین آیا اُدھر سے جو تیر
ولیکن جو بیدل ہوا زینہار　　پکارا یہ اُس دم کہ ای نامدار
فرود دلاور نے از روی کین　　خدنگ ایک پھر اور مارا وہین
جہان تھا سوار دلاور فرود　　یہ بیژن بھی پہونچا وہان مثل دود
گیا قلعہ مین ہو کے زخمی جوان　　لگا کہنے تب بیژن پہلوان
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار　　دریغ ای جوان مرد جنگی سوار
سوا اسکے پھینکے بہت خارہ سنگ　　ہوا خستہ بیژن بمیدان جنگ
لگا کہنے یون طوس کھا کر قسم　　کہ حملہ کنان ہو کے تا صبحدم
پری چہرہ گلشہر کو وقت شب　　یہ آیا نظر خواب یعنی کہ اب
ہوئی خواب سے جبکہ بیدار تب　　پسر سے کہا قصہ خواب شب
نہین غم کچھ ای مادر مہربان　　کہ ہی سب کو آخر فنا بیگمان

توکرتا ہوا ملک یکسر خراب　　پہونچنا سر تخت افراسیاب
کلات و خرم مین ہی مسکن گزین　　بنایا ہی اک اُسنے حصن متین
خبردار کوئی نہ جاوے اُدھر　　کرے اور جانب سے لشکر گذر
روانہ ہوا خسرو کامگار　　سوے رست بار ستم نامدار
وے طوس سوئے کلات و خرم　　شتابان ہوا با فراوان حشم
کہ یان پھر یہ خاش آیا ہی طوس　　بعزم وغا فوج لایا ہی طوس
یہ سنکر کہا طوس نے ریو کو　　کہ پیش فرود اب شتابان تو ہو
تو ہٹ جا بس راہ سے ای جوان　　کہ ہو بیشتر تا یہان سے لشکر روان
نہ ہرگز کیا اُسنے کچھ اعتبار　　نہ آیا سر آشتی زینہار
غرض ریو داماد تھا طوس کا　　گیا طوس نے اُسکے غم مین بکا
پسر طوس کا بھی ہوا کشتہ وان　　یہ سُن کر ہوا طوس گریہ کنان
ولیکن مقابل نہ آیا فرود　　نہ پیکار کی تاب لایا فرود
لیا طوس نے گھیر اُس قلعہ کو　　ہوا آگے تن خوار تب رزم جو
کیا طوس نے اسکو آخر زبون　　ہوئی فوج تنخوار کی غرق خون
نکل قلعہ سے پھر فرود دلیر　　مقابل ہوا طوس کے مثل شیر
جو کشتہ ہوا داماد طوس کا　　گیا پھر وہین گیو بہر وغا
پسر گیو کا بیژن پہلوان　　گیا سامنے کر کے گھوڑا دوان
کہ جبتک نہ اُسکو کرون غرق خون　　قسم ہی کہ ہرگز نہ یانسے پھرون
کیا کشتہ اس تیر نے اسپ کو　　پیادہ ہوا بیژن جنگ جو
تو یک لحظہ تاخیر کر اور درنگ　　کہ ہی ساتھ تیرے تمنای جنگ
گیا پہلوان کی سپر سے گذر　　ہوا بند جوشن مین پھر آن کر
دلیری سے نیزہ کو جولان دیا　　فرود دلاور کو زخمی کیا
کہ اک تن پیادہ سے بھاگا شتاب　　اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
مقابل پھر آیا نہ کوئی جوان　　گیا قلعہ سے تیر باران وہان
پس کوہ جب مہر روشن کیا　　سو خیمہ تب وانسے بیژن گیا
کرون فتح اس قلعہ کو بیگمان　　نہ چھوڑون کسی کو بھی زندہ وہان
لگی آگ اس قلعہ مین ناگہان　　ہوے سر بسر سوختہ مردمان
لگا کہنے گلشہر سے یون فرود　　کہ ہرگز مجھے زیر چرخ کبود
اگر مین بھی کشتہ ہون مثل پدر　　تو کیا چارہ پیش قضا و قدر

ہوا جلوہ گر مہر تابندہ جب
دردژ شکستہ ہوا پھر وہین
دلیرانہ پھر بیژن جنگ جو
اگرچہ نہ جوشن مین ہرگز گیا
ولیکن کمینگاہ سے بیدریغ
گرائے ٹٹے افسوس مثل پدر
پھر اپنا شکم کر کے خنجر سے چاک
یہ پہونچی خبر ہلے خسرو کو جب
وہان سے بصد شوکت و کروفر
نکل کر بلاسان ہوا گرم کین
نژادہ کو بھیجا برائے نبرد
پھر اک گرز بیژن نے مارا کہ بس
یہ چاہے تھا بیژن کہ پھینکے کمند
نژادہ کو وان سے اُٹھالے تعجیر کیے
ہوا وان سے پیران ویسہ روان
سو کاسہ دلائے تورانیان
غرض مست و مدہوش و غافل تھے سب
خطرناک بیدل ہوئی سب سپاہ
گیا نامہ خسرو نامور
بسوے کلات و خرم یہ گیا
یہ فرمان کیخسرو نامور
رکھا اُسکو زندان مین شاہ نگاہ
اگر ہو جوانمرد تب بیدرنگ

سپہ لیکے طوس جوانمرد تب
گئے وژ زمین سب کھینچکر تیغ کین
ہوا اُس جوانمرد کے روبرو
گیا ٹوٹ نیزہ بہ حکم قضا
رہام دلاور نے ماری جو تیغ
جوانی مین کشتہ ہوا یہ پسر
کیا آپ کو اُسنے دم مین ہلاک
خدا جانے کیا تجھپہ آئے غضب
کیا طوس نے کوچ پھر پیشتر
کیا کشتہ بیژن نے اُسکو وہین
پکارا وہ آوے جو ہو کوئی مرد
رہی جنگ کی پھر نہ اُسکو ہوس
کرے تا کہ بدخواہ کو اُس سے بند
تگاور پہ اُسکو بٹھالے گئے
پے جنگ پرخاش ایرانیان
کہ لشکر تھا ایرانیون کا وہان
دلیران ایران مین وقت شب
روانہ ہوا طوس پھر صبحگاہ
بنام فریبرز عالی گہر
مرے بھائی کو قتل ناحق کیا
فریبرز نے طوس کو باندھ کر
ہوا آپ سالار یکسر سپاہ
دلیرون کے آسامنے پھر جنگ
کرینگے بہم بعد یکماہ جنگ

ہوا حملہ آور بسوے حصار
پکڑ نیزہ اُس دم فرود دلیر
فرود دلاور نے از روے کین
وگر بار یہ چاہے تھا وہ جوان
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود
غرض اسکی مان وڑی گی وہان
وہان آگے بہرام نے طوس کو
ہوا طوس کو زیر چرخ کبود
پھر اک راہ مین اور آیا حصار
روان وان سے لشکر ہوا پیشتر
گیا سامنے بیژن پہلوان
نژادہ گرا اسپ سے ہو جدا
کہ اتنے مین گھوڑوں کو کرکے دوان
ولیکن نہ پھر جنگ کی لائے تاب
سواران ترکان لیے چل ہزار
خطر گیو سے بسکہ پیران کو تھا
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان
فریبرز کے آگے شامل ہوا
لکھا تھا کہ ہے طوس تقصیروار
غرض طوس کو قید کر بھیجو تر
کہا سخت دشنام وہی بیشمار
لکھا پھر یہ پیران کو نامہ کہ آن
فریبرز کا جبکہ نامہ پڑھا
مہیا ہی یان گرز و تیر و خدنگ

دلیری لگے کرنے مردان کار
ہوا رزم جو آکے مانند شیر
رہا اک گیا زخم اُسپر وہین
کہ بیژن کو لے زیر گرز گران
فغان اک اُٹھا زیر چرخ کبود
ہوئی اُسکے ماتم مین نالہ کنان
کہا کر کے نفرین گرا ہی تند خو
فراوان غم پور و درد فرود
جوان اک بلاسان تھا وان قلعہ دار
تو سالار توران نے سن کر خبر
ہوا کار منجر بہ تیغ و سنان
پریشان ہوا مغز بدخواہ کا
سواران تورانی آگے وہان
گئے بھاگ کر پیش افراسیاب
نبرد آزمایان و مردان کار
تو ناچار بس قصد شبخون کیا
ہزارون کیے قتل ایرانیان
فریبرز کا پُر الم دل ہوا
نہ لایا بجا حکم وہ نابکار
خطا کی سزا اُسکو اب دیجیو
کیا انجمن مین ذلیل اور خوار
یہ شبخون نہین کار جنگ آوران
تو پیران نے اُسکو یہ پاسخ دیا

جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو در توران

غرض جب گیا وہ مہینہ گزر
ادھر نامداران ایران مین
ہوئی آتش جنگ افروختہ

ادھر لشکر ترک جویائے کین
ہوا خانہ آشتی سوختہ

صف آرا ہوئے آن کر ہر دو سو
مبارز لگے چاہنے کینہ خواہ

دو لشکر مقابل ہوئے آن کر
دلیران جنگ آور و کینہ جو
ہوئی گرم پیکار یکسر سپاہ

گئے گیو و بیژن جو میدان مین
نبرد آزما بیژن پہلوان
ٹلے اور جانب سے تورانیان
دلیران ہوے کشتہ ہنگام جنگ
ہٹا جاتے تھا دل سے گودرز بھی
تو ہی صاحب گرز و تیر و خدنگ
تماشا مرا دیکھ وقت وغا
کرون قتل لشکر کو اک آن مین
یہ گودرز و گستہم جنگی بہم
قدم الغرض کر کے محکم وہان
یہ کہہ اس سے پہونچا یہان آپکو
بھلا کس طرح چین آوے وہان
فریبرز نے یہ کہا اس سے جب
کرون کیا بیان ماجرای ستیز
روان جو ہے خون تھا مانند دریای آب
رہا زندہ گودرز با لسبت تن
ہوے کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
رہی لیک توران کی غالب سپاہ
ہوا اس سے خوش شاہ افراسیاب
روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا
کہ کیخسرو و رستم پہلوان
شب و روز تم کامرانی کرو
جہانمین نہ رکھو نشان زینہار
غرض جبکہ لشکر ہوا پائمال
ہوا شہ کو تنہا نہ لشکر کا غم
کئی دن تلک اس نے ماتم رکھا
شکیب و صبوری تو کر اختیار
پھر آیا وہین قید سے طوس کو
تہمتن نے سفر مین پذیرا کیا

تو برپا ہوا حشر اک آن مین
جدھر کو گیا لیکے تیغ و سنان
جہان تھا فریبرز آئے وہان
فریبرز یہ وان ہوا وقت جنگ
کہ گودرز کی فوج مغلوب تھی
جہانمین بہت تو نے دیکھی ہے جنگ
یہ پیران ڈلیہ تو ہی چیز کیا
نہ چھوڑو نہین اک ترک میدان مین
لگے کہنے میدان مین کھاکر قسم
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
درفش اپنا آیا بھیج ای نامجو
کہ غالب ہین ہے وقت تورانیان
ہوا بیژن جنگ جو پر غضب
کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
سر پہلوانان تھے مثل حباب
ہوے کشتہ ہفتاد شمشیر زن
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
ہوئی فوج ایران سراسر تباہ
زرہ وے عنایات شاہی شتاب
بڑا نام تم نے کیا ہر جب
ادھر لیکے آوینگے فوج گران
بعیش و طرب زندگانی کرو
باقبال شاہنشہ نامدار
فریبرز تب با دل پر ملال
ہوا اسکو اپنے برادر کا غم
شب و روز آنکھون کو پر نم رکھا
کہ چارہ قضا سے نہین زینہار
لگا کہنے پھر خسرو نامجو
ولے طوس خسرو سے کہنے لگا

ہوا جس طرف گیو و کس فگن
ہوے قتل ترکان ادھر بیشمار
ہوے حملہ آور ستو طلب گاہ
تھکا جب فریبرز جنگی ستوہ
و لیکن وہین گیو مرد دلیر
نہ ٹھہریگا پیران کے گرز و مرد
اگر کوہ ہووے تو کند آورون
پھر اتنے مین گستہم آیا دوان
کہ مرجائیے کرکے اب کارزار
یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا
یہ بیژن نے جب جاکے اس سے کہا
مناسب نہین ہے یہ ای نامور
علمدار کو قتل کرکے وہان
سر و حلق گردان جنگ آزما
جوان نسل کاؤس گستہم کے
وہ خویشان پیران افراسیاب
سوا اسکے ترکان ایرانیان
سو خیمہ ترکان گئے شاد دل
لیے سروران خلعت پر گہر
بر اس فتح پر صرف تلنع ہو
ملا و انھین خاک و خون مین اگر
خوشی سے یہ پیران نے پاسخ دیا
ادھر ترک خونخوار تھے شادکام
شتابی سے وان ہو کے پہونچا وہان
کہا یون کہ مثل پدر بے گنہ
بزرگان ایران و رستم بہم
یہ کہہ سوگ سے پھر اٹھایا اسے
کہ ای رستم پہلوان جا شتاب
کہ مجکو اجازت ہو پھر اکبار

ہزارون ہی کشتہ ہوے پیلتن
بیابان ہوا خون سے لالہ زار
کیا آکے ایرانیون کو تباہ
گیا دوڑ میدان بالای کوہ
لگا کہنے یون ای سرافراز پیر
رہیگی بھلا خاک پھر آبرو
سر سربلندان فگندہ کرون
ہوے متفق آگے جنگی جوان
نہ منھ موڑیے جنگ سے زینہار
کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
کہ بھیجا اون اپنا درفش ادھر
علم لے کے آیا وہ جنگی جوان
سنا اردم خنجر و تیغ تھا
بہت وقت پیکار مارے گئے
ہزار و دو صد مرد والا جناب
ہوے کشتہ جتنے کرون کیا بیان
ہوے بند سے غم کے آزاد دل
برای سپہ شاہ نے گنج و زر
ذرا دل مین اپنے یہ تم سوچ لو
تو پھر اس جہانمین ہے فتح و ظفر
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
اودھر اہل ایران تھے غلطین تمام
کہ کیخسرو نامور تھا جہان
فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
گئے اور کہا ای شہ با علم
بہ بزم مسرت بٹھایا اسے
پئے جنگ پیران خانہ خراب
کرون جا کے پیران سے کارزار

ملاوینمیں اسکو تہ خاک و خون
تلافی تقصیر سابق کرون

یہ سن کر سو رستم پلیتن
لگا دیکھنے سرور انجمن

تو کی عرض رستم نے ای بادشاہ
سزاوار جیغہ و سرپر کلاہ

اجازت ہو کافی ہے طوس دلیر
کریگا یہ پیران ویسہ کو زیر

جو آویگا ئے فوج افراسیاب
تو میں ہونگا ہمدم اسکا شتاب

یہ سن طوس کو اسنے رخصت کیا
دیا حکم گودرز کو تو بھی جا

بار دیگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بہ سحر سازی ساحر و زبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پھر طوس جنگی جوان
ہوا سامنے پیران ویسہ وہان

گیا کر کے یلغار نزدیک جب
مقابل ہوا آکے پیران بھی تب

بہم ہر دو لشکر ہوئے گرم جنگ
رہی سات دن جنگ گرز و خدنگ

ہوا آٹھواں روز جب آشکار
تو میدان میں ہومان دلاور سوار

جدا ہوکے لشکر سے اپنے گیا
کیا ہم نبرد ان کے سر کو جدا

بہت گرد ایران ہوئے کشتہ جب
کیا طوس نے قصد پیکار تب

کہا وہیں گودرز نے طوس کو
توقف ذرا اگر تو ای نام جو

کہا گیو سے پھر کہ ای شیر مرد
تو ہومان سے اب جا کے ہو ہم نبرد

گیا گیو دوڑا کے شبدیز کو
ہوا ساتھ ہومان کے پیکار جو

گہے گرز تھا گاہ تیغ و سنان
لڑے خوب باہم وہ دونوں جوان

نہ کوئی ہوا کامران زینہار
گئے پھر سو لشکر انجام کار

دلیروں نے پھر تیر باران کئے
بہت پہلوان انکے بیجان کئے

وہاں ساحر اک شخص پر زور تھا
کہ بازور تھا نام اس شخص کا

لگا کہنے پیران کہ اب زود تر
یہاں سے تو جا قلۂ کوہ پر

وہاں جادو ایسا تو کر ای جوان
کہ ہو بارش برف و باران یہان

ولے کچھ نہ ترکوں کو ہو وے ضرر
بتر ہو وین ایرانیان سربسر

یہ سن کر سر قلعہ کوہسار
وہ ساحر ہوا جا کے مشغول کار

ہوا ابر تیرہ نمایان وہیں
ہوئی بارش برف و باران وہیں

نہ گرتا تھا اک قطرہ بھی اور طرف
برستی تھی لشکر میں ایران کے برف

ہر اک جوش سرما سے تھا کانپتا
ہوئے سب کے بیکار وان دست و پا

پھر اتنے میں پیران و ہومان وہاں
ہوئے حملہ آور یہ فوج گران

بہت قتل ایرانیوں کو کیا
ضرر برف سے کچھ نہ پہونچا ذرا

ہر اک جا تھی برف اور جاری تھا خون
سواران ایران پڑے تھے نگون

بصد زاری و عجز پیر و جوان
لگے مانگنے یہ دعا با زبان

الٰہی تو کر فضل و احسان شتاب
کہ تا دور ہو برف و باران شتاب

قرین اجابت ہوئی یہ دعا
کرم حق نے بیچارگان پر کیا

کوئی غیب سے مرد فرخ سیر
رہام دلاور کو آیا نظر

کہ انگشت سے وہ خجستہ شعار
کرے ہے اشارہ سوئے کوہسار

یہ دیکھا تو گھوڑے سے وہیں اتر
پیادہ گیا قلۂ کوہ پر

وہ ساحر تھا ازبسکہ مشغول کار
نہ تھی کچھ خبر اسکو وان زینہار

جوانمرد نے جا کے از روے کین
پس پشت ہاتھ اسکے باندھے وہیں

کہا پھر یہ اس سے کہ ہاں زود تر
تو اس برف و باران کو اب دور کر

ہوا قید جس دم وہ خانہ خراب
ہوئی دور وہ برف باری شتاب

اتر کوہ سے پھر گیا پیش طوس
اسے قتل لاکر کیا پیش طوس

ہوا دن تمام اور دونوں سپاہ
گئے رزم گہ سے سو خیمہ گاہ

پھر آیا سحر ہو گئے پیران سوار
ہوا آگے آمادۂ کارزار

ولے تھی نہ تاب اقامت یہان
کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان

زبون ہو کے ناچار سوئے عقب
وہ [illegible] ہوئے ہٹتے آتے تھے سب

غرض با دل پر غم و اضطراب
گئے اسوے کوہ ہماون شتاب

حصار ایک تھا کوہ پر استوار
لیا زخمی و خستہ نے وان قرار

سر دامن کوہ طوس دلیر
ہوا لیکے لشکر کو آرام گیر

دو وان آگئے ترکان پیکار جو
کیا آکے محصور وان طوس کو

یہ پیران سے ہومان نے اسدم کہا
کہ محصور کرنے سے کیا فائدہ

سر راہ مسدود مت کیجیے
جدھر جاویں جانے ادھر دیجیے

پسند آئی اسکو نہ یہ گفتگو
کہ تھا بر سر کینہ وہ کینہ جو

بہت قلعہ میں غلہ و آب تھا
مہیا تھا ساماں ہر قسم کا

خوشی سے دلیران ایران دیار
اُسے صرف کرتے تھے لیل و نہار
بد اندیش سے با سنانِ خدنگ
دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعہ ہمایون باستمداد و استغاثت طوس و آمدن کاموس و شنگل دو پہلوان و خاقان چین بالشکر بیکران باعانت پیران و جنگ با رستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر
کہ محصور ہے طوس والاگہر
تہمتن کو کرکے طلب یون کہا
کہ باور ہو تو جاکے اب طوس کا

یہ سن کر وہین رستم پہلوان
ہوا سوے کوہ ہمایون روان
اگیا کرکے یلغار نزدیک جب
ہوا خرم و شادمان طوس تب

یہ گودرز سے طوس کہنے لگا
کہ آیا تہمتن تو جا پیشوا
شتابی سے اسنے بفرط خوشی
تہمتن سے جاکر ملاقات کی

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
کہا پھر کہ ای پہلوان جہان
تو ایرانیون کا ہے پشت و پناہ
یہان تو نہایت ہوے ہم تباہ

وہ بولا کہ خاطر کو اب شاد رکھ
غم و فکر سے دل کو آزاد رکھ
پھر آئے بہم سوے وہ پہلوان
در قوز تلک طوس خنگی جوان

تہمتن کے لینے کو آیا وہین
ملا جب تو یہ عذر لایا وہین
رہا مین حفاظت کو ذرگی یہان
نہ تک آسکا پیشتر ای جوان

بہت اُسکی رستم نے دلجوئی کی
گئے قلعہ مین پھر بفرط خوشی
تہمتن سر تخت بیٹھا وہان
یہین ویسیار اسکے سب پہلوان

ملان سرافراز ایران دیار
یہ بولے کہ اے رستم نامدار
ہوئی زندگی تیرے آنیسے یان
وگرنہ نہ تھی ہم کو اُمید جان

ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی
ہوئی اُسکے آنیسے سب کو خوشی
خبر لاؤ پیران کے لشکر کی اب
کرون مین بیان آگے احوال سب

لکھا اُسنے تھا شاہ توران کو
کہ کرکے زبون فوج ایران کو
کیا مین نے محصور ای بادشاہ
ہر اک ذرہ مین لی ہے انہون نے پناہ

کہ کوہ ہمایون پہ ہے وہ حصار
نہین تاب جنگ اُنہین اب نہار
جو فوج اور بھیجو تو اُنکو شتاب
کرون مین ہلاک و اسیر و خراب

سپہدار توران پھر وہ پہلوان
گئے سوے کوہ ہمایون روان
جوانمرد کاموس و شنگل دلیر
دلیری کے بیشہ کے غرندہ شیر

سرافراز گردان چین و ختن
توانا و پیل افگن و پیل تن
سوا اسکے خاقان چین کو لکھا
کہ پیران کی امداد کو خسروا

روانہ تو کر اور بھی کچھ سپاہ
کرے تا کہ ایرانیون کو تباہ
بہم بسکہ دونون مین اخلاص تھا
گیا پاس خاقان کی اخلاص کا

نہ تنہا گئی فوج ترکان چین
روانہ ہوا آپ خاقان چین
تہمتن سے پہلے یہ پہونچے وہان
کہ تورانیان خیمہ زن تھے جہان

شتابی سے پیران کے شامل ہوکر
پے جنگ و پرخاش مائل ہوئے
غرض آکے جب رستم پہلوان
ہوا شامل فوج ایرانیان

وہین پیش کاموس پیران گیا
ستا خوان ہوا رستم گرد کا
کہ رستم ہے ایسا سوار دلیر
مقابل نہین جسکے غرندہ شیر

یہ کہنے لگا ہو کے وہ گرم و تند
کہ آگے مرے تیغ اُسکی ہو کند
تو کرتا ہے تعریف کیون اسقدر
مرے سامنے آوے میدان مین گر

تو بس لاؤن رستم کا دم ناک مین
ملاؤن مین سب رستمی خاک مین
جو میدان مین جاؤن مین ور طاہون
کرون دشت کو سربسر پر خون

یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل
ہوا بند سے غم کے آزاد دل
گیا پھر وہین پیش خاقان چین
کہا اُسنے ای شاہ زرین زمین

تو ہے پاسبان نگہدار تورانیان
تو ہے اب مددگار و یاری رسان
سحر کر کے مین گرم بازار جنگ
کرون قافیہ فوج ایران کا تنگ

تو ہو قلب مین با سپاہ گران
رہے تا قوی پشت جنگ آوران
لگا کہنے پیران سے خاقان چین
ہے رزم یکدل ہین ترکان چین

یہ سن کر ہوا وہ قرین طرب
اُدھر آگئے پیرانِ خاقان سبھونا
خروشان ہوئے نامے ترکی میان
ولے یاد وہ ہین خدا کو کیا
کہ تھا اشکبوس اُس دلاور کا نام
لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان
ہوئی کارگر گرز کی بھی نہ ضرب
ولے اس قدر گرز کاری لگا
جو زخمی ہو رہام یل پھر گیا
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
پھر اشکبوس نبرد آزما
تہ اک تیر بر سر ہوا کارگر
ہوا اُسکے سینہ پہ کیا کارگر
جو دیکھا کہ ہے برق خونتابہ پر
تو اسے گرد پیران گئے تھا درست
نظر سے نہ آیا کوئی نامور
گیا رات کو سب نے آرام و خواب
لگا کہنے لشکر سے خاقان چین
تہمتن سے لیتا ہے اندازہ دست کین
گیا اسپ کو سوئے میدان وہان
تہمتن کا شاگرد الواے یل
گیا ترک نے جبکہ نیزہ روان
لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان
وہ بولا کہ جب صید آوے نظر
تہمتن شتابی جدا سر گیا
کیا زیر کاموس در رستم نے جب
کہ پشت زین پہ اپنے ہو کر سوار
ہوا اُسکا [illegible] وہان سے فرار
کیا قتل کاموس کو پھر وہین

گیا اپنے ڈیرے مین ہنگامِ شب
اِدھر رستم و طوس انجم حشم
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
ذرا دی نہ اندیشے کو دل مین جا
دلیر و جوانمرد مشہور عام
نہ لیکن ہوئی کارگر کچھ سنان
پھر اُس مرد جنگی نے ہنگام حرب
کہ توڑی سپر کو خستہ کیا
تو اُس ترک نے یہ ارادہ کیا
لگا کہنے اُس ترک سے وہ دلیر
سو پیلتن تیر باران کیا
کمان لیکے رستم نے پھر زور دہ
گیا تیر نے پشت سے بھی گذر
ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھ کر
کہ رستم ہے مرد توانا و چست
مقابل تہمتن کے باکر و فر
سحرگاہ نکلا جو پھر آفتاب
کہ اے نامداران و ترکان چین
کہا سن کے کاموس نے پھر وہین
دلیرانہ جا کے پکارا کہ ہان
کہ ہے جنگ اشکبوس پڑتی تھی کل
تو الواے جنگی نے دی ہے جان
مجھے مت سمجھ اشکبوس اے جوان
تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر
ہوا اُس سے وابستہ ہر رخش کا
شکستہ ہوئی درمیان سے وہ جب
گروان مین تہمتن سے پھر کارزار
کیا فوج خاقان مین اسنے قرار
سواران پیران نے از روئے کین

ہوا مہرِ رخشندہ جب جلوہ گر
ہوئے لشکر آرا بقصد وغا
وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر
نکل خیل ترکان سے اک کینہ خواہ
گیا یان سے رہام جنگی سوار
جوانمرد جنگی نے از روئے کین
اُٹھا گرز مارا جو بالائے سر
کیا جبکہ گرز گران نے ستم
طرف اپنے لشکر کے موڑے عنان
کھڑا رہ کہ پہونچا ترا ہم نبرد
ولے اپنی تھی دہشت پیلتن
رہا تیر جب سوئے دشمن کیا
ہوا اشکبوس الغرض وان ہلاک
یہ بولا کہ جون رستم پیلتن
نہین اپنے لشکر مین کوئی بھی مرد
نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ
تو میدان مین گردان پیکار جو
کہو کون سا آج جنگ آزما
کہ رستم سے کرتا ہون مین جا کے جنگ
شتابان ہوا اسے رستم نامدار
دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ
تو وان کر کے میدان مین رخش کو
گردن مین تو پھر گرتے ہوئے
دلیری سے کاموس نے پھر کمند
پکڑ لی تہمتن نے پھر وہ کمند
ہوا بلکہ کاموس زین سے جدا
تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند
ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر
کوئی لشکر ترک سے اک سوار

دلیران نے کینہ پہ باندھی کمر
گیا نہ فلک پر فغان بوق کا
گیا صبح مین رستم نامور
شتابان ہوا سوئے ناوردگاہ
ہوا جا کے آمادۂ کارزار
سر ترک پر گرز مارا وہین
تو اُس وقت رہام نے لی سپر
گیا وان سے رہام پھر سوئے کوہ
کہ اتنے مین وان رستم پہلوان
مقابل ہو پھر کہا اگر تو ہے مرد
کہ لڑ زندہ تھا دست ناوک فگن
مہ و مہر نے تب کہا مرحبا
ملا جسم اُسکا بہ خون و خاک
نہ دیکھا کوئی ہم نے ناوک فگن
کہ رستم سے میدان مین ہو ہم نبرد
گئے پھر دو لشکر سوئے خیمہ گاہ
صف آرا ہوئے آن کر ہر دو سو
عوض اشکبوس جوانمرد کا
یہ کہہ کر شتابان ہوا بیدرنگ
مرے ساتھ کر آن کے کارزار
ہوا آ کے کاموس سے کینہ خواہ
ہوا نعرہ زن رستم جنگ جو
کرون آج تجکو زبون زور سے
رہائی سوئے رستم ارجمند
جو ہی رخش کے سر مین جو آ کے بند
ولے اُسنے پھر یہ ارادہ کیا
کیا قتل خنجر اسے پائے بند
کشان لے گیا رستم شیر گیر
ہوا پھر نہ آمادۂ کارزار

سنو آگے خاقان و رستم کی جنگ

ذرا دیکھو دور زمانہ کا رنگ

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک
تو پیران ویسہ ہوا خشمناک

یہ بہتر ہی علت عنان پیچیے
سو خانہ لشکر زدان کیجیے

کرون صبح اُس کو اسیر کمند
تو سہیل نہ ہووے یل ارجمند

تہمتن کے سینہ کو ہنگام جنگ
کرون مین سحر نہ نشان خدنگ

تو بخشون تجھے سیم و زر بیشمار
بہت دون تجھے گوہر شاہوار

پکارا کہ اے رستم سرفراز
مرے ساتھ ہو آن کے رزم ساز

کرون مثل کاموس تجھکو ہلاک
زمین کو کرون جسم سے تیرے پاک

جو دیکھا کہ ہے نیر جوشن گذار
سپر سر پہ لایا وہ ہین نامدار

علم کر کے شمشیر کو بعد ازان
تہمتن ہوا سوے جنگیش روان

پہونچکر تہمتن نے یکبارگی
جو کھینچی پکڑ کر دم بارگی

یہ پھرتا تھا تیغ برہنہ بکف
بسان ہزبر ژیان ہر طرف

ونے بعد دیر آ کے ہومان وہان
لگا کہنے رستم سے وہ اے جوان

وہ کہتا تھا قست دم واپسین
کہ ہونا نہ تو کو نہ اب گرم کین

نہ کرتے سیاوش کو گر تم ہلاک
تو ہوتا مرا سینہ کینہ سے پاک

وہ بولا کہ اے رستم ذی شعور
کسی طرح کین سیاوش ہو دور

یہ سن کر وہان سے پیران گیا
یہ ہومان نے پیران سے جا کر کہا

وہ چلے گیا پیش خاقان چین
کہا یون کہ اے شاہ ترکان چین

اُسے منع خاقان چین نے کیا
خردمند ہومان سے پھر یون کہا

کہا سنکے ہومان نے اے شاہ چین
تہمتن سے پیکار لازم نہیں

جو پھر دور یا مین ہو گرم جنگ
مقابل نہ ہو اُسکے شیر و پلنگ

نہ ہو رزم ساز اُس سے افراسیاب
کہ البرز ہی نام سے جسکے آب

دگر بار پیران بعجز و نیاز
لگا کہنے یون اے شہ سرفراز

بہت چاہتو ہی جو پیران سے کی
تو جانے کی دی مجھ نے پروانگی

ہوا رستم گرد کا مدح خوان
کہا جب سے پیران نے یون بعد ازان

بہت کی ہی مین نے پرستندگی
فراوان ہی میرا حق بندگی

لگا کہنے خاقان سے اے نامجو
اسپاہی بیدل ہوئی سر بسر

نہیں تاب پیکار رستم نہیں
کہا سن کے خاقان نے کچھ غم نہیں

بھرا تھے یہیں اک گرد جنگیش اسکا نام
یہ کہنے لگا اے شہ ذو الکرام

لگا کہنے خاقان کہ اے جنگ جو
کرے قتل رستم کو میدان مین تو

غرض گرد جنگیش روز دگر
دلیرانہ میدان مین آن کر

گیا رستم گرد خندہ کنان
کہا تجکو لائی ہے اب موت یہان

ہوا گرد جنگیش نے لی کمان
لگا تیر سوے تہمتن روان

ولیکن سپر سے گذر بیدرنگ
ہوا بند جوشن مین اگر خدنگ

جو ہیبت سے اُسکی گریزان ہوا
غضب اُسکے رستم شتابان ہوا

تو جنگیش ہوا پشت زین سے جدا
اُسے قتل رستم نے دم مین کیا

کہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
سو جنگ ہر گز نہ مائل ہوا

تو زنہار ترکان کو برباد کر
وصیت تو سہراب کی یاد کر

یہ سن کر تہمتن نے پاسخ دیا
سمجھ اُس سخن کو جو کچھ ہی لکھا

سیاوش تھا سہراب سے بھی عزیز
بجا ہی جو ہون تم سے گرم ستیز

لگا کہنے رستم کہ پیران یہان
اگر آوے تو راز دل ہو عیان

تہمتن نے تجکو کیا ہے طلب
تو جا پاس اُسکے کہ بہتر ہے اب

بلاتا ہی اب رستم پہلوان
جو ہووے اجازت تو جاؤن وہان

تو کیون پیش رستم گیا تھا مگر
ترے دل مین ہے اُس سے خوف و خطر

کہان تاب ہے لشکر شاہ کو
کہ ہو ساتھ رستم کے پیکار جو

تہمتن ہے جبل افگن و پیلتن
سوار جہان گیر و لشکر شکن

یہ سن کر ہوا تند خاقان چین
کیا دور ہومان کو وان سے وہین

سخن بیٹھ رستم کا سن لیجیے
جو کچھ پھر ہو منظور سو کیجیے

گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
بہت دل مین اندیشہ کرتا ہوا

کہ کینہ و نام بردار کا
یہ مخلص بھی ہے بندہ باوفا

رہا قتل سے یون نہ اسکو دیا
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا

یہ سن کر لگا کہنے وہ پیلتن
اگر خالی نہین صدق سے یہ سخن

کہا پھر یہ پیران نے اے نامدار
کرون ہون مین اب تجھسے عہد استوار

تو کر صلح موقوف کر عزم جنگ
نہ کر بے قدر فوج توران کو تنگ

کیا تجھ کو اس واسطے یان طلب
مری بات سن گوش جان سے تو اب

حوالے کرے میرے افراسیاب
زر و مال بھی دے مجھے بیحساب

بو خسرد کرے سر کو اسکے جدا
تو خالی ہو کینے سے دل شاہ کا

دے پاس خاطر ہی تیرا ضرور
پذیرائی صلح تھی ورنہ دور

سنا جبکہ خاقان نے احوال سب
لگا کہنے گردان چین سے یہ تب

کیا عرض شنگل نے اے شہریار
نہین صلح منظور یان زینہار

یقین ہے کہ کوئی پل کینہ جو
اگر یکانہ ہون رستم گرد کو

یہ سن کر خوشی سے لگا کہنے شاہ
کہ بہتر ہے پھر جنگ کیجے پگاہ

وہ بیٹھا تھا خاموش تھی عقل دنگ
کہ مجلس کا اسوقت تھا اور رنگ

گیا سوے میدان ہوا نعرہ زن
پکارا کہ اے رستم پیلتن

کمین مین مخالف کے از ردے کین
کیا بند رستم نے نیزہ وہین

وہ اٹھ کر پیادہ گریزان ہوا
سوِ لشکر چین شتابان ہوا

سلامت وہان سے اسے لیگیا
یہ شنگل نے خاقان سے جاکر کہا

دلیری مین یکتا ہی وہ شیر مرد
نہین کوئی اسکا یہان ہم نبرد

عبث تھی وہ مجلس مین لاف گزاف
یہ ظاہر ہوا یا وہ گو تو ہے صاف

شہ چین نے شنگل کو انجام کار
سواران جنگی دیے شش ہزار

ہوسے گرد رستم کے یکسر سوار
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار

گئے پھر دلیران پیکار جو
ادھر سے بھی رستم کی امداد کو

نہ ہوا انکے انبوہ سے بیم ناک
کرد کوشش و جد بخوف و باک

یہ کیونکر کہون مین کہ پیکار تھی
قیامت وہان اک پدیدار تھی

ہوا سادہ دل داد کا دسس کا
تہمتن سے آکر نبرد آزما

مقابل ہوا آکے پھر کاک سال
ولے اس سے غافل کہ آیا زوال

دہن سے نکلتا تھا رستم کے کف
کیے کشتے بیحد گیا جسطرف

تہمتن کو اسکے تھا جوش کین
ہوا حملہ آور سوے شاہ چین

جہان پہلوان رستم کینہ خواہ
گیا جبکہ نزدیک قلب سپاہ

سواران چین سبکے کشتے ہوے
جو صحرا مین کشتونکے پشتے ہوے

ولیکن دو رویہ ہی اے نام جو
اسیر بلا اس سبب سے ہی تو

کہ فرمانبری سے نہ مین پھیرون سر
رہون تابع حکم شام و سحر

وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
تری بات کا ہی مجھے اعتماد

جو یہ آرزو ہے بہم صلح ہو
تو پھر شیوۂ مفسدہ بر کو

کہ کیخسرو نامور کے حضور
روانہ کرون پھر ہو پرخاش دور

تو یہ جانتا ہی ترے شاہ سے
نہین صلح منظور ہرگز مجھے

تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا
یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا

کہ اے نامداران کہو تم شتاب
تہمتن کی ہے بات کا کیا جواب

بلا سے ہوے کشتہ دو چار گرد
بفضل خدایان ہین بسیار گرد

جو یہ بات شنگل نے اسدم کہی
تو سب نامدارون نے تائید کی

ولے دلیس پیران کے تھا پیچ و تاب
نہ دیتا تھا اس بات کا کچھ جواب

غرض شنگل گرد دزد دغر
دلیرانہ ہو کر سوار اسپ پر

رکھون ہون مین تجھسے تمنائے جنگ
گیا سن کے وہ گرد پولاد خنگ

اٹھا کر گرایا اسے خاک پر
کیا چاہتا تھا قلم اسکا سر

ہوا اس کے دنبال رستم دوان
ولے آن کر لشکر چینیان

کہ رستم کے آگے ہین سب گرد پست
بجا ہے اسے کہیے گر پیل مست

یہ سن کر ہوا شاہ چین پر غضب
لگا کہنے یون کیا ہوا تجھکو اب

وہ بولا مرے ساتھ ہو کر سپاہ
تو پھر جاکے رستم سے ہون کینہ خواہ

دگر بار شنگل بہ قصد وغا
سوے رزمگہ لے کے لشکر گیا

ولیکن نہ رستم کو تھا کچھ بھی غم
بیک تیغ و نیزہ تھا کرتا قلم

دلیرون سے کہنے لگا پہلوان
کہ اس جنگ سے یان نہین کچھ زیان

بہ گرز گران اب ستیزہ کرد
سر چینیان ریزہ ریزہ کرد

پیاپے تھی یون ضرب گرز گران
کہ جس طرح سے تیک آہنگران

خروشان ہوا لیکے گرز گران
کہ سادہ نے دی سادہ لوحی سے جان

لگا گرز جو ایک بالاے سر
تو بس ہو کے بیدم گرا خاک پر

وہ شنگل کہ تھا گرد جنگ آزما
تہمتن کے ہاتھون سے مارا گیا

سواران ایرانیان یکہزار
گئے ہمرہ رستم نامدار

ہوئی فوج خاقان کی حملہ کنان
قیامت ہوئی ایک برپا وہان

جو رستم کی دیکھی دلیری وہان
تو خاقان چین کو ہوا خوف جان

پیام اُسنے بھیجا کہ اے نامور
تو پیل سفید اور دیہیم و زر
غضبناک سُن کر ہوا شاہ چین
ہوئی بارش تیر ہر چند پر
گرا خاک پر فیل سے شاہ چین
غرض لشکر چین گریزان ہوا
کہین اک وطیرہ پہ یہ دور چرخ
نہ پیل اور نہ اورنگ زرکار تھا
یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو

نہ ہو گرم پیکار بس صلح کر
مرصع وہ اورنگ و گنج و گہر
سپہ سے یہ بولا کہ از روے کین
تہمتن کا ہر گام تھا پیشتر
لیا باندھ ایرانیون نے دہین
سو کشور چین شتابان ہوا
ہمیشہ سے مشہور ہے جور چرخ
شہ چین پیادہ گرفتار تھا
یورش کر کے ہر چار سو گھیر لو
گریزان ہوئے شب کو تورانیان

یہ سن کر لگا کہنے وہ نامجو
سپاہ بھیجے اب کہ ہے یہ تمام
کرو تیر باران سو پہلوان
پہونچکر جو رستم نے پھینکی کمند
زد و کشت اُس دم ہوئی اسقدر
شہ چین کا اسباب و زر وان جو تھا
زمانہ کا ہر دم ہے رنگ دگر
اسے طوس کے پاس لایا کشان
ولیکن جو نزدیک تھا وقت شام
نہ ہرگز رہا ان کسی کا نشان

جو خاقان کو ہے صلح کی آرزو
سزاوار کیخسرو ذوالکرام
دلیرانہ ہو گرم پیکار یان
تو خاقان کے سر مین ہوئی جا[illegible]
کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر
سواران ایران نے غارت کیا
کبھی شام ہے اور کبھی ہے سحر
دلیرون سے پھر رستم پہلوان
ہوا جا کے آسودہ لشکر تمام

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برای جنگ افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلۂ رستم و ظفر یافتن رستم پہلوان و بہ فتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم پہلوان بہ حضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
سواران توران کو فرصت ملی
یہ کہکر کیا مال معنروہ کو
گیا لے کے اس دادگر کے حضور
فرامرز کو خلعت و زر دیا
پے طوس و گودرز و گیو و دادہام
روانہ ہوا سوے افراسیاب
کہ لشکر نے یکدست کھائی شکست
ہوا پر الم سن کے افراسیاب
لگے کہنے مردان جنگ آزما
کرین رستم گرد سے جا کے جنگ
بہت جنگ مین آزمایا اُسے
غرض قتل بدخواہ دشوار ہے
ختن کا سپہدار پولادوند
بہم شاہ توران و پولادوند

تو کوئی نہ ہو کون کا دیکھا سوار
بیابان سے بے رنج و غم راہ لی
روان پیش کیخسرو نامجو
فرامرز رستم کا فرخندہ پور
اُسے مورد لطف و احسان کیا
کہا تک مین لون پہلوانون کے نام
تہمتن کرے تاکہ اُسکو خراب
گیا سر بلندون کو رستم نے پست
بہت دل کو اُسکے ہوا اضطراب
لگک چین سے ناحق طلب کی سپاہ
ملادین اُسے خاک مین بیدرنگ
کسی نے ذرا بھی نہ پایا اُسے
نہین سہل یہ کام زنہار ہے
دلیر و نبرد آزما زورمند
سو لشکر رستم ارجمند

سپہ سے لگا کہنے رستم کہ واہ
سلامت گئے حیف تورانیان
وہ پیل سفید اور وہ تخت عاج
ہوا شاد کیخسرو نامدار
تہمتن کو بھی خلعت پر گہر
وہ جتنے تھے گردان جنگ آزما
حضور سپہدار توران دیار
شہ چین کو میدان سے روز نبرد
کیا نامدارون کو اُس نے طلب
نہ سمجھا کہ ہین مرد میدان اگر
وہ بولا کہ رستم ہے لشکر شکن
خدنگ و سنان گرز و تیغ و تبر
پھر اک نامہ شاہ ختن کو لکھا
ختن سے روان ہو کے پہونچا شتاب
شتابان ہوے با سپاہ گران

تہین شب ہوا میل آرامگاہ
رہے خواب غفلت مین ایرانیان
فراوان زر و گوہر و گنج و تاج
شگفتہ ہوا دل برنگ بہار
ز روے عنایات با گنج و زر
ہر اک کے لیے خلعت و زر گیا
کیا جا کے پیران نے یون آشکار
پکڑ لے گیا رستم شیر مرد
کہا یون کہ ہان مصلحت کیا ہے اب
ذرا حکم ہوے تو اب زود تر
توانا و زور آور و پیلتن
بدن پر نہ اُسکے ہو کچھ کارگر
طلب پھر امداد اُس کو کیا
ہوا شامل شاہ افراسیاب
دلیران گردان جنگی جوان

تہمتن بھی ہر روز تھا رہ نورد
توقف نہ کرتا تھا وہ شیر مرد

وہ رستم سے اگر ہوا کینہ خواہ
عدم کی طرف اُسنے لی دو مین راہ

سپہدار توران کے جب متصل
ہوا خیمہ زن رستم شیر دل

جو شب گذرے اور صبح ہوتی آشکار
اگر دن جاکے رستم سے مین کارزار

مبارز طلب آن کے جب کیا
پئے جنگ تب گیو جنگی گیا

یہ چاہا کہ لے جائیے کھینچکر
کہ اتنے مین یہ حال کر کے نظر

ہوا شاہ کا بند باز و دو سر
و لیکن کیا شہ نے زور اسقدر

ہوا اسوے گردان جنگی دوان
کیا اُسنے زخمی انہین بعد ازان

جو میدان مین زخمی ہوے ہر تن
تو گودرز با خاطر پر محن

ہوے ہاے زخمی نبیرہ پسر
شتابی سے تو جا کے امداد کر

کمند آکے رستم نے جب کی رہا
تو شاہ ختن نے تحیر اسر لیا

گیا اور مارا جو اس گرز کو
تو زخمی ہوا رستم نام جو

تو لے درد سے تھی نہ تاب اسقدر
رہا جو کرے زخم بدخواہ پر

وہ طاقت مجھے بخش اے بیچگون
کرون تا کہ بدخواہ کو اب زبون

نہ جوشن مین لیکن اثر کچھ کیا
یہ شاہ ختن دل مین کہنے لگا

لگے کھاگے یہ ضرب گرز گران
نہ ہرگز ہلا زین سے پہلوان

پڑے ولے اس گرد کے جسم پر
تو را بھی نہ ہرگز ہوئی کارگر

تہمتن نے سن کر پذیرا کیا
و لیکن یہ اُس وقت اُسنے کہا

کرے آکے پیمان و عہد استوار
اگر بھیجے مدد کو نہ کوئی سوار

سپہدار توران گیا پھر وہان
تہمتن نے اس سے کیا یون بیان

رہے فاصلہ نیم فرسنگ کا
مدد کو نہ پہونچے کوئی دوسرا

لگا کہنے شاہ ختن سے کہ ہان
زمین پہ گرے جبکہ یہ پہلوان

رہا ہاتھ سے تیرے گر ہو دیگا
تو پھر کام دشوار تر ہو دیگا

ہوے دونون مصروف کشتی بہم
لگے کرنے ہر دم درشتی بہم

اٹھا کر جو پٹکا اُسے خاک پر
تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور

یہ سمجھا ہے مین رستم ارجمند
کہ بس مر گیا شاہ پولاد وند

کہا جاکے اے شاہ افراسیاب
نہین زینہار آدمی کی یہ تاب

رہائی تجھے اس سے ہو جبھی کب
ہوا مکر و حیلہ سے جانبر مین اب

تہمتن کی بھی فوج پہونچی وہین
ہوا گرم بازار پرخاش و کین

کہین راہ مین ایک آیا حصار
کہ وان گرد کا نور تھا قلعہ دار

وہ حصن متین فتح جس دم ہوا
روان بشیر وان سے رستم ہوا

تو سالار ترکان سے پولادوند
لگا کہنے یون اے شہ ارجمند

غرض دوسرے روز وقت پگاہ
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ

رہا کر کے شاہ ختن نے کمند
کیا پہلوان گیو کے سر کو بند

رہام اور بیزن نے جاکر کمند
رہا کی سو شاہ پولاد وند

کہ دو ہین گئین ٹوٹ دونون کمند
علم کرکے پھر تیغ پولاد وند

پہونچکر بیک ضرب شمشیر کین
کیا خستہ بس گیو کو بھی وہین

گیا پیش رستم وہ نالہ کنان
کہا یون کہ اے پہلوان جہان

یہ سن کر گیا رخش پر ہو سوار
سوے رزم گہ رستم نامدار

جو خالی گئی پہلوان کی کمند
تو گرز گران لیکے پولاد وند

ہوا خون روان سر ہوا اور زرد
رہا زین پہ قائم یل ارجمند

خدا سے تہمتن نے کی التجا
کہ عاجز ہے اب رحم کر یا خدا

پھر اتنے مین بدخواہ نے آن کر
روان ہے تنی کی گرد کے کتف پر

کہ افسوس اے دل یہ وہ گرز تھا
کہ لرزان ہے سلسلہ جس سے البرز ہے

مری تیغ بران بھی تھی ناکارگر
دو دو پارہ کرتے سنگ و آہن کو صاف

پھر اُسنے کیا میل کشتی وہان
تہمتن نے یہ کی خواہش دل عیان

کہ افراسیاب دلاور کو یان
طلب یہ کیے تا کہ اے پہلوان

غرض اس سخن سے یہ تھا مدعا
کہ رستم نے لے دم راست بنا کیا

تھا عہد و پیمان یہ باہم تو کر
کہ ہٹ جائے لشکر عقب بیشتر

پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن
پھر آہستہ آکر شہ پیلتن

جگر چاک اُس کا دہن جیجو
توقف کو از راہ مت دیجیو

گیا کہہ کے افراسیاب دلیر
فرود آئے گھوڑے سے دونون دلیر

کیا زور رستم نے انجام کار
کہ دشمن نہ قائم رہا زینہار

دلے دم جر آیا بداندیش نے
کیا مکر بدخواہ بد کیش نے

گیا یہ سو رخش تا ہو سوار
گریزان ہوا اٹھ کے وہ شہسوار

کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد
حضور اُسکے ہے کوہ البرز گرد

عقب اُسکے پہونچا جو گرد دلیر
تو گردان توران نے برسائے تیر

لگا کہنے لشکر سے پولادوند
کہ تخت و زر و گنج و نام بلند

یہان سے ہمین کچھ بھی حاصل نہین | بھلا کس لیے ہو جیے گرم کین
چلو پھر بسوے دیار ختن | یہ کہہ کر گیا شہریار ختن
لگا کہنے پیران سے شاہنشہا | سپر لے کے شاہ ختن اٹھ گیا
ہوئی ان سبب سے یہ بیدل سپاہ | نہین سوے پیکار مائل سپاہ
مناسب نہین ہے توقف یہان | سو خانہ پس ہو جیے اب روان
غرض شکوہ آئے بصد اضطراب | گریزان ہوا شاہ افراسیاب
لگا ہاتھ رستم کے بھر مال و گنج | مبدل ہوا ساتھ راحت کے رنج
تہمتن نے ہر اک کو باصد طرب | کیا ملک توران کو تقسیم سب
بفتح و ظفر لے کے بھر مال و زر | گیا پیش کیخسرو نامور
ہوا شاد کیخسرو نامجو | دیا گنج و زر رستم گرد کو
سوا اسکے سب مال مغرور تھی | تہمتن کو بخشا بہ فرط خوشی
کیا بیژن و گیو کو پھر طلب | وہ توران سے آئے پے لیکے سب

جنگ رستم با دیو اکوان و کشتہ شدنش از دست رستم

کہون قصہ اب دریا آب درنگ | سناؤ نہین اکوان و رستم کی جنگ
ہوا جشن آراستہ ایک روز | سر تخت خسرو تھا جلوہ فروز
امیران و گردان ایران دیار | حضور اسکے حاضر تھے سب نامدار
کہا ایک چوپان نے وان آن کر | کہ گلے مین اسپان کے اک گورخر
کہین دامن دشت سے آ گیا | گئی سب کو اُسنے ضائع کیا
یہ کہنے لگا خسرو پیل زور | نہین زور مین اسکا ہمسر سب گور
تعجب ہے اور حیرت کا ہے یہ مقام | کہ آ کر گیا گورخر نے یہ کام
یہ سن کر وہین موبدان کہن | لگے کہنے یون پیش شاہ زمن
کہ ہے ایک اکوان دیو لعین | سر چشمہ صحرا مین مسکن گزین
ہوا دشت مین آشکارا آن کر | وہی دیو ہے صورت گورخر
سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا | تہمتن سے خسرو نے تب یون کہا
کہ اے پہلوان رستم پیلتن | ترا کام ہے کشتن اہرمن
نہین اور کو تاب یہ زینہار | یہ تکلیف بھی تو ہی کر اختیار
وہین لیکے گرز و کمند و سنان | تہمتن ہوا سوے صحرا روان
سو گورخر جا کے پھینکی کمند | وہ غائب ہوا کچھ نہ پہونچا گزند
پھر اک دم مین پیدا ہوا وہ لعین | یہ دوڑا وہین کھینچ کر تیغ کین
کیا چاہیے تھا زخم اسیر رہا | نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہو گیا
یہ سمجھا تہمتن یل پیل زور | کہ ہے بیگمان دیو اکوان یہ گور
غرض اس طرح سے وہ دیو پلید | گہے تھا نمایان گہے ناپدید
رہا تین دن تک تہمتن خراب | نہ آرام تھا دن کو نے شب کو خواب
پر روز چہارم سوار دلیر | ہوا اور صحرا مین آرام گیر
گیا خواب مین جبکہ وہ پہلوان | تو پھر آن کے دیو اکوان نے وان
زمین کو شتابی بریدہ کیا | اٹھا کر تہمتن کو بس لے گیا
ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن | لگا کہنے تب اُس سے یون اہرمن
کہ دریا مین پھینکون مین یا کوہ پر | جو ہو خواہش دل بیان مجھسے کر
سمجھتا تھا یہ رستم شیر گیر | کہ برعکس ہے کار دیو شریر
کہا دیو سے پھینک دے کوہ پر | کہ تا استخوان ریزہ ہون سربسر
اسے دیو ناپاک نے پھر وہین | دیا پھینک دریا مین اسکو وہین
گرا جبکہ دریا مین تب بیدرنگ | سو رستم گرا دوڑے نہنگ
جوانمرد اس وقت لایا نباہ | سو آفرینندۂ مہر و ماہ
زور سے دلیری علم کرکے تیغ | لگا قتل کرنے انھین بیدریغ
یل پیلتن خوب تیراک تھا | دلیر و جوانمرد و بیباک تھا
شناور تھا یکدست سے پہلوان | بدست دگر تھا ستیزہ کنان
بعون عنایات و لطف خدا | کنارے سے یہ پہونچا وہ جنگ آزما
سلاح و لباس اپنا کر خشک وان | ہوا پھر سوے دیو اکوان روان
یہ اس چشمہ پر رفتہ رفتہ گیا | کہ گھوڑون کا یعنی چراگاہ تھا
جوانمرد کا رخش چرتا تھا وان | ہوا پھر سوار اشہب وہ پہلوان
جو چوپان تھا خسرو کی سرکار کا | وہان اُسنے گلہ کو رکھا نہ تھا
سپہدار توران کا گلہ بان | کہین اپنے گلہ کو لایا وہان
روان لے کے گلہ ہوا پیلتن | سو خسرو خسروان زمن
خبر پا کے چوپان افراسیاب | سو رستم گرد آیا شتاب
اسے دیکھ کر رستم نامور | خروشندہ وان ہو کے جون شیر نر

یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے
بھلا کس لیے تم مقابل ہوے
یہ مردانگی دیکھ حیران ہوے
دلے تھا وہ منزل بمنزل روان
گیا کر کے یلغار پھر برزد
کیے کشتہ پھر گرز سے بیدرنگ
وہ سرکردہ فوج توران دیار
طرف سے تھا خسرو کے اک اہدار
روانہ بسوے بیابان ہوا
کہا دیکے سوگند گر تو ہے مرد
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو
یہ سن کر تہمتن نے ڈالی کمند
جدا دیو کے جسم سے کرکے سر
جو دیکھا سر دیو حیران ہوا
پھر اک جشن ترتیب شہ نے کیا
رہی بزم عشرت وہاں چند روز
مرے دل مین ہے آرزوے وطن
دو منزل گیا اُسکے ہمراہ شاہ

نبرد آزمائی مرا کام ہے
عبث سوے پیکار مائل ہوے
وہ ناچار یکسر گریزان ہوے
کہ ترکون کی پھوڑی سینہ ملگھان
مقابل ہوا اُسکے وہ شیر مرد
پہل نامداران بہنگام جنگ
ہوا جادہ پیماے دشت فراز
گیا پیش اُسکے وہ جنگی سوار
پے جنگ اکوان شتابان ہوا
تو اے دیو آ سامنے کر نبرد
لگا کہنے رستم سے کر کے غریو
کمر کو کیا دیو اکوان کے بند
شتابی سے فتراک سے باندھ کر
تہمتن کا خسرو ثنا خوان ہوا
مہیا تھا اسباب سب عیش کا
رہا دور جام مے دل فروز
مجھے کیجے رخصت بسوے وطن
تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ
کہوں کیا کہ ہے یہ عجب داستان

تمھارا جو ہے شاہ افراسیاب
یہ کہہ کر وہین کھینچ کر تیغ
تہمتن ہوا پھر روان بیشتر
خبر پا کے رستم کی اک نامدار
کیے کشتہ گردان بہت تیر سے
سواروں کو یکدست کرکے تباہ
بہ فتح و ظفر رستم پہلوان
وہ گلہ بھی اور چار پیل بلند
پہونچکر سر چشمہ وہ پہلوان
نہین کار مردان پیکار جو
کہ جنگ نہنگان سے ہو کر رہا
بیک ضرب گرز گران پھر وہین
روان ہو گیے پھر پیش خسرو گیا
طلب کرکے پھر سیم و زر بیشمار
بہم خسرو و رستم نامور
کیا عرض رستم نے یون بعد ازان
تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا
اب آگے بیان رزم بیژن کہون
کہ سننے سے ہوا شک جسکی زبان

کیا مین نے اُسکو تباہ و خراب
کیا قتل کتنون کو وقت ستیز
نگہبان تھا گلے کا شام و سحر
سپہ لیکے اور پیل جنگی ہزار
کیا قتل کتنون کو شمشیر سے
لیے گرد نے چار پیل سیاہ
ہوا پیشتر پھر وہان سے روان
سپرد اسکے کرکے پیل ارجمند
خروشان ہوا مثل شیر ژیان
کہ آزار دین خواب مین مرد کو
پھر آیا یہان تو براے دغا
پریشان کیا مغز دیو لعین
شہنشہ نے اعزاز اس کا کیا
کیا رستم پہلوان پر نثار
ہوے مائل عیش شام و سحر
کہ اے خسرو خسروان جہان
بہت مال اور گنج اُسکو دیا
کہن قصہ کو تازگی سے لکھون

رفتن بیژن پسر گیو طرف ارمان براے جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن در مرغزاری و فریفتہ شدن منیژہ دخت افراسیاب بر جمال بیژن پہلوان و ہمراہ بردنش بہ شبستان خود و خبر یافتن افراسیاب زین ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم پہلوان از بند و رفتن سوی ایران

کہین آگے ارمانیان ایک روز
کہ ارمان مین خسرو سرفراز
ستم سے گرازون کے ہم آگئے یا ان
اُٹھا بیژن پور گیو دلیر
ولے گیو بولا کہ اے شہریار

حضور جہاندار گیتی فروز
تعدی کنان ہین ہزارون گراز
نظر کر بہ حال ستم دیدگان
شہ شیر صولت سے بولا وہ شیر
یہ کار آزمودہ نہین زینہار

بسان غریبان و بیچارگان
نہ چھوڑین زراعت نہ برگ و شجر
یہ خسرو نے سنکر نظر کی وہین
مجھے حکم ہواے شہ نامجو
یہ سن کر لگا کہنے مرد دلیر

لگے کرنے فریاد و شور و فغان
ستاتے ہین مردم کو شام و سحر
سو پہلوانان ایران زمین
کرون قتل خوکان خونخوار کو
جوان ہون و لیکن تبہ ہے ہنر

یہ کہکر وہین بیزن پہلوان
گرازدان کے بیشے مین پہونچا وہ جب
نہ زنہار گرگین مددگار تھا
وہین کھینچکر خنجر آب گون
گرازان خونخوار کو قتل کر
بفتح و ظفر خرم و شادمان
کہ یان دشت ہی ایک رشک جنان
وہ ہر سال آتی ہی وان سیر کو
کہ صحرا مین ہی اندنون نازنین
سنا وصف جب ماہ رخسار کا
کہ بیٹھی ہوئی ہے بناز و ادا
مہیا ہی وان بادہ و چنگ و رود
ہوا پہلوان عاشق دلستان
کہ کوئی نہین آسکے ہی یہان
منیژہ نے دایہ سے پھر یون کہا
شتابان ہوئی دایۂ خوشخصال
لے جنگ خوکان مین آیا ادھر
مجھے شوق دیدار لایا یہان
کیا اور بھی اُس کو امیدوار
یہ سنکر گئی دایہ با صد طرب
گئی دایہ پھر پیش بیزن دوان
لگا کہنے گرگین مین ٹھہرین یہان
یہ جانا کہ وان بیزن پہلوان
وہین سیکھے بیزن کے شبدیز کو
کیا پھر محبت سے وان ہمکنار
ہوئی بادہ پیما بفرط و طرب
ہوا مستئ بادہ کا جبکہ جوش
نہفتہ کیا قصر مین رات کو
بہت دل مین اپنے پشیمان ہوا

گیا شاہ سے ہو کے رخصت وہان
گرازان مقابل ہوئے آ کے سب
فقط وہ جوان گرم پیکار تھا
دلاور نے اُسکو کیا غرق خون
کیا دشت کو بحر خون سر بسر
رہا جا کے پھر دشتبن پہلوان
ہر اک رنگ کے گل شگفتہ ہین وہان
لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو
لیے سیر اُس جلا قامت گرگین
ہوا دل سے مشتاق دیدار کا
لیے ساتھ اپنے کئی دلربا
گل و سرو و مینا و جام و سرود
ہوئی دلستان عاشق پہلوان
عجب ہی کہ یہ بیشہ اور یہ جوان
کہ تو اس جوان کے فدا یاس جا
ہوئی جا کے بیزن سے پرسانحال
کیا دفع مین نے اُنھین سر بسر
بعزو تمنا مین آیا یہان
کہا پھر یہ تدبیر کر ایک بار
کہی دلستان سے حقیقت یہ سب
لگی کہنے اس سے کہ اے پہلوان
تری پاسبانی کو اے نوجوان
اسیر بلا ہووے گا بیگمان
روان سوے ایران ہوا نا بجہ
منیژہ نے بیزن کو بے اختیار
رہی عیش سے وان سہ روز و سہ شب
رہا کچھ نہ زنہار بیزن کو ہوش
رکھا سب سے پوشیدہ اس بات کو
نہایت دل اُسکا پریشان ہوا

ولے اُسکے ہمراہ گرگین گیا
گرازون سے بیزن ہوا ہم نبرد
گراز ایک آیا سوے پہلوان
غرض اسطرح سے بگرز و خدنگ
لگا دی وہان آگ بھی چار سو
کئی روز مشغول عشرت رہا
منیژہ ہی اک دخت افراسیاب
یہ گرگین نے قصہ کیا جب بیان
ہر اک نے منیژہ کی تعریف کی
جو پہونچا وہان بیزن نامور
کنیزان ہین پیرامن نازنین
گیا بیزن گرد جب متصل
لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب
چلا آیا اس طرح سے بے خطر
شتاب اس سے احوال دریافت کر
یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان
سنا مین نے یہ دخت ہی خوبرو
یہ کہکر اُسے دی وہ انگشتری
کہ دیکھون منیژہ کے پاس آنکر
منیژہ یہ بولی کہ لاؤ اُسے
منیژہ نے تجھکو کیا ہے طلب
ہر اک طرح تھا گرچہ گرگین بزرگ
گیا جب اُدھر بیزن نامدار
گیا جبکہ بیزن تو وہ نازنین
ہوا جب ہم آغوش آرام دل
بروز چہارم ہوا بیخبر
عماری زرین مین پھر ڈالکر
ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار
لگا کہنے اے کردگار جہان

بحکم جہاندار کشور کشا
لگا کرنے شیری یل شیر مرد
کہ پارہ کیا جوشن پرنیان
ہزارون کیے کشتے ہنگام جنگ
جلے سب گرازان پیکار جو
پھر اک روز گرگین نے اُس سے کہا
نہین روکش اُسکے مہ و آفتاب
لگے کہنے تب وانکے باشندگان
بیان حسن کی اُسکے توصیف کی
تو یہ دور سے اُسکو آیا نظر
ستارے ہون جون گرد ماہ مبین
ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل
کہ ہی اس قدر خوف افراسیاب
نہ ہرگز گیا اُسنے کچھ بھی حذر
کہ یہ آن پہونچا ہی کیونکر ادھر
مرا نام ہی بیزن پہلوان
ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
جسے دیکھ حیرت مین ہو جوہری
تماشا سے رخسار رشک قمر
مرے پاس لاکر بٹھاؤ اُسے
گیا ساتھ اُسکے وہ با صد طرب
ولے کینہ آور تھا مانند گرگ
یہ بدکیش ٹھہرا نہ وان زینہار
گئی سوے خرگاہ اُٹھکر وہین
میسر ہوا سر بسر کام دل
گیا خواب مین بیزن نامور
منیژہ اُسے لے گئی سر بسر
گرفتار حیرت ہوا نامدار
تو ہے عالم آشکار و نہان

بڑھے مجھ پہ گرگین نے صد افسون
سو راہ بد وہ ہوا راہنمون

منیژہ نے کی جمع خاطر کمال
کہا یون کہ دل کو نہ کر پر ملال

فدا ہون مین اور تجھ پہ قربان ہون
رضا جو تری با دل و جان ہون

اگر شاہ توران سے پہونچے ضرر
تو جان ہو مری تیرے آگے سپر

یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
ہوے دولت وصل سے کامیاب

نہ تھا دخل نامحرمون کو وہان
کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ عیان

پھری گردش چرخ انجام کار
کہ یکسان نہین دائما روزگار

گیا وہ ہین دربان خانہ خراب
کیا عرض یون پیش افراسیاب

ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
فراحان سالار کو بس وہین

شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار
کوئی جاکے وان دیکھ لے ایکبار

وہ ہی لائق قید و بند گران
عقوبت ہی اُس پر روا بیگمان

کہ بھیجا سواران بیکار جو
تو محصور کر جاکے اب کاخ کو

یہ سنکر جو گرشیوز کینہ خواہ
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ

در کاخ مسدود آیا نظر
شکستہ کیا در کو پھر زود تر

جو دیکھا ہو نجگر در خانہ ہیچ
تو اک مرد بیگانہ آیا نظر

نہ چنگ و دف و رود تنہا وہان
سہ صد حور چہرہ پرستندگان

شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہی
یہان کس طرح سے تو گستاخ ہے

کہ یان ہی نہ تو سن نہ گرز و خدنگ
کرون کس طرح ساتھ دشمن کے جنگ

نہین کوئی اس دم مرا یار ہی
جہان آفرین بس مددگار ہی

دلیرانہ آیا در خیمہ پر
خروشان ہوا آکے عریان شیر نر

مقابل ہو میرے جو کوئی جوان
تو کھو دے سر اپنا وہین رایگان

تو نیکی کرے مجھسے گر ایکبار
چلون ساتھ تیرے سوے شہریار

جو دیکھا کہ بیژن دلاور جوان
ارے گشتہ لشکر کو اب بیگمان

گیا ساتھ بیژن کے عہد آشنا
لیا اُس سے وہ خنجر آبدار

اُسے لے گیا سوے افراسیاب
کشان سر برہنہ بحال خراب

گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
کہا شاہ توران نے اے نیکبخت

لگا کہنے بیژن کہ اے تاجور
بجنگ گرازان مین آیا ادھر

مرا یار گم ہو گیا ناگہان
سو دشت آیا نفحص کنان

بکایک ہوا اک پری کا گذر
اُڑا لے گئی مجھ کو وان آن کر

اسیر بلا اُسنے مجھکو کیا
عوض اُس سے لے یار سیات کا

جوانون کو در پیش ہو رزمگاہ
کبھی شادی و عشرت و بزمگاہ

مرے گھر کو اپنا ہی تو خانہ جان
مری جان مجھکو نہ بیگانہ جان

تو اب شوق سے نوش کر جام مے
کہ ہرگز نہین جاے اندیشہ ہی

شب و روز رہنے لگے ہمکنار
نہ تھا کار جز عیش وان زینہار

کئی سال گذرے بعیش و سرور
قرین عیش و عشرت غم و رنج دور

خبردار دربان ہوا ناگہان
ہوا اُسکو اندیشۂ خوف جان

کہ شاہا گیا ننگ و ناموس مفت
منیژہ کا اک گرد ایران ہی جفت

بلا کر کہا مصلحت اب ہی کیا
فراحان نے یہ عرض شہ سے کیا

اگر کاخ مین غیر کو بار ہے
تو پھر اس مین کیا جاے تکرار ہے

سخن شاہ نے سنکے سالار کا
یہ گرشیوز کینہ جو سے کہا

شبستان مین دیکھے کسکو اگر
تو لے آ کشان یان اسے باندھکر

سنی بانگ قانون چنگ و رباب
لیا گھیر ہر اک طرف سے شتاب

گیا اندرون محل کینہ خواہ
گیا پھر ادھر تھی جدھر رشک ماہ

منیژہ ہی اور وہ جوان ہمکنار
بہم بیجا بانہ ہین بادہ خوار

یہ دیکھا تو گرشیوز کینہ جو
ہوا نعرہ زن یون کہ ہی کون تو

ہوا سنکے بیژن تو بس ہا اب
لگا کہنے کھا کر وہین پیچ و تاب

ہوا بخت برگشتہ انجام کار
نہ ہرگز ہوا فق رہا زینہار

یہ کہکر وہین لیکے نام خدا
لیا کھینچ خنجر جو موزے مین تھا

کہ بیژن ہون مین پور گیو دلیر
شجاعت کے بیشے کا ایک نرہ شیر

مین اس خنجر تیز سے اب گردن
بہت نامدارون کو بس غرق خون

روا شاہ مجھ پر نہ رکھے ستم
شفاعت کرے تو مری کھا قسم

گرفتار کرنا ہے دشوار تر
کہ تھنے یہ اب اُسنے باندھی کمر

ہوا ہاتھ سے جبکہ خنجر جدا
گرفتار بیژن کو اس دم کیا

نہو طالع نیک یاور اگر
تو ہرگز نہ کچھ کام آدے نظر

ترا کیسے توران مین آنا ہوا
شبستان مین کس طرح جانا ہوا

لگا کرنے صید افگنی بعد جنگ
خوشی سے تہ چرخ فیروزہ رنگ

ہوا خفتہ پھر مین بزیر درخت
ہوے خفتہ گویا مرے ہاے بخت

نمودار پھر فوج توران ہوئی
عمارت اک ایسی نمایان ہوئی

پری نے یہ سنکر غضب یہ کیا
اثر سے فسون کے دہن پہ خطر
نہین تھی پری بخت برگشتہ تھا
تو وہ ہی کہ با گرز و تیغ و خدنگ
نہین رہتا تیرا سخن زینہار
مرا بستہ کرنا کچھ آسان نہ تھا
دلیران و ترکان جنگی سوار
رہے زندہ ترکو نسے گر اک سوار
لگا کہنے کھینچ اسکو اب دار پر
برادر نہ تھا نے کوئی یار تھا
یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ کہکر وہ سردار والا خطاب
نہ بیٹھا تو شہ نے یہ ہنسکر کہا
جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم
کئی بار دی پیشتر مین نے پند
کہ کین سیاوش کو تازہ نکر
کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دون
یہ سنکر وہ جور و بیداد سے
اور اک دیو اکوان نے سنگ گران
منیژہ کو بھی یان سے لیجایئے
کیا قید بیژن کو لیجا کے وان
کہ دختر پہ اندازہ رکھئے روا
سبب سے محبت کے ادر چاہ کے
وہ بیژن کو روزن سے پہونچاتی تھی
سنو کارسازی جہان آفرین
کہان ہی تہمتن دلیر پہلوان
جو پہونچے تو اک بیشہ آیا نظر
ملا سے گزاران تہ خون و خاک
بیابان مین اک گور آیا نظر

کہ مجھکو عماری مین بٹھلا دیا
پریرو مجھے لے گئی اپنے گھر
کہ جس نے کیا یون اسیر بلا
کدا اسپ کرتا تھا میدان جنگ
تو جانبر نہو دیگا انجام کار
ولے تیرے داماد نے کی دغا
مقابل مرے کر تنہا یک ہزار
تو مت کہہ مجھے بیژن نامدار
نگون بخت کو تو نگونسار کر
خدا لیکن اُسکا مددگار تھا
یہ پیران ویسہ نے سنکر کہا
شتابی گیا پیش افراسیاب
گذارش تو کر اب ہی کیا مدعا
تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم
نہ شنوا ہوا جب شہ ارجمند
درخت بلا کو نہ کر بارور
تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون
کہا شاہ نے اپنے داماد سے
بیابان مین پھینکا جو تھا اکچان
نگونسار بیشے مین لٹکائیے
کنوئین کے رکھا منھ پر سنگ گران
گزند اسکو پہونچائیے مت شہا
رہی جا کے نزدیک اُس چاہ کے
کچھ اک اس مین سے آپ بھی کھاتی تھی
کہ گرگین گیا سوے ایران زمین
یہ راز نہان سر بسر کر عیان
پڑے سے جب بچا تھے بریدہ شجر
کیا دشت کو تہمتن نے خوکانسے پاک
[illegible]

عماری مین بیٹھی جو تھی نازنین
نہین اسمین زنہار میرا گناہ
لگا کہنے پھر شاہ توران دیار
اور اب دست بستہ مثال زنان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو اک توسن دگر زاب مجھکو دے
تماشا تو پھر دیکھ میدان مین
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
اُسے لے گیا وہ سوے دار جب
سنو کارسازی کا حق کی بیان
کہ یارو نہ جلدی کو یان راہ رو
ہوا ایستادہ ادب سے وہان
اگر گنج مطلوب ہو دون تجھے
نکر بیژن نامور کو ہلاک
ہوا کام سے دست بردار تب
سیاوش کو جو قتل تو نے کیا
کیا سنکے پیران نے پھر یون بیان
کہ کر چاہ تاریک مین اسکو بند
دہن پر تو رکھ چاہ کے اک سنگ
بفرمودۂ شاہ افراسیاب
منیژہ کی مان دوڑی آئی شتاب
شفاعت ہوئی گو عقوبت سے بر
گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح و شام
جہان آفرین داور دادرس
کہا گیو گودرز سے جا کے جب
یہ گرگین نے پایا سخن یا گیو کو
گرازان خونخوار آئے دہن
ہوے دانسے پھر سوے ایران روان
طرف اُسکے دوڑے کہ تہمتن کو

پڑھا اُسپہ افسون پری نے وہین
نہ آلودہ عصیان سے ہی رشک ماہ
کہ اے بخت برگشتہ روزگار
یہ گفتار مستانہ کہتا ہے یان
تو بیژن نے اُسکو دیا یہ جواب
کہ دکھلاؤن اپنی دلیری تجھے
کرون قتل سبکو مین اک آن مین
یہ کر شیوہ کینہ جو سے شتاب
کیا خلق نے آکے انبوہ تب
کہ پیران اُدھر آ گیا ناگہان
ہلاک اس جوان کو ابھی مت کرو
کہا شہ نے آ بیٹھ اے پہلوان
اگر تاج چاہے تو بخشون تجھے
ذرا دل مین کر خوف یزدان پاک
ولے پھر مین کہتا ہون اے شاہ اب
تو پھر کیا اُٹھایا بھلا فائدہ
کہ رکھئے گرفتار بند گران
ہر اک طرح سے اُسکو پہونچا گزند
نہ زنہار اس بات مین کر درنگ
سنا جب تو اُس کینہ جو نے شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب
کیا شہ نے دختر کو گھر سے بدر
جو کچھ ہاتھ آتا تھا اُسکو طعام
ہوا آخر کار فریاد رس
لگا پوچھنے گیو گرگین سے تب
کہ نزدیک ارمان ہم ہے نامجو
ہوے اُنسے ہم گرم پیکار کین
طرب ساز و شادان و صید افگنان
شتابان ہوا بیژن نامجو

سو بیژن آیا وہ مانند پیل
و لیکن ہوا گور رو انسے روان
نہ زنہار بیژن کا پایا نشان
ہوا دل مرا سخت اندوہگین
یہ سنکر سخنہاے بے اعتبار
یہ چاہا کہ گرگین بد کیش کا
اُسے پیش کیخسرو نامدار
کہ تو لیگیا تھا مرے پور کو
کہے ہے تو اب مکر کی گفتگو
شتابی سے پھر تیغ کین کھینچکر
دو صد تازیانے لگاے وہین
گیا گیو لیکر اُسے پیش شاہ
مرا ہاے تھا ایک نور بصر
کرے ہے یہ گفتار مکر و فریب
پہونچ داد کو میری اے شہریار
کہ گرگین نے تجھسے بیان کیا کیا
شہنشہ نے گرگین کو دینگا یان
نظر کرکے وہ طالع و وقت پر
یہ سنکر کہا شہ نے پھر گیو کو
چھڑالاؤن بیژن کو اب بند سے
کہ اختر شناسون کی گفتار کا
نشان پاوین اُسکا تو فہو المراد
تو نوروز کا کیجیو انتظار
ہوا گیو شادان یہ سنکر سخن
یہ کہکر گیا پہلوان اپنے گھر
ہوے ہر طرف وہ تفحص کنان
گیا گیو باخاطر پر الم
طلب کرکے پھر جام گیتی نما
بہت غور سے تھا نظارہ کنان

خروشان و جوشند چون رود نیل
عقب اُسکے تھا بیژن پہلوان
نہ دیکھی کہین صورت پہلوان
کئی دن ہوا دان اقامت گزین
ہوا گیو بے اختیار اشکبار
کرے خنجر تیز سے سر جدا
تو جا لیکے اے پور فرخ شعار
کہان گم کیا تو نے اے کینہ جو
ملاؤن تری خاک مین آبرو
کردن مین جدا جسم سے تیرے سر
کیا خستہ گرگین کو از روے کین
بچشم پر آب و دل کینہ خواہ
کہ دلشاد تھا جس سے شام و سحر
کہ سنکر اُڑا بس قرار و شکیب
کہ گرگین نے مجھکو کیا سوگوار
سنا تھا جو اُسنے وہ شہ سے کہا
کیا پھر گرفتار بند گران
لگے کہنے پیش شہ نامور
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو
ملاؤن تجھے تیرے فرزند سے
اُسے کچھ بھی زنہار یاور نہ تھا
خبر دین ہمین آن کر شاد شاد
کہ جب آوے نوروز فصل بہار
و عادی کہ اے سرور انجمن
وہین پھر سواران پر خاش پر
و لیکن کہین کچھ نہ پایا نشان
دل زار بیتاب اور چشم نم
لگا دیکھنے شاہ کشور کشا
سو ہفت کشور شہ خسروان

شتابی سے بیژن نے ڈالی کمند
نظر سے ہوا گور بیژن نہان
و لے توسن بیژن نامدار
غرض با دل و درد آیا یہان
یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جوان
کہا لیک گودرز نے پھر وہین
وہین گیو پھر با دل دردمند
کیا تو نے مجھکو تباہ و خراب
تجھے لیچلون پیش خسرو ابھی
پکڑ بال گرگین کے پھر بعد ازان
ہوا نیلگون سر بسر جسم زار
کیا عرض اے شاہ گیتی پناہ
اُسے کرکے گم آپ آیا یہان
بجز توسن بیژن پہلوان
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام
کیا شہ نے پھر موبدانکو طلب
کہ توران مین ہے زندہ وہ پہلوان
سو ملک توران مین کھینچون سپاہ
یہ کہتا تو تھا خسرو پاک دین
کہا شاہ نے پھر کہ اے نامدار
مبادا نہو وے اگر آگہی
نظارہ کرون جام گیتی نما
جہان مین تو وہ جبتلک ہے جان
روانہ کیے گیو نے چار سو
جو نوروز فرخ ہوا جلوہ گر
جو خسرو نے دیکھا اُسے بیقرار
ستارے جو ہین سات افلاک کے
نشان بیژن نامور کا کہین

کرے گور کے سر کو تا در ہین بند
شتابان ہوا مین تفحص کنان
جو دیکھون تو صحرا مین ہے بے سوار
یہ توسن جو پایا سو لایا یہان
گرفتار رنج و بلا ناگہان
کہ مت کھینچ اسیر تو اسب تیغ کین
یہ گرگین سے بولا ہبانگ بلند
گیا چشم و دل سے مرے صبر و خواب
اُسے اس حقیقت سے دون آگہی
اُسے لیچلے وانسے گردن کشان
ہوا بس وہ بیہوش انجام کار
مرے سر پہ آئی یکایک بلا
یہ گرگین بد کیش نکبت نشان
نہین اور بیژن کا ہرگز نشان
لگا گیو سے کہنے خسرو وہین
وہ بیہودہ کرنے لگا وان کلام
کہا دیکھو احوال بیژن کا اب
و لے ہے گرفتار بند گران
وہان جاکے ترکونسے ہون کینہ خواہ
و لے گیو کو تھا نہ ہرگز یقین
پے جستجو بھیج ہر سو سوار
تو مت کیجیو صبر سے دل تہی
کہ دریافت احوال ہو گرد کا
بصد حشمت و دولت و فر و شان
کرین جاکے بیژن کی وہ جستجو
تو پھر پیش کیخسرو نامور
پریشان دل مضطر و اشکبار
لگے تھے وہ اس جام مین سر بسر
پدیدار ہوتا تھا ہرگز نہین

سوے کشور گرگساران نگاہ
اور اک دخت اُسکی ہی خدمتگزار
مگر چاہ مین قید اور خستہ ہے
وہ بولا کہ اے خسرو نامجو
تہمتن ہی پیل افگن و شیر جنگ
ہوا گیو لے نامۂ شہریار
زبان پر سخن اور آنکھون مین نم
کہ آرام سے اب وطن مین رہون
مے بیژن نامور کا بحال
مرا بیژن پہلوان پور ہے
یہ کہکر بجنگ دمے دل فروز
جو نزدیک پہونچا یل نامدار
وہ رخت و جواہر مہیا کیا
ہوا رستم گرد کا مدح خوان
پے بیژن پور گیو دلیر
زمین بوس ہوکر وہ جنگ آزما
اگر سامنے آوے تیر و سنان
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور
شتابان ہون اب مثل باز زاگن
یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان
گرانمایہ دہشت ادہم باد پا
شتر بار پر از پرنیان و حریر
یلان نبرد آزما یک ہزار
تہمتن نے جب قصد توران کیا
تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا
کیا یہ سخن گرد نے جب بیان
کہ گرگین کو اب شہ رہا کیجیے
کہ بیژن رہا ہوکے آوے ادھر

بڑی جب تو کیا دیکھتا ہی وہ شاہ
کہ نسل کیانسے ہی وہ گلعذار
سلاسل سے بس دست پابستہ ہی
شتابی سے بر دو انگی مجھکو ہو
بنے گا یہ کام اُس سے بس بیدرنگ
شتابان سوے رستم نامدار
فغان کھینچتا تھا بعہ درد و غم
یہان سے نہ زنہار جنبش کرون
ہوا سنکے اے گیو غمگین کمال
مرے دیدۂ زار کا نور ہے
رہے محفل آرا بہم تا سہ روز
تو دوہن بحکم شہ کامگار
وہان تخت زر ایک برپا کیا
کہا تو ہی پشت و پناہ کیان
گوارہ تو کر رنج اے نرہ شیر
دعا و ثنا کر کے کہنے لگا
ترے حکم سے مین نہ موڑون عنان
یلان قوی جنگ جتنے ہین یا تن
سپاہ گران لیکے جاؤن اگر
کرون جاکے تدبیر ایسی وہان
مہیا کیا رخت سوداگران
وہ اُشتر برار گوہر بے بہا
تحائف ہر اقلیم کے بے نظیر
گئے ہمرہ رستم نامدار
یہ گرگین نے اُسوقت اُس سے کہا
کہ صادر ہوئی تجھسے ایسی خطا
ہوے پور گرگین کے گریہ کنان
مرے ساتھ رخصت اُسے دیجیے
تو جان بخشی اُس کی کجیے ہو زود تم

کہ بیژن کنوئین مین نگونسار ہے
کیا شہ نے پھر گیو سے یون بیان
نہ اندیشہ رکھ کر خدا پر نظر
کہ جاؤن چھڑالاؤن بیژن کو یان
مرا نامہ لیجا سوے سیستان
اسے جاکے نامہ دیا شاہ کا
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
بہت مین نے کھینچے ہین رنج و محن
ترے درد سے مین جگر خستہ ہون
تو رکھ جمع خاطر نہ کر اضطراب
بروز چہارم بسامان و ساز
گئے اُسکے لانے کو سب پہلوان
بٹھایا تہمتن کو اُس تخت پر
مددگار گردان ایران دیار
کہ تیرے سوا اے یل نامدار
کہ اے شاہ شاہان روے زمین
مین اس کام پر چست باندھون کمر
اُنھین ساتھ لیجا جنھین چاہے تو
تو ایسا نہو کھائے وہ پیچ و تاب
کہ آسان ہو یہ کار مشکل شتاب
جو تیار یکدست سامان ہوا
پر از جامہاے سیہ صد شتر
ہزار اشتر القصہ ہمراہ تھے
وہ پہنے ہوے جامۂ کاروان
رہا کرکے اے گرد فرخندہ خو
کہ لینا خطا ہی اب اُسے تو بخت
کیا عرض رستم نے پھر لاجرم
یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا
کرون عرض [illegible] گرگین کو بخشا بلا کر

بصد رنج و خواری گرفتار ہے
ترا پور زندہ ہے اے پہلوان
کہ آوے رہا ہوکے تیرا پسر
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
کہ تا آوے یان رستم پہلوان
سب احوال بیژن مفصل کہا
کہ اے گیو میرا ارادہ یہ تھا
نہین چاہتا دل کہ چھوڑون وطن
پے کار بیژن کمر بستہ ہون
کرلاؤن رہا کرکے اُسکو شتاب
روانہ ہوا رستم سرفراز
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان
وہ بیٹھا تو کیخسرو نامور
بخصم افگنی تو ہے پیل و نہال
نہین چارہ گر یان کوئی زینہار
ترا ہون مین اک بندۂ کمترین
چھڑالاؤن بیژن کو اب زود تر
روان لیکے ہو لشکر جنگجو
کرے قتل بیژن کو افراسیاب
ملے دست افسوس افراسیاب
تو رستم روان جبکہ توران ہوا
متاع گرانمایہ پاکیزہ تر
پر از تحفۂ خوب و دلخواہ تھے
بنے سر بسر صورت ساربان
مجھے لیچل اب اپنے ہمراہ تو
ترا نام بخشش خداوند تخت
حضور شہنشاہ کیوان غلام
[illegible]
[illegible]

ہوا حضامن اسباب کا پہلوان
تہمتن غرض مثل بازارگان
وہ مسکن ہوا رستم شاد بہر
ہو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب
لیے پیشکش اور کیا عجز وان
لگا پوچھنے اے خجستہ جوان
رکھوں ہوں میں لے سر در انجمن
وہ بولا کہ تو شہر میں جا کے رہ
ہوئے جبکہ آگاہ ہر مرد جوان
ہوا گرم بازار سوداگری
ہو رستم گرد آئی دوان
خبر بیژن نامور کی کہین
وہی نوجوان گیو کا پور ہے
نہین مجھکو دربار مین شہ کے بار
نہین گیو گودرز سے آگہی
لگی کہنے پھر کھینچکر ایک آہ
کہ بیچاری ہون اور ستمدیدہ ہون
مسر رحم سے پھر تہمتن وہین
بیان کر کہ تو کون ہے کیا ہے نام
منیژہ مین ہون دخت افراسیاب
پھرون ہون نہین در در بحال تباہ
وہ اک چاہ تاریک مین قید ہے
کنوئین کے دہن پر ہے سنگ گران
تو پہونچا سکیگی اُسے کچھ طعام
کہ لیجا تو یہ مرغ و بریان و نان
وہ خاتم جو رستم کے تھی نام کی
کہ ہر روز و شب کھینچتا تھا تو آہ
منیژہ یہ بولی کہ مین نے کیا
وہ بولا کہ اے گلرخ لالہ فام

ہوا ساتھ رستم کے گرگین روان
جہانگا ارادہ تھا پہونچا وہان
اقامت گزین جا کے بیرون شہر
حضور اُسکے کچھ تحفہ لایا شتاب
نہایت ہی پیران ہوا شاد ہان
تو ہے کون آیا کہان سے یہان
متاع گرانمایہ و دل پسند
مرے پاس اب شوق سے آئیو
کہ ایران سے آیا ہے اک کاروان
ہر اک جنس کے تھے وہان مشتری
دو دیدہ گہربار نالہ کنان
نہ پہونچی مگر سوے ایران زمین
پڑا قید مین سخت مجبور ہے
کسی سے بھی واقف نہین زینہار
نکر مغز میرا تو ناحق تہی
کہ بیچارگی پر مری کر نگاہ
پریشان و دلریش و رنجیدہ ہون
یہ بولا کہ زیر سپہر برین
ہوا زرد کیون عارض لالہ فام
کیا گردش آسمان نے خراب
لکھا تھا قضا نے یہی سر پہ آہ
ستمدیدہ جس رخ پہ کیسہ [illegible]
کیا سنگ کا ماجرا سب بیان
وہ پہونچا دی تھی جس طرح سے طعام
رکھی اسمین اپنی انگوٹھی نہان
یکایک جو دیکھا اُس جوان کہنے لگی
سبب کیا جو ہمدم کیا تو نہ واہ
ترے عشق مین ہائے جانکو دیا
کہا سنے تو یہ آج لائی طعام

ولیکن ہوے قید اُسکے پسر
کوئی شہر پیران ویسہ کا تھا
ہوا دل کو جب میل تحفہ کا
وہ سب گرانمایہ اک جام زر
ولیکن نہ جانا یہ کچھ زینہار
یہ پیران کو رستم نے پاسخ دیا
ہوا آکے وارد ترے شہر مین
نہین مال کا تجھپہ تیمار کچھ
تب آئے حضور شہ نامور
منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر
کہا یون کہ اے مرد عالی گہر
کہ ابتک نہ کوئی ہوا چارہ گر
ہوا پر غضب رستم نامجو
کہ ہو نہین تو اک مرد بازارگان
منیژہ لگی رونے پھر زار زار
نہین چاہیے سرد مہری تجھے
یہ آئین ایران سے ہے دور تر
پڑا تجھپہ یکبارگی کیا غضب
منیژہ لگی کہنے کر کے فغان
محبت سے بیژن کی اے نامور
ہوا ہے کیا مین احوال بیژن کا اب
بندھے اُسکے زنجیر مین دست و پا
دلا سا بہت دیکے وہ پیلتن
وہ طور اُسنے رستم سے ظاہر کیا
منیژہ نے جا کر دیا جب طعام
کیا تعجب دیکھ انگشتری
وہ بولا رکھے راز کو گر نہان
دے اتبک بھی تو ہے بدگمان
کیا یہ منیژہ نے اُس سے بیان

بحکم شہنشہ بجاے پدر
مقام اُس جگہ پیلتن نے کیا
سو دشت اک روز پیران گیا
کہ اُس جام مین بے بہا تھے گہر
کہ یہ شخص ہے رستم نامدار
کہ بازارگان ہو نہین ایران کا
کہ تو صاحب داد ہے دہر مین
کسی کو نہین تجھسے بیکار کچھ
خریدار و بیاد اسپ دگر
ہوئی تب شتابان وہ رشک قمر
تجھے کچھ ہے گودرز کی کی خبر
کسینے نہ بیچارے کی لی خبر
کہا رو برو سے مرے دور ہو
نہ سردار ہو نہین نہ کچھ پہلوان
ہوئی دیدۂ زار سے اشکبار
نکر دور [illegible] دے مجھے
کہ بیچارگان کی نہ پوچھین خبر
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
کرون حال اپنا مین اب کیا بیان
پڑی افسر و تخت سے دور تر
پڑا ناگہان اُسکے سر پر غضب
فغان اُسکے کھینچے ہر صبح و مسا
لگا کہنے اُس سے اے گلبدن
یہ سنکر تہمتن نے اُس سے کہا
ہوا بیژن پہلوان شاد کام
لگی کہنے دو ہین وہ رشک پری
تو آگے ترے ہین کیون میر پیلتن
بڑا حیف ہے تجھسے اے پہلوان
کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان

طعام اُسنے تیرے لیے یہ دیا
یہ پوچھا اُس سے اے مرد زور آزما
شتابان ہوئی وانسے وہ دلربا
گئی نصف شب الغرض جب گذر
دہن پر کنوئین کے رکھا تھا جو سنگ
کنوئین مین جو وہ تھا گرفتار بند
وہ زنجیر توڑی وہین سر بسر
کرون ایک شبخون مین ہدم شتاب
اسیری سے بیژن کو کرکے رہا
جو مانند دزدان یہان آن کر
چلون ساتھ تیرے مین اے شیر مرد
غرض رستم و بیژن پہلوان
کیا پاسبانان کو یکسر ہلاک
ہوا پھر روان رستم نامدار
کنوئین مین جو بیژن گرفتار تھا
تلافی کو بیژن کی آیا مین یان
پہونچکر تہمتن نے از روے کین
ہر اک گرد اک زن مہ جمال
یلان نے کیا جا کے آرام و خواب
ہزار اُسکے ہمراہ تھے پہلوان
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
رہے ساتھ میرے نہین تاب جنگ
دلیری و مردی و جرأت مری
ہوا سنکے شرمندہ افراسیاب
دلیرانہ تم گرم پیکار ہو
سنی جب سوارون نے گفتار شاہ
تہمتن نے لیکر وہین گرز و تیغ
ہوا جب نہ میدان مین کچھ کامیاب
کیے کشتہ و خستہ صد یا ہزار

سنا جب یہ بیژن نے تب یون کہا
تو بیژن کو کیونکر کرے گا رہا
تہمتن سے پیغام بیژن کہا
تہمتن نے ہو وقت باندھی کمر
دیا پھینک اُسکو اُٹھا بیدرنگ
نکالا اُسے ڈال کر پھر کمند
لگا کہنے بیژن سے پھر نامور
بسوے شبستان افراسیاب
دلیرانہ ساتھ اپنے اب لیگیا
شتاخسب ہوا خوف سے سربسر
کرون چلکے تورانیان سے نبرد
سو قلعہ با ہفت جنگ آوران
گئے قلعہ مین پھر وہ بیخوف و باک
سو خانۂ شاہ توران دیار
ہوا بند سے آج بارے رہا
مرا نام ہے رستم پہلوان
سر تخت اک گرز مارا وہین
شبستان سے لیکر گیا خوش کمال
ولیکن دم صبح افراسیاب
نبرد آزمایان جنگ آوران
تہمتن نے کھینچا بہت انتظار
مگر کچھ نہین ہے تجھے عار و ننگ
بہت آزمائی سپہ نے تری
سوارون سے بولا یہ کر کے عتاب
کہ یہ بیژن و رستم جنگ جو
ہوے حملہ آور سوے رزمگاہ
کیے قتل ترکان بہت بیدریغ
گیا سوے چین وانسے افراسیاب
پھر آیا بفتح و ظفر نامدار

یقین ہے کہ رستم ہے وہ کاردان
کہے تجھسے جو کچھ تو وہ کیجیو
یہ کہکر بفرمان رستم وہان
دیے ہفت گردان جنگ آزما
پڑا سنگ جاکر سو دشت چین
گرفتار زنجیر پایا اُسے
کہ کھینچے بہت تو نے رنج و تعب
کہ تا اُنکو معلوم ہو یہ سخن
وگرنہ کہینگے یہ تورانیان
لگا کہنے یون بیژن نامدار
کیا منع ہر چند رستم نے پر
ز روے دلیری شتابان عجب
سپہ ساتھ اُنکے ہوئی گرم کین
یہ آواز دی جا کے دہلیز پر
ذرا سوچ دل مین کہ جور بقدر
یہ آواز سنکر بصد اضطراب
پھڑک نازنین پر یہ چہرہ کو
سوا اُسکے کتنی پری چہرگان
سپہ لیکے آیا پے کارزار
مبارز لگا کرنے رستم طلب
کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب
کئی بار دیکھا ہے تو نے مجھے
زبون سخت ہین مجھسے تیرے سوار
کہ اے نامداران توران زمین
نہ جانبر ہون میدان سے اب زینہار
سواران توران ایرانیان
ہوے کشتہ تورانیان سر بسر
گیا اُسکے دنبال رستم دوان
زر و مال اسباب افراسیاب

رہائی کو میری اب آیا یہان
تغافل کو تو راہ مت دیجیو
رہی وہ پری پیکر دلستان
سر چاہ پر وہ دلاور گیا
ہلی اُسکے صدمے سے توران زمین
گلے سے شتابی لگایا اُسے
منیژہ کو تو لیکے جا یانسے اب
کہ اگر یہان رستم پیلتن
کہ نامرد تھا رستم پہلوان
نہ جاؤن تجھے چھوڑ کر زینہار
گیا ساتھ رستم کے وہ نامور
مقابل وہان پاسبانان ہوے
ولیکن ہوئی کشتہ یکسر وہین
کہ سن لے تو اے شاہ بیداد گر
روا کون رکھتا ہے داد بر
گریزان ہوا شاہ افراسیاب
پھرا وان سے لیکر ملی ناجو
گئین آپ ہمراہ ایرانیان
ہوا سنکے رستم بھی وہ ہین سوار
کہ ہو ہم نبرد آنکے کوئی اب
اگرچہ تری فوج ہے بیحساب
کہ دی مین نے تنہا ہزیمت تجھے
تو آیا عبث یان پے کارزار
یہ ہے رزمگہ جاے عشرت نہین
نہ ایران کا زندہ رہے اک سوار
ہوے گرم پیکار باہم دلان
رہے غالب ایرانیان سر بسر
دو فرسنگ مانند شیر ژیان
گیا لیکے پھر سوے ایران شتاب

سنا جبکہ یہ مژدۂ دل نواز — ہوا شاد کیخسرو سرفراز
گیا جبکہ نزدیک درگاہ شاہ — تو اگر جہاندار گیتی پناہ
دعا و ثنا کی تہمتن نے بھی — شہنشہ کی لایا بجا بندگی
ہوا شاد کیخسرو پاک دین — ہوئے گیو گودرز بھی خوشترین

گئے پیشوا نامداران تمام — ہوئے دیکھکر اسکو سب شادکام
تہمتن کو باصد خوشی لے گیا — ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
منیژہ بھی اور بیژن پہلوان — گئے جب حضور شہ خسروان
ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم — لگے رہنے مسرور و خرم بہم

ہوئی ختم بیژن کی اب داستان — سنو قصۂ برزوے پہلوان

جنگ کردن برزو با رستم و رسیدن افراسیاب در ایران و رفتن کیخسرو بمقابلہ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و بازرفتن بطرف توران

جو ناکام ہو کر بصد اضطراب — سوے چین گیا شاہ افراسیاب
ہوا شہ اُسے دیکھکر شادمان — لگا اُس سے پھر پوچھنے ایجوان
کہ اے بادشاہ ہوں میں دہقان پسر — نہیں جانتا لیک نام پدر
ہوا آن کے وہ طلبگار آب — پلایا اُسے اُسنے پانی شتاب
روانہ ہوا یان سے پھر وہ سوار — بحکم خدا یہ ہوئی باردار
جو پیدا ہوا میں تو سن اے شہنشہا — مرا نام مادر نے برزو رکھا
مرا ایک دشمن ہے رستم بنام — دلیری و مردی میں مشہور عام
اگر یہ نہووے تو جرأت نہیں — کہ ہو گرم کین فوج ایران زمین
سنا جب یہ برزو نے تب یوں کہا — کہ فسوس صد حیف شاہنشہا
لگا کہنے سالار عالی وقار — وہ یکتن ہے مانند یکصد ہزار
نہ شیر ہو گر زد سنان کارگر — نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر
کہ میدان میں جیدم ستیزہ کرون — تو صد کوہ آہن کو ریزہ کرون
نہیں ہے اگر رزم کی تجھکو تاب — رکھا نام کیون تو نے افراسیاب
یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ — ہوا اُس سے خواہان امداد شاہ
تو دون تجھکو میں دختر مہ جبین — کرون تجھکو سالار اقلیم چین
شہ چین کو اور شاہ ایران کو — کرون بند میں ہوکے پیکار جو
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب — سو خانۂ برزو کو لایا شتاب
زر و افسر و گنج و لشکر دیا — سرافراز برزو کو شہ نے کیا
دے اُس کی مان دو دہی آئی یہان — کیا آگے برزو سے اُسنے بیان
تہمتن سے عہدہ برآئی نہیں — تجھے تاب جنگ آزمائی نہیں
کئی بار دی شہ کو اُسنے شکست — کیا نامداران توران کو پست
وہ بولا کہ رستم سے ہون زورمند — مرے آگے ہے پست پیل بلند

تو آیا نظر راہ میں اک جوان — تنومند مانند پیل دمان
مجھے نام کا اپنے تو دے پتا — یہ سنکر وہ اسطرح گویا ہوا
سنا ہے یہ ماں سے کہ اک روز یان — کہیں اک سوار آگیا ناگہان
ہوئی اُسکے دل میں جو غالب ہوس — جوان نے کیا اُسکو ہمخواب بس
خدا جانے تھا کون وہ پہلوان — نہیں اُسکا معلوم نام و نشان
جو دیکھا اُسے شاہ نے بیلتن — روان ساتھ اُسکے کیا یہ سخن
مجھے سخت اُسنے ہے عاجز کیا — پراگندہ خاطر ہوں صبح و مسا
گمان ہے یہ مجھکو کہ ہنگام جنگ — تہمتن ترے ہاتھ سے ہووے تنگ
تو اک گرد سے ہے زبون اسقدر — ترے ہاے دل میں ہے خوف و خطر
توانائی اُس کی بیان کیا کرون — بجا ہے اگر کوہ آہن کہون
یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان — کیا شاہ سے اُسنے پھر یون بیان
سپہ تیری اور تو بھی نامرد ہے — کہ دل یون تہمتن سے پر درد ہے
نہیں تجھکو شایان ہے نام شہی — نہیں تجھکو زیبا کلاہ شہی
کہا یون کہ گر کشتہ ہوا ایجوان — ترے ہاتھ سے رستم پہلوان
قسم کھا کے برزو نے پھر پیش شاہ — کہا یون کہ اے شاہ خورشید جاہ
لگا دُن میں اب آگ ایران میں — کرون خون روان زابلستان میں
سراپردۂ خیل و اسپان زرین — دو صد نازنینان ماہ جبین و چین
ہوا شاد برزوے گردن فراز — جہان میں ہوا الغرض بے نیاز
کہ ہے دولت و جاہ جی کا وبال — اُٹھا جاہ و دولت کا جی سے خیال
وہ قاتل ہے دیوان خونخوار کا — مگر قصد تو اُس سے پیکار کا
تو اُن نامداروں کے ہمسر نہیں — دلیری میں اُنسے فزون تر نہیں
دیا پاسخ اُسنے کہ وہ شیرزاد — ہنر پہلوانی کے رکھتا ہے یاد

تو ہی کودن مخش اور بے ہنر   نہ کھو مفت جان عزیز اے پسر

نہ لیکن ذرا لائق کار تھے   موافق نہ برزو کے زنہار تھے

بلا کر سپہ گر جو تھے با ہنر   یہ بولا کہ برزو کو اب زود تر

اٹھارہ جوانان زردار با   لگے کرنے تعلیم صبح و مسا

بہ نیرد سے سرنجیہ دہ نام جو   زبون روز کرتا تھا اُستاد کو

جو اُستاد ہین میرے ہژدہ یلان   کہے تو اُنھین باندھ لاؤن یہان

کہ ہے راستی کا کچھ اس مین فروغ   یہ گفتار ہی یا سراپا دروغ

درشت و تنومند جست و دلیر   حضور اُسکے اک پشہ ہے پیل و شیر

ہوا شاد یہ سن کے افراسیاب   دیا گنج برزو کو پھر بےحساب

کہ ہو نہین شتابی یہان سے روان   سوے خسرو و رستم پہلوان

ہوا شادمان شاہ توران دیار   طلب کر کے پھر تخت گوہر نگار

کہا نامداران سے پھر یون کہ اب   کرون اسکی فرمانبری روز و شب

ہوا شہ سے رخصت یل شیر مرد   بہت لیکے سامان جنگ و نبرد

عقب تیرے مین بھی بصد فر و شان   پہونچتا ہون لیکر سپاہ گران

گئے ہمرہ برزوے نامدار   سواران جنگی لیے دہ ہزار

گئی سوے ایران یہ جدم خبر   تو بولا یہ کیخسرو نام ور

تعجب کہ اب وہی تورانیان   برائے دغا سوے ایران روان

کیا شہ نے رخصت بصد فر و شان   روانہ ہوئے ہر دو نام آوران

عقب اُنکے شہ بھی بصد کر و فر   جہاندار کیخسرو نامور

ہوئی اک شب و روز جنگ کلان   کہ جسکا نہین ہو سکے کچھ بیان

فریبرز اور طوس میدان مین   جو آئے مقابل تو اک آن مین

ہوا شادمان شاہ توران دیار   ہوا غمزدہ خسرو نامدار

ہوا پر غضب رستم پہلوان   لگا کہنے اے خسرو خسروان

فریبرز اور طوس کو کر رہا   ترے پاس لاؤن بہ فضل خدا

گئی نصف شب تھی کہ پہونچا وہان   اسیران بند بلا تھے جہان

سر تخت زرین ہوا افراسیاب   خوشی سے پیے ہی پیالے شراب

فریبرز اور طوس بھی پیش تخت   کھڑے ہین بندھے دست و بازو پیے تخت

اسیران کو پھر لے گئے مردمان   کہ منظور تھا اُنکو رکھنا جہان

اُٹھا ایک کو اپنی پھر پشت پر   شتابان ہوا رستم نامور

یہ سن کر گیا پیش افراسیاب   سلاح و سلب جا کے لایا شتاب

نئے اور تیار انجام کار   مہیا کیے بعد ازان شہریار

ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب   کرو کوشش و جہد ہر روز و شب

بہ علم و ہنر وہ یگانہ ہوا   سر سروران زمانہ ہوا

غرض برزوے پہلوان ایک روز   لگا کہنے اے شاہ گیتی فروز

سُنی شاہ توران نے یہ بات جب   لگا پوچھنے پہلوانون سے تب

وہ بولے شہا برزوے پیلتن   نہین آدمی ایک ہے اہرمن

شب و روز برزو کو ہے میل رزم   غرض رزم کو وہ سمجھتا ہے بزم

لگا کہنے برزو کہ اے بادشاہ   مرے ساتھ کیجے تعین سپاہ

نہ خسرو رہے اور نہ رستم بجا   کرون تجکو ایران کا فرمان روا

یہ بولا کہ اے برزوے نیکبخت   تو با صد طرب بیٹھ بالاے تخت

وہ بیٹھا جو بالاے زرین سریر   تو یکسر ہوے گرد فرمان پذیر

یہ بولا سپہدار توران دیار   کہ رہنا شب و روز تو ہوشیار

دو سردار جنگ آور و ذو الکرام   کہ ہومان تھا اور بارمان جنکا نام

شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان   سپہدار با لشکر بیکران

کہ گردان ایران جو کرتے تھے عزم   نہ ہوتی تھی ترکون کو پھر تاب رزم

فریبرز اور طوس کو پھر شتاب   پئے جنگ گردان افراسیاب

سواران جنگی و مردان کار   گئے ساتھ اُنکے وہ بارہ ہزار

فریبرز اور طوس کی فوج جب   گئی سامنے فوج برزو کے تب

ہوئی فوج ایران کو آخر شکست   سواران توران ہوے چیرہ دست

اٹھا زین سے برزو اُنھین لیگیا   بہ بند گران اُنکو بستہ کیا

طلب رستم نامور کو کیا   یہ احوال خسرو نے اُس سے کہا

تو رکھ جمع خاطر کہ جاؤن شتاب   سو پہلوانان افراسیاب

یہ کہہ کر گیا رستم جنگجو   وہ لے گیا ساتھ گستہم کو

یہ سمجھا کہ برزو کی خرگاہ ہے   جو دیکھا تو بیٹھا وہان شاہ ہے

چپ درست با خاطر شادمان   نشستہ ہین پیران و برزو وہان

یہ کہتا ہے اُنکو وہ کمبخت شاہ   کرون قتل مثل سیاوش پگاہ

نگہبان جو غافل ہوا تب وہین   تہمتن نے کھینچا تہ تیغ کین

اُٹھا دوسرے کو وہ گستہم یل   سراپردہ سے دو ہین آئے نکل

وہ بند گران زور سے سر بسر
سرا پردہ مین شاہ توران کے
کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر
کرے کر سپہ جا سوے رزمگاہ
سنا جبکہ خسرو نے شور و فغان
نظر کرکے برزو کی ترکیب کو
ترے سر کو توڑون ابھی گرز سے
بجا ہی کہ سکھون مین تجھ سے ہنر
یہ کہہ کر وہین ہاتھ مین لی کمان
بپا ہوئی بارش تیر بر

شکستہ کیے یک طرف بیٹھ کر
یہ خبر جا ہوا کوئی گرد آن کے
اسیرون کو جو لے گیا آن کر
وہین آن کر برزوے کینہ خواہ
کہا تب کہ اے رستم پہلوان
قرین تحسیر ہوا جنگ جو
سمجھیو نہ کم مجھ کو البرز سے
مرے ساتھ مت تند ہو بیقدر
خدنگ ایک ڈالا سوے پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

غرض بادل خرم و شادمان
وہ بندی جو تھے یان انھین لے لیا
دم صبح کھا کر بہت پیچ و تاب
خروشان ہو میدان مین کہنے لگا
تو برزو سے اب جا کے ہو گرم جنگ
کہا نعرہ زن ہو کے مانند شیر
لگا کہنے برزو کہ اے پہلوان
اگر تو ہے آتش تو مین بھی ہون آب
تہمتن نے اک تیر مارا وہین
بہم بھڑ ہوے لیکے گرز گران

گئے پیش خسرو وہ نام آوران
سپہدار سن کر یہ کہنے لگا
لگا کہنے برزو سے افراسیاب
کہ لے رستم اب سامنے میرے آ
یہ سن کر گیا پیلتن بے درنگ
کہ جاے تہمتن مین آیا دلیر
تو ہے پیر دیرینہ مین ہون جوان
نہین آب کے آگے آتش کو تاب
ہوے اسطرح دیر تک گرم کین
نبرد آزما ہر دو جنگ آوران

بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی
الٰہی قیامت تھی یا حرب تھی

کیا زور اتنا پکڑ کر کمر
کہ ٹوٹا دوال کمر سر بسر

تہمتن نے جانا پڑا ایک کوہ
ہوا ضرب سے گرز کی بس ستوہ

ولے از رہ عقل و فہم و ذکا
تہمتن نے کچھ طور ایسا کیا

تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
تعجب ہے اے گرد جنگ آزما

ترے دست و سر کو نہ رنجہ کیا
یہ سن کر تہمتن نے اُس سے کہا

یہ برزو نے اندیشہ دل مین کیا
مبادا کہ یہ گرد زور آزما

یہ اتنے مین آخر ہوا روز تب
لگا کہنے برزو سے رستم کہ اب

بہم جب پذیرا ہوا یہ سخن
تو پھر برزو و رستم پیلتن

جو برزو گیا پیش افراسیاب
تو بولا کہ اے شاہ عالی جناب

مقابل ہوا مجھ سے آج آن کر
کہ تھا سنگ و فولاد سے سخت تر

نہین اُسکو پیکار سے خوف و بیم
مرا دل ہے اُس پہلوان سے دو نیم

یہ گفتار کرتا تھا برزو اُدھر
کہ جس کا بیان اب ہوا سر بسر

مرے ہاتھ کو آج پہونچی شکست
نہ ہرگز رہا زور بازوے دست

نہین اور آتا نظر کوئی مرد
کہ ہو برزوے گرد کا ہم نبرد

تو برزو سے لڑتا بہ تیغ و سنان
ولیکن وہ ہے سوے ہندوستان

روانہ کرون سوے ہندوستان
بلاؤن فرامرز کو اب یہان

یہ سُن کر نہ کچھ شہ نے پاسخ دیا
تہمتن کو بس وہین رخصت کیا

جو تابان ہو خورشید وقت پگاہ
تو برزو سے مین جا کے ہون رزم خواہ

نہین مجکو زنہار کچھ خوف جان
نہ میدان سے موڑون مین ہرگز عنان

ہمارے ہی قالب مین جبتک کہ جان
سو جنگ کیون شاہ لاوے عنان

مقابل ہون با تیغ و گرز و خدنگ
کرون غرق خون مین اُسے بیدرنگ

سوا اُسکے جتنے ہین گردن فراز
دلیرانہ ساتھ اُسکے ہون رزم ساز

دگرگون ہو رنگ زمانہ اگر
تو جو دل مین آوے کرے نامور

ولے رستم گرد جنگ آزما
سراپردہ مین جبکہ اپنے گیا

عماری تو اس وقت تیار کر
کہ ہون صبح دم مین شتابان اُدھر

بلاؤن مین وان جا کے سیمرغ کو
شتابی ہون سیمرغ سے چارہ جو

دلیران ایران یہ سن کر خبر
دوان پیش رستم گئے سر بسر

نہ ٹھہرے یہان گر تو اے پہلوان
تو قائم رہے پھر نہ کوئی جوان

ہوے گرز پر خم مثال کمان
ہوا میل کشتی انھین بعد ازان

طرح شیر غرندہ کے کر کے شور
پھر اک گرز برزو نے مارا بزور

ہوا دست پیکار ٹوٹی سپر
ہوا پر الم رستم نامور

نہ برزو پہ ہرگز ہوا آشکار
کہ خستہ ہوا دست جنگی سوار

کہ لگتا اگر گرز گر کوہ پر
تو بس ریزہ کرتا اُسے سر بسر

مجھے رنج کیا ہو ترے گرز سے
کہ ہون سخت تر کوہ البرز سے

رہا اب کرے زخم گرز گران
خطا ہے اگر رہیے غافل یہان

ہوے اسپ عاجز ہوا وقت تنگ
رکھو روز فردا یہ موقوف جنگ

گئے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ
ہوئی جا کے آسودہ یکسر سپاہ

تکبر مجھے زور پر اپنے تھا
ولے طرفہ اک گرد زور آزما

تن سخت پر اُسکے ہنگام جنگ
ہوا کارگر کچھ نہ گرز و خدنگ

نہین مجکو معلوم یہ زینہار
ملے خاک مین کون انجام کار

ادھر پیش خسرو جو رستم گیا
تو با چشم تر شہ سے کہنے لگا

مجھے سخت برزو نے عاجز کیا
نہین مجکو مقدور پیکار کا

فرامرز میرا دلاور پسر
یہان اے جہاندار ہوتا اگر

وہ جیپال ہندی سے ہے گرم جنگ
یہ دل مین ہے اک گرد کو بیدرنگ

نہ پہونچے فرامرز یان جبتلک
بہم جنگ موقوف ہو تب تلک

گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو
لگا کہنے یون خسرو نامجو

سنان سے کرون سفتہ اُسکا جگر
ملاؤن تہ خاک و خون سر بسر

کہا سن کے گودرز نے یہ سخن
کہ اے خسرو خسروان زمن

مبارک ہو شہ کو شب و روز بزم
کہ حاضر ہین بندے پے جنگ و رزم

کرے جنگ برزو سے گیو دلیر
ستیزندہ بیژن ہو مانند شیر

یقین ہے کہ گردان خواہان کین
کرین جاے برزو بزیر زمین

کہا شہ سے گودرز نے اس طرح
کہ مین نے کیا اب بیان جس طرح

زوارہ سے بولا کہ اے بھائی جا
ارادہ ہے میرا سو سیستان

پہونچکر وہان زال زر سے ملون
سر دوست کا اپنے درمان کرون

زوارہ نے سب سے کیا یون بیان
کہ ہے عزم رستم سوے سیستان

لگا کہنے ہر ایک اے پیلتن
ترے ہی سبب سے ہے یہ انجمن

ذرا یان سے جنبش نہ کر زینہار
یہان رکھ تو پاے ثبات و قرار

تہمتن نے پھر بادل دردمند
کہا یون کہ زیر سپہر بلند

مجھے صبح میدان مین آن کر
گرے جب طلب برزوے کینہ ور

ہوا زخم کاری سے بیکار مین
سو خانہ جاتا ہون ناچار مین

پھر اتنے مین پہونچی خبر یہ وہان
کہ آیا فرامرز جنگی جوان

بغل مین لیا پیلتن نے وہین
دیے بوسے بالاے چشم و جبین

تو پہونچی مجھے راہ مین یہ خبر
کہ برزو سپہ لیکے آیا ادھر

فرامرز سے جب سنا یہ سخن
لگا کہنے تب رستم پیلتن

دم صبح پھر برزوے کینہ ور
پکارا سو رزمگہ آن کر

فرامرز سے رستم پیلتن
یہ بولا کہ اے مرد لشکر شکن

یہ برزو سے کہنا کہ ہو تم مین وہ مرد
ہوا تھا جو کل تجھ سے گرم نبرد

جو دیکھا کہ گرگین ہے دان گرم جنگ
ولے دور سے ڈالتا ہے خدنگ

کہا شاہ نے یون فرامرز کو
شتابی تو برزو سے ہو جنگ جو

روان کر کے توسن یل زورمند
یہ برزو سے بولا بہ بانگ بلند

فرامرز تھا بسکہ چون فیل و شیر
درشت و تنومند و چست و دلیر

سو جنگ آیا تو باصد طرب
اگر سیر ہے جان سے اپنی تو اب

تمہے ساتھ کل کر کے مین کارزار
گیا جب ہوا رات کو بادہ خوار

سنی اسکی برزو نے آواز جب
لگا کہنے جی مین کہ ہے یہ غضب

ولیکن جو دیکھون ہو تم مین کے غور
تو پاتا ہون آواز و ترکیب اور

ہوا کشتہ یا خستہ شاید وہ مرد
کہ دیروز تھا جو مرا ہم نبرد

فرامرز بولا کہ دیوانہ ہے
تمیز و خرد سے تو بیگانہ ہے

یہ کہہ کر دیے سب نشان نبرد
یہ سن کر ہوا غرق حیرت وہ مرد

وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان
مقابل نہین میرے شیر ژیان

سنا جسکہ نام یل ارجمند
تو برزو ہوا سخت اندیشہ مند

پیاپے جو کی ضرب بالاے سر
تو ہرگز نہ فرصت ملی اسقدر

ہوئی ریزہ ریزہ جو اسکی سپر
پریشان ہوا زخم سے مغز بسر

اسے کشتہ کرنا نہ دشوار تھا
ولے یہ نہ منظور زنہار تھا

ہوا اگرچہ برزو اسیر کمند
ولے شاہ توران ہوا دردمند

ہوے حملہ آور جو تورانیان
تو پہونچے ادھر سے بھی ایرانیان

بدست وگرگرز کوبان نقاوان
حبیب و رہست چون تیک آہنگران

بسر ہو گیا بس مرا وقت جنگ
فلک نے کیا مجکو اب جان سے تنگ

کہ رن جنگ کیا دست بشکستہ سے
بنے کام کیا زخمی و خستہ سے

یہ سن کر لگے رونے سب نامدار
تہمتن بھی اسدم ہوا اشکبار

ہوا دور دل سے الم سر بسر
ہوا شاد رستم اسے دیکھکر

فرامرز بولا کہ اے پہلوان
ہوا مین جو ہندوستان سے روان

یہ سن کر وہان سے ہوا مین روان
غرض کر کے یلغار پہونچا یہان

تو آرام کر جا سو خیمہ گاہ
کہ تا دور ہو سر بسر رنج راہ

کہ آئے مرے سامنے کوئی مرد
گیا سن کے گرگین براے نبرد

مرا سر بسر لیکے ساز و یراق
تو جا سوے میدان براے سیاق

دیا سب نشان جنگ دیروز کا
سوار الغرض رخش پر ہو گیا

فرامرز پھر پیش خسرو گیا
خوشی سے زمین بوس حالا کیا

مبادا کہ گرگین ہو کشتہ وہان
یہ سن کر شتابان ہوا پہلوان

نہین ہم نبرد لے جوان یہ سوار
تو اب آن کر مجھ سے کر کارزار

ہوا سست برزو اسے دیکھکر
ولیکن یہ بولا کہ اے کینہ ور

فرامرز بولا کہ اے کینہ خواہ
دلیرون کو ہے رزمگہ بزمگاہ

کیا شب کو با عیش و عشرت سحر
مجھے اس خوشی کا ہے اب تک اثر

کہ سب دیراق و لباس جوان
وہی ہے جو دیروز تھا بیگمان

نہین گرد دیروزہ ہے یہ مگر
تو بولا وہین برزوے کینہ ور

وہ ہرگز نہین تو ولے تیرے پاس
مقرر اسی کا ہے یہ سب لباس

وہی ہون کہ تجکو کیا تھا زبون
کرونگا غرض آج مین غرق خون

لگا کہنے پھر یون فرامرز کو
ترا نام کیا اے یل نامجو

مرا کام فیل افگنی ہے مدام
بجز جنگ شیران نہین اور کام

فرامرز نے لے کے گرز گران
کیا سخت برزو کو عاجز وہان

کہ برزو کرے زخم اسیر رہا
حفاظت مین اپنی وہ مصروف تھا

زمین پر گرا برزوے زورمند
فرامرز نے پھر رہا کی کمند

یہ چاہا کہ لے جائے کر کے اسیر
حضور خداوند تاج و سریر

سواروں سے بولا یہ افراسیاب
دلیرانہ ہو حملہ آور شتاب

سنو زور دست یل ارجمند
کہ اک ہاتھ سے کھینچتا تھا کمند

پھر اتنے مین پہونچا یہ مانند باد
سو رزمگہ رستم شیرزاد

تہمتن نے اندیشہ دل مین کیا کہ برزو مبادا کہین ہو رہا
رہا کر وہین دست چپ سے کمند کیا اُسنے برزو کی گردن کو بند
سواروں نے جہد فراوان کیا بہت زور برزو نے بھی ان کیا
بہت سخت زور آزمائی ہوئی نہ برزو کو لیکن رہائی ہوئی
کہ پنجے مین دو شیر کے تھا اسیر کہ دونوں تھے پیل افگن و تیرگیر
زوارہ نے دو ہین فرامرز کو کہا یون کہ اے مرد بیکار جو
گنداب مجھے دیکھے ہو گرم جنگ تو کر قافیہ جا کے تر کو تنگ
کمند اُسکو دے کر وہ مرد دلیر ہوا گرم پیکار مانند شیر
ہوا دشت مین اسقدر کشت و خون کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون
غرض مہر تابان ہوا جب نہان گئے تب سوے خیمہ جنگ آوران
یہ ہنگام شب نزد افراسیاب کہا جا کے پیران نے شاہا شتاب
تو اب یان سے ملک توران کی راہ یہ سن کر روانہ ہوئی سب سپاہ
ہوا شاد کیخسرو نامور لگی تہنیت دینے فتح و ظفر
پئے قتل برزو ہوا حکم شاہ ولے پہلوان رستم نیک خواہ
ہوا پیش خسرو شفاعت کنان سر خون سے گذرا وہ شاہ جہان
لگا کہنے رستم سے پھر شہریار کہ برزو کو لے جا تو اے نامدار
سوے خانہ رستم اوسے لیگیا فرامرز سے پھر یہ کہنے لگا
کہ لیجا اُسے سوے زابلستان وہ برزو کو لیکر ہو بس روان
ربابند سے پھر نہ اک دم کیا گرفتار زنجیر اُس کو رکھا

خبر یافتن شہرو مادر برزو از گرفتاری برزو و آمدن در ایران برای رہائی برزو و ظاہر کردن نسل او رستم را برنسبت

جو برزو کی مان نے سنی یہ خبر تو ایران مین آئی وہ خستہ جگر
اُس آشفتہ خاطر کا شہرو تھا نام پسر کی جدائی سے غمگین مدام
نہ برزو کو پایا جو ایران مین تو وان سے گئی زابلستان مین
زن مطرب خانہ پیلتن رہے تھی وہان اُس سے پاکر وطن
ملی مادر برزوے نامور کیا اُسکو راضی بہت دیکے زر
ہوئی نسبت خواہری بو بہم وفور اُس محبت کا تھا دمبدم
یہ شہرو نے اُس سے کہا ایک روز کہ اے مہربان خواہر دلفروز
تو پہونچا کے بیٹھا برزو اگر تو بھیجون طعام آج تیار کر
وہ بولی کہ لا خواہر نیک نام دیا اُسنے دو ہین پکا کر طعام
رکھی اُسنے انگشتری بھی نہان کہ معلوم برزو کو ہو وے نشان
وہ جب لے گئی پیش برزو طعام ہوا دیکھ انگشتری شادکام
لگا کہنے بھیجی ہی کس نے یہ چیز وہ بولی کہ اے مرد صاحب تمیز
زن نیکبخت آئی اک چین سے یہ سن کر لگا کہنے برزو اُسے
یہ ہی میری مان ہون مین اُسکا تجھے دوست اپنا یقین جان کر
کیا مین نے یہ راز نہان عیان ولیکن تو سینے مین رکھیو نہان
درون طعام ایک سوہان تو لا بریدہ کرون تا کہ زنجیر پا
تو پھر لاسہ ہوار تازی سمند بہنگام شب زیر کاخ بلند
مرا کھینچ آن کر انتظار کہ ہونگا روانہ مین ہو کر سوار
پھر آئی وہ زن وان سے با صد طرب کہا آکے شہرو سے احوال شب
بہت مال شہرو نے لا کر دیا بہت اُسکو ممنون احسان کیا
گئی لیکے سوہن وہ برزو کے پاس سنائی دل زار دل مین بیم و ہراس
سر شب یہ بھی شب کو لائی وہان کہ برزو نے اُسکو کہا تھا جہان
جب آیا وہان برزوے نامدار تو اُسیان رہوار پر ہو سوار
وہ شہرو وہ زن اور برزو وہین شتابان چلے سوے توران زمین
سو راہ بیرہ ہوئے رہ سپر کہ کم تھا اُدھر مردمان کا گذر
ملا راہ مین رستم نامور پڑی جبکہ برزو پہ اُسکی نظر
لگے کرنے اس دشت مین کارزار ہم برزو و رستم نامدار
کیے زخم باہم رہا بیشتر نہ لیکن ہوا ایک بھی کارگر
رکھی جنگ موقوف انجام کار لگا کہنے برزو سے وہ نامدار
کہ کیونکر ہوا بند سے تو رہا سب احوال برزو نے اُس سے کہا
زن مطرب خانہ پہلوان وہ بولی گنہگار رہوں پشیمان
جو کچھ جی مین آوے سو کیجئے کہ مجھپر ہی ہر طرح ایذار دا
بر شوقت اسے رستم نیکنام گرسنہ ہون کچھ مجکو دیجے طعام
پذیرا کیا گرد نے یہ سخن گیا سوے اک گوشہ پھر پیلتن
کیا اُن طلب اُسنے دستارخوان یہ بولے تہمتن سے ہمراہیان
مبادا جو برزو روان ہو شتاب تو خسرو کو کیا دیجیے گا جواب

تہمتن یہ بولا کہ مین کیا کرون
تو شہر وے اُسکو نہ کھانے دیا
ہوا خشمگین برزوے نامدار
سفیدلب محاسن ہوے تیر سب
نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن
ولیسر نہ دونون یل سرفراز
بہت جہد گرچہ کیا وقت کار
دوال لجام سمندان وہین
ہوے پھر وہ اسپان ہم رزمساز
تو برزو کا بھاگا وہین بادپا
گرین تا کہ رام اسپ کو زود تر
پیر بیٹھا اُسکے سینے پہ تا بید ریغ
کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر
وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن
یہ کہہ کر نکالی وہ انگشتری
گرا پاؤن پر از سر انکسار
کیا ایک برپا تہمتن نے تخت
بصد شادمانی ہوا ہم کنار

نہین مجھ سے ہوتا ہے برزو زبون
نہ زنہار اپنی زبان پر رکھا
لگا کہنے اے رستم باوقار
نہین شرم لیکن تجھے ہی غضب
لگا کہنے برزو کہ اے پیلتن
ہوے لیکے گرز گران رزمساز
نہ لیکن گرا زین سے کوئی سوار
کمر سے کیا بستہ از روے کین
مثال دلیران گردن فراز
وہ برزو کو بھی کھینچکر لے چلا
ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر
کرے اُسکے سر کو جدا کھینچ تیغ
نبیرہ یہ تیرا ہے اے نامور
یہ بولی کہ اے رستم پیلتن
نگین فروزندہ چون مشتری
بغور دا خوشی برزوے نامدار
کہ بیٹھا وہان برزوے نیکبخت
کیا سر پر اُسکے بہت زر نثار

ملا کر وہین زہر بھیجا طعام
زن مطرب خوبرو بدسیر
ہوا تجھ سے جو کام سر زد یہان
ہوا شرمگین رستم نامور
اگر مرد تو ہے تو اُٹھ کر نبرد
پیا پے ہوے گرز باہم روان
ہوا میل کشتی انھین پھر وہان
لگے زور کرنے بجوش و خروش
تہمتن کے توسن نے وقت ستیز
یہ تھی خواہش برزوے رزمساز
زمین پر گرا برزوا انجام کار
وہین مادر برزوے پہلوان
تو برزو کو مت قتل کر زنہار
گرا نما یہ خاتم زر ناب کی
ہوا دیکھ کر شاد وہ نامجو
پھر آئے بہم بادل شادمان
ملا باپ اُسے زال سے بعد ازان
مہیا کیا جشن عیش و طرب

ولے پیش برزو جو پہونچا طعام
ہوئی کھا کے سوے عدم رہسپر
نہین یہ سزاوار نام آوران
خجالت سے ہرگز اُٹھایا نہ سر
یہ سن کر اُٹھا رستم شیر مرد
ہوے سست بازوے جنگ آوران
فرود آئے گھوڑے سے وہ پہلوان
بہنگام کشتی ہوے سخت کوش
روان جب کیا زخم دندان تیز
کہ چھوڑے ذرا رستم سرفراز
شتابی سے پھر رستم نامدار
لگی کہنے رستم سے کرکے فغان
ذرا دل مین کر خوف پروردگار
نشانی مین رکھتی ہون سہراب کی
بغل مین لیا برزوے گرد کو
روان ہوکے وان سے سوے سیستان
ہوا دیکھ کر زال زر شادمان
نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

رسیدن سوسن خنیاگر در ایران کہ بجادوگری طاق بود و بہر لمک آمدن فراسیاب و شکست یافتن

گیا شاہ توران جو کھا کر شکست
غضب و رد و زجون غنچہ دلگیر تھا
یہ بولی کہ مین اے شہ نامجو
تہمتن کے آگے کہ ہی شیر مست
ملاؤن فرامرز کو خاک مین
فسونسازی اپنی دکھائی مجھے
وہ ہو شہ سے رخصت شتابان چلی
وہ جب ملک مین پہونچے ایران کے
مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام
مہیا مے و میوہ و چنگ و رود

دلیران ایران ہوئے چیرہ دست
تحیر مین تمثال تصویر تھا
نہین صرف رامشگر و نغمہ گو
نہین پیش جاتا اگر زور دست
دلیرون کا لاؤن مین دم ناک مین
طرف اس ارادے کے لائی اُسے
روانہ سوے ملک ایران ہوئی
تو رستے مین پھر زابلستان کے
تو سوسن کھلاتی اُس کو طعام
شراب و کباب و رباب و سرود

ہوا تھا جو میدان مین برزو اسیر
زن گلبدن ایک سوسن بنام
مجھے علم جادوگری بھی ہے یاد
تو دیکھ اب تماشا مرے سحر کا
پذیرانہ کرتا تھا افراسیاب
زر و مال و اسباب جو کچھ کہا
یل جنگی اک اُسکے ہمرہ گیا
بنائی سرا اک اور قلعہ ایک
مراتب مسافر نوازی کے سب
مسافر نوازی نہ ہرگز تھی وان

تو بس غم سے افراسیاب دلیر
کہ رامشگری مین تھی مشہور عام
زمانہ مین اس فن کی ہون اوستاد
کرون تن سے رستم کے سر کو جدا
ولیکن زن ساحرہ نے شتاب
سپہدار توران نے اُسکو دیا
کہ تھا پیلسم نام اُس گرد کا
پسندیدہ و خوب و دلچسپ و نیک
ادا کرتی تھی وہ زراہ طرب
کہ نیرنگ سازی تھی وان بیگمان

ذرا ماجرا سینیے اک روز کا
دلیران ایران زمین تھے تمام
بہم طوس وگودرز مین تھا عناد
لیا طوس نے خنجر از روے کین
رہام دلاور پہ غصہ ہوا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
لگا کہنے گیو یل نام جو
مناسب یہ ہی مین بھی جاؤن وہان
تہمتن سے پھر گستہم نامجو
خطر پھر ہوا رستم گرد کو
تو ہونے نہ دیجیو ہم کارزار
پسندیدہ ہی یہ کہ اب جاؤن مین
پھر آتا ہون اب سوے آغاز کار
یہ دیکھا کہ خیمہ ہے افراختہ
کہ خیمہ یہ کس کا ہی تب وہان
گذرتا ہی جو کوئی اس راہ سے
اُترا اسپ سے بادل شادمان
لگا کہنے اُس سے کہ اے دلستان
کہ تھا مرد سوداگر خوش سیر
جہان سے جوان لیگیا رخت جب
خطر سے مین اُسکے گریزان ہوئی
جوان دلاور نے دل مین کہا
غرض بیٹھ کر طوس عالی جناب
پکڑ طوس کو قلعہ مین لے گیا
جو آیا وہان بعد ازان گستہم
جو پہونچا وہان دوسرے روز زال
تو چلا اب زروے نشاط و سرور
پذیرا نہ اُس نے کیا یہ سخن
پھر اتنے مین بیش یل نامور

کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا
مہیا سرود و مے و رود و جام
لگے کرنے وان گفتگوے فساد
رہام دلاور نے اُٹھ کر وہین
یہ پھر برزوے پہلوان سے کہا
کہ طوس دلاور کو اے نامجو
کہ گودرز اور طوس ہین تندخو
کرو تو انکو سمجھا کے لاؤن یہان
برادر تھا طوس دلاور کا جو
مبادا کہ ہون پہلوان کینہ جو
یہ سُن کر گیا وہ یل نامدار
ملکزادے کو ساتھ لے آؤن مین
لکھون حال طوس یل نامدار
اور اک قلعہ محکم ہی نو خاستہ
لگے کہنے اُس سے کہ اے پہلوان
تو یہ اسکو آئین دلخواہ سے
گیا وہ وہین خرگاہ مین پہلوان
حقیقت تو اپنی ذرا کر بیان
رہون تھی مین آرام سے اُسکے گھر
یہ چاہا سپہدار توران نے تب
سو ملک ایران شتابان ہوئی
کہ خسرو کے لائق ہی یہ دلربا
لگا ہاتھ سے اُسکے پینے شراب
پھر اتنے مین گودرز جنگ آزما
رکھا اُسنے پھر قید گہ مین قدم
ہوا مردمان سے وہ پرسان حال
خداوند مہمانسرا کے حضور
نہ ساتھ اُسکے ہرگز گیا پیلتن
کسی نے کہا کان مین آن کر

وہان گیو گودرز جنگی سوار
تھی آراستہ محفل دلستان
زبان پر جو اُسکی تپ گفتار تھی
کف طوس سے کھینچ خنجر لیا
نہین جانتا کیا تو رستم یلان
تو اب جا کے لے آشنائی یہان
مبادا کہ وان کھینچکر تیغ تیز
یہ کہہ کر گیا گیو رزم آزما
روانہ ہوا لے اجازت اُدھر
فرامرز سے رستم پہلوان
لگا کہنے یون زال زر بعد ازان
سوار اسپ پر ہو کے مانند باد
روان ہوگئے پھر طوس پہونچا وہان
پکاتے ہین باورچیان وان طعام
زن تاجر آئی ہی توران سے ایک
کھلاتی ہی نقل و شراب و طعام
جو دیکھے تو بیٹھی ہی اک نازنین
وہ بولی کہ ہون مین زن نغمہ گو
بہت مال و زر اُس جوان نے دیا
کہ اپنی پرستار مجھ کو کرے
پے خسرو نام جو آئی یہان
اسے لیچلون پیش شاہ جہان
ہوا بیخود و مست و بیہوش جب
گیا پیش سوسن تو وہ بھی وہان
ہوے جا کے پھر گیو و بیژن بھی قید
گئے لوگ سوسن کے پھر پیش زال
مے و میوہ و نغمہ و چنگ و نے
یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہی یہان
کہ یہ زن ہی مکار اے پہلوان

یل بیژن و طوس عالی وقار
قرین مسرت تھے پیر و جوان
سو نالائق و سخت دشوار تھی
دہان سے خفا ہو کے طوس اُٹھ گیا
کہ لازم ہی دلجوئی میہمان
ہوا سن کے گودرز و دشمن بلان
بہم ہو وین کینہ سے گرم ستیز
و لے ہمراہ گیو بیژن گیا
کہ وان طوس تنہا ہی لے نامور
یہ بولا کہ اب تو بھی جا لے جوان
کہ شہزادہ اپنا ہی طوس جوان
روانہ ہوا زال فرخ نہاد
سرا تھی زن ساحرہ کی جہان
لگا پوچھنے وہ یل نیک نام
کہ رکھے ہی وہ خصلت خوب و نیک
مہیا ہی یان بادہ و رود و جام
صنوبر قد و گل رخ و مہ جبین
مرا ایک عاشق تھا مرد نکو
بہت مجکو مسرور و شادان کیا
مرا مال لے خوار مجھ کو کرے
رہون اُسکی خدمت مین تا جاودان
کہ تا حسن مجرا ہو میرا وہان
کمینگاہ سے بیلسم آکے تب
ہوا قید مانند طوس جوان
نہ مہمانسرا تھا وہان دام کید
یہ بولے کہ اے مرد فرخ خصال
جو کچھ ہو وے مطلوب موجود ہے
کچھ افسون سے خالی نہین یہ مکان
کیے چار گرد اُسکے غائب یہان

رکھے قلعے مین اُنکے پانچون سمند
لگا کہنے اس قلعہ مین جلد جا
پھر زال زر نے ارادہ کیا
گیا گرز لے کر یل کینہ جو
بوقت دغا سوے زابلستان
پہلوے فرامرز سے بعد ازان
کہا زال سے تو کنارے جو ہے
سر شام تک وان رہی کارزار
تہمتن نے بھیجا فرامرز کو
در قلعہ پہ آن کر بعد ازان
ہوئی بارش تیر وان ہمدگر
ہوے کھینچکر تیغ پھر رزمساز
گیا جب سوے کوہ مہر منیر
ہوئی دور سے ایک گرد آشکار
کہ مین پیلسم سے کرون کارزار
ہوے گرم کین رستم و پیلسم
ہوے رستم و زال پھر بعد ازان
دے برزو و رستم و زال زر
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
پھر اتنے مین کیخسرو نامور
سواران ایران نے وان آن کر
ہوا بیدل اُس وقت افراسیاب
کئی بار کھائی ہی تو نے شکست
سراینده زن نے تجھے جو کہا
سپہدار نے سن کے پاسخ دیا
لگا کہنے پیران سے یون شہریار
یہ کہہ کر دوان کر کے گھوڑا شتاب
مناسب ہے میدان مین آوے اگر
یہ سن کر وہ شاہنشہ نامدار

یہ سن کر وہین وہ یل ارجمند
خبر اُنکی دریافت کر کے تولا
کر دیجے زن ساحرہ کو سزا
وہان جا کے توڑا در قلعہ کو
کسی کو کیا زال زر نے روان
کہ دروازہ پہ قلعہ کے آئے جوان
تو مین پیلسم سے ہون برخاش جو
ہوئی جنگ موقوف انجام کار
شتابی سو خسرو نام جو
ہوا نعرہ زن رستم پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر
غرض شام تک ہر دو گردن فراز
ہوے تب یلان جا کے آرام گیر
ہوا یہ پدیدار انجام کار
تو جا سوے سالار توران دیار
بسان ہزبران جنگی بہم
سو لشکر شاہ توران روان
جدھر حملہ کرتے تھے جون شیر نر
تو پھر قلعہ سے وہ زن حیلہ گر
سپہ لیکے پہونچا بصد کر و فر
لیے گھیر ترکان وہان سر بسر
کہ ترکون کو پیکار کی تھی نہ تاب
نہین پیش جاتا ہی کچھ زور دست
وہ افسوس تو نے پذیرا کیا
کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا چارہ کیا
کہ اے مرد دانشور و ہوشیار
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب
سپہدار کیخسرو نامور
اُتر فیل سے اسپ پہ ہو سوار

ہوا پر غضب اور اک شخص کو
گیا اور گھوڑون کو پہچان کر
گریزان ہوئی وان سے وہ حیلہ گر
مقابل ہوا زال کے پیلسم
کہ پہونچا دے رستم کو جلدی خبر
دلیرانہ دو گرد وہین ہم نبرد
لگے کرنے پھر دو وہین باہم نبرد
سحر برزو و رستم پہلوان
شتابان ہوا وہ یل نامور
کہ اے پیلسم آ کے ہو گرم جنگ
ہوئی نیزہ بازی بہم بعد ازان
رہے گرم پیکار مانند شیر
سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد
کہ آیا سپہ لے کے افراسیاب
پے جنگ برزو گیا پھر شتاب
تہمتن کے بس ہاتھ سے بیدرنگ
تو آگردا لگے سواران ترک
تو ملتے تھے صد ہا تہ خون و خاک
گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی
جب آیا جہاندار فرخ نہاد
برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
درشتی سے پیران ویسہ وہین
ترا ملک برباد یکسر ہوا
کیا جان کو اپنی برباد ہاے
وہ بولا نہین ہم کو تاب ستیز
کہانتک مین جنگ گریزان کرون
کہ ضائع ہو کس واسطے اب سپاہ
مرے ساتھ ہو آن کے رزم خواہ
شتابان ہوا سوے افراسیاب

کہ تھا جا کر زال فرخندہ خو
حقیقت کہی اُسنے جب آن کر
گئی قلعہ مین بادل پر خطر
لگے چلنے گرز گران دم بدم
وہین پھر فرامرز پہونچا اُدھر
یہ سن کر گیا وہ وہین وہ شیر مرد
فرامرز اور پیلسم ہر دو مرد
شتابان ہو زابل سے پہونچے وہان
کہ پہونچا دے جا کر یہ سب کو خبر
وہ پہونچا وہین لیکے گرز و خدنگ
لگی چلنے پھر ضرب گرز گران
نہ آیا ولے اسپ سے کوئی زیر
دلیر و جوان برزو شیر مرد
تہمتن یہ برزو سے بولا شتاب
سو لشکر شاہ افراسیاب
ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ
لگے ڈالنے تیر گردان ترک
بہت ترک ہوتے تھے اُس دم ہلاک
رہائی اُسے غم سے حاصل ہوئی
ہوے برزو و رستم و زال شاد
سواران ترکان ہوے سخت تنگ
یہ بولا کہ اے شاہ توران زمین
نہ میرا سخن کچھ موثر ہوا
ہوئی عقل برگشتہ یکدست سے
مگر کیجیے ان سے جنگ گریز
یہ بہتر ہی میدان مین جان اپنی دو
کرین خلق کو کس لیے ہم تباہ
خدا فتح دے جسکو ہو بادشاہ
دے نامداران نے آ کر شتاب

پکڑ کر عنان یون گذارش کیا
پھر اتنے مین پہونچا تہمتن وہان
کہ ہی وہ تنومند و چالاک و چست
بہت جہد و کوشش سے روز وغا
بعیاری آخر وہ زور آزما
سوا اسکے موڑین نہ منھ زینہار
کہ باندھے کمر سوے پیکار و کین
نہ جانبر ہون ترکان جنگ آزما
یہ کہکر کیا شاہ نے دو ہین عزم
کہ پہلے مجھے قتل یان کیجیے
سپر پنیار کھا شاہ کے پانون پر
دلیران جنگی ہین یان جس قدر
ہے تن مین ہی جبتلک جان زار
کیا عجز برزو نے جب اسقدر
نہایت ہی شیرین زبان یہ جوان
لگا کہنے برزو سے پھر بادشاہ
شتابان ہوا سوئے افراسیاب
لگا کہنے برزو سے اے بدنہاد
دکھائے ہنر پہلوانی کے سب
کہان اب گیا خسرو نامدار
تجھے ہی تری جنگ سے عار و ننگ
یہ برزو نے اُسوقت پاسخ دیا
سیاوش وہان لے گیا تھا پناہ
نمک خوار تیرا رہا جب تلک
ترے ساتھ کیونکر نہ ہون رزمخواہ
سپہدار افراسیاب دلیر
کلاک زخم سے میرے اب زینہار
کمان لے کے پھر شاہ نے بیدرنگ
ولے وہین پہونچا وہ جنگی جوان

کہ اے شاہ شاہان کشور کشا
تہمتن سے شہ نے کیا یون بیان
فنون و ہنر مین نہایت درست
رہا غالب اُسپر بہ فضل خدا
رہا میرے پنجے سے ہو کر گیا
فرامرز برزو سے جنگی سوار
ہوا اسکے خسرو بہت خشمگین
نہ ہو شیر پنجے سے میرے رہا
کہ توسن کو کیجے روان سوے رزم
دوان اسپ کو بعد ازان کیجیے
لگا کہنے خنجر وہین کھینچکر
دکھاتا ہی ہر اک یہ اپنا ہنر
نکر عزم پیکار تو زینہار
ہوا نرم تب خسرو نامور
سخنگوے خوش سیرت و خوش بیان
کہ سالار توران سے ہو رزمخواہ
خروشندہ مانند دریاے آب
نہین ہی مگر تجھکو یہ بات یاد
نہین شرم آتی تجھے ہی غضب
کہ آیا نہ ہمدم بے کارزار
تو پھر جا بیابان سے نکر عزم جنگ
کہ ہون گرچہ پردرد و بے انتہا
اُسے قتل تونے کیا بے گناہ
ادا حق نمک کا کیا تب تلک
تو ہی دشمن خسرو دین پناہ
خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر
رہیگا نہ میدان مین تو پایدار
روان سوے برزو کیا اک خدنگ
کرے تار تا ضرب گرز گران

نہین مصلحت یہ جو میدان مین تو
کہ لیتا ہون اب جا کے خون پدر
کئی بار کی مین نے ساتھ اسکے جنگ
ولے کر سکا مین نہ اے بادشاہ
اگر اب وہ رکھتا ہی پھر عزم جنگ
یہ جنگی سواران ہین یان جبتلک
پسر بولا سیاوش کا ہون مین پسر
اگر کوہ آہن ہوا فراسیاب
تہمتن نے مضبوط پکڑی عنان
ہوا تند رستم یہ شاہ جہان
کہ سر کو کرون اپنے تن سے جدا
ذرا اب تماشا مرا دیکھ تو
جو میدان مین ہو کام میرا تمام
لگا کہنے تب خسرو پاکدین
مری آتش خشم کی اُسنے سرد
بفرمان شاہنشہ نامدار
جو برزو کو دیکھا کہ ہی کینہ خواہ
کیا پرورش مین نے کیونکر تجھے
کہ اب یون دلیرانہ میدان مین تو
مگر شیر مردون سے وہ ڈر گیا
کہ تا خسرو اب آکے ہو گرم رزم
ولیکن ہی تو شاہ بیدادگر
روا قتل ہی تجھسے بد عہد کا
اور اب ہون نمکخوار اس شاہ کا
یہ کہکر ہوا وہ دلاور دوان
لگا کہنے چون پیل مستی نکر
سزا آدین تجھ سے اگر پہلوان
گذر کر گیا اُسکے جوشن سے تیر
سپہدار توران ہنرمند تھا

سپہدار توران سے ہو جنگجو
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور
مقابل ہوا لیکے گرز و خدنگ
اُسے واے پابند میدان گاہ
تو میدان مین جاتا ہون بیدرنگ
مناسب نہین شاہ کو تب تلک
دلیر و جوانمرد و صاحب ہنر
کرون تیغ بران سے دریاے آب
کیا عرض پھر ہو کے گریہ کنان
پر اتنے مین برزو بھی آیا وہان
ہراخون ہو گردن پہ تیری شہا
کہ ہون شاہ توران سے مین جنگجو
تو مختار ہی اے شہ ذو الکرام
کہ اے نامداران ایران زمین
نبیرہ ہی رستم کا بیشک یہ مرد
وہین ہو کے توسن پہ برزو سوار
تو سالار توران نے کھینچی اک آہ
کیا نامداران سے برتر تجھے
ہوا آ نکر مجھ سے پیکار جو
ہوا غالب اُسکو خطر جان کا
نہون خسروان یعنے جویاے بزم
ستمگار پیمان شکن بدسیر
کہ پیمان شکن ہی عدو خدا
کہ ہی ہفت کشور کا فرمانروا
اُٹھا گرز مانند پیل دمان
مرے آگے تو پیشہ مستی نکر
کرون قتل اک دم مین سبکو یہان
ہوا خستہ پہلو سے مرد دلیر
ہنر سے وہ ضربین بچانے لگا

پڑی جبکہ بیکار ہر ضرب گرز
دے شست سے جو نکلتا تھا تیر
مقابل ہوا ایسکے گرز گران
نہو گا تو عہدہ برا گرز سے
کہ ہر دشمن تازہ یہ پہلوان
مبادا اگر تجھکو پہونچے گزند
یہ لشکر کو شہ نے کہا پھر کہ اب
ہوے حملہ آور ہزاروں سوار
یہ احوال دیکھا تو آئے دوان
بہ آواز شمشیر و گرز گران
پھر اتنے مین کیخسرو شیرگیر
جہاندار پہونچا جو برزو کے پاس
یہ جانے تھا کیخسرو نامدار
یہ ہے آرزو اور تمناے دل
ہوا پھر روان سوے زابلستان
کیا پیشکش مال و اسباب و گنج
زر و سے عنایت ہو فرمان اگر
یہ بولا کہ اب شوق سے رہ یہان
کہا یون کہ ہان رکھیو از رو داد
بجاہ و حشم پھر سوے تختگاہ

تو برزو نے موقوت کی ضرب گرز
سپر پر دہ لیتے تھے دونون دلیر
یہ دیکھا تو ہومان نے آکر وہان
کہ برزو نہین کم ہے البرز سے
کیا شکے ہومان نے پھر یہ بیان
خرابی ہو پھر اے شہ ارجمند
دلیرانہ حملہ کنان ہو کے سب
لیا گھیر برزو کو انجام کار
فرامرز و رستم بہ فوج گران
ہوا دست بازار آ ہنگران
شہ نامور شہسوار دلیر
تو یکدست ترکان ہوے بد عنان
کہ وہ نیال سالار توران دیار
کہ زابلستان یا نسے ہے متصل
جہاندار خسرو بصد قدردان
تہمتن نے خسرو کو بیدار و درنج
تو مین چند مدت رہون اپنے گھر
ولیکن تو بر وقت آنا وہان
تو ملک و رعیت کو آباد و شاد
روانہ ہوا زابلستانسے شاہ

ہوے رزمجو لے کے تیر و کمان
ہوا جبکہ ترکش تہی تب وہین
کہا شاہ سے یون کہ ہان زینہار
وہ بولا کہ اب دل مین اے نیکمرد
کہ میدان مین گر گشتہ ہو یہ سوار
جو کچھ گرد ہومان نے ظاہر کیا
کر و قتل بدخواہ کو یا اسیر
پیا لے کیے زخم اسیر رہا
بہم گرم کین ہر دو لشکر ہوے
روان ہر طرف اسقدر خون ہوا
نکل قلب سے مثل شیر ژیان
گریزان ہوا و ہین افراسیاب
شتابان ہو بر رستم پہلوان
وہان آپ تشریف اب لے چلین
رہا جا کے یکہفتہ رستم کے گھر
گزارش کیا پھر کہ اے بادشاہ
فرامرز و برزو رہین ہمرکاب
بلطف و کرم برزو گرد کو
فرامرز کو کہ دیکے ہندوستان
بصد خوبی و خرمی و بہی

وہ شاہ دلاور وہ جنگی جوان
دلیرانہ سالار توران زمین
نہ یہ قصد کر اے شہ نامدار
فرزند تر ہے خسرو سے برزو کا وہ
تو نام آوری کچھ نہین زینہار
وہی حرف پیران نے شہ سے کہا
رہائی نہ یا دے یہ گرد دلیر
و لے زین پہ قائم دلاور رہا
روان نیزہ و تیر و خنجر ہوے
کہ وہ ریلے خون جملہ ہامون ہوا
گیا بہر امداد برزو وہان
ہوا خسرو نامور فتحیاب
لگا کہنے اے بادشاہ جہان
سرافراز بندے کو اپنے کرین
ہوا شاد وہان رستم نامور
ہوا چار صد سالہ یہ نیک خواہ
یہ شکر جہاندار گردن خراب
دیا شہ نے غور وہی شاد ہو
کیا خرم و خوشدل و شادمان
ہوا رونق افزا سے کاخ شہی

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران و ہومان بافوج گران مقابل پہلوانان و کشتہ شدن پیران و ہومان و شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز پہلوان

طلب کر کے گودرز کو ایک روز
کیا نامداران توران کو بسبب
بد اندیش نے کی ہے پھر جمع فوج

لگا کہنے کیخسرو نیک روز
پھر اشاہ توران کر یکر شکست
ہو بجگر تشتابی سے مانند موج

کہ لیکر سپہ رستم نامدار
اور اب ہے تری نوبت اے پہلوان
پراگندہ کر یکسر انبوہ کو

سو ملک توران گیا چند بار
سپاہ گران لے کے تو جا وہان
کہ تا فتنہ کشور مین برپا نہو

فرامرز سے یون کہا بعد از ان
کہ توران مین گودرز جب بہیجے نجان
بہیجے گے گودرز جنگی سوار
سنی شاہ توران نے جب یہ خبر
دو لشکر مقابل ہوے آکے جب
مقابل ہوا بیژن نامدار
سواران ترکان پریشان ہوے
کہ ہومان نے آکر جو کی ہمسے جنگ
اب آتا ہے پیران بصد فرو شان
جہاندار خسرو نے پھر اور فوج
ادھر گرد گودرز پیران ادھر
بہت جنگ واقع ہوئین تا دو حال
کہ ایران و توران سے پھر مدد
گئی فوج توران بحال خراب

کہ تو جا کے اب سوے ہندوستان
بہم ہو کے ملحق وہ فوج گران
روانہ ہوا سوے توران دیار
سپہ دے کے ہومان کو تب نبرد
ہوا گرم بازار پیکار تب
ہوے گرم پیکار دونون سوار
سو فوج پیران گریزان ہوے
تو میدان مین کشتہ ہوا بیدرنگ
لیے ساتھ جنگی سپاہ گران
روان پھر ادھر کو مثل موج
مقابل دو لشکر ہوے آنکر
ہو سخت باہم جدال و قتال
ہو جنگ جا تھا وان لشکر بصد
حضور سپہدار افراسیاب

تصرف مین لاتا ہوا ملک کو
بتدبیر شائستہ و دلپذیر
یل بیژن و طوس و گیو جوان
روان سوے گودرز جنگی کیا
گیا آپ ہومان سوے رزمگاہ
ہوا آخر کار ہومان ہلاک
ہوا شاد گودرز جنگ آزما
ہوئی فوج اُس کی تباہ و خراب
تہمتن اگر ہو تجے امداد کو
کہا یہ تہمتن کو اے نام جو
ہوے گرم پرخاش از روے کین
بہت قتل ہوتے تھے یہ ہر دو سو
ہوا کشتہ پیران پھر انجام کار
میسر ہوئی فتح گودرز کو

رہ ہند سے سوے چین آئیو
سپہدار توران کو بہیجا اسیر
گئے اُسکے ہمراہ با فرو شان
عقب اُسکے پیران دلیر گیا
کہ گردان ایران سے ہے کینہ خواہ
ملا ترک جنگی تہ خون و خاک
شہ نامور کو یہ اُسنے لکھا
دلیران غازی ہوے فتحیاب
تو بہتر ہو اے خسرو نامجو
مددگار گودرز کا جا کے ہو
دلیران ایران و توران زمین
نہوتا تھا کم لشکر جنگ جو
ہوے قتل وان اور بھی نامدار
ہوا شاد و خرم یل نامجو

باز لشکر کشیدن افراسیاب و رسیدن کیخسرو در توران و آمدن شیدا پسر افراسیاب برسم رسالت و با خسرو تنہا درخواست جنگ کردن و کشتہ شدن شیدا از دست خسرو و بعد ازان باہر دو لشکر محاربہ عظیم بمیان آمدن و تباہ شدن و کشتہ شدن افراسیاب

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر
یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال
دل زار سے کھینچکر آہ سرد
ہوا غم سے پیران کے مین سوگوار
مجھے کام دیباے چین سے ہے کیا
غرض اپنی مجلس مین اس کام پر
سنا مژدہ نصرت و فتح جب
سمرقند مین اور بخارا مین بھی
بٹھلاے شہنشہ نے حاکم وہان

کہ پیران دلیر یل نامور
کہ دولت کا میری اب آیا زوال
لگا کہنے یون شاہ با رنج و درد
خوشی آتی نہین زندگی زینہار
زرہ اور جوشن ہے جاے قبا
قسم کھائی اور جست باندھی کمر
ہوا خسرو نامور شاد تب
تصرف کیا جا کے باصد خوشی
ہوا ملک مین حکم شہ کا روان

ہوا کشتہ میدان مین روز نبرد
غمین دل ہوا چشم گریان ہوئی
کہ پیران ہمارا تھا پشت و پناہ
نہین خواہش تاج دا ورنگ ہے
نہ لون جبتلک شاہ ایران سے کین
مگر فوج کے جمع کرنے مین شاہ
گذر آب جیحون سے شاہ جہان
گئی اور بھی شہر توران کے
بجاہ و حشم خسرو کامیاب

ہوا شاہ کے دلکو تب سخت درد
بہت غمسے خاطر پریشان ہوئی
سپہدار سالار توران سپاہ
کلہ خود اور تخت بیرنگ ہے
مجھے خواب آرام ہرگز نہین
ہوا دل سے مصروف شام و پگاہ
خوشی سے ہوا سوے توران روان
ہوے قبضے مین شاہ ایران کے
ہوا فوج بیشین سے ملحق شتاب

کیا شاہ توران نے پھر عزم جزم
ہوا نمرد شیدا کہ تھا پور شاہ
شتابان ہوا لے کے یکصد ہزار
خردمند شہزادہ لہراسپ تھا
تہمتن بھی زابل سے پہونچا ہین
اتالیق ہو جا کے اُسکا تو اب
اگر تھی تو میری طرف سے خطا
کیا پرورش اُسنے تجھکو تھا ہائے
دلیران مرے شیر غرندہ ہین
یہ بہتر ہے اب آشتی ہو بہم
تو اقلیم توران سے جو سرزمین
دلیران و گردان توران دیار
ہے میرے قالب مین جان جبتلک
کرے کشتہ میدان مین تو گر مجھے
جو روز دغا مین نے مارا تجھے
مری جنگ سے گر تجھے ہو خطر
اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ
یہ ہے جس قدر تجھکو یکدست دون
کہ لیجا تو اب پیش خسرو شتاب
جو قابو ملا کچھ یہ نیروے بخت
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ہوا خندہ زن خسرو نامدار
ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
کرون جبتلک مین نہ اُسکو ہلاک
تو لایا بجا داب رسم دنیاز
سنی جبکہ گفتار شیدا تمام
مکان اک بتایا برائے فرود
ہوا مہربان مجھ پہ دشمن مرا
وہ بیرحم مطلق ستمگار ہے

کہ خسرو سے کیجیے دلیرانہ رزم
اُسے شاہ توران نے دیکر سپاہ
سواران شایستۂ کارزار
اُسے شہ نے سالار لشکر کیا
ہوا شادمان خسرو پاک دین
خبردار رہ اُس سے ہر روز و شب
وے قتل پیران کو ناحق کیا
نہ آیا تجھے رحم زنہار وائے
پلنگان و شیران کے درندہ ہین
کہ تا خلق آسودہ ہو یک قلم
جو چاہے تجھے دون مین پر گنج دین
کرین چاکری تیری لیل و نہار
نہین عہد سے مین پھرون تب تلک
تو اقلیم توران مبارک تجھے
تو جان آفرین کی قسم ہے مجھے
کہ رکھتا ہون مین تخت زر و زیور
تو گوشہ نشین ہو نہین پھر بیدرنگ
نہ پھر مین سروکار ہرگز رکھون
دلیرانہ کیجو سوال و جواب
تو خسرو کو محفل مین بالائے تخت
دیا نامہ شیدا کو اُسنے شتاب
بجا لا کے پھر شکر پروردگار
ولیکن ہے مکار وہ بد خصال
نہ کین سیاوش ہو سینہ سے پاک
بٹھایا اُسے شہ نے با امتیاز
لگا کہنے تب خسرو ذوالکرام
گیا شیدا پھر سوے جائے فرود
زر و ملک و گوہر کرے ہے عطا
ستمگار ہے مردم آزار ہے

بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب
روانہ کیا سوے خسرو شتاب
شہنشاہ نے جب سُنی یہ خبر
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
لگا کہنے اے گرد فرخ خصال
دو لشکر مین جب فاصلہ کم رہا
نہ یہ جور تھا اُسپہ ہرگز روا
خبردار مجھکو نہین کچھ ہراس
ولیکن نہین چاہتا مین یہان
جو باہم ہو قول و قسم استوار
زر و گنج و دیہیم و اورنگ و زر
سوا اس کے دائم مرا ایک پور
اگر صلح تجھکو نہ منظور ہو
مرے پور ہون تیرے محکوم سب
کہ لہراسپ کو شاہ ایران کرون
تو میرے پسر سے کہ شیدا ہے نام
در و گوہر و تخت و تاج و کلاہ
ہوا نامۂ شاہ تیار جب
یہ کی عرض شیدا نے اے نامدار
کرون قتل مین کھینچکر تیغ کین
وہ لیکر روانہ ہوا پس اُدھر
یہ بولا سپہدار افراسیاب
دغا اُسکے سینے مین لب پر سخن
غرض پور سالار توران دیار
دلیرانہ شیدا نے کھولی زبان
کہ مین آخر روز دونگا جواب
کیا نامداران کو شہ نے طلب
ولے اُسکی اس مہربانی پہ خاک
اُسے خواہش صلح تنہا نہین

فراہم کیا لشکر بیحساب
عقب مین اُسکے پھر آپ افراسیاب
سپاہ گران تب روان کی اُدھر
لیے جنگ سالار تورانیان
سپہدار لہراسپ ہے خرد سال
تو یہ شاہ توران نے نامہ لکھا
کہ پیران تھا دایہ ترا خسروا
کہ ہے لشکر بیکران میرے پاس
کہ ناحق ہو خونریزی مردمان
کہ پیمان شکستہ ہو زنہار
ترے واسطے بھیجون اے نامور
رہے تیری خدمت مین با صد سرور
تو ہو مجھ سے تنہا تو پیکار جو
غلامی کرین تیری ہر روز و شب
نہ زنہار کچھ دخل مین وان کرون
ستیزندہ ہوا اے شہ ذوالکرام
زر و نعمت گنج و ملک و سپاہ
کہا شاہ توران نے شیدا سے تب
دل و جان سے ہو نہین تجھپر نثار
کرین کشتہ گو مجھکو ہر دم وہین
شہ نامور کو یہ پہونچی خبر
نہ لایا ستیزی کی زنہار تاب
مرے دل مین ہے درد ہائے کہن
جب آیا حضور شہ نامدار
پیام پدر وان کیا سب بیان
یہ کہکر کیا اُسکو رخصت شتاب
لگا کہنے اُنسے یہ خسرو کہ اب
کہ ہرگز نہین سینہ کینے سے پاک
یہ بھیجا پیام اُسنے از روے کین

کہ مجھسے کرو یا کہ شیدا سے رزم
جوین اسکو رخصت نہ کرتا بزم
دلیران یہ بولے کہ افراسیاب
لکھا نامہ کر تابید زتاب
کہ اک نامور نامدار ون سے گر
تبہ ہو وین یکدست ایرانیان
کہا پھر یہ رستم نے اے تاجور
کہا شہ نے شیدا کو روز دگر
وہ بولا کہ ہی دل مین یہ آرزو
یہ گفتار سنکر ہوا شاد کام
لکھا یون کہ اب اے خستہ کینہ جو
جہان آفرین گر مرا یار ہی
تو ہی مثل شمشیر بران گردلیر
ترے شیدا نے مجھسے چاہی نبرد
ہوا پاسخ نامہ طیار جب
ولیکن یہ شیدا سے کہنا ضرور
وہین قارن گرد آیا وہان
کہا سنکے شیدا نے اے ہوشیار
مرے ساتھ اگر تو کیجیو نبرد
سحرگاہ شیدا دلاور سوار
لگا کہنے یون شیدۂ نامدار
کیا زور ہر چند شیدا نے پر
کیا چاک خنجر سے اسکا جگر
کرو پاک تم لیکے مشک و گلاب
جہاندار کا نامہ اسکو دیا
سپہدار نے جب سنی یہ خبر
نہ ہرگز لکھا نامے کا کچھ جواب
سو شاہ ایران پھر افراسیاب
بہت عہد تورانیون نے کیا

نہ لیکن مدد کا کرے کوئی عزم
تو کرتا ہون وان مجھپہ شمشیر کین
مزور ہی اے شاہ گردون جناب
تو غیرت سے شیدا سے ہو گرم جنگ
ہوا کم تو ہرگز نہین کچھ خطر
قیامت ہو پھر ایک برپا وہان
سحرگاہ شیدا کو رخصت تو کر
کہ رخصت کیا تجھکو اے نامور
کہ اے شاہ تو مجھ سے ہو رزمجو
گیا شیدا پھر وان جہان تھا مقام
رہا کچھ نہین درجۂ گفتگو
اور اقبال و دولت مددگار ہی
تو مین ہون ہزبر افگن و شیر گیر
نہین مین ہون نامرد گرو ہی تم
کہا شاہ نے گرو قارن سے تب
کہ اب باپ نے تیرے اے بے شعور
کہا تھا جو شہ نے کیا وہ بیان
تو کل جائیو دیکھکر کارزار
مدد کو نہ پہونچے کوئی اور مرد
جو میدان مین آیا پے کارزار
مجھے میل کشتی ہی اے شہسوار
نہ ہرگز ہلا خسرو نامور
ہوا غرق خون شیدۂ نامور
مرتب کرو مقبرہ بھی شتاب
زبانی یہ احوال ظاہر کیا
کہ کشتہ ہوا شیدۂ نامور
کیا گرو قارن کو رخصت شتاب
روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب
کہ دل مین بھرا کینہ شیدا کا تھا

غرض سرخ شیدا کی تھین ہر دو چشم
یہ خسرو نے کہا ارادہ کیا
نہین مکر سے خالی اسکا سخن
اگر شیدا امیدا نہین ہو دے ہلاک
مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند
نہ زنہار تو مثل آتش ہو تیز
عقب اسکے نامے کا لکھکر جواب
کہا تو نے جو کچھ سو اسکا جواب
کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یان
سپہدار توران کے پیغام کا
تو دیتا ہی جو گنج توران دیار
تو اورنگ و دیہیم و اقلیم زر
خدا کی قسم مین تجھے بید رنگ
سحر وہ ہی اور مین ہون اور تیغ
کہ شیدا سے لیکر کسی شخص کو
نہ بھیجا تجھے یان برائے پیام
سحر دیکھنا تو تماشا ورا
یہ پہونچا تو خسرو کو میرا پیام
لگا کہنے قارن کہ ہنگام جنگ
تو کیخسرو نامور بھی وہان
اتر اسپ سے پھر وہ دونون دلیر
جہاندار نے اسکو از روے کین
کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان
روان ہو کے پھر قارن نامدار
گئے دو وہین شیدا کے ہمراہیان
جہان سے ہوا ایک قلم ناامید
کیا دل مین ہرگز نہ صبر و قرار
ستیزندہ لشکر سے لشکر ہوا
لڑے ترک خونخوار دل کھولکر

نمایان تھا چہرے سے آثار خشم
کہ ہو ساتھ شیدا کے جنگ آزما
جفا پیشہ ہی مثل چرخ کہن
تو اسکی بلا سے نہین اسکو باک
خرابی ہو پھر زیر چرخ بلند
نکر ساتھ شیدا کے ہرگز ستیز
دوان کیجیو سوے افراسیاب
عقب تیرے لاتا ہی قارن شتاب
کرون تجھسے پیکار کل بیگمان
شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا
نہین چاہیے کچھ مجھے زینہار
جو رکھتا ہی تو میرا ہی سر بسر
کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
کرون ساتھ اسکے مین تنہا ستیز
سو شاہ توران شتابان تو ہو
یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام
کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا
کہ وقت سحر اے شہ ذوالکرام
کمک سے شہنشہ کو ہی عار و ننگ
گیا سامنے مثل شیر ژیان
بہم گرم کشتی ہوے مثل شیر
پکڑ کر گردن و بست پٹکا وہین
کہ شیدا کے اب تن کو لے مردمان
گیا پیش سالار توران دیار
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
سعادت نظر سے ہوئی ناپدید
کمر چست باندھی پے کارزار
نمایان وہان روز محشر ہوا
نہ ہرگز کیا جان کا کچھ خطر

ہوا بحر خون عرصۂ رزمگاہ
یہ چاہا کہ دیجے دلیرانہ جان
مظفر ہوا خسرو نامجو

ہوا لشکر ترک آخر تباہ
بزور اُسکی مردم نے موئی عنان

نہ میدان مین اک گرد توران بچا
گیا آخرش کار افراسیاب

جریدہ سپہدار توران رہا
سو ریگ آمو بحال خراب
لکھا مژدۂ فتح کاؤس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب را بلیش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران با ایران +

گیا ریگ آمو سے افراسیاب
بصد عجز خاقان نے بھیجا دہین
کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر
فرستادہ پھر پیش خاقان گیا
گیا چین سے پھر سوے بیکران زمین
جہان جاے تھا شاہ افراسیاب
تلف فوج ترکان ہوئی سربسر
لگا پھرنے تنہا بصد اضطراب
رہا جاکے وان شاہ برگشتہ بخت
فریدون کی تھا نسل سے اک عزیز
سنی شکوآوازِ افراسیاب
سنا یہ کہ کوئی تبر کی زبان
کہان وہ دلیری وہ جاہ و حشم
یقین اُسنے جانا کہ افراسیاب
بے انتقام اُسنے باندھی کمر
پکارا کہ اے شاہ افراسیاب
تو آ غار تاریک سے باہر اب
ہوا وہ سراسیمہ و پر الم
نہ ہرگز گیا پیش کچھ زور دست
زمانے کا ہرگز نہین اعتبار
تضرع کنان ہوکے بولا وہ یون
جہاندار نوذر کے سہ نامدار
مرے سب بزرگان فرخ نہاد
ترے جور سے مین گریزان ہوا

گریزان سو کشور چین شتاب
زر و گوہر و گنج و تاج و نگین
کرے شاہ توران کو چین سے بدر
پیام شہنشہ مفصل کہا
عقب اُسکے پہونچا شہ پاک دین
پہونچا تھا وان خسرو کامیاب
گرفتار آئے بہت نامور
پریشان و تنہا و بیخور و خواب
نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت
ملک زادۂ ہوم صاحب تمیز
اُتر کوہ سے ہوم آیا شتاب
یہ کہتا ہی با چشم تر ہر زمان
فلک نے کیا تجھپہ جور و ستم
کرے ہی فغان با دو چشم پر آب
کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر
دعا تیری یکسر ہوئی مستجاب
یہ سنکر وہ نکلا بفرط طرب
لگی ہونے کشتی دہان پھر بہم
کیا چرخ پر زور نے ہاے پست
کسی کا نہین چرخ گردندہ یار
مرے دست و بازو کیے بستہ کیون
سیاوش سپہدار عالی وقار
کہ تھے نامدار و فریدون نہاد
سو کوہ و صحرا شتابان ہوا

وہان پر بھی خسرو تعاقب کنان
فرستادہ یہ پیشکش لے کے جب
تو بہتر ہی ورنہ وہ ہوگا تباہ
یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر
وہانسے بھی لی راہ دست فرار
بنائی کہین اُسنے جاے قرار
نہ تمکین رہا شاہ توران کے پاس
سو شہر بروع کوئی غار تھا
ستم سے زمانے کے ناشاد تھا
سر دامن کوہ نزدیک غار
جدھر سے کہ آتی تھی ہر دم صدا
کہ اے شاہ توران و چین و ماچین
کہ تنہا بیابان مین آیا تو آہ
یہ تھا اُسکی بیداد سے دردمند
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے
اُسے ہوم نے خوب پہچان کر
کیا شاہ توران نے گو زور سخت
اُٹھا ہوم نے اُسکو پٹکا وہین
کرے نامدار و نکو دم مین تباہ
بھلا مجھسے کیا تجھکو پہونچا ضرر
جو انمرد اغریرث پہلوان
اُنھین قتل تونے کیا بیگناہ
وگرنہ مجھے بھی تو کرتا ہلاک

شتابی سے پہونچا بفوج گران
گیا پیش خسرو بفرط طرب
رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ
کیا شاہ توران کو دو دہین بدر
کہ تاب اقامت نہ تھی زینہار
کہ تھا سبکو خوف شہ نامدار
نہ ہمدم تھا کوئی بجز بیم و یاس
کہ تاریک مثل شب تار تھا
شب و روز سرگرم فریاد تھا
اقامت گزین تھا وہ لیل و نہار
اُدھر کو دیے کان اُسنے لگا
کہان ہی ترا تخت و تاج و نگین
سو غار تاریک لایا پناہ
کہ پہونچا تھا کچھ اُسکو ہوش سے گزند
تو آیا وہین ہوم نزدیک غار
کہ بر لاؤن مقصد کرون خوش تجھے
لگایا بزور ایک مشت آنکر
وسلے تھا گرفتار نیرد سے بخت
کیا پھر گرفتار ازروے کین
کرے سربلند و نکو یون پست آہ
کہا ہوم نے تو ہی بیداد گر
سو انکے تھے اور شہزادگان
نہ آیا تجھے رحم زنہار آہ
کہ ہرگز خدا کا نہ تھا تجھکو باک

رہا آگے بالائے کوہ بلند
کہ تا مجھکو ہو بچنے نہ تجھسے گزند

دعائین مین کرتا تھا ہر صبحدم
کہ برباد ہو تیرا جاہ وحشم

رہے کچھ نہ تیرا نشان دہر مین
کہ تا جا کے آباد ہون شہر مین

جو چاہا تھا مجھکو خدا نے دیا
تجھے اب گرفتار میرا کیا

ذرا کر حقیقت تو اپنی بیان
کہ کیونکر بتہ ہو کے آیا یہان

بیان ماجرا اُسنے یکسر کیا
نشان خسرو نامور کا دیا

شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو
سو تا جور لے کے بدخواہ کو

وہ بولا کہ تو مجھکو یان قتل کر
نہ لیجا حضور شہ نامور

پذیرانہ اُس نے کیا یہ سخن
کشان لیگیا پیش شاہ زمن

ہوا شاد کیخسرو ارجمند
کیا لطف سے ہوم کو سر بلند

سر افراسیاب جفا پیشہ کا
کیا تیغ بران سے شہ نے جدا

ستمگار گرسیوز کینہ ور
کہ تھا قید مین اُسکو بھی زود تر

کیا کشتۂ خنجر آبدار
ادا پھر کیا شکر پروردگار

کہ تیری عنایت سے اے ذوالکرام
لیا بدسگالون سے اب انتقام

جو تسخیر سب ملک توران کیا
تو خسرو نے پھر قصد ایران کیا

ہوا حکم یون رستم گرد کو
کہ توران مین تو اے یل نامجو

عمل اپنا کر شوکت و شان سے
بر اندیش ہون دور توران سے

بفتح وظفر پھر شہ پاک دین
ہوا رونق افزائے توران زمین

جہاندار کاؤس کشور کشا
زروئے مسرت گیا پیشوا

خوشی سے بغلگیر باہم ہوئے
برنگ گل تازہ خرم ہوئے

کہا یون بامداد لطف کریم
میسر ہوئی ہمکو فتح عظیم

مخالف سے خون سیاوش لیا
ہوئی جمع خاطر بفضل خدا

رحلت نمودن کیکاؤس از جہان فانی بملک جاودانی و بر تخت نشستن کیخسرو

جہان مین بجز ذات پروردگار
نہین ہے کسی کو بقا زینہار

گدا ہووے یا بادشاہ و وزیر
کسی کو نہین ہے قضا سے گزیر

جہاندار کاؤس انجم حشم
شتابان ہوا سوئے ملک عدم

چہل روز کیخسرو نامدار
رہا غم سے کاؤس کے سوگوار

سر تخت شاہنشہی بعد ازان
ہوا مثل خورشید جلوہ کنان

کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس
تو حاصل کیا ملک نے پابوس

ہوا ہفت اقلیم پر حکمران
ہوا اُسکی بخشش سے خرم جہان

رعیت نوازی جہان پروری
حقائق شناسی کرم گستری

ندی ہاتھ سے شاہ نے زینہار
رکھا عدل سے کام لیل و نہار

میسر ہوئی خلق کو ایمنی
ہوئے شہ کی دولت سے مردم غنی

پس از مرگ کاؤس تا ہفت سال
رہا حکمران شاہ فرخ خصال

عبادت پہ مصروف پھر دل ہوا
سوئے حق پرستی وہ مائل ہوا

امور خلافت سے رکھا نہ کام
کیا اہل کارون کو مالک تمام

ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار
عبادت مین مشغول لیل و نہار

بزرگان ایران گئے پیش شاہ
یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ

نہ یکبار ہو تخت شاہی سے دور
کیا چاہئے سلطنت کے امور

کرو حق پرستی مین شب کو بسر
کرو کار دنیا بوقت سحر

لگا کہنے خسرو ہوا اب مین پیر
نہین کچھ تمنائے تاج و سریر

یہ ہے آرزو میری شام و سحر
کہ دار فنا سے کرون مین سفر

کرون سلطنت کا مین کیا کاروبار
کہ مائل نہین دل برنگ بہار

دلیران و گردان و ایران زمین
ہوئے سنکے دلگیر و اندوہگین

طلب رستم و زال و زر کو کیا
مفصل یہ احوال انکو لکھا

یہ سنکر وہ ایران مین آئے عنان
گئے پیشوا جملہ نام آوران

بیان نامدارون نے پھر یون کیا
کہ اے پہلوانان کشور کشا

خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا
کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا

مقرر کیا ہے جدا اک مکان
شب و روز رہتا ہے خسرو وہان

ہمین اُس مکان مین نہین بار ہے
نہین اُس کو ہمسے سروکار ہے

ہوئے اُس حقیقت سے آگاہ جب
ہوا رستم و زال کو رنج تب

شتابان ہوئے سوئے شاہ جہان
کیا آکے بیرون پردہ فغان

شہنشہ نے آواز سنکر شتاب
کیا اُس مکان مین انہین باریاب

یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہان
وہ بولے کہ اے بادشاہ جہان

تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم
دوان آئے ہم با دل پر الم

کہا شہ نے یوں اے یلان نبرد
ہوا میں تو دنیا و دولت سے سرد

مرا قصد یزدان پرستی ہی اب
عبادت میں مشغول ہوں روز و شب

غرض جہد و کوشش ہی یہ دمبدم
کہ تا جمع ہو زاد راہ عدم

یہ پاسخ دیا پھر کہ اے بادشاہ
جو ہی خواہش توشۂ زاد راہ

تو خیرات ہر روز و شب کیجیے
فقیران مسکین کو زر دیجیے

عبادت سے بہتر ہی شاہ جہان
توجہ ہی لازم سوے مردمان

وہ بولا کہ مردم سے نفرت ہی اب
سنی غیب سے یہ صدا مین نے عجب

کہ نزدیک تر آئے ایام مرگ
مہیا تو کر ساز ہنگام مرگ

نصیحت ہوئی جب نہ کچھ کارگر
تو خاموش ہوے رستم و زال زر

ولیکن یہ کہنے لگا زال گرد
کہ مین بھی ہون شاہا بہت سالخورد

یہ ہی آرزو جی ہی یون چاہتا
کہ زنہار ہون مین نہ تجھ سے جدا

ترے ساتھ مین بھی ہون گوشہ نشین
کرون یاد و ذکر جہان آفرین

شہنشہ نے سنکر یہ پاسخ دیا
کہ جاے دگر یان سے مین جاونگا

کرو حق کو تفویض جان اس طرح
ہوئی غیب سے شب مدد جس طرح

یہ سنکر وہ دونون یل نامور
برآمد ہوے وانسے با چشم تر

انھین دیکھکر جملہ ایرانیان
لگے کرنے فریاد و شور و فغان

یہ زاری و فریاد سنکر وہین
برآمد ہوا خسرو پاک دین

ہر اک کی شہنشہ نے کی دلدہی
کہا یون نہ غم سے کرو دل تہی

نہین چاہیے اسقدر درد و رنج
کہ ہی رفتنی یہ سراے سپنج

بھلا اب ہین شاہان پیشین کہان
جہان سے گئے ہم بھی جا دینگے جان

یہ کہکر وہین خیمہ باہر گیا
شبستان سے سوے بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت دینار او تاج و تخت شاہی بلہراسپ سپردن و خود در یک چشمہ رفتن و از انجا غائب شدن

جہاندار خسرو نے روز دگر
کیے جمع ایران کے سب نامور

عطا کی انھین نعمت بیکران
ہر اک کو جہان مین کیا کامران

فقیران و مسکین جو تھے شہر مین
کیا انکو شہ نے غنی دہر مین

بداد و دہش شاہ گیتی فروز
رہا دل سے مصروف تا ہفت روز

کیا شہ نے پھر ترک جاہ و حشم
رہا کچھ نہ دینار و دولت کا غم

ہوا اسب سے فارغ شہ نامجو
دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو

ہوا اگرچہ گودرز اس کا وزیر
کہ تھا دانش آگاہ وہ مرد پیر

کیا گیو کو شہ نے سالار فوج
کہ دیکھا اسے لائق کار فوج

کیا ملک تقسیم پھر سر بسر
ہوا صاحب ملک ہر نامور

لگا کہنے پھر خسرو پاک دین
کہ اے سروران ایران زمین

تمھارا ہی لہراسپ اب بادشاہ
اطاعت کرو اس کی شام و پگاہ

فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا
کہ فرمانبری تو بھی کیجو سدا

ہوے یکسر آشفتہ ایرانیان
یہ گفتار لائے زبان پر کہ ہان

فریبرز ہے پور کاؤس کے
سپہدار لہراسپ داماد ہی

جو موجود ہی پور فرخندہ بخت
تو پہنچے نہ داماد کو تاج و تخت

سنی جبکہ گفتار ایرانیان
کیا یہ سخن زال نے تب بیان

کہ خسرو نے جسکو کیا بادشاہ
یہ لازم ہی ہمکو کہ شام و پگاہ

کرین بندگی انکی چون بندگان
یہ کہکر کیا پیش خسرو بیان

اگر خاک کو تو کرے بادشاہ
تو ہم سر جھکا دین ز روے نیاز

کہا شہ نے جو کوئی ہو دادگر
خرد مند و دانا و صاحب ہنر

شجاع و کریم و خلائق نواز
سزاوار شاہی ہی وہ سرفراز

یہ لہراسپ اولاد ہوشنگ ہے
جو افسر و باداد و فرہنگ ہے

کیا ہی سمجھکر اسے شہریار
کہ ہی باذل و عادل و ہوشیار

یہ تعریف لہراسپ فرخ نہاد
بزرگان ایران ہوے سنکے شاد

پرستاری شاہ عالی وقار
دلیران و گردان نے کی اختیار

لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو
کہ جا اب سوے شہر اے نامجو

مجھے خواب مین چشمہ آیا نظر
شتابندہ ہوتا ہون یانسے ادھر

وہان جاکے دونگا مین جان حزین
یہ کہکر روانہ ہوا بس وہین

جب آسکے گیا خسرو نامجو
تو رخصت کیا رستم و زال کو

ہوے وقت رخصت وہ گریہ کنان
ہوا ابتر وانسے خسرو روان

ہوے بیژن و گیو گودرز بھی
وہ گستہم و طوس و فریبرز بھی

نہ رخصت ہوے راہ سے زینہار
گئے ہمرہ خسرو نامدار

سر چشمہ جسدم کہ خسرو گیا
تو وان غسل شاہ جہان نے کیا
کہا اب ہے وقت جدائی ہے اب
خدا سے مجھے آشنائی ہے اب
سوخانہ یانسے روان ہو شتاب
کہ ہوگی یہان بارش برف و آب
چلی باد صرصر بہت تند و سخت
ہوے بیخ سے کندہ یکسر درخت
یہ کہکر گیا چشمہ آب مین
نشان پھر نہ شہ کا ملا خواب مین
ہوا جبکہ خسرو وہان ناپدید
تو سب نامداران ہوے ناامید
پھرے وانسے ناچار گریہ کنان
فریبرز نے پھر کہا یون کہ ہان
توقف ذرا کرکے کھا دین طعام
فرود آئے پھر نامداران تمام
مگر گرد گودرز و فرخ سیر
روان اُس مکانسے ہوا بیشتر
طعام الغرض سب نے کھایا وہان
گئے خواب مین پھر وہ گردنکشان
نمایان ہوا ابر تاریک تر
ہوئی بارش برف پھر اسقدر
کہ یکسر ہوا کوہ و صحرا سفید
ہوا بلکہ روے زمین ناپدید
فریبرز و گستہم طوس جوان
یل گیو اور بیژن پہلوان
سوا انکے بھی اور وان نامور
گئے ہمرہ شاہ تھے جس قدر
ہے برف یکبارگی دب گئے
بسوے جہان عدم سب گئے
کہین منتظر گیو گودرز تھا
نہ زنہار کوئی وہان جب گیا
تو پھر اُسنے بھیجا کسیکو اُدھر
کہ لے آوے نام آورون کی خبر
وہ آیا تو کیا دیکھتا ہے وہان
کہ مردہ ہین سب پر برف گران
یہ ہے رسم و آئین چرخ بلند
کہ گاہے رکھے شاد گہ دردمند
کسیکو نہین ہے جہان مین قرار
پھرے ہے سدا گردش روزگار
اب آتا ہون سوے لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہے جسکو تاج و کلاہ

جلوس لہراسپ شاہ بر تخت شاہی

رکھا سر پہ لہراسپ نے تاج زر
سر بر شہی پر ہوا جلوہ گر
لیا ہاتھ سے رسم کیخسروی
رکھا خلق کو خوش بصد نیکوئی
کیا بسکہ لطف و کرم عدل و داد
بزرگان ایران ہوے شاد شاد
جہاندار کے چار فرزند تھے
دلیر و شجاع و خردمند تھے
ملکزادہ شیداسپ اور اردشیر
ہنرمند دانا شجاع و دلیر
یہ دونون تھے دختر سے کاؤس کی
کہ لہراسپ کے ساتھ منسوب تھی
دو فرزند تھے اور خاتون سے
خبردار آداب و قانون سے
ملکزادہ گشتاسپ مرد دلیر
دلاور جوان شاہزادہ زریر
ولیکن تھا ہشیار ہر کار مین
جوانمرد گشتاسپ ہر چار مین
وہ تھا لائق تاج فرمانبری
نمایان تھی چہرے سے فرشہی
دلیر و زبردست مغرور تھا
دل شاہ سے اسلیے دور تھا
موافق نہ تھا شاہ سے زینہار
رکھے تھا اُسے شاہ ناچار خوار
خفا ہوکے اک روز مرد جوان
گریزان ہوا سوے ہندوستان
زریر دلاور کو شہ نے کہا
کہ لیجا سواران جنگ آزما
تو گشتاسپ کو لا شتابی یہان
شتابان ہوا پھر زریر جوان
جدھر کو شتابندہ گشتاسپ تھا
اُدھر کو تفحص کنان یہ گیا
ملا اُس کو گشتاسپ انجام کار
زریر اُس سے بولا کہ اے نامدار
سمند عزیمت کی پھیر د عنان
یہانسے ہوا اب سوے ایران روان
لگا کہنے گشتاسپ اے نامجو
نہین میری پیش پدر آبرو
کرے ہے وہ توقیر کاؤسیان
نہین مجھپہ اور تجھپہ کچھ مہربان
ولیعہد اپنا کرے مجھکو گر
تو حاضر ہون نہین چلیے پیش پدر
وگرنہ کہین پھر نکل جاؤنگا
نہ زنہار پیش پدر آؤنگا
زریر دلاور نے پاسخ دیا
کہ ہون مین کفیل آپکے کام کا
پھرے پھر وہانسے وہ دونون جوان
خوشی سے سوخانہ آئے دوان
سنی شہ نے گشتاسپ کی جب بات
نہ ہرگز کیا اُسنے کچھ التفات
جو آیا نظر شاہ نامہربان
تو ناچار گشتاسپ جنگی جوان
سوی روم تنہا گریزان ہوا
شتابندہ طرف بیابان ہوا
زریر دلاور بفرمان شاہ
گیا اُسکے دنبال لیکر سپاہ
گیا دور تک وہ تفحص کنان
ولیکن نہ پایا کہین کچھ نشان
سوخانہ ناکام آیا زریر
سوی روم پہونچا وہ مرد دلیر
غریبانہ گوشے مین کرکے قیام
لگا صرف اوقات کرنے مدام
متاع زر و مال جب ہو چکا
تو پھر سوے دیوان قیصر گیا
کہا مین دبیر نویسندہ ہون
یہان چاکری کا مین جویندہ ہون
کہا اُن کے فرزند نے یون ایجوان
نہین ہے نویسندہ درکار یان
کرے گر توقف تو پھر تیرے نام
مقرر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام

وہ رکھتا نہ تھا قوت اک روز کا — سوئے خانۂ ساربانان گیا
وہین مہتر ساربان نے طعام — کھلا کر کیا خرم و شادکام
ہوا جب نہ گشتاسپ وان کامیاب — گیا سوئے آہنگران پھر شتاب
کسی نے اُسے وہین بٹھلا کے وان — حوالے کیا تب آہنگران
غضبناک آہنگر اُس پر ہوا — کہ نقصان اُسکا سراسر ہوا
غرض وان سے گشتاسپ نالان گیا — سوئے دشت با چشم گریان گیا
کھلایا طعام اُسنے لیجا کے سیر — لگا کہنے دہقان سے مرد دلیر
کہ نسل فریدون سے ہون ایجوان — اقامت گزین ہو نہین مدت سے یان
لگا کہنے یہ سرور ارجمند — تو اور مین ہون یکجہی اے ہوشمند
یہ کہکر لگا رہنے دہقان کے گھر — وہان اُسنے کی ایک مدت بسر
یہی رسم تھی قیصر روم کی — کہ دختر شہ کشور روم کی
فراہم وہان ہوتے تھے شادشاد — جوانان خوشروے فرخ نہاد
کتابون تھی اک دختر شہریار — ہوئی جبکہ بالغ بت گلعذار
بلائے جوانان عالی گہر — ملکزادگان خجستہ سیر
اُسے خواب آیا تھا شب کو نظر — کہ یکمرد خوشروے باکر و فر
نصیبو نہین ہی اُسکے ایران کا تخت — ترا جفت ہوگا وہ فرخندہ بخت
نہ دیکھا جوان کوئی اُس شکل کا — کہ جسکا تصور کتابون کو تھا
اُسے دخت نے دستۂ گل دیا — سحرگاہ پھر یہ منادی کیا
وہ دہقان و گشتاسپ فرخ جوان — بہم شہر مین آئے تھے ناگہان
کہ محفل مین قیصر کی آ کر چلو — کہ شاید نصیب اپنے وہ دخت ہو
گئے الغرض وان وہ دونون جوان — کہ وہ بزم آراستہ تھی جہان
لگی کہنے دایہ سے وہ ماہرو — کہ بھی اِس جوان کی مجھے آرزو
اُسے دستۂ گل حوالے کیا — گئی پھر شبستان مین وہ مہ لقا
خدا جانے کیا اِس جوان کی ہے ذات — نہین ہمکو معلوم ذات و صفات
کہا یون کہ رکھیے خدا پر نظر — جو چاہے کرے داور دادگر
لگا کہنے پھر قیصر نامور — کرو خوب تحقیق اسبات کو
گئے پیش گشتاسپ فرخ خصال — ہوے جاکے اُس سے وہ پرسان حال
یہ احوال سنکر گئے مردمان — کیا پیش قیصر مفصل بیان
کیا عرض پھر مردمان نے یہی — عیان اُسکے رخ سے ہے فرشہی

بسان غریبان و بیچارگان — ارادہ کیا چاکری کا وہان
کہا پھر یہ گشتاسپ سے ایجوان — نہین ہے ہمین خواہش ساربان
کہا جاکے اُنسے کہ مزدور ہون — ہر ایک کام مین خوب محنت کرون
بزور اُسنے مارا وہ اسطور تیک — کہ سندان شکستہ ہوئی اور تیک
بہت دیکے دشنام از روئے کین — کیا دور دُکان سے اپنے وہین
کیا رحم دہقان نے یہ دیکھکر — وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنے گھر
کہ تو کون ہے کیا ہے تیری نژاد — یہ بولا وہ دہقان سے فرخ نہاد
کیا کار دہقانیان اختیار — نہین کچھ غم گردش روزگار
کہ ہوشنگ کی نسل سے مین بھی ہون — ولے ہون ستم دیدۂ چرخ دون
پھری آخرش گردش روزگار — ہوا یاور اقبال انجام کار
جو ہوتی تھی بالغ بصد لطف تب — مہیا وہ کرتا تھا جشن طرب
جسے چاہتی دختر نازنین — اُسے شوہر اپنا وہ کرتی وہین
شہ روم نے تب بصد انبساط — مہیا کیا ایک جشن نشاط
جو دیکھے کتابون نے سب یکبار — نہ آیا پسند اُسکو اک نامدار
غریبانہ تھا آ ترے شہر مین — نہین اُسکے ردکش کوئی دہر مین
شہ روم نے پھر بھی روز دگر — دکھائے کتابون کو سب نامور
دگر بار پھر رات کو وقت خواب — نظر آیا اُسکو وہ عالی جناب
کہ ہان جشن مین آج آوین سبھی — مسافر بھی اور مردم شہر بھی
منادی کی دہقان نے سنکے جب — جوانمرد گشتاسپ سے یون کہا
رخ شاہد دولت آوے نظر — میسر ہو جمعیت و کروفر
سوے شاہ گشتاسپ فرخ سیر — پڑی جبکہ اُس نازنین کی نظر
یہ کہکر وہین دختر دلستان — ہوئی پیش گشتاسپ وہین ناگہان
غضبناک سنکر ہوا بادشاہ — لگا کہنے یون کھینچکر ایک آہ
یہ چاہا کہ دختر کو کیجے ہلاک — ولیکن امیرون نے بیخوف و باک
مناسب نہین عہد کا توڑنا — نہین خوب آئین سے منہ موڑنا
کہ یہ کون ہے ذات ہے اسکی کیا — تفحص وہین مردمان نے کیا
وہ بولا کہ لہراسپ کا ہون پسر — خفا باپ سے ہو کے آیا ادھر
نہ زنہار قیصر نے باور کیا — کہا قصہ دختر نے پھر خواب کا
نہ کچھ عذر یان پیش ہرگز گیا — بندھا عقد گشتاسپ سے دخت کا

نہ ہرگز دیا شہ نے کچھ مال وزر
گذر کر کے دریا سے گشتاسپ شاہ
غرض قوت ہر روز نخچیر تھا
ہوے دو جوان اُنکے بھی خواستگار
کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار ہے
ہوا اُس سے ہرگز نہ عہدہ برا
گیا سُن کے حیرت مین وہ نامجو
کہ تنہا دلیرانہ ہر صبحدم
گر اُس سے تو خواہان امداد ہو
گذربان بھی ہمراہ اُسکے گیا
پذیرا کیا مرد نے یہ سخن
گذربان و مرین بھی ہمرہ گئے
طرح شیر کے گرگ نے دوڑ کر
گذربان و مرین ثناخوان ہوے
وہ کہنے لگا کسقدر تھا یہ کام
ادا مین نے کی شرط ای پادشاہ
وہان گرگ کشتہ جو آیا نظر
کہا شہ نے اہرن سے یون بعد ازان
ہوا دلمین اپنے وہ اندیشہ ناک
کہ تنہا دلیرانہ ہو جنگ جو
یہ سُنکر حضور اُسکے اہرن گیا
تو لا کر کے تیار اب ای جوان
ہوا نعرہ زن مرد کشور کشا
کیے جب چہل تیر اُسنے رہا
دہن مین کیا اژدہے کے رَوان
وہ دندان تیز اُسکے کندہ کیے
وہ دندان دیے قیصر روم کو
جو وہ اژدہا کُشتہ آیا نظر
کہ جسنے یہ کار نمایان کیا

کیا بلکہ دونون کو گھر سے بدر
شکار ایک کر گور خر کا پگاہ
پراگندہ خاطر وہ دلگیر تھا
کہ تھے اقربای شہ نامدار
رسانندۂ رنج و آزار ہے
تلافی نہ کچھ کر سکا مین ذرا
کہ کیونکر کرون قتل اُس گرگ کو
سوے دشت جاتا ہے بارنج و غم
ملا دے تہ خاک و خون گرگ کو
یہ گشتاسپ سے جا کے اُسنے کہا
دلیرانہ روز دگر پیلتن
وے راہ مین خوف سے رہ گئے
وہین پنجہ مارا جوان مردیر
بہت دل مین مسرور و شادان ہوے
کہ اپنا کرون آشکارا مین نام
مجھے دیجے اب دختر رشک ماہ
تو حیران رہا قیصر نامور
کہ ہے کوہ مین اژدہاے دمان
کہ کیونکر کرون اژدہے کو ہلاک
کیا کشتہ گشتاسپ نے گرگ کو
بیان اُس سے اپنا کیا مدعا
کہ تا قتل ہو اژدہاے دمان
مقابل ہوا آن کر اژدہا
ہوا اژدہا خستہ سر تا بپا
دہن لیکے پھر ایک سنگ گران
خوشی سے وہ اہرن کو لا کر دیے
تعجب مین آیا شہ نامجو
تو اہرن سے کہنے لگا تاجور
تو ہرگز نہین قاتل اژدہا

کتایون و گشتاسپ فرخ بہم
گذربان کو اک حصہ دیکر مدام
دو دختر شہ روم کی اور تھین
جوانونکا مرین و اہرن تھا نام
کیا ملک کو اُسنے یکسر تباہ
کرے تو اُسے قتل گر ای جوان
گذربان نے اک روز اُس سے کہا
کرے ہے شکار ایک گور کلان
ہوا شاد مرین یہ سنکر سخن
کہ ای نامور گر مرا ہو تو یار
سوے گرگ جنگی شتابان ہوا
گیا سامنے گرگ کے وہ جوان
دلاور جوان نے بیک ضرب تیغ
کہا پھر یہ مرین سے اے نامدار
حضور شہ روم مرین گیا
نہ باور کیا شاہ نے زینہار
پھر الیفاے وعدہ کیا باخوشی
اگر کشتہ ہو تجھسے وہ اژدہا
گذربان نے احوال گشتاسپ کا
یقین ہے کہ گشتاسپ بیخوف وباک
لگا کہنے گشتاسپ عالی تبار
گیا اور لایا وہ خنجر دہن
دہن سے وہ مردم تھا آتش فشان
دہن خنجر تیز پھر زد و تر
کیا خستہ مغز سر اژدہا
وہ پیش شہ اہرن آیا دوان
نہ باور کیا پھر سخن زینہار
کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان
وہ بولا کہ اے سرور انجمن

لگے رہنے ویرانے مین لاجرم
سو خانہ لاتا تھا وہ ذوالکرام
پری چہرہ خورشید رو مہجبین
یہ مرین سے بولا شہ ذوالکرام
گیا مین کئی بار لیکر سپاہ
تو پھر دون تجھے دختر دلستان
کہ گشتاسپ داماد سلطان کا
دلیر و تنومند ہے وہ جوان
گیا پیش نام آور پیلتن
تو ہو شاہد مدعا ہمکنار
نہ زنہار دل مین ہراسان ہوا
تو دیکھا کہ ہے شیر سے بھی کلان
دو پارہ کیا گرگ کو بیدریغ
تو نام اپنا مت کیجیو زینہار
کہا گرگ کو قتل مین نے کیا
گیا سوے صحرا شہ نامدار
وہ دخت پری چہرہ مرین کو دی
تو حاصل ہو دل کا ترے مدعا
بیان پیش اہرن مفصل کیا
کرے اژدہے کو بھی دم مین ہلاک
کہ اک خنجر تیز دندانہ دار
یہ کہکر گیا سوے کوہ برین
خدنگ افگنان تھا یہ مرد جوان
سر نیزہ گشتاسپ نے باندھکر
نشان اژدہے کا نہ ہرگز رہا
کیا ماجرا اژدہے کا بیان
گیا جانب کوہ ہو کر سوار
نژاد کیان سے کوئی ہووے یہان
نہ زنہار اب تو ہو پیمان شکن

کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا
غرض ہمرہ اہرن نامجو
کہ ہے قاتل گرگ و مارِ سیاہ
کہ گشتاسپ داماد تیرا کلان
غرض اُس دلاور نے بیخون و باک
یہ سنکر شہِ روم سے کہنے لگا
نہوں جسکے جنگل سے گاہے رہا
سپہدار سالار لشکر کیا

شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا
کیا کتخدا دختر خسرو کو
ملکزادہ گشتاسپ با عز و جاہ
شجاع و دلاور بہادر جوان
کیا گرگ اور اژدہے کو ہلاک
مجھے روز اول یہ معلوم تھا
پلنگان و شیران و گرگ اژدہا

بیان کی یہ گفتار اہرن نے جب
کتابون کی اُستاد تھی ایک زن
گئی وہ کتابون کی مان کے حضور
جو مرین داہرن کا یاور ہوا
کتابونکی مان نے یہ قصہ تمام
کہ زیرِ سپہر برین جز کیان
کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب

ہوا قیصر روم ناچار تب
یہ اُس سے لگی کہنے وہ سیمتن
لگی کہنے یون با فراوان سرور
تو پھر مدعا اُنکا کیسر ہوا
کیا عرض پیش شہِ ذوالکرام
نہین کوئی ہرگز دلاور جوان
بصد جاہ و شوکت ز روے طرب
فزون مرتبہ پایۂ برتر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس

والی خرزو گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج
لکھا پھر یہ نامہ شہِ خرز کو
شہِ کشورِ خرز الیاس شاہ
سپہ لیکے آیا سوے ملک روم
سوِ لشکر خرز آیا دوان
ہوا کشت و خون دشمنین اسقدر
پکارا یہ میدان مین آنکر
دلیرانہ الیاس آیا وہین
تو الیاس ہرگز نہ قائم رہا
ہوا قید میدان مین الیاس جب
غرض ملک تسخیر یکسر کیا
وہان آکے از روے لطف و عطا
سپہدار گشتاسپ نے ایک روز
یہ سنکر وہین پیش سلطان روم
نہین خوب لہراسپ کے ساتھ رزم
کہ ہی شاہ لہراسپ میرا پدر
دلیران ایران کو یارا کہان
کہ تسخیر ایران مین جاکر کرون
سوِ شاہ لہراسپ نامہ لکھا
اگر نصف ایران و تاج و کلاہ
ہوا لیکے قابوس نامہ روان
یہ کہنے لگا پھر شہِ نامجو
کہا یون فرستادہ سے بعد ازان
یہ سنکر کیا نامہ بر نے بیان
کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار تھا
پھر الیاس خرز یکو ہنگام جنگ
مشابہ ہمہ کیکے وہ جنگ آزما
یہ جاناجہاندار لہراسپ نے
نہ کراتنا اک پہلوان پر غرور

ہوے تابع حکم سردار فوج
کہ اب خرز سے دست بردار ہو
کہ رکھتا تھا ساتھ اپنے جنگی سپاہ
سپہ وہ کہ فولاد ہو جس سے موم
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
کہ الیاس رکھتا ہی ہمت اگر
ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم کین
زمین پر گرا زین سے ہوکر جدا
گریزان ہوا لشکر خرز تب
بہت گنج قیصر نے وانسے لیا
زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا
کہا شاہ سے اے شہِ نیک روز
لگے کہنے یون نامداران روم
مناسب نہین ملک ایران کا عزم
عیان اُسکا احوال ہی سر بسر
کہ ہون ساتھ میرے ستیزہ کنان
تجھے صاحبِ تخت و افسر کرون
یہ مضمون رقم اُسمین شہ نے کیا
مجھے دے تو ہو صلح اے بادشاہ
گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
کہ تسخیر کرکے فقط خرز کو
حقیقت ذرا جنگ کی کر بیان
کہ قیصر کا داماد ہی اک جوان
اور اک کوہ پر تھا وہان اژدہا
اُٹھا زین سے لایا جوان بیدرنگ
کہ جسنے یہ کار نمایان کیا
کہ برپا کیا فتنہ گشتاسپ نے
کہ یہ بات ہی عقل و دانش سے دور

نہ محکوم تنہا تھی اُسکی سپاہ
مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ
حقیقت یہ سنکے ہوا خشمگین
ادھر سے بھی گشتاسپ لیکر سپاہ
سر و پہلو و سینہ تھا وقت جنگ
سپہدار گشتاسپ مرد دلیر
تو ہو ساتھ میرے یہان گرم جنگ
جو گشتاسپ نے نیزکو زور سے
گرفتار کرکے وہ جنگی جوان
گیا خرز تک پھر تعاقب کنان
پھرا خرز سے پھر بفتح و ظفر
کیا بلکہ مختار یکسر اُمور
تگ و ساز اب سوے ایران کرو
کہ لہراسپ ہے بادشاہ عظیم
جوانِ دلاور ہوا خشمگین
مرے جنگ کی تاب اُسکو نہین
ہراسان ہین گر روم کے نامدار
کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن
کہ ہی ساتھ تیرے مجھے عزم جنگ
کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب
بجا لاکے آداب نامہ دیا
ہوا قیصر روم مست و غرور
کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا
دلیر و تنومند گشتاسپ نام
دلیرانہ دونون کو بیخوف و باک
یہ پوچھا جہاندار نے پھر کہ ہان
نظر کرکے اُسنے لبھوے زریر
شہِ روم کو نامے کا پھر جواب
ہزارون ہین یان گرد شمشیرزن

شہِ روم سمجھے تھا پشت پناہ
جو منظور خاطر ہو کر بیدرنگ
کیا قصد پیکار از روے کین
بفرمانِ قیصر ہوا کینہ خواہ
نثار عمود و سنان و خدنگ
دوان کرکے گھوڑیکو مانند شیر
نہ ہرگز کرے جنگ مین کچھ درنگ
کمر مین کیا بند الیاس کے
اُسے لیگیا پیش قیصر کشان
شہِ روم باشوکت و فرو شان
سوے روم آیا بصد کر و فر
جوانمرد کو با نشاط و سرور
نبرد آزما شاہ ایران سے ہو
وہ رکھتا ہی گنج و سپاہ عظیم
شہِ روم سے پھر یہ بولا وہین
کہان ہی یہ طاقت جو ہو گرم کین
تو ارشاد ہو مجھکو اے شہریار
تو شادان ہوا سرورِ انجمن
نہین جنگجوئی مین ہرگز درنگ
تو ہووے گرفتار رنج و عذاب
ہنسا پڑھکے لہراسپ کشور کشا
ہوا فہم و دانش سے یکبار دور
اُسے قید قیصر نے کیونکر کیا
بنا ہاتھ سے اُسکے پہلے یہ کام
کیا اُس دلاور نے جاکر ہلاک
یہ بیٹھے ہین جتنے یلان و جوان
کہا اُسکے ہمشکل ہی وہ دلیر
لکھا یون کہ اے شاہ والا خطاب
نبرد آزمایان لشکر شکن

نہیں خر ز ایران نہ الیاس ہم
تو اندازے سے رکھ نہ باہر قدم

بدستور بھونچا شتابی خراج
رہے ورنہ تیرا نہ اورنگ و تاج

یہ نامہ نویسندہ جب لکھ چکا
تو قابوس کو شہ نے رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج بہ گشتاسپ و خود بیاد خدا مصروف بودن

برادر جو گشتاسپ کا تھا زریر
کہا اُس سے لہراسپ نے اے دلیر

تو جا پیش قیصر فرستادہ وار
یہ کہہ جا کے اُس سے کہ اے شہریار

تو از صلح ہم سے نہو کینہ خواہ
اگر بنگیے نہ ہم خواہش تاجگاہ

تو پھر پاس گشتاسپ کے آئیو
بخوبی یہ پیغام پہونچائیو

کہ میں نے تری قدر جانی نہ آہ
دلے ہو نہیں اب جانین عذر خواہ

تری یاد مین کیا پریشان ہون مین
بہت دلمین اپنے پشیمان ہون مین

خطا میری اب سر بسر کر معاف
کدورت سے کر آئنہ دلکا صاف

روانہ ہوا اب سوے ایران دیار
کہ ہے شوق دیدار لیل و نہار

ہوا سیر مین افسر و تخت سے
تو فیروز ہو یاری و بخت سے

ارادہ یہ ہے معتکف ہوکے اب
کرون یاد یزدان مین ہر روز و شب

رکھون سر پہ تیرے کلاہ شہی
مبارک تجھے تخت و تاج شہی

بحکم شہنشاہِ آفاق گیر
سوے روم ایران سے آیا زریر

کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ
لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ

مجھے شاہ دے نصف ایران اگر
تو پھر صلح البتہ ہو ہمدگر

وگرنہ مصمم ہی پرخاش جنگ
مہیا ہی تیغ و سنان و خدنگ

شہ روم نے جب یہ پاسخ دیا
وہ رخصت ہوا اپنے مکانمین گیا

گیا پیش گشتاسپ پھر وقت شب
کہا اُس سے پیغام لہراسپ سب

پیام پدر سنکے ہو شاد شاد
ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد

کتابون کو لیکر شتابان ہوا
روان سوے اقلیم ایران ہوا

جو نزدیک پہونچا وہ سالار دہر
گئے پیشوا نامداران شہر

گیا جبکہ لہراسپ کے روبرو
اُٹھا تخت سے تب شہِ نامجو

پسر اور پدر ہوکے پھر ہمکنار
ہوے مثل ابر بہار اشکبار

وہین پھر جہاندار فیروز بخت
بچھا ایک تخت اپنے پہلوے تخت

لگا کہنے گشتاسپ سے اے پسر
تو اس تخت زرین پہ ہو جلوہ گر

وہ بیٹھا وہان جب تو شہ نامدار
بحکم شہنشاہ عالی تبار

ہوے اُسکے محکوم و فرمان پذیر
دلیران دگر دان امیر و وزیر

جہاندار لہراسپ فرخ خصال
جہان مین رہا یکصد و بست سال

کہا شہ نے گشتاسپ سے بعد ازان
کیا مین نے اب ترک کار جہان

مجھے کام کچھ سلطنت سے نہین
توہی مالک تخت و تاج و نگین

یہ کہکر قباے شہی دور کر
لباس فقیری کیا زیب بر

نہ زنہار دلمین رہی حُب جاہ
گیا پھر سوے بلخ لہراسپ شاہ

کہین اُندنون بلخ مین اک مکان
پرستشگہ خلق تھا کعبہ سان

کسی حجرے مین وان شہِ صاف دل
بہ یزدان پرستی ہوا مشتغل

ہوا معتکف جبکہ لہراسپ شاہ
تو بیٹھا سر تخت گشتاسپ شاہ

شہنشہ بفضل خداے کریم
جہانمین ہوا پادشاہِ عظیم

نشستن گشتاسپ بہ تخت و پیدا شدن اسفندیار

شہان جہان بھیجتے تھے خراج
حضور خداوند اورنگ و تاج

وے چین و ماچین کا فرمانروا
کہ ارجاسپ تھا نام اُس شاہ کا

نہ کرتا تھا زنہار فرمانبری
کہ محکوم تھے اُسکے دیو و پری

غرض فوج پر اپنی مغرور تھا
بہت اپنے نزدیک وہ دور تھا

سوا اسکے سب تاجدار زمان
ہمیشہ تھے محکوم شاہ جہان

جہاندار گشتاسپ تھا دادگر
نہ تھا کام جز داد شام و سحر

یگانہ بعدل و کرم گستری
شب و روز مصروف دین پروری

کتابون سے پیدا ہوے دو پسر
تنومند پر زور رشکِ قمر

رکھا نام اسفندیار ایک کا
دگر طفل کا نام پشوتن رکھا

ہوے دونون شہزادے برزدہ جب
سکھائے ہنر شاہ نے اُنکو سب

جو جاماسب اُس شہ کا دستور تھا
وہ علم سماوی مین مشہور تھا

منگا کر گیاہِ بیابان زہوش
اُسے دیگ مین ڈالکر کرکے جوش

اٹھایا پھر اسفندیار اُسمین لا — کہ جس سے وہ روئین تن ہو گیا
بہت زورمند و جوانمرد تھا — جہان مین بہ مردانگی فرد تھا
ہوا ختم رستم کا احوال رزم — بس اب دل کو ہے رزم دیگر کا عزم

وہی گرد روئین تن اسفندیار — ہمین پور شاہنشہ نامدار
یہ لکھتا ہے فردوسی نامدار — کہے ہین نے اشعار اسی ہزار
لکھون جنگ اسفندیار جوان — کرون کارنامہ جوان کا بیان

رسیدن زردشت آتش پرست درحضور گشتاسپ شاہ وخود را بہ پیغمبری آشکار اکردن وآمدن گشتاسپ شاہ دردین او ولشکر کشیدن ارجاسپ شاہ ماچین وچین بر ایران و محاربۂ عظیم رودادن وازدست اسفندیار کار نمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ ورواج دادن اسفندیار دین زردشت را در عالم + +

کوئی گرد تھا ایک زردشت نام — خبردار علم فلک سے تمام

وہ آیا حضور شہ دین پناہ
بیان شہ سے کی اپنی آئین و راہ

کیا ایک دن یہ عمل آن کے
کہ گشتاسپ کے آگے ایوان کے

خواص اُس ثمر کا بیان کیجیے کیا
کہ برگ و ثمر اُسکا جو کھائے تھا

ہوا شاد گشتاسپ فرخ نہاد
زیادہ ہوا اور بھی اعتقاد

یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا
کرون جا کے مین چارہ لہراسپ کا

ہوا خواہش دل سے اُسکا مرید
عقیدت سے ہر روز و شب تھا ندیم

دکھاؤن تجھے معجزے اب یہان
عیان مجھ پہ ہی راز ہفت آسمان

اگر مین کسی پر ہون نامہربان
تو دوزخ نصیب اُسکے ہو بیگمان

مرے پاس آتے ہین اہل ملک
عیان مجھپہ کرتے ہین راز فلک

تو گر اُسکے آئین کرے اختیار
تو مقبول ہو پیش پروردگار

کیا تھا جو زردشت نے آشکار
وہی اُسکا مذہب کیا اختیار

گیا یان سے بالاے نہ آسمان
خدا کو بھی مین دیکھ آیا وہان

کہا ایک روز اُسنے اے تاجدار
ترا ہی مددگار پروردگار

لکھا شاہ نے نامہ ارجاسپ کو
کہ چین سے تو اب دست بردار ہو

پڑھا شاہ گشتاسپ کا نامہ جب
سپہدار ارجاسپ سمجھا یہ تب

سُنا ہی یہ شاہا تو بیدین ہوا
پذیرندہ تازہ آئین ہوا

تجھے اُسنے گمراہ آکر کیا
تبہ کار تجھکو سراسر کیا

ترا باپ دیندار یزدان پرست
اور افسوس تو ہوئے شیطان پرست

کہ بیدینی اب تونے کی اختیار
نگہ ہو بہر خدا زینہار

سپہ ورنہ کھینچون پس یکدو ماہ
کرون ملک ایران کو یکسر تباہ

ذرا اپنے نامے کو پڑھ غور سے
تو آباز بدرسم و بدطور سے

پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام
تو دستور گشتاسپ جاماسپ نام

سمجھتا ہی کیا تب کیجیے عزم جنگ
نہین چاہیے ہمین ہرگز درنگ

زریر دلاور نے تب یون کہا
کہ جنگ آزمودہ نہین یہ شہا

ہوا شادمان شاہ کشور کشا
لکھا پاسخ ارجاسپ کے نامہ کا

کرون مین تجھے کشتہ تیغ کین
نہ تو ہو نہ لشکر نہ ماچین چین

یہ نامہ جو پہونچا تو سالار چین
ہوا اُسکے مضمون بہت خشمگین

جہان لشکر چین پہونچا تھا اُن
نہ رہتا تھا برگ و شجر کا نشان

سُنی جب خبر شاہ گشتاسپ نے
کہ کھینچی ادھر فوج ارجاسپ نے

کیا راز آتش پرستی عیان
ہوا معتقد اُس کا شاہ جہان

ہوا ایک پیدا درخت بلند
ثمردار مطبوع و خاطر پسند

نصیب اُسکے ہووے تھا علم فلک
فزون عقل ہوتی تھی بیشبہ و شک

پھر آئی خبر پیش گشتاسپ شاہ
کہ ہی سخت بیمار لہراسپ شاہ

غرض بلخ سے آیا جب پیش شاہ
تو پھر وہ شہنشاہ کیوان کلاہ

کہا شہ سے زردشت نے ایک روز
رسول خدا ہون نہین ای نیک روز

جسے چاہو نین اُسکو بھیجون وہین
سو گلستان بہشت برین

جہان بادشاہا بالطاف رب
نظر مین مری عرش و کرسی ہے سب

مرے واسطے زندواستا کتاب
ہوئی نازل اے شاہ گردون جناب

غرض شہ نے سُن قول زردشت کا
تو بس ترک دین اپنا یکسر کیا

کئی دن کے بعد اُسنے پھر یہ کہا
ہوئی مجھکو معراج حاصل شہا

کبھی شاہ گشتاسپ عالی گہر
نہ پھیرے تھا فرمان سے آگے سر

کہ اب شوق سے عزم تسخیر چین
تو ہو ساتھ ارجاسپ کے گرم کین

وگرنہ ملاؤن تہ خون و خاک
کرون تیغ کین سے تجھے مین ہلاک

کہ زردشت نے شہ کو گمرہ کیا
وہین پاسخ نامہ پھر یہ لکھا

ترے پاس پہونچا ہی وہ شوربخت
کہ ہی سخت بدکیش و بدروے سخت

کیا کیش و دین تونے اپنا تباہ
پس و پیش زنہار دیکھا نہ آہ

پے پاس دین تجھ سے ہون کینہ خواہ
مناسب ہی تجھکو کہ اے بادشاہ

ترا ہی جو پیغمبر بدسیر
اُسے اپنی اقلیم سے کر بدر

لکھا دوستانہ یہ نامہ تجھے
کہ حاصل ہو تا دین و دنیا تجھے

روانہ ہوے لیکے وہ نامہ دیو
شتابی گئے پیش گیہان خدیو

یہ بولا کہ لکھیے سمجھکر جواب
کہا سُنکے زردشت نے یون شتاب

لگا شاہ سے کہنے اسفندیار
مجھے کیجیے رخصت سوے کارزار

تعینات ہو ساتھ میرے سپاہ
کہ ہون ساتھ ارجاسپ کے کینہ خواہ

اُٹھاوے تو کسواسطے رنج راہ
شتابی سے پہونچو نہین لیکر سپاہ

غرض نامہ طیار جب ہو چکا
تو پھر شہ نے دیو و نکو رخصت کیا

سپہ لیکے دو ہین پے کارزار
روانہ ہوا سوے ایران دیار

نگرتا تھا غارت فقط کینہ جو
جلاتا تھا ہر قصر و ہر کاخ کو

تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ
دلیران جنگ آور و کینہ خواہ

سواران جنگی تھے شش صد ہزار
خردمند جاماسپ شہ کا وزیر
کہ ہر فتح کس کی بروز وغا
دلیران ایران بہت ہون ہلاک
صف آراستہ بعد ازان دوان ہوئی
پسر شاہ لہراسپ کا اردشیر
کیے قتل اُس نے کئی نامدار
ہوا جبکہ وہ کشتہ تیغ تیز
گیا پھر وہین جنگجو سے دلیر
ہوا جبکہ پشتوہ جنگی ہلاک
کئی پہلوان اور کئی دیوزاد
شتابان ہوا پھر سوار دلیر
ہوا جب خروشندہ سلطان چین
اُسے صاحب شوکت و شان کہون
کیا دیو نے زخم در وہین رہا
دلیران ایران سے کہنے لگا
وہین سن کے بولا یہ اسفندیار
اگر دیو خونخوار کو کر کے پست
پھر اتنے مین لشکر مین غوغا اُٹھا
یہ سن کر ملک زادہ اسفندیار
کہا ہون مین روئین تن اسفندیار
روان کی وہین دیو سرکش نے تیغ
لگا زخم نیزہ دو رہا دیو پر
جدا کر کے سر جسم ناپاک سے
مدد کو گئے سوے اسفندیار
یہ کہہ کر سب سردار اسفندیار
ہوا حملہ آور بہ فوج گران
گریزان ہوا وان سے سلطان چین
کہ جان بخشی اے شہ کرو تو اگر

نبرد آزمایان خنجر گذار
صطرلاب دانی مین تھا بینظیر
وہین دیکھکر اُسنے ظاہر کیا
پھر آخر بالطاف یزدان پاک
بہم رزم جنگی نمایان ہوئی
کہ تھا وخت کاؤس سے وہ دلیر
ہوا کشتہ پھر آپ انجام کار
گیا پور جاماسپ بہر ستیز
جوانمرد پشتوہ پور زریر
زریر دلاور ہوا خشمناک
مقابل ہوئے آکے مانند باد
سوے شاہ ارجاسپ مانند شیر
گرائے نامداران و ترکان چین
بہت گنج و زر دیکے شادان کرون
ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما
کہ ہے مرد کوئی نبرد آزما
کرون جا کے مین داد سے کارزار
تو دے لشکر چین کو یکسر شکست
کہ اُس دیو نے حشر برپا کیا
وہین اسپ رہوار پہ ہو سوار
نہین تاب دیو و نکو یہ زنہار
سوے نامدار جہان بہر تیغ
سنان نے کیا بس جگر سے گذر
جوان نے کیا بستہ فتراک سے
یہ کہنے لگا اُن سے وہ نامدار
عقب اُسکے دونون وہ جنگی سوار
زد و کشت باہم ہوئی خوب وان
ہوئے سب پراگندہ ترکان چین
تو آتش پہ ستی کرین سربسر

پے لشکر چین بہ تیغ و تبر
لگا اُس سے کہنے شہ نامدار
کہ خویش و برادر ترے روز جنگ
میسر تجھے ہووے فتح و ظفر
دلیران ایران و گردان چین
دلیرانہ آیا جو حرب گاہ
برادر جو اُسکا وہ نستید اسپ تھا
کیے اُسنے ترکان خونخوار قتل
کیے غرق خون مرد خنجر گذار
روان کر کے گھوڑا سوے رزمگاہ
جوانمرد نے کھینچکر تیغ کین
صف فوج کو جب کیا سربسر
دلیرانہ اب گرم پیکار ہو
وہین بیدرنگ ایک مرد دلیر
زریر دلاور ہوا کشتہ جب
جو اس دیو سے جا کے ہو جنگجو
جہانگیر گشتاسپ نے ہو کے شاد
تو سر پہ ترے افسر زر رکھون
ہزارون ہوے کشتہ ایرانیان
دلیرانہ آیا روان سوے دیو
جو ہون ساتھ میرے نبرد آزما
دلیری سے وہ تیغ ہنگام جنگ
ہوا کارگر نیزہ آب گون
شتابان ہوا اتنے مین پور زریر
کہ آؤ چلو سوے ارجاسپ شاہ
شتابان ہوے سمت سالار چین
کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ
گرفتار آئے بہت سرکشان
کیا حکم گشتاسپ شہ نے وہین

سواران ایران سے تھا بیشتر
صطرلاب مین دیکھ اے ہوشیار
بہت کشتہ ہون زیر تیغ و خدنگ
گریزندہ ہو فوج چین سربسر
ہوئے گرم پیکار از روے کین
سواران چین سے ہوا رزم خواہ
سوے رزمگہ بعد اُس کے گیا
ہوا آپ بھی آخر کار قتل
نہ جانبر ہوا آپ بھی زینہار
ہوا گرم کین مثل مار سیاہ
کیے قتل دیوان و ترکان چین
گیا جبکہ نزدیک وہ نامور
کرے جو کوئی قتل اس گرگ کو
ہوا آن کر ہم نبرد زریر
ہوا پر الم شاہ گشتاسپ تب
ملا دے کہ خاک و خون دیو کو
کہا یون کہ اے پور فرخ تبار
تجھے تخت شاہی حوالے کرون
نہین ہاے ہے تاب طاقت یہان
بسان ہژبر ژیان کر غضب
کشندہ ہون دیوان خونخوار کا
ملک زادہ دلاور نے اور بیدرنگ
گرا خاک پہ دیو سرکش زبون
اور اک گرد فرشیدورد دلیر
گروہ اُس کے لشکر کو یکسر تباہ
جہاندار گشتاسپ بھی پھر وہین
رہی جب نہ ارجاسپ کو تاب جنگ
یہ کہنے لگے ہو کے زاری کنان
پھر آیا وہان شاہ روئین تن

پڑا تھا جہان کشتہ جنگی زریر
اُتر اسپ سے شاہ آفاق گیر
ہوا نعش پر اُسکی نوحہ کنان
کہا یون کہ اے سرفراز کیان

ہوئی تلخ اب زندگانی مجھے
دریغا کہ یون کشتہ دیکھون تجھے
اُسے رکھ کے تابوت مین بعد ازان
شہنشہ ہوا سوے خیمہ روان

لگا کہنے دستور سے شہریار
کہ میدان مین کر کشتگان کا شمار
شمار اُسنے جب کشتگان کا کیا
ہوا آشکارا کہ وقت وغا

ہوے کشتہ ایرانیان سی ہزار
ازانجملہ تھے ہشت صد نامدار
جب آیا سو نعش ترکان چین
تو ظاہر ہوا یہ کہ گردان چین

ہوے قتل میدان مین یکصد ہزار
ہزار و صد و شصت و سہ نامدار
میسر ہوئی جبکہ فتح و ظفر
ہوا شاد شاہنشہ نامور

دیا دین زردشت کو پھر رواج
جہاندار نے از سر ابتہاج
دلیری و مردی اسفندیار
ہوا دیکھ کر شادمان شہریار

اُسے شاہ نے تخت و افسر دیا
خوشی سے ولیعہد اپنا کیا
کہا پھر کہ اے پور عالی گہر
لے ملک گیری تو باندھ اب کمر

جہان مین بہ آئین و طرز نکو
مروج تو کر دین زردشت کو
ہوا شاہ سے رخصت اسفندیار
سوے روم پہلے گیا نامدار

شہ روم محکوم وہین ہوا
پذیرندۂ دین و آئین ہوا
رکھا ژند و استا کو بالاے سر
اطاعت مین بہبود آئی نظر

گیا پھر سوے ہند اسفندیار
وہان بھی یہ آئین ہوا آشکار
پھر آیا سوے یمن پہلوان
ہوے لوگ وان کے پرستش کنان

گیا جس ولایت کو اسفندیار
وہان بھی یہ آئین ہوا آشکار
ہوئے سب دل و جان سے فرمان پذیر
رعایا و شاہ و امیر و وزیر

گئی ہر طرف ژند و استا کتاب
نہ آئی کسی کو بھی زنہار تاب
کرے حکم سے اسکے جو انحراف
کسی نے نہ ہرگز کیا بر خلاف

سپہدار نے پھر یہ نامہ لکھا
سوے شاہ گشتاسپ کشور کشا
کہ خرد و کلان نے زروے طرب
پذیرا کیا دین زردشت اب

ہر اک ملک مین مردم خاص و عام
ہوے گرم آتش پرستی تمام
یہ سن کر ہوا شاہ گشتاسپ شاد
کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان و تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک کی انجمن
ہوے آکے حاضر سران زمن
کوئی ایک تھا گرزم پہلوان
ندیم شہنشاہ گیتی ستان

ولے تھا وہ بدخواہ اسفندیار
لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
سنا ہے کہ اسفندیار جوان
رکھے ساتھ اپنے ہے فوج گران

غرور اُسکو ہے زور سر پنجہ پر
کہ ہم پنجہ اُس کا نہین شیر نر
رکھے ہے وہ دل مین خیال تباہ
ارادہ یہ اُسکا ہے شام و پگاہ

کہ تجھ کو کرے آن کر یان اسیر
ترا چھین لے ملک و تاج و سریر
سنا تھا جو مین نے وہ ظاہر کیا
جو بہتر سمجھیے وہ کیجے شہا

ہوا سن کے آزردہ گشتاسپ شاہ
نہ مائل ہوا پھر سوے بزم گاہ
گیا اک قلم شہ کا آرام و خواب
رہا تا سہ روز و سہ شب اضطراب

طلب کر کے پھر اپنے دستور کو
لگا کہنے شاہنشہ نامجو
کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار
یہان لا شتاب اُنکو اے نامدار

وہ جاماسپ دستور شاہ جہان
گیا پیش اسفندیار جوان
دیا پھر پیام شہ نامدار
لگا کہنے پھر وہ ہین اسفندیار

مجھے کل کی شب خواب آیا نظر
کہ ہے خشمگین مجھ سے میرا پدر
وہ بولا کہ ہے راست تیرا یہ خواب
جوانمرد نے تب کہا یون شتاب

کہ کیا واسطہ میری تقصیر کا
ہوا پر غضب شاہ کشور کشا
کیا مین نے ہر اک کو آتش پرست
کیا سربلندان عالم کو پست

ہوے میری شمشیر سے سرکشان
پرستندۂ پادشاہ جہان
نہ کی میری خدمت پہ ہرگز نظر
ہوا خشمگین آہ یون تاجور

سمجھتا ہون اپنا تجھے دوستدار
جو کچھ مصلحت ہو سو کر آشکار
وہ بولا یہ بہتر ہے اے نامدر
کہ حاضر ہو چل کر حضور پدر

لگا کہنے یہ سن کے اسفندیار
کہ آزار دیگا مجھے شہریار
وہ بولا کہ بہتر ہے جو ہیدر
نہ پھیر اُسکے فرمان سے زینہار

ملکزادہ رکھتا تھا فرزند چار
بزرگ اُن مین تھا بہمن نامدار
دوم پور مہر نوش نامور
سوم آذر گرد فرخ سیر

چہارم تھا نوشادر نام جو
روانہ ہوا سوے گشتاسپ شاہ
اُسے قید کرکے کیا پھر روان
سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا
گیا الغرض پیش اسفندیار
ہوا بلخ سے عازم سیستان
کیا اختیار اُسنے آئین شاہ

ہنرمند و دانا و فرخندہ خو
سہ فرزند کو ساتھ لے اور سپاہ
شہنشہ نے سوے دژ گنبدان
بصد رنج و غم بلخ مین تب گیا
ہوا باپ کا مونس و غمگسار
کہ آئین تازہ کرے وان بزان
مروج کیا ملک مین دین شاہ
کیا بعد ازان شاہ کو میہمان

غرض گرد بہمن کو اسفندیار
گیا جب حضور شہ نامدار
ستونہاے سخت آہنی لاکے چار
وہان سے بسوے دژ گنبدان
گذر جب گیا روزگار دراز
جو نزدیک مہونچا وہ فرمان زدا
رکھا ژندواشتا کو بالاے سر
رہا شاہ گشتاسپ وسال اون

بجاہ و حشم کرکے مختار کار
ہوا تب گرفتار اسفندیار
ستونون سے باندھا اُسے ستمگر
ہوا بھائیون کو وہ لیکر روان
تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز
تو آیا تہمتن وہین پیشوا
کیا اُس کو رانج وہان زرد تر

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ برای امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ

سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر
گیا ہے سوے سیستان بادشاہ
سپہدار کہرم تھا اُس کا پسر
کہ کہرم سے ہو آنکر کینہ خواہ
مناسب ہے اب کیجیے سروری
سروکار کچھ سروری سے نہین
مکان عبادت سے لہراسپ شاہ
مقابل وہین فوج کہرم ہوئی
سواران بلخی نے وقت دغا
بہم کینہ آور ہین جنگی سوار
یہ سن کر ہوئی حملہ آور سپاہ
ہوا زخمی و خستہ لہراسپ شاہ
ہوا بلخ مین چینیون کا جو دخل
زنان شبستان گشتاسپ شاہ
گئی پیش گشتاسپ با چشم تر
یہی ہے وقت یاوری و امداد کا
ہوا شاہ گشتاسپ دیہین وان
ہوا ملحق کہ سر تم تا مور

کہ اسفندیار یل نام در
نہین بلخ کے شہر مین کچھ سپاہ
اُسے باسپاہ گران آن کر
گئے مردمان پیش لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہے تم کو سرلشکری
مجھے کام سرلشکری سے نہین
گیا لاجرم جانب رزمگاہ
دلیرانہ پھر جنگ باہم ہوئی
کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا
اُدھر یکہزار اور ادھر صد ہزار
بسوے سواران لہراسپ شاہ
زمین پر گرا خسرو دین پناہ
کیا بلخیون کو اسیر اور قتل
ہوئین قید یکسر بہ حال تباہ
کہا ماجراے بلخ کا سر بسر
شہنشہ کو رستم نے یا سیج دیا
سوے بلخ پہونچا وہان سے روان
ہوا یعنی آکر معین لسر

بفرمان گشتاسپ آفاق گیر
یہ سن کر ہوا شادمان شاہ چین
سوے بلخ اُس نے روانہ کیا
کہا یون کہ اے بادشاہ جہان
یہ کہنے لگا وہ شہ نیکنام
بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش
سپہ شاہ کے ساتھ تھی یک ہزار
جو لہراسپ آیا سوے کارزار
سپہدار کہرم ہوا خشمگین
ولیکن نہایت تعجب ہے یان
لیا گھیر لہراسپ کو بس وہین
ہوا جبکہ لہراسپ زین سے جدا
شکستہ کیا یکسر آتش کدہ
وے بھاگ کر اک زن دلستان
ہوا سن کے غمناک شاہ جہان
کہ بالفعل شاہا تو کر عزم جنگ
سپہدار ارجاسپ بھی لیکے فوج
جو ارجاسپ آیا بہ فوج گران

میان دژ گنبدان ہے اسیر
کیا پھر وہین عزم پرخاش و کین
وہان اسقدر کوئی ہرگز نہ تھا
نہین کوئی سردار لشکر یہان
کہ مجکو ہے یزدان پرستی سے کام
لیے عذر ہرگز گیا کچھ نہ پیش
فرزدن اُس سے ہرگز نہ تھا یک سوار
کیے کشتہ ترکان چین بیشمار
لگا کہنے اے نامداران چین
کہ پڑتے ہین غالب نظر بلخیان
ہوا گرم بازار پرخاش و کین
تو پھر چینیون نے دوبارا کیا
کیا ژندواشتا کو آتش زدہ
شتابان ہوئی جانب سیستان
یہ رستم سے بولا کہ اے پہلوان
عقب تیرے پہونچونگا مین بیدرنگ
روانہ ہوا چین سے مانند موج
ہراسان ہوئی فوج ایرانیان

ہوا اس کے رستم نے نامہ لکھا
ہوا خشمگین خسرو دار جمند
جہان آفرین اب ہمارا ہے یار
شہ چین بھی لیکر سواران چین
خریدنشان ہوا کوس گردوان تگاق
ہوا دامن دشت دریاے خون
گریزان ہوے جبکہ ایرانیان
وہ جاماسپ تھا شاہ کا جو وزیر
گذارش کیا اُسنے اے شہریار
یہ ظاہر کیا جبکہ جاماسپ نے
دژ گنبدان سے یہان لا شتاب

کہ کچھ کام در پیش ہے یان شہا
نہ آیا اُسے عذر بیجا پسند
یہ کہکر ہوا شاہ ایران سوار
مقابل ہوا آن کر لبس چین
کہ لرزندہ جس سے ہوا کوہ قاف
درفش سواران ایران نگون
تعاقب کو اُنکے سگئے چینیان
لگا کہنے اُس سے شہ بے نظیر
جو ہو گرم پیکار اسفندیار
کہا تب اُسے شاہ گشتاسپ نے
توقف کو مت راہ دے جا شتاب

مقصر ہون خدمت سے مین لاجرم
سپہ سے لگا کہنے پھر تاجور
سپہ لے کے آیا سوے رزمگاہ
ہوئی پھر صف آراستہ ہر دو سو
ہوا گرم صحرا مین بازار جنگ
ہوا لشکر چینیان چیرہ دست
غرض شاہ گشتاسپ عالی تبار
صطرلاب مین دیکھ اسے نامور
تو حاصل ہو فتح و ظفر پھر وہین
کہ اسفندیار جہان گیر کو
بحکم جہاندار آفاق گیر

مجھے رکھیے معذور با صد کرم
بلانے سے نہ آیا تہمتن اگر
کہ تا لشکر چین سے ہو کینہ خواہ
دلیران جنگی ہوے جنگجو
ہزارون ہوے سر جدا بیدرنگ
دلیران ایران کو پہونچی شکست
ہوا جا کے قائم سر کوہسار
کہ ہو کس طرح سے میسر ظفر
تبہ ہو وین یکدست ترکان چین
مرا نامہ لیجا کے اے نامجو
روانہ ہوا لے کے نامہ وزیر

رہائی یافتن اسفندیار از بندگران بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از دژ گنبدان بحضور پدر و بعنایات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بہ جنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ و داخل شدن گشتاسپ در بلخ

گیا جب وزیر خجستہ نامدار
وہان از شاہ شہزادے کو
گرفتار زنجیر کر لے گیا
تو اب اسے بس دور کر لبحن وکین
وہ بانشک گرفتار آہن مین تھا
تو جاماسپ نے اُسکو باکر وفر
پھر اپنے جرائم کا ہو عذر خواہ
تجھے سونپا دون تخت ایران زمین
پھر اسفندیار جوان کردان
سے جنگ جھجاہ اسفندیار
ہوا جا عوض اُسکے مرد دلیر

لگا کہنے شہزادہ جنگجو
رکھی مجھ پہ بیداد ناحق روا
یہ زنہار وقت شکایت نہین
دم مخلصی اُس کو غش آ گیا
مع چار فرزند داناگہر
لگا کہنے اسے پدر باعز وجاہ
کرون پھر مین طاعت جان آفرین
کیا قصد اعدا بہ فوج گران
اور اک پہلوان نام تھا گرگسار
وہ رویین بدن مثل غرندہ شیر

کہ ہے گرزم پہلوان پور شاہ
دیا سنکے جاماسپ نے یہ جواب
غرض دیکے جاماسپ نے اُسکو پند
جب آیا وہ پھر ہوش مین سوگوار
دیا لاکے گشتاسپ شہ سے ملا
مرے ملک سے خصم کو دور کر
یہ فرماکے گرزم کو کر کے طلب
تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر
مقابل ہوئین دو صف کارزار
کہی گرگسار دلاور سے تیر

حضور ملکزادہ اسفندیار
کہ گستہم جبکے مجھے بیگناہ
کہ لے نامدار شہ یا جناب
کیے دور یکدست آہن کے بند
اور اُسکے ہوا دل کو بجد م قرار
بہت مہربان شاہ اُنپر ہوا
الم سے چہرہ انجم کو مستور کر
کیا قتل اُسکو بخشم و غضب
روانہ کیا گھر م اپنا پسر
پے جنگ آیا ہیکل گرگسار
ہوے سیار جو تن کو یک لخت چیر

دلے جسم اسکا سلامت رہا   کہ روئین بدن وہ جوانمرد تھا
شتاب اسنے آراستہ کر کمند   گیا گردن خصم کو اس مین بند
گرا پشت سے اسپ کی گرگسار   اسے کھینچکر جلد اسفندیار
گیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر   پھر آیا پئے جنگ با تیغ و تیر
بسوے یمین یکصد و بست تن   ہوے کشتہ از بازوے صف شکن
گیا وان سے کہرم بوقت ستیز   بنزدیک ارجاسپ کر کے گریز
پھر اس جا سے کر عزم اسفندیار   لگا کاٹنے سر بہ سمت یسار
کیے تیغ سے یکصد و شصت و پنج   جدا سر دلیران کے بے درد و رنج
ہوے جنگ سے گرد ترکان زبون   وہ میدان بس ہو گیا بحر خون
ہوئی فوج ارجاسپ کی تباہ   گریزان ہوے چھوڑ کر رزمگاہ
ظفر یاب گردان ایران ہوے   گریزان سواران ترکان ہوے
رہی جب نہ تاب ثبات و قرار   شہ چین ہوا وان سے فورا فرار
بفرمان اسفندیار جوان   ہوے گرد ایران تعاقب کنان
بہت ترک کھینچے تہ تیغ کین   ہوئی لالہ گون خون سے وان کی زمین
لیا منھہ مین ترکون نے پھر برگ کاہ   حضور جوان مرد لائے پناہ
ہوا مہربان اسنے اسفندیار   پھر آیا حضور شہ نامدار
بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ   ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ
لگا کہنے پھر شاہ فرخ تبار   کہ اے مرد روئین تن اسفندیار
تری بہنون کو لیگیا شاہ چین   تو پھر اس سے ہو جا کے اب گرم کین
چھڑا کر انھین قید سے لا یہان   نہ تاخیر کر ہو شتابی روان
قسم ایزد پاک کی اے پسر   کہ آوے تو جیدم بہ فتح و ظفر
کرون ترک دنیا و دولت یہین   عبادت کرون ہو کے گوشہ نشین
حوالے کرون تجکو تخت شہی   زر و گنج و دیہیم و فرماندہی
یہ سن کر دلاور نے پاسخ دیا   مبارک تجھے تخت و افسر شہا
ترا ہون مین اک بندۂ جان نثار   نہ خواہندۂ افسر زرنگار
بفرمان شاہنشہ دین پناہ   شتابی مین ارجاسپ سے کینہ خواہ
نہ توران مین چھوڑون نہ چین زینہار   کرون جا کے ارجاسپ کو بخت خوار
چھڑا لاؤن مین خواہرون کو شتاب   باقبال شاہ ثریا جناب
کہا شاہ نے آفرین مرحبا   شب و روز یاور ہو تیرا خدا
لگا کہنے شہ سے پھر اسفندیار   کہ یون عرض کرتا ہے اب گرگسار
کہ ہو مخلصی قید سے مجھ کو گر   تو خدمت کرون خوب شام و سحر
جہان قصد کیجے مین ہون رہنما   بجا لاؤن مین شرط خدمت سدا
جہاندار نے اسکو کرکے طلب   کہا یون زرہ دے نشاط و طرب
کیا قید سے تجکو ہم نے رہا   ادا کیجیو تو بھی رسم وفا
حضور جوان مرد اسفندیار   تو رہیو شب و روز خدمت گذار
پھراتا ہون اسپ قلم کی عنان   اور آتا ہون اب بر سر ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دژ روئین براہ ہفتخوان برائے رہائی ہمشیرہاے خود

رہا جب ہوا قید سے گرگسار   تو پھر مرد روئین تن اسفندیار
اسے لیکے اپنے مکان مین گیا   رہا اسپہ مصروف لطف و عطا
کہا یون کہ بصدق ارادت سے گر   رہے تو مرے پاس شام و سحر
کرے راست گوئی یہان اختیار   تو ہر دم فزون ہوئے عز و وقار
تجھے ملک توران کا اک ملک دون   تیرے تن سے ورنہ جدا سر کرون
وہ بولا کہ جز راستی زینہار   نہین کچھ مجھے کام لیل و نہار
کرون صدق دل سے پرستندگی   بجا لاؤن رسم و رہ بندگی
لگا کہنے اس سے یہ اسفندیار   کہ سوے دژ روئین اے گرگسار
بتا کونسی راہ سے ہون روان   کہ پہونچون مین آرام سے جلد وان
وہ بولا کہ اک راہ ہے خوب تر   کہ ہے یکسر آباد اے نامور
سہ ماہہ مسافت رکھے ہے وہ راہ   بخوبی گذر جائے وان سے سپاہ
کم آباد ہے اس کی راہ دگر   دلے میوہ و آب سے بے ثمر
دو ماہہ مسافت ہے اے نامدار   نہین کچھ بھی خوف و خطر زینہار
سوم ہفت روزہ ہے اے ارجمند   ولے سخت وہ راہ ہے پر گزند
اور اس راہ کا نام ہے ہفتخوان   کسے ہے یہ قدرت کہ جائے وہان
ہر اک منزل اسکی ہے پر خوف و بیم   جہان جادوان ہے بلائے عظیم
کہین شیر و گرگ اور کہین اژدہا   نہ ہو جنگ سے جسکے کوئی رہا
زن ساحر و مدبر و شور بخت   بیابان و سیمرغ و سرماے سخت
گذر اس بیابان مین دشوار ہے   کہ ہر گام پر رنج و آزار ہے
یہ بولا جوان مرد اسفندیار   کہ مجھ کو نہین کچھ خطر زینہار

نشاں بندہ ہو نہیں سے ہفتخوان | اگر ان دفع ہر اک بلا کو وہان
یہ کہنے لگا یون کہ اے پہلوان | رہ ہفتخوان سے تو مت ہو روان
یہ گفتار ہرگز خوش آئی نہین | کیے بستہ پھر دست و بازو وہین
کہا مین نے جو کچھ وہ باطل نہین | مرے قید کرنے سے حاصل نہین
کہ تارا رہ سے تو گریزان نہ ہو | مرے دیکھیے ٹک قوت و زور کو
یہ کہہ کر گیا پیش شاہ زمین | ہوا شہ سے رخصت یل پیلتن
غرض کر پشوتن کو سالار فوج | روانہ ہوا وہ مانند موج
آئے اپنی سرحد سے جس دم گذر | تو اک دشت پر ہول آیا نظر

یہ کہکر پلائی مے خوشگوار | ہوا مست و مخمور جب گرگسار
دلیر و قوی زور ہر گو ہزار | تو جانبر نہ ہوگا و لے زینہار
وہ کہنے لگا ہو کے گریہ کنان | کہ میری خطا کیا ہے اے پہلوان
وہ بولا نہین تجھ پہ خشم و غضب | تجھے اسلیے مین نے باندھا ہے اب
کہ گر کیا کیا دلیری ہو مجھ سے عیان | بخوبی کرون طے رہ ہفتخوان
سواران جنگی لیے دس ہزار | خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار
کمر و کتف بستہ جو تھا گرگسار | رکھا ساتھ اُسے اسپ پر کر سوار
وہ تھی اولین منزل ہفت خوان | کردن مین حقیقت اب اُسکی بیان

احوال منزل اول راہ ہفت خوان

وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار | لگا پوچھنے یون کہ اے گرگسار
وہ گرگان جنگی ستمگار ہین | قوی ہیکل و سخت خونخوار ہین
سوارونسے روئین تن اسفندیار | یہ بولا کہ جب گرگ ہون آشکار
یہ کہکر زرہ دلیری وہ مرد | ہوا دشت پر خوف مین رہ نورد
لگے اسقدر زخم پیکان تیز | کہ خستہ ہوے گرگ وقت ستیز
دلیرانہ آکر مقابل ہوے | سو جنگ و پیکار مائل ہوے
جوانمرد نے پھر یہ اُس سے کہا | کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا
نہین آج کچھ اور خوف و خطر | بعیش و طرب کیجیے شب بسر
ہوے بعد ازان مائل خواب

بلا آوے گی آج در پیش کیا | وہ بولا کہ اے مرد رزم آزما
کہ ہنگام پیکار ہے خوف و باک | کرین پہلوے پیل دانتوں سے چاک
تو پھر بارش تیر تم کیجیو | نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو
نمایان ہوے گرگ خونخوار جب | کیے تیر باران سوارون نے تب
وہین کھینچکر تیغ زہرآبدار | پشوتن جوان اور اسفندیار
کیا قتل گرگون کو انجام کار | ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار
وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دو | سو تونے کیے قتل اے جنگجو
غرض وان فرود آئے ہنگام شام | لگے پینے صہبائے گلگون کے جام
بسر کی بخوبی و آرام شب

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

ہوا مہر رخشان جو وقت سحر | تو وان سے روانہ ہوے پیشتر
دلاور نے یون راہبر سے کہا | کہ ہر راہ مین آج کیا کیا بلا
کہ ہین پیل سے بھی سطبر و بلند | مبادا تجھے اُنسے پہونچے گزند
پشوتن لگا کہنے ہم تم بہم | کرین حملہ شمشیر کرکے علم
دلیرانہ پھر کھینچ کر تیغ کین | دوپارہ کیا شیر نر کو وہین
لیے اُس دلاور نے بے خوف و بیم | کیا تیغ بران سے اسکو دو نیم
اقامت گزین ہو کے باصد خوشی | مے خوشگوار اُسنے وان نوش کی
وہ بولا کہ ایک اژدہا ہے دہان | مقابل ترے آئیگا اے جوان
ہوا سن کے یہ بات اندیشہ مند | لگا کہنے پھر سرور ارجمند
نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا | شتابی وہ گردون مرتب کیا

وہ بولا وہین گرگسار اے جوان | دو شیران خونخوار رہتے ہین وان
نمایان ہوے جب وہ شیر عرین | تب اسفندیار جوان سے وہین
ولیکن ہوا اُسکو مانع جوان | گیا آپ سوے ہژبران دوان
ہوا کشتہ جب نر تو پھر مادہ شیر | ہوئی ہم نبرد جوان دلیر
ظفر ہوا جبکہ اسفندیار | تو لایا بجا شکر پروردگار
طلب کرکے پھر راہبر کو کہا | کہ فردا تجھے پیش کیا آئے گا
دراز و سطبر و درشت و دژم | وہین سے ہوا آتش افشان بہم
کرو ایک تیار گردون یہان | کہ ہووے بسان ارابہ دوان
کیے تعبیہ تیر و تیغ و سنان | رکھا ایک صندوق بھی اعلا
کیے بستہ اسپان تازی نژاد | کہ تھے تیز رفتار مانند باد

احوال منزل سوم راہ ہفتخوان

دم صبح گردون پہ ہو کر سوار
روانہ ہوا گرد اسفندیار

وے بیٹھا وہ صندوق مین جلوہ گر
پڑا اژدہاے دژم جب نظر

کیا در کو صندوق کے دو ہین بند
کہ تا اژدہے سے نہ پہونچے گزند

وہ آیا جو مانند ابر سیاہ
تو بلہی سے تیرہ ہوا تا بہ ماہ

وہ گردون و صندوق اسپان ہم
لیا کھینچ اُس اژدہے نے بدم

ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
تو عاجز ہوا اژدہاے دمان

زبون ہو کے گردون کو اگلا وہین
رہی پھر نہ طاقت جو ہو گرم کین

نکل کر وہین صندوق سے وہ دلیر
خروشان ہوا مثل غرندہ شیر

کیا زخم شمشیر بران رہا
دو پارہ ہوا وہ سیہ اژدہا

ہوا ایک بیہوش جنگی جوان
تو کی نوشدارو دہن نوش جان

بفضل الٰہی ہوا تندرست
توانا و خرم دل و چاق و چست

سپاس خداوند جان آفرین
وہ لایا بجا خرمی سے وہین

مے لعل گون نوش کی بعد ازان
لگا کہنے یون راہبر سے کہ ہان

تو کیفیت منزل چارمین
بیان کر تو اُسنے کہا پھر وہین

زن سحر ساز ایک رہتی ہے وان
اور اک غول ساتھ اسکے ہے نوجوان

لگے کہنے ہنسکر یہ اسفندیار
علاج اسکا آسان ہے اے دوستدار

وہ اسفندیار جوان پہلوان
ہوا بیشتر روز چارم روان

احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

کہین راہ مین ایک تھا سبزہ زار
اقامت گزین وان ہوا نامدار

غرض کرکے ترتیب بزم خوشی
خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی

زن خوبرو ایک آئی وہان
کیا آکے یون مہ جبین نے بیان

کہ ہون دختر اک شہ کی اے نامدار
بیابان مین لایا مجھے دیو سار

تو اب غول کے بند سے کر رہا
حضور اپنے رکھ مجکو صبح و مسا

یہ گفتار سن کر دلاور جوان
یہ بولا کہ وہ غول اب ہے کہان

یہ بولی گیا ہے برائے شکار
ولے آتا ہے جلد وہ نابکار

یہ سمجھا بالیقین وہ جوان پہلوان
کہ ہے ساحرہ یہ زن نوجوان

وہین کرکے اُس کو اسیر کمند
کیا بستہ محکم بہ زنجیر و بند

ہوا پر غضب مرد شمشیر زن
وہ جادو سے پھر بن گئی پیرزن

کیا کھینچ کر تیغ اُس کو دو نیم
نمایان ہوا پھر غبار عظیم

جہان جس سے تاریک سارا ہوا
سیہ غول پھر آشکارا ہوا

سوئے فوج اسفندیار جوان
وہین سے ہوا وہ دہن آتش فشان

نمایان ہوا کھینچ کر تیغ مرد
ہوا غول بدکیش سے ہم نبرد

کیا غول نے زور ہر چند پر
نہ غالب ہوا اُس تنومند پر

وہ غول سیہ کار انجام کار
ہوا کشتۂ تیغ زہر آبدار

مظفر جوان دلاور ہوا
معین بخت و اقبال یاور ہوا

دلاور نے پھر راہبر سے کہا
کہ دیکھا تماشا مری جنگ کا

کیا غول کو مین نے کیونکر ہلاک
زمین کو کیا جس سے مین نے پاک

وہ بولا کہ ہے آفرین مرحبا
ولے پیش آوے گی کل وہ بلا

کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر
نہ جانبر ہو ہرگز تو اے نامور

غرض ایک سیمرغ خونخوار ہے
مکان اُسکا بالاے کہسار ہے

دو بچے بھی ہین اُسکے بس زورمند
درشت و قوی بازو و سربلند

تجھے اور تیری ہے جتنی سپاہ
کریگا وہ سیمرغ سب کو تباہ

وہ بولا بتائید یزدان پاک
کرون تیغ بران سے اُنکو ہلاک

احوال منزل پنجم راہ ہفت خوان

روانہ ہوا صبح اسفندیار
دلیرانہ گردون پہ ہو کر سوار

وہان جبکہ پہونچا دلاور جوان
کہ سیمرغ مسکن گزین تھا جہان

تب آیا وہ سیمرغ گردن فراز
کیا اسنے چنگال دو ہین دراز

کہ گردون کو لیجائے از روے کین
سر قلعۂ کوہسار برین

لیے اُس مین رکھی تھی تیغ و سنان
ہوا اسکے چنگال سے خون روان

ہوا خستہ چنگل جو تلوار سے
تو پکڑا اُسے اُسنے منقار سے

ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
ہوئے پارہ منقار و حلق و زبان

ہوا اُسکے تن سے روان بحر خون
زمین پر گرا ہو کے پست و زبون

نکل کر وہین صندق سے شل شیر
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر

کیے زخم شمشیر یان تک رہا
کہ سیمرغ کو بس دو پارہ کیا

جو دیکھا تو بچے ہراسان ہوے
وہین آشیان سے گریزان ہوے

جوانمرد کے بازو و دست پر
ہوئی آفرین خوان سپہ سر بسر

لگے کہنے یون بعد ازان گرگسار
ششم منزل اے سرور نامدار

کہون کیا کہ وہ رنج ہے کس قدر
گذرنا وہان سے ہے دشوار تر

بہت بارش برف و باران ہوی وان
چلے باد تند ایسے جوان پہلوان

لگے کہنے مردم کہ اے نامدار
خدا سے نہین کر سکے کارزار

وہ کونہ لگا یان نہ ہرگز [illegible]
رہ ہفتخوان طے بہ ہمت کرون

نہین فوج درکار مجھ کو زنہار
مددگار میرا ہی پروردگار

نہ ہووین جدا مجھ سے ہم زنہار
کرین جان و تن تجھ پہ یکسر نثار

تبہ ہو سپہ سخت پہونچے گزند
یہ سن کر ہوئی فوج اندیشہ مند

مناسب یہی ہی کہ بس پھر جاو
تن و جان و سر یان نہ برباد ہو

لگر یان سے پھر جاؤ تم شوق سے
شتابان سوے خانہ ہو دو تن سے

یہ سن کر سران سپاہ دلیر
لگے کہنے اے شاہ آفاق گیر

وہ بولا پھرون گر بہ فتح و ظفر
تو بخشون تمھین ملک و گنج و گہر

بروز ششم سرور نامور
دہان سے ہوا عازم پیشتر

احوال منزل ششم راہ ہفتخوان

ہوا روز جب رفتہ رفتہ تمام
کیا متصل کوہ کے شب مقام

ہوئی بارش برف بھی بعد ازان
رہی تین دن ایک آفت وہان

سپاہ و سپہدار اسفندیار
رہ عجز سے ہو گئے وان اشکبار

شتاب اپنے بندون پہ تو رحم کر
کہ ہو یہ بلا دفع اب سربسر

بجا لا کے پھر شکر پروردگار
سپہدار بولا کہ اے گرگسار

یہان پیش آوے گی اب کیا بلا
وہین راہبر نے یہ پاسخ دیا

زمین گرم ہی جون تف آفتاب
نہین ہی کہین ہاے یک قطرۂ آب

غرض یہ خرابی ہی تا سی گروہ
سوا اسکے اے [illegible] گردون شکوہ

نہ منصور و فیروز ہون زنہار
دلیران ایران و توران دیار

لگی چلنے جب باد تند اسقدر
کہ عاجز وہ لشکر ہوا سربسر

وہان زیر کہسار لشکر ہوا
تردد سے ناچار لشکر ہوا

لگے مانگنے یہ دعا سب وہین
کہ اے خالق آسمان و زمین

کیا لطف سے سبکو یزدان نے شاد
ہوئی اک قلم دور وان برف و باد

بفضل خداے جہان آفرین
رہی باقی اب منزل ہفتمین

کہ ہی راہ مین ریگ تفتہ تمام
ہوا گرم جون شعلہ ہی صبح و شام

نہ ہرگز کرے خاک پر سبزہ جا
نہ طائر اڑے وان بروے ہوا

ذرا روئین اتنا ہی محکم کہ بس
کرین جہد و کوشش اگر سو برس

میسر نہ ہو غلہ و علف و گیاہ
سپاہ گران ہووے آخر تباہ

تو ہرگز نہ رکھ اب قدم پیشتر
سو خانہ عطف عنان یان سے کر

احوال منزل ہفتم راہ ہفتخوان

دلیر و جوان مرد اسفندیار
نظر کر کے سوے خداوندگار

وہین راہبر سے یہ بولا جوان
نہین ریگ تفتہ کا یان کچھ نشان

ترا بخت فرخندہ یاور ہوا
اثر برف کا اس زمین پر ہوا

ہوا پر غضب دیکھ کر نامدار
کہا راہبر سے کہ اے نابکار

عبث تو نے پہونچا کے بیم و گزند
کیا فوج کو میری اندیشہ مند

کہ باوصف پیمان زر دے جفا
گرفتار زنجیر مجھ کو کیا

کرے تا کہ عطف عنان یان سے تو
بر آوے مرے دل کی پھر آرزو

توقع قوی ہی کہ میری خطا
معاف اب ہو یکسر ز روے عطا

گذر کر جز زخار سے بعد ازان
کیا خیمہ با شوکت و فر و شان

سپہدار جنگی یہ بولا وہین
کہ تدبیر تسخیر حصن متین

اگر ہم صد و سال کوشش کرو
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو

[illegible] جدا شاہ ارجاسپ کا
دلیرانہ لون کینہ لہراسپ کا

[illegible] بخت
کبھی اسنے شوخی سے گفتار سخت

ہوا عازم منزل ہفتمین
ہر اک گام پر سرو پائی زمین

سراسر تھی باطل تری گفتگو
یہ سن کر وہ بولا کہ اے نامجو

وہان سے جو لشکر گیا پیشتر
تو اک بحر زخار آیا نظر

تو کہتا تھا ہرگز نہین قطرۂ آب
جلا دیگی سب کو تف آفتاب

خجل ہو کے کہنے لگا گرگسار
کہ ہون تجھ سے شرمندہ اے نامدار

سخن آگے تیرے دروغ انبار
کیا مین نے ہوا اسلئے آشکار

رہائی ہو یعنی مری بند سے
غرض فضل و لطف خداوند سے

ہنسا پھر سپہدار عالی جناب
اسے بند سے دی رہائی شتاب

وہان سے وہ دز ایک فرسنگ تھا
کہ تسخیر کا جسکے آہنگ تھا

بتا زود تر مجھ کو اے گرگسار
دیا اسنے پاسخ کہ اے نامدار

وہ بولا کہ دز وان فتح اک آن مین
مین گھوڑے کو دوڑا کے میدان مین

زن و دختر و خواہر شاہ چین
[illegible] مین گرفتار از روے کین

ہوا پر غضب سن کے [illegible]
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم [illegible]

یک زخم شمشیر زہرآبدار
قلم کی وہین گردن گرگسار
بنایا وہ روئین دژ آہن سے تھا
نہین نام تھا وان گل و خشت کا
کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا
نہ پایا وہان کام تدبیر کا
اٹھا کر بہت رنج آیا یہان
دریغا کہ محنت گئی رائگان
غرض ہو کے مایوس وانسے پھرا
حزین خاطر و دل پراگندہ تھا
کہ کیفیت دژ ذرا کر بیان
وہ درویش بولا کہ اے پہلوان
سدا غلہ پیدا ہو وان بیحساب
روان ہین بہت چشمہ چشمہ آب
مگر مردم غیر کا وان نہین
لئے یون ہی حکم سپہدار چین
یہ سن کر ہوا شاد اسفندیار
کیا آپشوتن سے یون آشکار
تو رہنا خبردار شام و پگاہ
کہ تیرے حوالے ہی یکسر سپاہ
تو بے وقت لے کر سپہ بے خطر
دلیرانہ آنا در قلعہ پر

گیا شب کو لے کر کئی پہلوان
سو قلعہ اسفندیار جوان
سہ فرسنگ بالا دہینا جبل
ہوا دیکھ حیران جوانمرد دیل
یہ بولا کہ کہتا تھا سچ گرگسار
کہ یہ دژ نہ تسخیر ہو زینہار
میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھے
ہوئی حاصل آخر ندامت مجھے
ہوا ایک درویش و دہین دوچار
یہ کہنے لگا اس سے اسفندیار
سپاہ گران ہی درون حصار
نبرد آزمایان خنجر گذار
نہین وان کوئی چیز مطلوب ہے
مہیا ہی اس دژ مین ہر ایک شے
کہ آوے کہین سے جو بازارگان
تو آنے دو اسکو یہان بیگمان
کہ جاتا ہون مین بنکے بازارگان
درون دژ روئین اے پہلوان
نہ ہونا تو زنہار اندیشہ مند
دلے جبکہ ہو دژ مین آتش بلند
زدو گشت وان آن کر کیجیو
جدا تن سے ترکون کے سر کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دژ روئین و کشتن ارجاسپ و کہرم پسرش را و فتح یافتن

مہیا وہین کر کے یک صد شتر
کیا جامہ کاروان زیب بر
وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے
سو ہر اک پہ صندوق دو دو رکھے
ہوئے ساربان صد یل کینہ جو
نبرد آزمایان پرخاش جو
سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان
کہ آیا ہی ایران سے اک کاروان
جو پہونچا در قلعہ پہ کاروان
نہ ہرگز مزاحم ہوے پاسبان
یہ ارجاسپ کو جا کے بھیجا پیام
کہ اے شاہ نامآور و ذوالکرام
یہی خواہش بندۂ خاکسار
کہ آوے حضور شہ نامدار
متاع گران پیشکش کی وہین
ہوا خرم و شاد سالار چین
یہ پوچھا کہ اے مرد بازارگان
تو ایران کی ہم سے خبر کر بیان
یل گرگسار نبرد آزما
سلامت ہی یا قتل اسکو کیا
کہ ایران سے عازم ہوا مین ادھر
نہین ہی وہان کی مجھے کچھ خبر
کہ آوے رہ ہفتخوان سے ادھر
ہنسا شاہ ترکان یہ سن کر خبر
وہ جراد رخصت ہوا بعد ازان
کیا شہ نے ہنگام رخصت بیان
غرض لیکے بازار مین اک مکان
لگائی دکان پر متاع گران
دلاور کی دو خواہر مہروش
شہ چین کے مطبخ مین تھین بکشش
ستمگاران وہ جفتابان ہوئین
یہ جراد سے آ کے پرسان ہوئین

وہ اشتر تھے دیبائے رومی سے پر
وہ اشتر بر از لعل و یاقوت و دُر
صد و شصت گردان جنگ آوران
کیے مرد جنگی نے اس مین نہان
غرض اس طرح سے بسوئے حصار
گیا مرد روئین تن اسفندیار
کہا جا بجا ہر گذربان کو
کہ زنہار اس سے مزاحم نہ ہو
گیا پھر وہ سوداگر ارجمند
خوشی سے درون حصار بلند
رہ دور سے با متاع گران
مسافت کو طے کر کے آیا یہان
دیا شاہ نے حکم آوے یہان
گیا پیش ارجاسپ بازارگان
کہا نام کیا ہے تنے پاسخ دیا
کہ جراد ہے نام میرا شہا
کہ کس مصلحت مین ہین لیل و نہار
جہاندار گشتاسپ و اسفندیار
دیا اسنے پاسخ کہ اے بادشاہ
ہوئی منقضی مدت پنج ماہ
ولیکن یہ تھا راہ مین اشتہار
کہ یہ عزم رکھتا ہے اسفندیار
کہا یون کہ کیا تاب اسفندیار
رہ ہفتخوان سے کرے جو گذار
کہ یان آئیو جاہے جس وقت تو
مزاحم نہ ہوویگا دربان کبھو
لگے آنے ہر جنس کے مشتری
ہوا گرم بازار سوداگری
سنی یہ خبر جبکہ دونون نے ان
کہ آیا ہی ایران سے بازارگان
کہ احوال گشتاسپ و اسفندیار
تجھے گر ہو معلوم کر آشکار

وہ بولا کہ ہون مرد بازارگان
و لے دو بین واقف ہوئین راز سے
گئین اوس سے کہنے کہ ای نامور
تمھاری رہائی کو آیا یہان
گیا ایکدن وہ جوان پیش شاہ
کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر
یہی میں ہی اب نذر کیجیے ادا
کہا شہ سے جو اوسنے بعد ازان
بلندی پہ ہو ں قلعہ کی خیمہ زن

نہین واقف حال شاہ دلیلان
لیا اسکو پہچان آواز سے
کرین کچھ عیان راز خلوت ہو کر
کسی سے نہ یہ راز کیجو عیان
لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ
کردن جشن ترتیب مین دو تر
غرض شہ ہو مجلس مین رونق فزا
کہ مسکن گزین اہل جہان وہ مکان
کردن ایک ترتیب دان انجمن

یہ کہکر ہوا تند اور خشمگین
بہنگام شب پیش اسفندیار
جوان نے بھی پہچان انکو لیا
وہ بیچاریان شاد و خرم ہوئین
تباہی مین آیا تھا میرا جہاز
عنایت سے پھر ایزد پاک کی
یہ سن کر لگا کہنے ارجاسپ شاہ
نہایت ہے تنگ اے ظفر دار
کردن روشن آتش بفرط خوشی

وہ بیچاریان روتی پھر گھر گئین
گئین پھر دو بیمن برومہ عذار
طلب کر کے خلوت مین اونسے کہا
گئین پھر وہ در مطبخ شاہ چین
قبول اُس گھڑی کی تھی مین نے نیاز
کنارے پہ کشتی مقصد لگی
کہ محفل مین آئنگے ہم صبحگاہ
یہ لطف شہی سے ہون امیدوار
شہ چین نے پروانگی اسکو دی

وہاں پھر سراپردہ کر کے بلند
خوشی سے وہ سوداگر ارجمند

ہوا رونق افزائے عیش و طرب
گئے نامداران بھی ساتھ اسکے سب

شہ چین دیکھدست ترکان شتاب
ہوئے مست و مخمور پی کر شراب

پشوتن نے دیکھا تو لیکر سپاہ
در دز پر آگر ہوا کینہ خواہ

خروشیدہ پھر ہو کے مانند شیر
کہا میں ہوں اسفندیار دلیر

وہ مجلس میں تھا بسکہ مست شراب
یہ سن کر گیا سوئے خانہ شتاب

کہ لیکر سواران تو پنجہ ہزار
کہ اب جا کے بدخواہ سے کارزار

سواران چین اور پنجہ ہزار
تعین کیے وان درون حصار

تو لیکر صد و شصت مردان کار
جو اکثر در روئین تن اسفندیار

بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوئے
جو باقی رہے سو گریزان ہوئے

یہ کہہ کر گئیں ہر دو لالہ عذار
سوئے منزل گرد اسفندیار

خروشان ہوا جا کے مانند شیر
اٹھا خواب سے تب وہ شاہ دلیر

لگے خنجر آب گون گاہ تیغ
رہا زخم باہم کیے بیدریغ

زن و دختر و خواہر شاہ چین
گرفتار ساتھ اسکے دو ہین ہوئین

کیے قتل گردان چین بیشمار
یکایک وہاں یہ ہوا آشکار

وہ کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا
پشوتن کے تھا ساتھ جنگ آزما

گیا جبکہ کہرم درون حصار
ہوا گرم جنگ اس سے اسفندیار

دلیران توران و گردان چین
ہوئے بسکہ وان کشتۂ تیغ کین

زبون آخرکار ترکان ہوئے
سراسیمہ وان سے گریزان ہوئے

لگا کہنے کہرم سے اسفندیار
کھڑا کیا ہے اے کہرم نامدار

وہ مرد توانا و چست و دلیر
ہوئے گرم پیکار مانند شیر

کیا تیغ سے پھر سر اسکا جدا
خوشی سے وہاں حکم پھر یہ دیا

حضور اسکے حاضر جو ترکان ہوئے
تو وہ مورد لطف و احسان ہوئے

سران نواحی توران دیار
ہوئے آکے محکوم اسفندیار

نہ کوئی رہا چین میں اک نامدار
نہ توران میں کوئی رہا شہریار

زنان پری وار ارجاسپ شاہ
رکھیں اپنے مشکو میں باعز و جاہ

لکھا نامۂ فتح گشتاسب کو
ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو

تو بالفعل ہو وان اقامت گزین
تصرف میں لا ملک ماچین و چین

مسخر کیا ملک توران و چین
یہاں بیم و اندیشہ ہرگز نہیں

ہوا محفل آرائے عیش و نشاط
دم صبح شہ از سر انبساط

طعام لطیف و مے و رود و جام
مہیا تھا سامان عشرت تمام

ہوئی روشن آتش وہاں بعد ازان
کہ فرسنگہا جسکا پہونچا دخان

وہاں جسکو پایا اسے بیدریغ
کیا کھینچ کر قتل برندہ تیغ

ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار
کہ آیا در دز پہ اسفندیار

سپہدار کہرم کہ فرزند تھا
اسے شاہ ارجاسپ نے یوں کہا

سپاہ گران لے کے کہرم گیا
ہوا جا پشوتن سے جنگ آزما

سپہ پیش ارجاسپ کمتر رہی
ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی

گیا وقت شب سوئے ایوان شاہ
دلیران چین سے ہوا رزم خواہ

گئیں وہیں پیش جوان خواہران
دیا اسکو مشکوئے شہ کا نشان

دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما
سوئے خوابگاہ شہ چین گیا

لگے کرنے باہم وہیں کارزار
سپہدار ارجاسپ و اسفندیار

ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار
مظفر ہوا گرد اسفندیار

پھر اوان سے پھر وہ دلاور جوان
بسوئے در قلعہ آیا دوان

کہ بدخواہ نے ہو کے پرخاش جو
کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو

سنی جب یہ آواز حیران ہوا
وہیں جانب وے شتابان ہوا

پشوتن بھی دنبال کہرم گیا
ہوا گرم بازار پرخاش کا

در دز ہوا غرق خون سر بسر
پڑی نعش پر نعش ادھر ادھر

ولیکن نہ زنہار کہرم ہٹا
دلیرانہ میدان میں قائم رہا

مرے ساتھ ہو آکے گرم نبرد
یہ سن کر مقابل ہوا شیر مرد

پکڑ کر کمربند کہرم وہیں
دلاور نے ٹپکا بروے زمین

کہ جو کوئی حاضر ہو یاں آن کر
کردن اسپہ لطف و کرم بیشتر

بہت فن رہا قلعہ میں نامور
مسخر ہوا ملک چین سر بسر

ہوا وان جو کوئی نہ فرمان پذیر
تو بس قتل اسکو کیا یا اسیر

سپہ کو بصد لطف و جود و عطا
دلاور نے گنج فراوان دیا

وے دختر و خواہر شاہ چین
ہر اک پور کے کیں حوالے وہیں

یہ اسفندیار جوان کو لکھا
کہ اے نامدار نبرد آزما

سپہدار نے پھر لکھا یہ جواب
کہ اے تاجدار ثریا جناب

بس اب آرزوئے قدمبوس شاہ
مجھے ہے شب و روز شام و پگاہ

دگر بارہ جب نامۂ پہلوان   بڑھا شاہ نے تب لکھا آسمان

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

رہ ہفتخوان سے پھر اسفندیار   روانہ ہوا سوے ایران دیار
تو بس وہین پایا تمام و کمال   تلے برف کے دب گیا تھا جو مال
بزرگان ایران گئے پیشوا   وہان سے جو نزدیک ایوان گیا
کہا آفرین اور کی یہ دعا   کہ عالم ستان رہیو صبح و مسا
اُسے ہاتھ سے اپنے پھر کر دیے   کئی آپ بھی بادشہ نے پیے
کیا کشتہ جس طرح ارجاسپ کو   تو کہہ مجھ سے تا دل مرا شاد ہو
کہ گفتار مستان ہے بے اعتبار   سحرگہ مفصل کر دون آشکار
برابر تھا کرسی پہ اسفندیار   جوان نے حضور شہ نامدار
بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند   و لیکن ہوا دل مین اندیشہ مند
جو دیکھی یہ بے مہری شہریار   ہوا سخت آزردہ اسفندیار
کہ مین نے کیا قتل ارجاسپ کو   بفرمان شاہنشہ نامجو
اُٹھائی بہت محنت و رنج سخت   کہ تا شاہ بخشے مجھے تاج و تخت
کتابون نے یہ سن کے از روے پند   کہا یون کہ اے سرور ارجمند
مبادا کرے پھر گرفتار بند   روا رکھے پھر شاہ تجھ پر گزند
کہ محکوم مین تیرے سردار فوج   تو ہے صاحب حکم سالار فوج
کریگا تو شاہی پس مرگ شاہ   کہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
کہا ایک دن وقت مستی مے   کہ ساری خدائی کو معلوم ہے
جو کچھ کام اس جانفشان نے کیا   نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا
بظاہر بدلجوئی پہلوان   ہوا وہین مصروف شاہ جہان
طلب کرکے جاماسپ کو اپنے پاس   کہا یون کہ اے مرد اختر شناس
کہ ہے کس طرح مرگ اسفندیار   یہ سن کر خردمند نے ایکبار
زبردست ہے مرد اسفندیار   کسی کو نہین طاقت کارزار
ولے پہلوان رستم نامدار   کریگا اُسے کشتہ انجام کار
بہت کرکے تعریف اسفندیار   لگا کہنے اُس سے کہ اے نامدار
یہ کہہ کر لبسوے سران سپاہ   نگہ کرکے بولا شہ دین پناہ
کہا مین نے یہ رستم گرد کو   کہ اب چل کے میرا مددگار ہو
اطاعت سے پھر اپنی سرکش ہے اب   یہ کہتا ہے نخوت سے ہر روز و شب

وہان جبکہ پہونچا وہ فرخ نہاد   ہوئی تھی جہان بارش جود و داد
گیا جبکہ نزدیک شہر پدر   تو وہ وہین بحکم شہ نامور
تو آیا جہاندار گشتاسپ بھی   بغل گیر ہو کر بفرط خوشی
کیا ایک ترتیب جشن نشاط   پیے جام سے از رہ انبساط
کہا شاہ نے پھر کہ اے پہلوان   بیان کر ذرا قصۂ ہفت خوان
وہ بولا کہ ہمدم ہون مست شراب   کہون کیا مین اے شاہ گردون جناب
جہاندار گشتاسپ روز دگر   سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
مفصل کہا قصۂ ہفت خوان   کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
نہ ہرگز دیا اُسکو دیہیم و تخت   کہ تھا شاہ کو اُس سے وسواس سخت
کتابون جو تھی مادر مہربان   حضور اُسکے جا کر یہ بولا جوان
گرفتار تھین اُنکی جان خواہران   رہا کر کے لایا مین انکو یہان
پر ایفاے وعدہ مین لایا قصور   تو کہہ جا کے انصاف سے ہے یہ دور
تو یہ بات ہرگز زبان پر نہ لا   کہ ہو بدگمان شاہ کشور کشا
پدر کے ہو تارک پہ تاج شہی   ولے فی الحقیقت ہے تجھ کو شہی
نہ کر اضطراب اے یل بے نظیر   کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر
خوش آئی نہ یہ پند اسے زینہار   اُٹھا ہو کے دلگیر اسفندیار
کیا قتل دشمن کو اے بادشاہ   رکھا مین نے ناموس تیرا نگاہ
ولے حیف ایفاے وعدہ ہنوز   نہ تو نے کیا اے شہ نیک روز
ولے دل مین ناخوش ہوا شہریار   یہ گفتار آئی بہت ناگوار
ذرا دیکھ احوال اسفندیار   تو کر مجھسے راز فلک آشکار
نظر کر کے سوے گردش مہر و ماہ   کہا یون کہ اے شاہ گیتی پناہ
جہان مین ظفرمند و فیروز ہو   مسخر کرے ہفت اقلیم کو
ہوا شاہ شادان یہ سن کر سخن   وہین ایک ترتیب کی انجمن
مبارک تجھے تخت و تاج شہی   کہ زیبا ہے تجھ کو کلاہ شہی
کہ گشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب   ہوئین دختران و زنان بند سب
نہ آیا مرے ساتھ ہرگز ادھر   نہ لی اتنی مدت مین میری خبر
کہ ہے کابل و زابل و نیمروز   عطا کردۂ خسرو [illegible]

تہمتن ہی القصہ لیسل و نہار
مرے دل مین کینہ ہی اِس بات کا
جوان سے کہا شاہ نے بعد ازان
وہ بولا کہ مین پہلے اے بادشاہ
عوض اسکے گرزم کے کہنے لگے
کہون قصۂ ہفتخوان یادگر
زن پیر جادو وہ غول سیاہ
وہ سختیٔ سرما وہ باران برف
گذر تھا جہان سخت مین وان گیا
کہ پیمان سے پھرتے نہین زینہار
حوالے کیا پھر تجھے تخت و تاج
اگر مین کرون فخر شائستہ ہے
شہنشاہ نے پھر یہ پاسخ دیا
کمر بستہ حاضر تھے جون بندگان
بڑا حیف ہی سخت ہی عار و ننگ
تصرف مین اب نصف ایران رکھین
شتابندہ ہون پھر سوے سیستان
شتابان ہو تو لیکے گنج و سپاہ
زوارہ فرامرز کو بھی نہ چھوڑ
نہین جاے اندیشہ کچھ زینہار
کیا قتل ارجاسپ کو روز جنگ
کریگا تو اک دم مین اُسکو اسیر
دلاور جوان نے دیا یہ جواب
یہان کا دے تربیت کردہ ہی
بہت اُسنے کار نمایان کیے
زبون تر ہی نزدیک یزدان کے
مگر تجھ کو اندیشہ کچھ اور ہے
نہین خوب شاہون سے پیمان شکست
بزرگون کی خدمت مین حلقہ بگوش

تہنا گوے کیخسرو نامدار
نہایت تردد ہے صبح و مسا
کہ جا لیکے لشکر سوے سیستان
ہوا شاہ ارجاسپ سے کینہ خواہ
کیا قید مجھ کو بہ حال تباہ
تو پھر راست ہون میرے تن سر بسر
کیے کشتہ مین نے بہ فضل آلہ
وہ طغیانی و جوش دریاے زرن
شہنشاہ کا حکم لایا بجا
شہان فلک قدر و عالی تبار
پدر نے ترے از سر ابتہاج
بزرگی مجھے آج بائستہ ہے
کہ گفتار تیری ہے یکسر بجا
یل زال اور رستم پہلوان
کہ ہو نامور تو وفیسر وزرنگ
سریر خلافت کا دعوی کرین
کرون جنگ رستم سے مین بیگمان
تہمتن سے ہو جا کے اب رزم خواہ
بداندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
کہ تو ہے جہان مین یل نامدار
وزر روئین آخر لیا بیدرنگ
تجھے پھر مین دونگا یہ تاج و سریر
کہ رستم کو ہرگز نہین ہی یہ تاب
ہمارے بزرگون کا پروردہ ہی
زبون نامداران توران کیے
کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
بھلا یہ بھی شاہا کوئی طور ہی
یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست
یہ کوئی مرے ساتھ اُسنے کیا

براہ اطاعت وہ آتا نہین
مناسب ہی اب یہ کہ اسفندیار
تہمتن کو یا کشتہ کر یا اسیر
شہ چین کو وقت وغادی شکست
کیا کشتہ اب مین نے ارجاسپ کو
وہ گرگان جنگی وہ شیر ژیان
وہ سیمرغ آیا جو بہر ستیز
کرون گر بیان مین تو ہو بیدرنگ
بہانہ کو مت کام فرما شتاب
بھلا ارد مین تو نے شاہنشہا
کیے مین نے اب کارہاے کلان
مناسب ہے یہ اور لائق تجھے
دلے سخت غم ہی کہ ہر صبح و شام
اور اب سرکشی ہم سے کی ختیار
ترے آگے اس طرح شام و سحر
لگا کہنے یون گرد آفاق گیر
نہ بولا کہ تیرا ہی دیہیم و تخت
گرفتار کر رستم و زال کو
نہ رکھ بدسگالان کا نام و نشان
کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام
نہین تاب رستم جو ہو ہم نبرد
قسم زند و استا کی اے پاکدین
جو مجھ سے کرے آگے میدان جنگ
سنا ہے کہ رستم یل نامدار
نہ ایرانیان دیکھتے روے تخت
مخالف ترا تھا اگر یہ پور زال
مجھے بھیجتا ہی سوے سیستان
یہ گشتاسپ بولا کہ سن اے جوان
نہ لا در میان عذر اے نامور

مجھے کچھ بھی خاطر مین لاتا نہین
کرے رستم گرد سے کارزار
تو پھر آکے لے مجھسے تاج و سریر
لیا ملک یکسر اُسے کرکے پست
کہ شادان ہو شاہنشہ نامجو
وہ کافر بلا اژدہاے دمان
تو کھینچا اُسے بھی تہ تیغ تیز
روان نش دریا دل خاراسنگ
رہ لطف سے کر مجھے کامیاب
کیا کشتہ اک گرگ و اک اژدہا
ملائے تہ خاک وخون پہلوان
کہ اورنگ و دیہیم اب دے مجھے
کہ کاؤس و خسرو کے آگے مدام
نہین حکم لائے بجا زینہار
کرین سرکشی رستم و زال زر
کہ دیجے مجھے آپ تاج و سریر
نہ بددل ہوا اے سر نیکبخت
تصرف مین لا ملک اور مال کو
کہ ہو پھر کوئی کینہ آور وہان
بلند اس جہان مین ہوا تیرا نام
تو ہی شیر کش گردہ ہی شیر مرد
کہ ہون مین نہ زنہار پیمان شکن
کرون مین زبون اسکو بن بیدرنگ
رہا یان شب و روز خدمتگذار
تہمتن نہ کرتا اگر کار سخت
تو جہان ہوا کیون تو اُسکا دوسال
مرے حق مین ہی بدسگالی وہان
بلا سے اگر رستم پہلوان
تمناے اورنگ وافسر ہی گر

سیستان سے بہ فوج گران
گرفتار رستم کو کر جا کے وان

پیادہ اُسے لا یہان کر کے بند
پڑے ہوئے گردن مین اُسکے کمند

کہ عزت ہو اور رون کو پھر زنہار
نہ کوئی کرے سرکشی اختیار

وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
بہانہ تو کرتا ہی بس بے گمان

یہ مقصد ہی تیرا کہ ہون ناکسے دور
رہون مین نہ زنہار تیرے حضور

مبارک یہ اورنگ و افسر تجھے
جہان مین ہی بس ایک گوشہ مجھے

یہ کہکر جوان ہو کے چین بر جبین
شتابان ہوا سوے خانہ وہین

لگا کہنے جاماسپ سے شہریار
کہ جا زود تر پیش اسفندیار

خبر لا کہ اُسکا ارادہ ہے کیا
یہ سن کر وہ دستور دانا گیا

ہوا جا کے جب اُس سے پرسان حال
وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال

جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھسے بتا
خردمند نے تب یہ پاسخ دیا

بجالا شتابی سے حکم پدر
نہ سر پھیر زنہار اے نامور

وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ
سوے سیستان ہون روانہ پگاہ

حضور شہنشاہ کشورستان
کیا جا کے جاماسپ نے یہ بیان

کہ راضی ہی روئین تن اسفندیار
بہ جنگ یل رستم نامدار

ہوا شادمان شاہ گردون جناب
گیا پھر وہ پیش کتایون شتاب

کتایون سے بولا شہ نامجو
کہ اسفندیار جوان گرد کو

کرون ہون مین رخصت سوے سیستان
پئے جنگ رستم بہ فوج گران

رضامند ہی گرچہ وہ نامور
ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر

کہ رستم کو جب لاوے کرکے اسیر
تو بخشون مین پھر دو یہین تاج سریر

کتایون ہوئی سن کے اندوہگین
جوان سے کہا جا کے اُسنے وہین

زبردست ہی رستم نامدار
نکر قصد جنگ اُس سے تو زینہار

نہ جا اُس طرف ہرگز اے ہوشمند
ذرا گوش جان سے تو سن میری پند

کتایون سے بولا یہ اسفندیار
کہ رستم سے ڈرتا نہین زینہار

وے قصد بیکار اس سے نہ تھا
کہ ہے وہ نکو خواہ سرکار کا

کرون کیا کہ اب یون ہی فرمان شاہ
کہ ہون رستم گرد سے کینہ خواہ

ندیرا کیا مین نے اس بات کو
اگر بعد اقرار انکار ہو

تو پھر مردمی سے نہایت ہو دور
بجالاؤن ناچار حکم حضور

رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان
ہوا شہ سے رخصت سوے سیستان

دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر
ہوا وہ شتابان بصد کر و فر

وہ شتر روان تھا جو پیش قطار
گیا بیٹھ وان اور پھر زنہار

نہ وان سے اٹھا اس دلاور نے تب
کیا قتل اُسکو ز روے غضب

لگے کہنے مردم ہوئی فال بد
مبادا کہ پیش آوے کچھ حال بد

مناسب یہی ہی کہ اب ایکبار
سوے خانہ پھر چلیے اے نامدار

وہ بولا یہ موقع ہی اور ہی بجا
ولیکن جہاندار کشور کشا

کہے گا کہ لایا بہانہ جوان
یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان

گیا متصل سیستان کے وہ جب
روانہ کیا اُسنے بہمن کو تب

کہ لے آوے یان رستم گرد کو
گیا جبکہ وان بہمن نامجو

تو پھر زال نے با فراوان سرور
ادب سے جھکایا سر اُسکے حضور

لگا کہنے یون بہمن نامدار
کہ آیا ہی روئین تن اسفندیار

کیا ہی طلب رستم گرد کو
یہ بہمن سے سن کر یل نامجو

گیا پیش رستم کہا ماجرا
لگا کہنے وہ مصلحت اب ہی کیا

وہ بولا کہ پیوستہ اے پہلوان
رہے ہم کمربستہ پیش کیان

تو جا شوق سے پیش اسفندیار
بجالا کے رسم و رہ انکسار

اُسے مثل گشتاسپ لا اپنے گھر
تکلف سے مہمانی اُس کی تو کر

کیا جبکہ یہ زال زر نے بیان
گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان

وہ پہونچے کنارے پہ دریا کے جب
لگا کہنے بہمن تہمتن سے تب

توقف کنان ہو تو اے نامور
کرون باپ سے اپنے جا کر خبر

یہ کہکر گیا بہمن نامدار
کہا جا کے یون پیش اسفندیار

کہ رستم دلیر و جوان مرد ہے
مروت مین اور خلق مین فرد ہے

خبر سن کے آنے کی تیری یہان
مرے ساتھ آیا ہی وہ پہلوان

گیا پھر سپہدار اسفندیار
جریدہ بحضور رستم نامدار

اُتر رخش سے رستم پہلوان
جھکا کر سر عجز چون بندگان

جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
پھر آغاز کی یہ دعا و ثنا

کہ اے وارث تخت و تاج کیان
سر سر فرازان گیتی ستان
تمہے قد پہ زیبا قبائے شہی
ترے سر پہ شایان کلاہ ہی
وہ ہی نیک طالع جو تیرے حضور
پرستش کنان ہو بفرط سرور
کرے سرکشی تجھسے جو شور بخت
نشانی گرفتار خواری ہو سخت
ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
طرح مہر کے عالم افروز ہو
یہ آئین و رسم ادب دیکھ کر
ہوا شادمان سرور نامور
فرود آکے گھوڑے سے اسفندیار
ہوا رستم گرد سے ہم کنار
لگا کرنے رستم کی پھر یون ثنا
کہ اے نامور گرد زور آزما
سزاوار تحسین و صد آفرین
جہان مین تو جسکا ہو یار و معین
قوی اسکی ہو پشت لیل و نہار
نہ ہووے اُسے کچھ غم روزگار
وہ بولا کہ مجھکو سرافراز کر
تو زینت فزا چل کے ہو میرے گھر
بتدبیرانہ اس نے کیا زینہار
دے اپنے لشکر مین اسفندیار
وہین رستم گرد کو لے گیا
وہان جاکے رستم سے کہنے لگا
یہ ہی حکم گشتاسپ شاہ دلیر
کہ رستم کو لے آؤ کرکے اسیر
بس اب تو بھی راضی ہو اسبات پر
کہ دان پیچلون تجکو مین باندھ کر
پہونچکر حضور شہ نامدار
کرون مین رہا تجکو اے باوقار
نہ اک دم رکھے شہ گرفتار بند
نہ پہونچاوے ہرگز تجھے کچھ گزند
رہا سن کے خاموش وہ پہلوان
کیا پھر سپہدار نے یون بیان
کہ راضی نہین ہی اگر بند پر
تو بس ہوکے رخصت تو جا اپنے گھر
یہ لایا زبان پر یل پیلتن
کہ یکبار اے سرور انجمن
بشاہ شہنشاہ فرخندہ خو
مرے گھر تو مہمان ذرا چل کے ہو
جو کچھ مجھسے فرمائے تو بعد ازان
بجالاؤن فرمان ترا اے جوان
وہ بولا کہ آیا تھا یان شہریار
بطور دگر اے ستودہ شعار
ولیکن مین آیا بعزم دگر
ہون مہمان بھلا کس طرح تیرے گھر
اگر میرے فرمان سے پھر جائے تو
سر جنگ از روے کین آئے تو
تو مین کس طرح کھاکے نان و نمک
کرون تجھ سے پیکار زیر فلک
تجھے بند کرکے نہ لیجاؤن گر
تو کیا قدر پاؤن حضور پدر
وہ بولا کہ زنہار مین بھی یہان
نہ کھاؤنگا اب اے سپہدار نان
سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
کہ پی اور دے مجکو صہبائے ناب
طلب کرکے پھر جام و مینا وہین
کیے نوش باہم کئی انگبین
تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہون اب
کہون زال سے جاکے احوال سب
جو کچھ مصلحت دے مجھے زال زر
گزارش کرون مین یہان آن کر
جوان نے کہا یون کہ آنا شتاب
یہان بھیجنا صاف ورنہ جواب
سوے خانہ رستم جو رخصت ہوا
تو تشوتن نے اندیشہ ہمدم کیا
کہا اے سپہدار آفاق گیر
کیا کیون نہ رستم کو تو نے اسیر
نہایت زبون سخت بیجا کیا
کہ دشمن کو یون ہاے جانے دیا
لگا کہنے اُس سے یہ اسفندیار
کہ پھر آوے گا رستم نامدار
لگا کہنے تشوتن کہ اے شیر گیر
زبردست ہے وہ سوار دلیر
یہ اب مصلحت ہی کہ اے نامدار
نہ ساتھ اُسکے ہو رزم جز زینہار
مبادا کہ پھر کار دشوار ہو
بنوع دگر دور دوار ہو
ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
گیا سوچ مین سردار ارجمند
گیا رستم گرد جب اپنے گھر
یہ قصہ کہا زال سے سربسر
کہا زال نے یون کہ اے نامدار
ملکزادہ اپنا ہے اسفندیار
سحر اُسکی خدمت مین پھر جائیو
نہ وسواس دل مین ذرا لائیو
بسوے سپہدار عالی گہر
شتابان ہوا گرد روز دگر
اُسے لیگیا آکے اسفندیار
کیا خوب رستم کا عز و وقار
وہ بولا کہ ہی منتظر زال زر
قدم رنجہ فرما تو اے نامور
کیا اُسنے انکار اور یون کہا
کہ اے پہلوان تو بھی یان سے نہ جا
مرے ساتھ چلیے شہ ارجمند
روان ہو تو ہو کر اسیر کمند
کہا اُسنے اے گرد فرخ شیم
تو رکھ مجھپہ مصروف لطف و کرم
کرین کام تیرے بہت آؤنگا
سدا تیری خدمت بجالاؤنگا
کیے مین نے کار نمایان مدام
کیے پست گردان توران تمام
جہان مین سرافراز گردان ہون مین
نگہدار شاہان ایران ہون مین
کیا دشمنون سے جہان مین نے پاک
کیا سرکشان جہان کو ہلاک
مروت سے کرتا ہون اب انکسار
نہین ورنہ تجھ سے خطر زینہار
یل پیلتن سے یہ سن کر سخن
ہوا خشمگین سرور انجمن
یہ چاہا زروے غضب جلد تیغ
تہمتن پہ کھینچے رہا زخم تیغ
ولیکن تحمل کیا اور ہنسا
یہ ہنس کر تہمتن سے کہنے لگا

مشقت بہت تونے کی بیشتر
تو راست بیٹھے ہان پیوستہ ہم
سنا مین نے اے رستم نامور
کھا زال کو پھر نہ یزدان مین
جو ناپاک و بدشکل دیکھا اُسے
وہ مردار کھا کر ہوا جب کلان
بزرگون کی ہیرے نہ پکری
یہ سن کر ہوا تند وہ پیلتن
نہین ہی یہ گفتار اے نامور
بزرگان تھے واقف ترے سر بسر
نریمان جنگی تھا ہوشنگ سے
مری مان بھی تھی دخت مہراب شاہ
دلیران ایران نے چند بار
پدر پر انہ زنہار مین نے کیا
دلیری پر اپنی نہ مغرور ہو
کئی شاہ کھینچے نہ تیغ تیز
وہ دیو سپید اور اکوان دیو
چھڑایا شہنشاہ کاؤس کو
کئی بار دی مین نے اسکو شکست
نہ کر جنگجوئی جو کچھ ہے تمیز
یہ چاہے تھا ہمدم کہ وان بیدریغ
ستم گر ردار کھیے جہان پر
فلک رتبہ ہے گرچہ تو لیک ہاے
تو کرتا رہا روز و شب چاکری
کیا ایک عالم کو آتش پرست
غضب پر بلا تھا مرا ہفتخوان
مردان نہ کوئی مددگار تھا
ترے ساتھ بیستے اگر دہ ہزار
گردن کیا مین ہی زبان سے بیان

پس آرام سے بیٹھ کے نوش کر
یہ کہہ کر گیا بیٹھ بے رنج و غم
کہ ہی نسل سے دیو کی زال زر
وہین چھوڑ آیا بیابان مین
تو سیمرغ نے بھی نہ کھایا اُسے
تب آیا وہ پھر جانب سیستان
تو حاصل ہوا رتبۂ سروری
زبان پر یہ تندی سے لایا سخن
سزاوار شاہان عالی گہر
اور آگاہ ہی خوب تیرا پدر
زبون شیر نر جسکی تھا جنگ سے
خداوند تمکین واعزاز وجاہ
کیا چاہتے تھے مجھے شہریار
نہ خواہان ہوا افسر و تخت کا
کیا تونے بس کشتہ ارجاسپ کو
کیا قتل دیوون کو وقت ستیز
کہ تھا گرد عالم مین جنکا عزیز
یل گیو و گستہم اور طوس کو
گیا پیش اُسکا نہ کچھ زور دست
نہ کھو رائگان اپنی جان عزیز
تہمتن کو اب کھینچیے زیر تیغ
تو لطف و مروت سے ہی دور نرم
پرستندہ بادشاہان کے
شہی مین نے کی بلکہ پیغمبری
کیا مین نے گردن فراز ونکو پست
کہان اسقدر تھا ترا ہفتخوان
تھا نہ رخش و گر زگرانبار تھا
دلیران جنگی و مردان کار
کہ ہی اس حقیقت سے واقف جہان

کہا پھر کہ سودست چپ بیٹھ تو
ہوا پھر سپہدار چین پر جبین
سیہ جرو و چہرہ تھے سفید
کہ کھاجائین اُسکو کہین جانور
وہین پاس بچون کے وہ لیگیا
پسر ایک بھی سام رکھتا نہ تھا
تو پیدا ہوا زال سے بعد ازان
کہ حرف پراگندہ و نا سزا
تو ہی طفل بیعقل و نادان ابھی
کہ ہی پشت سے سام کی گرد زال
سمجھ اے سپہدار انجم حشم
کہ ضحاک تھا اُسکا پنجم پدر
یہ کہتے تھے رکھ سر پہ تاج ہی
دگرنہ پہونچتی تمھین کب شہی
تو مانند میرے دلاور نہین
شکستہ کیا مین نے وہ ہفتخوان
ملائے وہ دم مین تہ خون و خاک
سپہدار توران تھا افراسیاب
کیا مین نے خاقان چین کو اسیر
سپہدار جنگ آور و کینہ جو
ولیکن یہ سوچا کہ ہی میہمان
یہ بولا کہ مین نے کہے حرف نرم
جو کی بندگی تو نے شام و پگاہ
کہ ایران سے تا روم و توران و چین
بسان دژ روئین اے نامدار
وہ بولا کہ سوفتخوان وہ ہزار
وہ دیوان خونخوار جنگ آوران
نہ ساتھ اُنکے ہوتی تجھے تاب جنگ
کہ گنجر و مدل گستر نے جب

یہ سنکر لگا کہنے اے نامجو
خفا ہو کے رستم سے بولا مین
ہوا دیکھ کر سام اسے ناامید
ہوا ایک سیمرغ کا دان گذر
کھلاتا تھا مردار صبح و مسا
اُسے لاجرم پھر پذیرا کیا
کہ اب فخر کرتا ہے اتنا یہان
تو زنہار اپنی زبان پر نہ لا
نہین تجھ کو زنہار کچھ آگہی
نریمان سے تھا سام فرخ خصال
کہ ہین یعنی یکجد ہی تم اور ہم
جہانگیر و شاہنشہ نامور
تو کر ملک ایران مین شاہنشہی
میسر نہ آتی یہ فرمان ہی
دلیری و گردی مین ہمسر نہین
نگذرے جہان فیل و شیر ژیان
کیا شاہ مازندران کو ہلاک
کسی کو نہ تھی جنگ کی جسکی تاب
مری تیغ بران ہی آفاق گیر
ہوا پر غضب سن کے یہ بات گو
یہ گرد آپ ہی یعنی آیا یہان
تو کیون خشم آتش کے ہوتا ہے گرم
تو حاصل ہوا تجھ کو یہ عز و جاہ
مروج کیا تازہ آئین و دین
نہ تھا حصن مازندران استوار
گئے تھے ترے ساتھ جنگی سوار
کہ مین نے کیے کشتہ نہادلان
گو زندہ ہوتا تو بس بیدرنگ
رکھا سر پہ لہراسپ کے تاج تب

دلیران نہ ہرگز رضامند تھے
دہن مین نے معقول سب کو کیا
تو مت ناز کر تاج لہراسپ پر
یہ مقدور ہرگز کسی کا نہین
کسی سے سُنے مین نے ہرگز نہین
سخنہاے دشوار کہہ کر اُٹھا
مری کر کے دلجوئی انجام کار
سپہدار نے سن دیا یہ جواب
مجھے جس قدر قوت و زور ہے
جو دیکھا یہ نیرو سے اسفندیار
سپہدار نے یہ کہا بعد ازان
ہوا زور معلوم تیرا مجھے
کہون جا کے شہ سے یہ ہی بے خطا
تو ہی گرچہ زور آور و شیر مرد
توکل دیکھنا کوشش کارزار
کرون تخت زرکار پر جلوہ گر
چلون پھر ترے ساتھ نزدیک شاہ
سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان
طلب کر کے خوان جبکہ آگے رکھا
کہ اس جام سے سیر ہوتا نہین
ہے دام حیرت مین ہر دم اسیر
جو ہو بند پر راضی اے ہوشمند
مصاحب جو تیرے ہین اُنسے ذرا
چلون مین ترے ساتھ ہی بند یا
وہ بولا کہ جس طرح کہتا ہے تو
بھلا کس لیے کام ایسا کرون
یہ سن کر لگا کہنے جنگی سوار
تری رزم سے کچھ نہین خوف جان
سمجھ دل مین اے فرخ اسفندیار

بزرگان ایران نہ خرسند تھے
نہ زنہار پرخاش ہونے دیا
نہ کر فخر آئین گشتاسپ پر
کہ میری طرف دیکھے از روے کین
قیامت ہو گر ہون مین چین بر جبین
ہوا یہ نہ مقدور اک گرد کا
فزون تر کیا شہ نے عز و وقار
کہ اے رستم اتنا نہ کھا پیچ و تاب
رکھے تھا کہان شاہ کاؤس کے
تو حیران رہا رستم نامدار
کہ اے گرد تو آج مہمان ہے یہان
پکڑ لاؤن کل ایکدم مین تجھے
کرون مین تجھے بند سے پھر رہا
دے مجھ سے ہرگز نہو ہم نبرد
کہ آؤن جو میدان مین ہو کر سوار
رکھون مین ترے سر پہ دیہیم زر
دلاؤن تجھے تخت و تاج و کلاہ
کہان تک یہ گفتار اے پہلوان
تو رستم نے اکدم مین خالی کیا
رکھا لاکے تاس کلان پھر وہین
مرخص ہوا پھر وہ گرد دلیر
تو جان پر تری کچھ نہ آوے گزند
بہم مل کے اب تو بھی کر مشورا
حضور جہاندار کیوان لوا
پذیرا مین کرتا پراے نام جو
کہ اس دہر مین جس سے بدنام ہون
کہ دیوان خونخوار مردان کار
ولیکن یہ اندیشہ ہے ہر زمان
کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار

یہی تھی تمناے خرد و کلان
ہوے جبکہ ہم پاو راے نامدار
کرے بند مجھ کو یہ چاہے ہے کہ تو
ہوا کودکی سے مین دنیا مین پیر
ہوا تند مین پیش کاؤس شاہ
کہ مجلس مین کوئی کرے مجھ کو بند
غرض ساتھ میرے نہو کینہ جو
نہ ہو اب ثناخوان کاؤس شاہ
یہ کہہ کر وہین ہو کے خندہ کنان
یہ ہنسکر کہا ہے یہ ترک ادب
خوشی سے مے لالہ گون نوش کر
سو شاہ لیجاؤن مین کر کے بند
مری مردمی تجھ کو معلوم ہو
کہان تو نے دیکھی دلیرونکی جنگ
تو بس پشت زین سے اُٹھاؤن تجھے
رکھون پیشکش گنج تیرے حضور
جو مین گرد ہون اور تو شہریار
کچھ اب کھائیے تا کہ آوین حرم
پلاتے تھے جسدم کہ جام شراب
کہ آتی تھی جس مین شراب یک من
لگا کہنے یہ سرور نام جو
وگرنہ ہوا آمادۂ کارزار
پذیرا کرے میہمانی اگر
وگر نہ کرون صبحدم آکے جنگ
یہ فرمائیگا شہ کہ بس ڈر گیا
نہین جنگ سے تیری مجکو خطر
جو مین نے کیے کشتہ ہنگام کین
کہ ہے کشتہ گر وقت پیکار تو
ہوا سالخوردہ اب تو گشتاسپ شاہ

فریبرز ہو بادشاہ جہان
ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار
یہی ہے ترے باپ کی آرزو
ولیکن سخنہاے نادلپذیر
کلہ گوشہ تھا جسکا تا اوج ماہ
اگرچہ وہان تھے بہت زورمند
یہ تندی و تیزی نہ کر مجھ سے تو
مرے زور سر پنجہ پر کر نگاہ
فشردہ کیا پنجہ پہلوان
کہ زور آزمائی کرون تجھسے اب
شتابان ہو پھر شوق سے اپنے گھر
نہ پہونچاؤن جان پر تری کچھ گزند
وہ بولا کہ اے مرد پیکار جو
نہ پہونچی تجھے باد گرز خدنگ
سو زال زر و دہین لاؤن تجھے
بجالاؤن خدمت بفرط سرور
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجدار
کہ اب روز سے یعنی گذرے دو پاس
تو دیتا تھا رستم یہ اُسدم جواب
پیالے لگا پینے وہ پیل تن
کہ کر مصلحت زال سے جا کے تو
دیا اُسنے پاسخ کہ اے نامدار
قدم رنجہ فرماوے تو میرے گھر
نہ لاؤن تری جنگ مین کچھ درنگ
نہ پایند رستم کو یہ کر سکا
کہ ہے باندھ لینا ترا سہل تر
تو زنہار اُنکے برابر نہین
تو ہے پیش شاہان مرا از رہ درد
تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ

ترا دشمن جان ہے تاجور
تجھے اسلیے اُسنے بھیجا ادھر
کہ تو کشتہ ہووے مرے ہات سے
نہین آگہی تجھکو اس بات سے

نہ ہو کار فرما جوانی پہ تو
نہ کر پہلوانی مرے روبرو
اگر نہ اپنی جان پر تو مت رکھ روا
نہ بدنام کر مجھکو بہر خدا

وہ بولا کہ دیتا ہی تو کیا فریب
نظر مین ہی میری فراز و نشیب
حضور پدر نے چلون باندھکر
کرون یا تجھے قتل وقت سحر

پسر کو برادر کو اور باپ کو
تو آ لیکے میدان مین اے کینہ جو
کہ آنکھون سے دیکھین ترا حال زار
کرین غم سے ماتم وہ لیل و نہار

لگا کہنے رستم کہ اب کیجیے کیا
نہین چارہ گر آئی تیری قضا
بوقت دغا آئے گا یہ نظر
کہ ہون نوحہ گر کسکے پور و پدر

یہ کہکر سوخانہ رستم گیا
حضور پدر یون گذارش کیا
کہ ہی برسر کینہ اسفندیار
نہین اور چارہ بجز کارزار

کہے زال نے پھر سخنہاے پند
لگا کہنے تب رستم ارجمند
کہ نالائق و سخت کہکر مجھے
کہا بچۂ دیو اُس نے تجھے

نہین صبر کی تاب اب زینہار
کرون جنگ ساتھ اُسکے اے نامدار
یہ سُن کر کیا چشم کو اُس نے تر
لگا پوچھنے تب یل نامور

کیے کس لیے تونے دیدے پُر آب
دیا زال زر نے اسے یہ جواب
کہ گر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ
تو خانہ خرابی ہو پھر بیدرنگ

جو ہو کشتہ اسفندیار جوان
تو ہو نام بد پیش اہل جہان
رکھین پھر کیان ہم سے کینہ سدا
تہمتن نے سُن کر یہ پاسخ دیا

تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
کہ جیتا پکڑ لاؤن تیرے حضور
کرون پیشکش اُسکے پھر گنج و زر
اطاعت سے پھیرون نہ زنہار سر

لگا کہنے ہنس کر وہ مرد کہن
کہ ہرگز زبان پر نہ لا یہ سخن
وہ اسفندیار جوان پہلوان
دلیر و جہانگیر و کشورستان

زبون جسکے آگے ہو فغفور چین
جہان مین کوئی جسکا ہمسر نہین
تو کہتا ہی میدان مین جب جاؤن مین
اُسے پشت زین سے اُٹھا لاؤن مین

یہ ہی عقل سے دور اے مرد گرد
سمجھ دل مین اپنے تو ہی سالخورد

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

گیا صبحدم رستم پہلوان
پئے جنگ اسفندیار جوان
تہمتن نے جب دم کہ پہنی زرہ
تو پھر زال نے اُنکی باندھی گرہ

زوارہ کو سالار لشکر کیا
زوارہ سے یون زال زر نے کہا
کہ ہر وقت تو یاوری کیجیو
تغافل کو وان راہ مت دیجیو

شتابان ہوا جبکہ وہ پیلتن
لگا تب دعا کرنے مرد کہن
کہ یارب تو اسکا مددگار ہی
سوا تیرے کون اسکا اب یار ہی

زوارہ سے بولا یل نامور
کہ تو ساتھ لشکر کے رہ زود تر
یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار
روانہ ہوا سوے اسفندیار

یہ تسوین نے جانا اسے دیکھکر
کہ آتا ہے بہر صلح نامور
لگا کہنے یون پیش اسفندیار
کہ رستم سے کر صلح اے نامدار

سو شہ بصد گونہ لطف و عطا
تو لے جا تہمتن کو بے بند یا
وہ بولا کہ لا جوشن اے نیکمرد
کہ ہی ساتھ رستم کے عزم نبرد

کہا اُسنے تجھکو ہی عزم ستیز
مرا دل ستیزہ سے ہی ریز ریز
دو مرد دلاور جو ہون رزمجو
خدا جانے پھر غرق خون کون ہو

ہوا اُسکے پُرزور دل مرد کا
و لے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا
تہمتن نے پھر اُس جوانمرد کو
یہ بھیجا پیام اے یل نامجو

مرے ساتھ گر تجھکو ہی عزم جنگ
تو ہو کر سوار اب تو آ بیدرنگ
یہ تسوین سے بولا وہ اسفندیار
کہ تنہا ہی اب رستم نامدار

مجھے بھی ہی یہ لازم اے شیر مرد
کہ جاؤن مین تنہا برائے نبرد
تو استادہ ہو دور لیکر سپاہ
کہ رستم سے جاکے مین ہون رزم خواہ

و لے دیکھنا جبکہ ہی وقت تنگ
کرون مین اشارہ تو پھر بیدرنگ آ
مدد میری تم کیجیو آن کر
یہ کہکر زرہ کر کے پھر زیب بر

دلیرانہ شبرنگ پر ہو سوار
گیا جانب رستم اسفندیار
تہمتن نے اُس سے کہا یہ بیان
کہ کمتر ہی میری سپہ اے جوان

بہت مین سواران ایران دیار
و لے چاہتا ہون مین یون ایکبار
کہ ایرانی اور سیستانی بہم
کرین جنگ گردانہ بیرنج و غم

کہ جوہر ہو ہر ایک کا آشکار
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار
کہ ہون کشتہ کیون لشکر ہر دو سو
فقط ہو وین ہم تم بہم رزمجو

مدد کو نہ آوے کوئی زینہار
ہوا عہد و پیمان بہم استوار
ہوئے گرم کین ہر دو شیر ژیان
ہوا کارزار پھر بہ تیغ و سنان

شکستہ ہوے نیزے پھر بید ریغ
لیا پھر دلیرون نے گُرزِ گران
پکڑ کر دوال کمر بعد ازان
پراگندہ دل شیر مردان تھے
جدا ہو کے دونون نے پھر دم لیا
بسوے دلیران ایران گیا
یہ کہن کر وہین پور اسفندیار
کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
دلیرانہ اُس سے ہوا گرم جنگ
نہ ایوام ہرگز سمجھنا مجھے

لگے کرنے باہم رہا زخم تیغ
ہوے رزم جو مثل پیل دمان
لگے زور کرنے وہ جنگ آوران
زبون سخت اسپان گرگران تھے
نہ کچھ زوردان پیش ہرگز کیا
وہان جا کے کہنے لگا نا سزا
جوان مرد نوشادر نامدار
وہ مجھ سے کرے آن کر کارزار
دلے خاک و خون مین ملا بند رنگ
کرون غرق خون اکدم مین تجھے

شکستہ ہوئین تیغ بھی سربسر
گرے گُرز بھی ہاتھ سے ایکبار
کیا زور گرچہ رہ کین سے
زرہ پارہ اور چاک برگستون
زدارہ کو تھا جنگ مین کچھ نہ صبر
کہ اے نامدار و اگر مرد ہو
پئے کینہ خواہی شتابان ہوا
دہین گرد ایوام زور آزما
زدارہ پھر اتنے مین آیا دوان
پھر اک گرز مارا جو بالاے سر

نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر
رہے کام سے دست مردان کار
ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے
ہوے سست گردان جنگ آوران
خروشان ہوا مثل غرندہ ابر
تو ہو فوج زابل سے یکبار جو
طرح شیر نر کے خروشان ہوا
کہ شاگرد تھا رستم گرد کا
لگا کہنے میدان مین کرکے فغان
ہوا کشتہ نوشادر نامور

جوان مرد مہرپوش پہلوان　　دگر پور اسفندیار جوان
فرامرز اُس کے مقابل ہوا　　فرامرز نے قتل اُس کو کیا
وہین پیش اسفندیار جوان　　کیا جا کے بہمن نے یکسر بیان
دو فرزند تیرے ہوئے کشتہ اب　　سپہدار سُن کر ہوا پُر غضب
بہ نزدیک نام آوران زمن　　سزادار نفرین ہی پیمان شکن
کہ سوگند جان و سر شہریار　　نہین ہی مجھے آگہی زینہار
کیا جسنے اب جنگ مین ارتکاب　　کرون اُسکو قتل اور اسیر و خراب
اُنھین شوق سے قتل کر تو یہان　　کہ تیرے گنہگار ہین بیگمان
یہ کہہ کر ہوے پھر وہ مشغول جنگ　　دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
ولے تیر اسفندیار جوان　　کہ آئے پیاپے سوے پہلوان
لگے زخم کاری جو اُس رخش پر　　سوار دلاور تب آیا اُتر
زوارہ ہوا دیکھ کر دردمند　　گیا وہین پیش یل ارجمند
بسوے بلندی گیا نامدار　　لگا کہنے تب ہنس کے اسفندیار
جہان مین ترے زور کا تھا غریو　　تری تیغ بران سے کانپتے تھے دیو
ترا زور بازو گیا اب کہان　　کہان ہی ترا اب وہ گرز گران
پیادہ ہوا آپ مانند شیر　　گیا بہر جنگ آزمائی دلیر
یہ چلاے تھا اسفندیار جوان　　زوارہ سے ہوے ستیزہ کنان
کہ رکھتا ہون پھر عزم پیکار مین　　نہین تجھ سے کچھ دست کم دار مین
کہ احوال معلوم ہی سب ترا　　سراپا ہی زخمی بدن اب ترا
وہ بولا کہ جاری ہی گر تن سے خون　　ولیکن نہین تن ہوا کچھ زبون
غرض رزمگہ سے دو جنگ آوران　　ہوے شام کو سوے خانہ روان
گیا اُنکے تابوت کو پھر روان　　سوے شاہ گشتاسپ کیوان نشان
ولیکن یہ تھا ماجرا آج کا　　خدا جانے کل پیش کیا آئیگا
سرشت اُسکی ہی آہن و سنگ سے　　مجھے اُسکی اندیشہ ہی جنگ سے
ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر　　کسی سے نہ عاجز ہوا نامور
یقین ہی کہ جانبر ہو وقت شب　　مبادا رہے زندہ گر ہی غضب
گیا جبکہ ایوان مین نزدیک زال　　اور اُسنے تہمتن کا دیکھا یہ حال
کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم　　ہمارے نصیبون مین تھا ہی ستم
گیا بستہ زخمون کو مرہم لگا　　تہمتن نے پھر زال سے یون کہا

دوان کرکے شبدیز کو بیدرنگ　　شتابان ہوا سوے میدان جنگ
نہ کشتہ ہوے صرف دو نامدار　　ہوے قتل ایرانیان بیشمار
کہ لشکر نے زابل کے بیخوف و باک　　کیا آکے ایرانیون کو ہلاک
تہمتن سے بولا کہ اے بدنشان　　نہین ہی یہ آئین گردنکشان
ہوا سن کے غمگین و شرمندہ سخت　　لگا کہنے پھر رستم نیک بخت
پئے جنگ مین نے نہین کچھ کہا　　نہین ہی یہ خواہش میری رضا
برادر کو اور پور کو باندھ کر　　حوالے کرون تیرے اے نامور
وہ بولا بفرمان یزدان پاک　　کرونگا عوض اُنکے تجکو ہلاک
خدنگ یل رستم نامدار　　نہ ہوتا تھا کچھ کارگر زینہار
ہوا اُس سے مجروح و ریش و نگار　　تن رخش و جسم دلاور سوار
ہوا رخش پھر سوے خانہ دوان　　پیادہ رہا رستم پہلوان
یہ دیکھا کہ بس خستہ ہی پہلوان　　بدن سے تہمتن کے خون ہے روان
کہ افسوس اے گرد جنگ آزما　　زبون ہو کے میدان سے تھم گیا
کہان ہی تری تیغ زہر آبدار　　کہان ہی ترا تیر پہلوگزار
زوارہ نے گھوڑے پہ انجام کار　　کیا رستم نامور کو سوار
کہا یون کہ اے گرد اسفندیار　　ترے ساتھ کرتا ہون مین کارزار
کہ اتنے مین رستم نے اُس سے کہا　　زوارہ سے مت ہو نبرد آزما
مجھے کیا تصور کیا تو نے اب　　تہمتن سے بولا سپہدار تب
اگر اب بھی راضی ہو تو بند پر　　تو بہتر ہی اے رستم نامور
ہوا روز آخر اب اے نامور　　کرون جنگ پھر تجھ سے وقت سحر
ہوا غم سے بیٹون کے اسفندیار　　نہایت پریشان دل و بیقرار
لکھا یون کہ اے خسرو پاک دین　　ترے حکم سے مجھ کو چارہ نہین
پشوتن سے کہنے لگا بعد ازان　　کہ آدم نہین رستم پہلوان
بہت زخم شمشیر و گرز گران　　رہا مین نے اُسپر کیے اے جوان
کیا تیر سے اُس کو آخر زبون　　ہوا جوشن و کالبد غرق خون
ادھر تھا تردد مین اسفندیار　　اُدھر پہلوان رستم نامدار
کہ مجروح و خستہ ہے سر تا بپا　　جراحت پر اُسکے تاسف کیا
برادر پدر مادر و پور و زن　　لگے رونے سب مردم انجمن
کہ روئین تن اسفندیار دلیر　　مقابل نہین جسکے عفریت و شیر

قوی بازو و سخت ہی زورمند
مرا تیر سندان سے کرتا گذر
اگر زور کرتا مین کہسار پر
نہ وہ جنگجو پشت زین سے ہلا
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام
کہ پھر ہاتھ آوے نہ میرا نشان
تو پھر آکے ایوان مین اسفندیار
جو ہوتا یہان آج وہ شیر مرد
بلاؤن مین ناچار سیمرغ کو
تو پر کو مرے تو جلانا ضرور
تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر
ستمگار کمبخت اسفندیار
ہوے گرم پیکار انجام کار
یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر
پیا خون کو اور ملے اپنے پر
لگا کہنے سیمرغ سے نام جو
وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند
سو ہفتخوان یہ جوان جب گیا
تو گر اُس جوان سے رہے دور تم
کہین دور جاوے تو اسفندیار
وہ بولا کہ اے رستم نامدار
غرض نخل گز اک نیستان مین تھا
بنا سکا تو اک دوشاخا خدنگ
کرے جو کوئی کشتہ اس مرد کو
ولے کور کرنے سے اُسکے ضرر
وہان تمسر بیٹھے بہ حکم خدا
وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازان
لگاے دو پیکان زہر آبدار
کہ میدان مین آیا سوار دلیر

تنومند مانند نخل بلند
نہ ہرگز ہوا اُس پہ کچھ کارگر
تو برکندہ کرتا اُسے اے پدر
کہون کیا کہ اِس قوت و زور کا
وگرنہ مرا کام کرتا تمام
کرے جستجو گرچہ جنگی جوان
کرے ہم کو یکسر گرفتار و خوار
تو بدخواہ کے ساتھ کرتا نبرد
ترے واسطے اُس سے ہون چارہ جو
کہ فی الفور پہونچونگا تیرے حضور
گزارش کیا یون کہ اے زال زر
ہوا آکے پرخاش کا خواستگار
بہم رستم گرد و اسفندیار
کرون چارہ اسکا مین اب زود تر
ہوے زخم اچھے وہین سربسر
کہ اے شاہ مرغان مددگار ہو
توانا و گردن کش و زورمند
مرا جفت وان ایک سیمرغ تھا
تو بہتر ہی اے رستم نامور
کریگا ہمین باندھکر سخت خوار
مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار
تہمتن سے سیمرغ نے یون کہا
سحر جا کے میدان مین ہو گرم جنگ
وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہ ہو
نہ پہونچے ذرا شوق سے کور کر
یہ سن کر ہوا خوش وہ زور آزما
گیا سیستان سے سو آشیان
ہوا فتح و نصرت کا امیدوار
یل نامور رستم شیر گیر

مری تیغ بران تھی خارا شگاف
نہ مغلوب آیا بد اندیش ہاے
پکڑ کر کمربند اسفندیار
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار
بس اب تاب پیکار مجھ کو نہین
کہا زال زر نے یہ سن کر سخن
کرون کیا کہ ہین ان دنون سوے غور
نہین اسقدر فرصت آوے اب
کیا اُسنے وعدہ یہ مجھ سے کہ ہان
بلندی پہ کر آتش افروختہ
مجھے کس لیے اب کیا تو نے یاد
نیاز اس سے ہم نے کیا بیشتر
ہوا رستم و رخش مجروح و ریش
طلب رخش و رستم کو کر کے وہان
ہوا رستم و رخش پھر تندرست
یقین ہی اگر تو مرا ہووے یار
مجھے اور تجھے ہی یہ قدرت کہان
مقابل جو ساتھ اُسکے اگر ہوا
یہ سن کر ہوا زال گریہ کنان
بتا کوئی تدبیر بہر خدا
گذر کر کے دریا سے بیرنج و غم
کہ اک شاخ لیجا تو اب توڑ کر
پھر اُس تیر کو اے یل نامدار
نہین خوب ہی قتل اسفندیار
یہ خاصیت اُس چوب کی ہی یہان
پھر آئے وہ دونون ہین پیش زال
جوانمرد رستم نے پھر بید رنگ
نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب
ہوا نعرہ زن مثل پیل دمان

سنان توڑتی تھی دل کوہ قاف
نہ کچھ زور بازو گیا پیش ہاے
کیا زور ہر چند پر زینہار
کہین مین نے دیکھا نہین زینہار
نکل جاؤن ناچار یان سے کہین
کہ گر تو نکل جائے اے بیلتن
یل نامور بر زوے پیل زور
کہ اُس پہلوان کو کرون یان طلب
جو پیش آوے مشکل کوئی ناگہان
جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ
وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد
نہ آیا سر رحم وہ کینہ ور
بلا وقت پیری یہ آئی ہی پیش
جو دیکھا تو ہی خون بدن سے روان
توانا و زور آور و چاق چست
تو ہو وے زبون گرد اسفندیار
کہ ہون ساتھ اُسکے ستیزہ کنان
تو سیمرغ ہرگز نہ جانبر ہوا
کہا یون کہ گر رستم پہلوان
تو دام غم و رنج سے کر جدا
گئے اک نیستان مین دونون بہم
اسے راست کر رکھ کے تو آگ پر
رہا کر سو چشم اسفندیار
خرابی ہی قاتل کی انجام کار
تمنا ہو ناوک فگن کی جہان
ہوا زال مسرور و شادان کمال
مرتب کیا اک دوشاخا خدنگ
حریف جفا کیش تھا گرم خواب
کہ اے مرد اسفندیار جوان

ذرا خواب نوشین سے بیدار ہو
مرے دل مین تھا وقت شب گمان
ذرا دیکھ احوال اسکا ہی کیا
بسوے تہمتن پشوتن گیا
سوا اسکے اک زخم کاری نہ تھا
دلیری سے اُسکی مجھے ہی خطر
خفا ہو پشوتن پر اسفندیار
نہین زخم کا اب اثر زینہار
تجھے آج خستہ کرون اسقدر
مرے جسم پر اے یل نامور
کہ مت از مجھ ہو سر صلح آ
قسم ہی نہ پھر عذر ہرگز کرون
وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے
مرے قید کرنے سے اب درگذر
تجھے پیشکش دون زر دے نیاز
خدا کے بھی فرمان سے ہی حکم شاہ
وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر
تو ہو گرم پیکار اے پہلوان
تہمتن نے اُسدم یہ مانگی دعا
پذیرا یہ کرنا نہین زینہار
عقوبت نہ رکھ پھر تو مجھ پر روا
رکھا مرد نے سر کو زین پر نگون
ولیکن نہ ہرگز گرا اے جوان
یہ دیکھا تو تسوین وبہمن وہین
کیا چارۂ چشم اسفندیار
نہتنا ہوا زال زر شادکام
کہ دنیا مین ہو خونریز اسفندیار
جہان آفرین ہر زمان یار ہو
بروہ زد گر پیش اسفندیار

کہ آیا پھر اب رستم جنگجو
کہ جانبر نہو ویگا یہ پہلوان
مگر اُسنے زخمون کو بستہ کیا
تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہی کیا
پشوتن نے آکر جوان سے کہا
مناسب ہی اب یون کہ ای نامور
گیا وہ وہین میدان مین ہو کر سوار
ترا باپ شاید کہ ہے سحر کار
کہ ہو نوحہ گر زال زر دیکھ کر
نہ ہرگز کرے تیر تیرا اثر
تو بخش از سر لطف میری خطا
ترے ساتھ بیٹھ شہنشہ چلون
اگر زندگی تجھ کو منظور ہے
عوض اسکے لے مجھ سے تو گنج زر
تو کر رحم اے سرور سرفراز
زیادہ ترا اے رستم کینہ خواہ
نہ دے جان بامید تاج و سریر
یہ کہکر دہین لیکے تیر و کمان
کہ کرتا ہون مین عاجزی یا خلا
کیا چاہتا ہی مجھے سخت خوار
نہ کر مجھ پہ ثابت گناہ وخطا
روان اُسکی آنکھون سے تھی جیسے خون
ہوا مین نہ زینہار نالہ کنان
ہوے سخت غمناک واندوہگین
ہوا کچھ نہین فائدہ زینہار
ہوے خرم وشاد مردم تمام
نہ زندہ رہے دیر تک زینہار
شب و روز تیرا مددگار ہو
گیا زال اور رستم نامدار

اُٹھا سن کے آواز اسفندیار
کہون کیا مین کاری تھا ہر زخم تیر
وہی رخش ہی یا ہی رخش دگر
رکھون ہو نہین وہ دارو ے جان نواز
کہ دیروز سے چاق ہی پہلوان
تو پرخاش کو دل سے کر اپنے دور
تہمتن سے بولا کہ اے پہلوان
کیا اُسنے جادو سے پھر تندرست
وہ بولا کہ جی مین نہ رکھ یہ ہوس
کرون گا تجھے کشتہ انجام کار
مرے گھر ذرا چل کے مہمان ہو
کرے لطف یا قتل یا مجھ کو بند
تو پابند ہو کر مرے پاس آ
دُر بے بہا تاج گوہر نگار
کہا اُسنے بیہودہ گوئی نہ کر
تجھے لیچلون دست و پا باندھکر
ہوا پر غضب سرور کینہ جو
کیا اسنے رستم روان ایک تیر
زر و گوہر و تاج و گنج و کنیز
تو یادر ہو میرا کہ ہون بیدرنگ
یہ کہہ کر کیا تیر گز کو روان
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ
تو اک تیر کھا کر ہوا اور دمند
کیا اپنی آنکھونکو غم سے پر آب
تہمتن گیا پھر حضور پدر
دلے زال بولا کہ اے نامور
تری جان کا ہی خطر اب مجھے
وہ بولا کہ میری نہین کچھ خطا
ہوے دونون جا کر وہان عذرخواہ

پشوتن سے بولا کہ اے نامدار
تعجب کہ ہی ہوشمند و دلیر
شتابی سے اب جلد لا یہ خبر
کہ ہر زخم کی پل مین ہو جاوسان
نہین نام کو بھی کہین کچھ نشان
تہمتن کے ساتھ آشتی ہی ضرور
ہوا تھا تو کل خستہ و ناتوان
کہ آیا تو میدان مین پھر چاق و چست
اُٹھا یہ خیال اپنے دل سے تو بس
گزارش یہ کرتا ہون مین بار بار
کہ ایوان مرا رشک بستان ہو
جو چاہے کرے خسر دار جمند
تہمتن نے اُسکو یہ پاسخ دیا
کنیزان مہ طلعت وگلعذار
نہین چاہیے مجھ کو یہ گنج و زر
کہ بخشے مجھے تخت و افسر پدر
کہا یون نہ کر اور کچھ گفتگو
بجز ناپسندیدۂ و دلپذیر
خوشی سے مین دیتا ہون پر ایک خبر
مخالف کی آنکھین نشان خدنگ
سو چشم اسفندیار جوان
صد و شصت کھائے تھے مین نے خدنگ
رکھا زین پہ سر تو نے اے ارجمند
اُسے لیگئے سوے خیمہ شتاب
یہ دی زال زر کو نوید ظفر
یہ اخترشناسون نے دی ہی خبر
رکھے رنج سے دور ایزد تجھے
کیا جو کچھ اُس کینہ جو نے کیا
وہ بولا نہین کچھ تمھارا گناہ

لکھا تھا یہی کلک تقدیر کا
سکھا پہلوانی کے سارے ہنر
رکھوں اسکے سر پر مبارک یہ تاج و کلاہ
روانہ ہو تو سوئے گشتاسپ شاہ
ہوئی یارے اب تیری حاصل مراد
مری ماں سے کہیو کہ ہووے صبور
کہا پھر وہیں کھینچ کر سرد دم
لگے رونے تسوین و بہمن وہان
ادھر آئے بہمن کو لے اپنے گھر
کیا باپ کو اسکے تو نے ہلاک
مناسب نہ تھی تربیت اسکی ہان
جو تسوین حضور شہ نامدار
نہ رستم نہ سیمرغ نے زال و زر
خجالت سے تھا بادشہ سر فرد
لکھا نامہ رستم نے پھر شاہ کو
بہت اُسکو دیتا تھا مین گنج و زر
نہین چارہ تقدیر سے زینہار
جو کچھ حکم ہو اس کو لاؤن بجا
کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان
اُسے بندگی مین نے بھی چند بار
اجل نے اُسے سخت جاہل کیا
یہان آئیو جب کرون مین طلب
ہوا دیکھ کر شاد فرمان روا

مٹے کیونکہ لوح جبین کا لکھا
بتا رسم دولت اسے سر بسر
کرون شہ اسے بعد گشتاسپ شاہ
یہ کہ جا کے اے خسرو دین پناہ
تو کر سلطنت شوق سے شاد شاد
کرے دل سے اپنے غم و رنج دور
کہ گشتاسپ سے مجکو پہونچا ستم
ہوئے رستم و زال گرم فغان
یل نامور رستم و زال زر
دل ہلکا نہ ہوویگا کینہ سے پاک
کہ بدخواہ اپنا ہی یہ بے گمان
گیا لیکے تابوت اسفندیار
کُشتہ ہی تو پور کا اے پدر
کہ نفرین تھی ہر سمت سے شاہ کو
کہ ہوں بے خطا اے شہ نامجو
یہ کہتا تھا ہر دم کہ اے نامور
ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کار
کہ ہون بندۂ شاہ کشور کشا
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینہار
یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکھا
روان کر تو بہمن کو بالفعل اب
ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا

مرا پور ہے بہمن نوجوان
تہمتن نے وہ وہین پذیرا کیا
یہ تسوین سے بولا پھر اسفندیار
مجھے تو نے بھیجا پئے قتل یان
ولیکن بر وز جزا بے گمان
نہین فائدہ گریہ سے زینہار
کیا طائر جان نے پرواز پھر
اُدھر لیکے تابوت اسفندیار
زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار
برادر بھی اسکے ہوئے قتل مرد
زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا
ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کنان
روا رکھ کے جان پسر پر ستم
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار
حضور سپہدار اسفندیار
چلوں پیش سلطان کشور کشا
کیا تربیت پور کو اس کے اب
جو نامہ پڑھا شاہ نے سر بسر
تہمتن ہی اس امر مین بے خطا
نہ آیا وہ ہرگز جہالت سے باز
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامدار
تہمتن نے بہمن کو با صد وقار
یہ قصہ تو مین کر چکا اب بیان

اسے اب تو اے رستم پہلوان
زر و سیم نشاط و مسرت کہان
کہ گور و کفن کا ہون امیدوار
ہوئی تیری دولت سے برباد جان
کرے داوری داور داوران
قضا پر کسی کا نہین اختیار
ہوا نالہ دگر یہ آغاز پھر
وہ تسوین گیا سوئے ایران دیار
یہ بہمن ہی فرزند اسفندیار
عجب کیا جو یہ تجھ سے ہو ہم نبرد
کہ لاوین وصیت نہ کیونکر بجا
لگین کہنے رو رو کے یون اہل خوان
عبث ہی یہ پھر تجھ کو اندوہ و غم
کیا نعش کو دفن انجام کار
کیا مین نے چون بندگان انکسار
نہ ہرگز جوان نے پذیرا کیا
ہنر اور آداب سکھلائے سب
تو تسوین سے کہنے لگا تاجور
درست و بجا ہی جو اُسنے لکھا
لگا کہنے پھر شاہ گردن فراز
نہین تیری تقصیر کچھ زینہار
روانہ کیا سوئے ایران دیار
شغاد لعین کی سنو داستان

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشتہ شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

لکھے ہی یہ فردوسی بے نظیر
اُسے قصۂ خسروان یاد تھا
کہی بعد ازان داستان شغاد
کہ زال اک کنیزک پہ مائل ہوا

کہ آزاد سرو ایک تھا مرد پیر
کہا اُسنے مجھ سے یہی ماجرا
کہ تھی مرد آزاد کو خوب یاد
اور اک اُس سے فرزند حاصل ہوا

یہ کہتا تھا وہ پیر مرد سترگ
کہ رستم سے اسفندیار جوان
پھر اُس قصہ کو نظم مین لے گیا
رکھا زال نے نام اُسکا شغاد

کہ سام و نریمان تھے میرے بزرگ
ہوا اس طرح سے ستیزہ کنان
غرض اس طرح سے ہی یہ ماجرا
نجومی یہ بولا کہ اے خوش نہاد

یہ طفل نگون بخت جب ہو جوان
بدی اسکی جینت سے ہو دور تر
وہان کا جو تھا شاہ نیکو سیر
اُسے ایک دی دختر دلستان
سپہدار کابل سے بولا شغاد
قرابت یہ میری نہ کی کچھ نظر
یہ بولا کہ مجھ کو ذرا اب بتا
کرون جا کے رستم سے تیر اگلا
وہان رکھکے تیغ و سنان و تبر
غرض شاہ کابل سے وہ شور بخت
سپہدار کابل ہوا تند و گرم
کہے ہی یہی رستم شیر نراد
برادر جو تیرے ہین دار احشم
کہا یون کہ نالائق و ناسزا
چلون شہر کابل مین لیکر سپاہ
سوِ شہر کابل شتابان ہوا
برہنہ سر و پا ہو گریہ کنان
سر رحم آیا یل نامدار
شغاد نگون بخت نے بعد ازان
لگا کرنے تعریف نخچیر گاہ
زوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
سوِ جب گیا رستم نامور
نئی خاک کی وان جو کچھ بائی بو
ہوا گرم پھر رخش چون شیر مست
دو بار اُڑا جبکہ پھر باد پا
وے رخش نے جست کی اُسنے بھی
ہوا پارہ پارہ سراپا بدن
ہوئے ستم جان زرو بے جفا
تیرے کام کی خاطر آیا یہان

کرے خانمان سب بتہ بے گمان
لسوِے نکوئی تو ہو را ہبر
قرابت وہ رکھتا تھا با زال زر
کیا گتخدا اس کو با عز و شان
کہ اے بادشاہ خجستہ نہاد
لحاظ اُسنے بس کم کیا سر بسر
کہی قتل کی اُسکے تدبیر کیا
غضبناک ہو وہ یہان آئیگا
سر چاہ خس پوش کر سر بسر
لگا کرنے اک روز گفتار سخت
وہ بولا کہ آتی نہین تجھ کو شرم
کہ میرا برادر نہین ہی شغاد
تجھے چاکرون سے سمجھتے ہین کم
سپہدار کابل نے مجھ کو کہا
کرون قتل اُس کو بحال تباہ
سپہدار کابل ہراسان ہوا
یہ بولا کہ اے نامدار جہان
کیا شاہ کابل کا افزون وقار
کہا یون کہ ہین چاہ کندہ جہان
کہا پھر کہ لے گرد با عز و جاہ
شغاد و سپہدار بھی ساتھ تھا
کہ خس پوش تھے چاہ کندہ جدھر
ہوا شیہہ رخش صبا گام کو
ولیکن گرا چاہ مین کر کے جست
تو پھر دوسرے چاہ مین جا پڑا
نہ آیا نظر پھر بھی روے بہی
ہوا سخت درماندہ وہ پیلتن
دغا سے یہان قتل مجھ کو کیا
کہ ہوتے فزون تیری توقیر و شان

مناجات کی زال زر نے وہین
ہوا جبکہ القصہ وہ نوجوان
ہوا جبکہ کابل مین داخل شغاد
حضور یل رستم کینہ خواہ
ہوا مین تہمتن سے ناشاداب
یہ حجت بنا کر رستم سے ہون کینہ خواہ
کہا اُس نے یون اے شہ نیک روز
تو یان ایک تیار کر صیدگاہ
نگون بخت نے جسطرح سے کہا
کہ مین ہون سپہدار عالی گہر
نہین یاد کرتا ہے تجھے زال زر
نہین نسل سے سام یل کی ہی تو
ہوا سن کے دلگیر دُرِّ یتیم شغاد
دیا اُسنے بوسہ سر و چشم پر
کرون تجھ کو کابل کا پھر شہریار
ہوا آکے حاضر ز روے نیاز
ہوئی مجھ سے مستی مین در خطا
اُسے شاہ کابل نے مہمان کیا
وہان سے چلو رستم گرد کو
تو مشغول صید افگنی جل کے ہو
ہوے حیلہ سازی سے لیکر وہان
غرض چاہ کے پاس جسدم گیا
ہوا رستم پہلوان خشمگین
ہوا خستہ در ریش رخش دسوار
وہان بھی لگے زخم تیغ و تبر
کنوین سات اسطرح سے تھے وہان
یہ سمجھا تہمتن کہ بے اشتباہ
لگا کہنے منہ کر کے سوے شغاد
مرے ساتھ کیون تو نے یہ کی دغا

کہ یا کردگار جہان آفرین
کیا زال نے سوے کابل روان
تو اُس شاہ نے تب بجب مراد
سدا باج بھیجے تھا کابل کا شاہ
نہ آئی اُسے شرم ہی یہ غضب
کرون قتل اُسکو بحال تباہ
دل آزردہ ہون تجھ سے مین اکروز
اور اُس راہ مین کندہ کر چند چاہ
سپہدار نے اُس طرح سے کیا
تری ذات مجھ سے نہین خوب تر
نہین پوچھتا گاہ تیری خبر
نہین کچھ تری زینہار آبرو
حضور تہمتن گیا بد نہاد
کہا اُسنے اندیشہ کو دور کر
یہ کہہ کر دہین رستم نامدار
پیادہ حضور یل سرفراز
تو کر عفو از راہ لطف و عطا
بجا بندگی لا کے شادان کیا
غرض ایک دن وہ شہ کینہ خو
یہ سن کر وہین رستم نامجو
سوے دشت دونون شتابت نشان
تو پھر رخش نے وان توقف کیا
جو طرار رخش بہ تازیانہ وہین
کہ تھے چاہ مین خنجر آبدار
ہوا چاک دوختہ بدن سر بسر
گیا گر وہ آخر ہوا ناتوان
ستمگر شغاد اور کابل کا شاہ
کہ تھا بھائی تیرا مین اے بد نہاد
مجھے کس لیے ہاے ضائع کیا

وہ بولا کہ تیری سزا تھی یہی
تہمتن یہ بولا کہ اے حیلہ گر
کہ کاؤس و کیخسرو و کیقباد
جو پوچھو تو مین یان رہا دیر تر
شغاد نگون بخت سے پھر کہا
تو پھر خدا دے خدنگ و کمان
پس نخل گرچہ چھپا بد نہاد
تہمتن سے پھر جان رخصت ہوئی
ولیکن سوار ایک باقی رہا
لگی رونے رستم کی مان زار زار

بہت تو نے خونریزئی خلق کی
ٹھیک نوشدارو کو تو اپنے گھر
گئے بادشاہان فرخ نہاد
بس اب یانسے کرتا ہون مین بھی سفر
ہوا وہ کہ چاہے تھی جو کچھ قضا
امن مین رہون تا درندون سے یان
ہوا سفتہ لیکن درخت و شغاد
توقف کی اکدم نہ فرصت ہوئی
سو وہ سیستان مین شتابی گیا
یہ بولی کہ دنیا سے انجام کار

سپہدار کابل نے یون پھر کہا
سدا کون رہتا ہے زیر فلک
دلیران دگر دنکش دنا مجو
فرامرز جنگی دلاور جوان
دے تاب جنبش نہین اب مجھے
دیا اُسنے ہنسکر کمان و خدنگ
کیا دو ہین رستم نے شکر خدا
زوارہ بھی اور سارے ہمراہیان
کہا اُسنے یہ ماجرا سر بسر
ہزار و صد و سیزدہ سالہ مرد

کہ اب نوشدارو تجھے دون پلا
جہا نہین رہو نہین بھلا کب تلک
گئے اس جہان سے مرے رو برو
مرا کینہ لے تجھسے اگر یہان
درندون نے چھوڑا بھلا کب مجھے
وہین اُسنے مارا اُسے بیدرنگ
کہ بدخواہ سے اپنا کینہ لیا
ہوئے چاہ مین کشتہ خرد و کلان
یہ سنکر ہوا زال زر نوحہ گر
گیا اور باقی رہا رنج و درد

فرامرز نے سخت ماتم کیا
غرض زال نے اُس سے پھر یون کہا

فرامرز جنگی ہوا پھر روان
سوئے شہر کابل بفوج گران

فرامرز کو جب ہوئی آگہی
کہ ہے شاہ سے شہر کابل تہی

بیان کیجیے کیا صورت کشتگان
نہ تھا نام کو گوشت جز استخوان

زوارہ کے اور رستم گرد کے
وہ لیکر گیا استخوان دشت سے

ہوا گرم پیکار کابل کا شاہ
ہوئی فوج کابل سراسر تباہ

فرامرز نے اُسکو از روے کین
کیا ہاتھ سے قتل اپنے وہین

کہ جا سوئے کابل تو لیکر سپاہ
سپہدار کابل سے ہو زر نخواہ

سنے شاہ کابل ہراسان ہوا
سوئے کوہ وہ وہین گریزان ہوا

گیا لاجرم جانب صیدگاہ
جہان پہلوان سب ہوے تھے تباہ

دد و دام کھاتے تھے ہر صبح و شام
بیابان مین گوشت اُنکا تمام

کیے دفن زابل مین جاکر وہین
پھر آیا وہ کابل مین از روے کین

گرفتار پھر شاہ کابل ہوا
مظفر سپہدار زابل ہوا

سوئے شاہ گشتاسپ آتا ہون پھر
خبر شاہ ایران کی لاتا ہون پھر

رحلت شاہ گشتاسپ بملک جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز
کہ یہ نامور بہمن نیک روز

ہوا کشتہ اُسکا پدر بے گناہ
اُسے چاہیے تخت و تاج و کلاہ

کیا پھر پشوتن کو اُسکا وزیر
کہ تھا دانش و فہم مین بےنظیر

جہان مین وہ شاہ ہمایون خصال
رہا حکمران یکصد و بست سال

[illegible]گر نے داد و دہش صبح و شام
ہوے خرم و شادمان خاص و عام

لیا چاہیے کین اسفندیار
سواران غرض لیکے یکصد ہزار

یہ پیغام بھیجا سوے زال زر
کہ آیا ہون مین بہر کین پدر

فرستادہ نے جاکے جب پیش زال
کہا یہ تو سُنکر ہوا پُر ملال

ہوا اب جو رونق فزا تاجور
کرون پیشکش اُسکے گنج و گہر

یہ کہکر بہت مال اُس کو دیا
فرستادہ پھر ہوکے رخصت گیا

کہ جز طاعت خسرو نامدار
نہین کچھ ارادہ اُسے زینہار

ہوا جانب شہر بہمن روان
وہین پیشوا زال آیا دوان

یہ پوچھا فرامرز ہے اب کہان
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان

کیا پھر وہین زال زر کو اسیر
لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر

نہین زندہ اب رستم نامدار
کہ تو جس سے لے کین اسفندیار

کہ مین آج چون کمترین بندگان
پیادہ ہوا تیرے آگے دوان

ہوا بہمن اس بات سے خشمگین
رکھا زال کو بند از روے کین

سواران ایران و زابلستان
ہوے از سر کین ستیزہ کنان

کلاہ مہی کا سزاوار ہے
سوا اُسکے شاہی کا حقدار ہے

یہ کہکر بٹھایا اُسے تخت پر
رکھا سر پہ بہمن کے دیہیم زر

ہوا پھر روان سوے ملک عدم
شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم

جہاندار بہمن شہ نامور
ہو تخت شاہی پہ جب جلوہ گر

ارادہ کیا پھر ز روے غضب
کہ زال و فرامرز سے چلکے اب

ہوا عازم سیستان بادشاہ
جو نزدیک دریا کے پہونچی سپاہ

بیابان مین اب لیکے تیغ و سنان
کرون بحر خون از سر کین روان

کہا زال نے پھر عبث ہے یہ کین
کہ رستم کی تقصیر مطلق نہین

مرا قتل منظور ہے اُس کو گر
تو حاضر ہون پھیرون نہ زنہار سر

ہوا پیش بہمن ثنا خوان زال
مفصل کیا شاہ سے عرض حال

ہوئی آتش قہر شاہی فرو
کہ سرکش نپایا ذرا زال کو

گیا زال کے گھر شہ نامدار
زر و گنج دان سے لیا بیشمار

گیا ہے فرامرز بہر شکار
ہوا پُر غضب سنکے یہ شہریار

کہ اے شاہ میری ہے تقصیر کیا
اگر ہے تو رستم کی کچھ ہے خطا

براے خدا مجھپہ اب رحم کر
مری عاجزی پر ذرا کر نظر

روا رکھ نہ بیداد نا انصاف کر
کہ رستم نے تجھکو سکھائے ہنر

یہ سنکر فرامرز جنگی سوار
سپہ لیکے آیا پئے کارزار

رہا تین دن گرم بازار جنگ
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ

بروز چہارم چلی باد سخت
دلیران ایران تھے فیروز شاد
ولیکن فرامرز جنگ آزما
اُٹھایا تگاور سوے خیلگاہ
پیاپے لسوے سوار دلیر
دلیرانہ پھر کھینچ کر تیغ کین
رہا ہوش اُسکو نہ کچھ زینہار
کیا حکم پھر یون زروے غضب
نہین مردم سیستان کی خطا
بجالائیے شکر پروردگار
بدستور پھر اُسکو باغ و نشان
شبستان مین ایک دن رات کو
بڑا تھا کہین راہ مین اژدہا
یہ سمجھا وہین بہمن نامدار
وہ تھی حسن مین رشک شمس و قمر
غرض اُس پہ بچہرہ کو حمل تھا
وصیت یہ کر کے سوے عدم
ہما دُخت بہمن بجاے پدر
کیا اُس نے آغاز جود و سخا
سپہ کو دیا گنج و زر بیشمار
کہا یون کہ لیجا کہین اسکو دور
ہوا الغرض ہفت ماہہ وہ جب
مبادا کہ واقف ہون یان مرد و زن
کہا محرمان سے یہ ہنگام شب
وہ صندوق دریا مین تا وقت سحر
وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد
ہوا فوت تا دیدہ دز تیرا پسر
یہ دولت جو اُسکو میسر ہوئی
کہ واقف ہو یہ بات سے کوئی گر

ہوے تیرہ گردان زابل کے بخت
گرا اُنکے پس پشت تھی تند باد
دلیرانہ میدان مین قائم رہا
کہ تا شاہ بہمن سے ہو کینہ خواہ
دلیران ایران نے برسائے تیر
کیے قتل گردان ایران زمین
ہوا پھر گرفتار انجام کار
گرو مردم شہر کو قتل اب
روا رکھ نہ زنہار اُنپر جفا
کہ حاصل ہوئی فتح اے شہریار
کیا شاہ نے حاکم سیستان

ہوئی چشم تیرہ اٹی منھ پہ خاک
ہوے حملہ آور جو ایرانیان
ہوا شیر جنگی نہ روبہ مزاج
وے پہلوان کے نہ تھے بخت یار
ہوا خستہ توسن فرامرز کا
فرامرز خستہ ہوا بعد ازان
سر دار کھینچا اُسے پھر زمین
وہ تسوین کہ دستور تھا شاہ کا
رہا زال کو بھی تو کر بند سے
یہ گفتار سنکر زروے عطا
بفتح و ظفر خسرو دین پناہ

رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

شہنشہ کو ناگاہ اُسنے ڈسا
کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار
تصرف مین لایا تھا اُسکو پدر
جہاندار بہمن نے اُسکو کہا
شتابان ہوا شاہ انجم حشم

فسون نے نہ ہرگز کیا کچھ اثر
ہما اُسکی دخت خردمند تھی
مگر رسم آتش پرستی یہ تھی
کہ جب اُس سے پیدا ہو کوئی پسر
جہانبین بصد عز و جاہ و جلال

برتخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

کیا خلق مین عدل لیل و نہار
تو کر پرورش بانشاط و سرور
کیا پھر اُسے اُسنے اک دن طلب
خلل میری شاہی مین ہو بیگمان
بہادو اسے جاکے دریا مین اب
کہین ایک گاذر کو آیا نظر
جو دیکھا تو گاذر ہوا شاد شاد
عوض اُسکے یہ طفل رشک قمر
تو پھر زوجہ بسرور خوشنود ہوئی
مبادا کہ کچھ مجھکو پہونچے ضرر

ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر
ولے پیش مردم یہ ظاہر کیا
یہ سوچی ہما اپنے دل مین کہ گر
اُسے ایک صندوق مین بند کر
بجا مردمان لائے حکم ہما
نکال اُسکو گاذر وہین لیگیا
خوشی سے اُسے پیش زن لیگیا
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج
رکھا طفل کا اُسنے داراب نام
تو اِس شہر سے جائے دیگر گیا

ہوے پہلوانان جنگی ہلاک
گریزان ہوئی فوج زابلستان
یہ سمجھا کہ بس روز آخر ہی آج
دلیری نہ کام آئی کچھ زینہار
پیادہ ہوا وہ نبرد آزما
یہانتک ہوا خون بدن سے روان
شہنشاہ بہمن نے از روے کین
شہ نامور سے یہ کہنے لگا
کہ کینہ تھا رستم کے فرزند سے
رہا بند سے زال زر کو کیا
گیا سیستان سے سوے تختگاہ
گیا تھا شہ بہمن نام جو
نہ زنہار چارہ ہوا کارگر
دیا اُسکو اورنگ و تاج شہی
کہ ہمخواب کرتے تھے دختر کو بھی
کلاہ شہی اُسکے ہو زیب سر
شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال
سریر شہی پہ ہوئی جلوہ گر
فقیرون کو یکسر تو انگر کیا
حوالہ کیا دایہ کو زود تر
کہ ہوتے ہی پیدا پسر مر گیا
رہے شہر مین یہ ہمایون پسر
کئی رکھکے یاقوت و لعل و گہر
دیا جاکے صندوق کو پھر بہا
کنارے پہ لاکے اُسے وا کیا
کہا اُس سے لا شکر ایزد بجا
تو ہو مائل بہجت و ابتہاج
کیا دل مین اندیشۂ خاص و عام
زن و کودک و مال لیکر گیا

وہ داراب خوش رو و خوش شکل تھا
ذرا گاذری کا نکرتا تھا کام
کہے تھا کہ مجھکو خدا نے دیا
وے بھی اُسے یہ خبر کچھ نہین
اُسے فہم و ادراک تھا بسقدر
بفرط خوشی آن کر ایک روز
وہ بولا کہ ہون مفلس و مستمند
زن گاذر اسدم ہوئی بیقرار
مشقت لگا کرنے وہ صبح و شام
زن گاذر اک روز بیٹھی تھی شاد
حقیقت وہ صندوق اور مال کی
زر و لعل جو کچھ تھا اُسنے لیا
کہین قیصر روم از روے کین
ہمانے کیا حکم اُسکو کہ ہان
رادہ جنھین جاکری کا ہو یان
وہان جبکہ داراب فرخ گیا
تو کہنے لگی دل مین اپنے ہما
لکھا یون کہ اسکو مقرر رکھو
شتابان پئے جنگ قیصر ہوا
جو داراب کے پاس خیمہ نہ تھا
کہ اے طاق رہیو ذرا ہوشیار
سہ بار آئی آواز وانسے یہی
کہا آکے پھر یون کہ اے نامدار
نہ زنہار تھی مردمان کی صدا
جو داراب اُٹھکر وہانسے گیا
کہ دریا سے گاذر کے ہاتھ ایک روز
یہ صندوق مین صرف کچھ مین ہی تھا
اُسے خلعت و اسپ و خیمہ دیا
سپہدار نے قصہ داراب کا

دلیر و جوان مرد زور آزما
گریزندہ اُسکام سے تھا مدام
عجب طفل نالائق و ناسزا
اگر ہو ویگا یہ شاہ روے زمین
کہ اُستاد حیران رہا دیکھکر
لگا کہنے گاذر سے وہ نیک ذر
کمانسے مین لائن یراق و سمند
دیا ایک یاقوت انجام کار
ہنر پہلوانی کے سیکھے تمام
وہان آکے داراب فرخ نہاد
سُنی جب ہوئی اُسکے دلکو خوشی
تصرف مین سب مال اپنے کیا
شتابان ہوا سوے ایران زمین
فراہم کرو لشکر بیکران
تو حاضر شتابی سے ہون بیگمان
تو وہ لیگیا اُسکو پیش ہما
کہ ہی یہ عجب شوکت و شان کا
مواجب بھی اسکا زیادہ کرو
فرود اک بیابان مین لشکر ہوا
تو یہ زیر طاق شکستہ گیا
کہ خفتہ ہی یان شاہ ایران یار
سُنی رشنواد دلاور نے بھی
تلے طاق کے خفتہ ہی اک سوار
یقین ہی کہ تھی غیب سے یہ ندا
تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا
لگا ایک صندوق اے نیک روز
کئی لعل و یاقوت تھے بے بہا
کیا اُسنے مصروف لطف و عطا
جو پوچھا تو اُسنے مفصل کہا

زبون تھے تمام اُس سے خرد و کلان
نچھوتا تھا اک پارچہ ہاتھ سے
کہ پیدا نہین کرتا ہی ایک دام
اُٹھایا جو مکتب مین داراب کو
جو کچھ علم تھا یاد اُستاد کو
خدا نے کیا علم مین مجھکو طاق
ہوا اسکے دلگیر وہ ذوالکرام
اُسے بیچکر ایک گھوڑا لیا
نہ ٹھہرے تھا گھر مین ذرا نوجوان
یہ بولا مرا ماجرا کر بیان
یہ سمجھا جوانمرد فرخ نہاد
مصمم کیا دل مین عزم سفر
حضور ہما کے خجستہ نہاد
یہ بھیجا پیام اُسنے پھر جا بجا
ہوا اُن کے داراب مسرور و شاد
کہ رکھتی تھی جا کر ہما دیکھکر
عیان اُسکے رُخ سے ہی فر کیان
ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
ہوا نازل اُس روز باران وہان
گیا خواب مین جبکہ داراب وان
نگہدار اسکا تو رہیو یہان
یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
کہ وہ طاق شکستہ ہی سربسر
وہ بولا کہ لاؤ جوان کو یہان
حقیقت لگا پوچھنے رشنواد
جو کھولا تو اُسمین سے پایا مجھے
کیا ماجرا سب مفصل بیان
کہا پھر کہ گاذر کو لاؤ یہان
رکھے پھر وہ یاقوت پیش نظر

نہ تھا اُسکے ہمسر کوئی پہلوان
وہ گاذر تھا دلگیر اس بات سے
پھرے ہی یہ بازی کنان صبح و شام
کہ تا سیکھکر علم شائستہ ہو
شتابی سے سیکھا وہ فرخندہ خو
ولے اب ہی مطلوب ساز و یراق
نہ کچھ اُسنے دو روز کھایا طعام
جو کچھ چاہیے تھا مہیا کیا
بیابان مین پھرتا تھا صید افگنان
کیا اُسنے راز نہفتہ عیان
کہ ہون مین پسر مرد عالی نژاد
کہ حاصل ہو جمعیت کر و فر
سپہدار نامی تھا اک رشنواد
کہ مردان جنگی و جنگ آزما
روانہ ہوا پھر سوے رشنواد
پڑی جبکہ اُسپر ہما کی نظر
نژاد کیان سے ہی یہ نوجوان
تو پھر رشنواد دلاور جوان
گیا ہر کوئی خیمے کے درمیان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان
کہ بہمن کا فرزند ہی یہ جوان
گئے مردمان سب وہین دوڑ کر
جسے دیکھکر دلمین گذرے خطر
اُسے آکے تب لیگئے مردمان
لگا کہنے داراب فرخ نہاد
خوشی سے وہ گھر اپنے لایا مجھے
سپہدار سُنکر ہوا مہربان
اُسے جا کے لے آئے پھر مردمان
سپہدار نے اُسکو پہچان کر

کہا اپنے دلمین کہ ہی بیگمان
پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان

جو روز دگر قیصر کینہ خواہ
سپہ لیکے آیا سوے رزمگاہ

تو قیصر سے اب جاکے ہو گرم جنگ
یہ سنکر گیا وہ جوان بیدرنگ

سر شام میدان سے وہ تاجور
سوے خیمہ آیا بفتح و ظفر

بہت آفرین کی جوانمرد پر
ہوا جلوہ گر جبکہ روز دگر

ہوا پھر بہم گرم بازار کین
گلستان ہوا خون سے روے زمین

گیا نیزہ لیکر جوان جسطرف
بسان مژہ اُٹھ گئی صف کی صف

ہراسان ہوے سر بسر رومیان
لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان

جدھر حملہ آور ہوا کینہ جو
پریشان کیا لشکر روم کو

سو روم پھر چلیے ناچار اب
کہ ہرگز نہین تاب پیکار اب

بفضل خدا فتح پاوینگے ہم
تصرف مین یہ ملک لاوینگے ہم

ہوے آکے میدان مین گرم ستیز
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز

ہزارون دلیران کیے غرق خون
ہوا لشکر روم آخر زبون

کہ یان آنکے مین پشیمان ہوا
پریشان ہوا سخت حیران ہوا

غرض صلح کرکے وہین پھر گیا
سو روم فرمانروا روم کا

ہما کو لکھا قصہ داراب کا
وہ یاقوت بھیجا حضور ہما

کیا پھر طلب اُسنے داراب کو
حضور اُسکے آیا جو وہ نامجو

فزدن ترکیا رتبہ داراب کا
وہ رتبہ کہ شایان داراب تھا

تو بولا یہ داراب سے رشنواد
کہ لیکر سپاہ خجستہ نہاد

ہوا رومیون سے نبرد آزما
بہت فوج کو قتل اُسنے کیا

دلیری یہ داراب کی رشنواد
ہوا دیکھکر دلمین مسرور و شاد

تو لیکر سپاہ گران پھر گیا
سوے رزمگہ مرد جنگ آزما

جوانمرد داراب ہر چار سو
طرح شیر نر کے ہوا رزم جو

سر شام تک وان رہی کارزار
گئے پھر سوے خیمہ انجام کار

عجب نوجوان آج تھا ہم نبرد
مقابل نہین جسکے یان کوئی مرد

وہ ہی بچۂ فیل یا شیر نر
کہا پھر یہ قیصر سے اے تاجور

لگا کہنے قیصر کہ بیدل نہو
سحر حملہ یکبارگی تم کرو

ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان
تو پھر رومیان اور ایرانیان

جہانگیر داراب مرد دلیر
ستیزندہ میدان مین تھا مثل شیر

تھلبا رومیون کا نہ زنہار گام
بناچار قیصر نے بھیجا پیام

جو کچھ چاہیے مجھ سے اب لیجیے
نہ پرخاش پھر چند ایک کیجیے

مظفر ہو داراب فرخ نہاد
جب آیا تو شادان ہوا رشنواد

ہمانے یہ سمجھا کہ ہان بیگمان
مرا نور دیدہ ہی یہ نوجوان

تو وہین ہمانے بصد ابتہاج
حوالے کیا تخت زرین و تاج

جہانبین بصد جاہ و حشمت ہما
رہی سی و دو سال فرمانروا

جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران

ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر
جہاندار داراب فرخ سیر

بہت خلق پر لطف و احسان کیا
سپاہ و رعیت کو شادان کیا

کہا پھر یہ اُس سے بلطف و طرب
تو کر پیشۂ گاذری ترک اب

شعیب دلاور سپہدار تھا
سپاہ عرب کا وہ سالار تھا

ہوا وہین لیکر سپاہ گران
شتابان سوے لشکر سیستان

رہی جنگ قائم سہ روز و سہ شب
بروز چہارم شعیب عرب

ہوا لشکر تازیان سب خراب
دلیران ایران ہوے فتحیاب

سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس
خروشان ہوے ہر دو سو یون دہل کوس

دلیران ایران ہوے سخت کوش
کیے رومیونکے پراگندہ ہوش

نہ تنہا ہوے کشتۂ تیغ و تیر
زن و بچہ بھی اُنکے آئے اسیر

پذیرا کیا اُسنے دینا خراج
کہ قائم رہے ملک اورنگ و تاج

طلب کرکے گاذر کو پھر زود تر
عنایت کیا خلعت و اسپ و زر

یکایک سپاہ گران پھر کمین
شتابان ہوئی سوے ایران زمین

سواران تازی تھے یکصد ہزار
یہ سنکر جہاندار گردون وقار

ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہوے
مشار دم تیغ و خنجر ہوے

ہوا کشتہ میدان مین وقت وغا
سب اسباب لشکر کا غارت کیا

شہنشاہ داراب نے بعد ازان
کیا جانب روم لشکر روان

بہم ہر دو لشکر ہوے کینہ خواہ
ہوئی بحر خون یک قلم رزمگاہ

شہ فیلقوس اور یکسر سپاہ
گریزان ہوے سب قباد و کلاہ

ہوا فیلقوس آن کے قلعہ بند
کہ میدان مین تھا انکو بیم و گزند

دیا شاہ داراب کو بیشمار
زر و گنج و دُر از رہ انکسار

کسی نے کہا اے شہ ذوالکرام
گیا وہ وہین بپیغام شاہ جہان
جہاندار گیتی ستان بعد ازان

شہ روم کی دخت ناہید نام
کہ دیجے مجھے دختر دلستان

پری چہرہ اور غیرت ماہ ہے
شہ روم نے بادل پُرصفا

سزاوار ہم بزمی شاہ ہی
کیا دخت کو شاہ سے کتخدا
ہوا روم سے سوے ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوئے

دہن ناہید دختر والی روم وفرستادن بخانۂ پدرش وپیدا شدن اسکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار
ہوا اُس سے ناشاد داراب شاہ
غرض حاملہ تھی وہ رشک قمر
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر
سکندر رکھا نام رستم دلیر
ہنر اسکو اوسکے تھے خوب یاد
کہ تھا عقل و دانش مین مشہور عام
بس اب آئیے یانسے بار دگر
کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو
تو اک اور چاہی زن گلعذار
ہوا شاددل شاہ داراب کا
تو پھر شاہ داراب کشور کشا
رکھا سر پہ دارا نے پھر تاج زر
لیا خسرو نامور نے خراج

تو آئی نہ بوے دہن خوشگوار
ہوا پھر نہ زنہار ہمخواب شاہ
ولیکن نہ داراب کو تھی خبر
کیا اُسکو قیصر نے اپنا پسر
جوانمرد زور آور آفاق گیر
وہ علم و ہنر مین ہوا اوستاد
سکندر کا ہمدرس تھا صبح و شام

ہوے چارہ گر اُسکے دانشوران
شبستان مین اپنے نہ ہرگز گیا
شہ روم فرزند رکھتا نہ تھا
سپاس خداوند لایا بجا
حکیمون کا وہ تربیت کردہ تھا
ارسطوے دانا ے فرخ سیر
یہ قصہ یہان کا یہان چھوڑیے

ہوئی دور لیکن نہ بوے دہان
سو فیلقوس اُسکو رخصت کیا
عیان حمل اُسکا نہ ہرگز کیا
سکندر رکھا نام اُس طفل کا
کوئی علم باقی نہ اُس سے رہا
لقوماجس نامور کا پسر
سمند قلم کی عنان موڑیے
سو شاہِ داراب فرخ سیر
مرخص سوے قیصر نام جو
ہوا البطن سے اُسکے پیدا پسر
ولے جب وہ بارہ برس کا ہوا
نگہبان عالم شہ دین پناہ
بدستور داراب ہر شاہ سے
اُسے تخت پر اب بٹھاتا ہون مین

رحلت داراب شاہ ازینجہان وجلوس دارا بر تخت سلطنت

ہوئی وہ جہاندار سے باردار
ملکزادہ کا نام دارا رکھا
روانہ ہوا سوے دارالبقا
سر تخت بٹھا بجاے پدر
دیا اُسکو ہر تاجور نے خراج

غرض نو مہینے گئے جب گذر
دلیر و خردمند دارا ہوا
رہا چاردہ سال اور چار ماہ
فزون جاہ تھا مہر اور ماہ سے
سو شاہِ سکندر آتا ہون مین

نشستن اسکندر بر تخت روم بجاے فیلقوس ولشکر کشیدن سوے ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر
ارسطوے دانشور بے نظیر
بافزونی لشکر و ملک و مال
ہوا اب تک نہین بھیجا تو نے خراج
سکندر نے سنکر یہ پاسخ دیا
خدا نے دیا مجھکو جاہ و حشم
مجھے عزم یہ ہی کہ اپنے نا مجو

سکندر نے سر پر رکھا تاج زر
ہوا شاہ کشورستان کا وزیر
سکندر جہانبین تھا فرخندہ حال
مناسب ہے یہ جلد بھیجا خراج
شہ فیلقوس اب جہان سے گیا
سر چرخ پہونچاؤنگا مین علم
مسخر کرون ہفت اقلیم کو

فقط روم مین کچھ نہ تھا حکمران
ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا
فرستادہ دارا سے ایدن گیا
ندے ہاتھ سے راہ ورسم پدر
جو دیتا تھا ہر سال تجھکو خراج
مرے پاس ہی لشکر بیکران
یہ لازم ہی تجھکو تو بھیجے خراج

سکندر ہوا بادشاہِ جہان
خردمند دانا و صاحب ذکا
یہ پیغام لایا کہ باعث ہی کیا
ہماری اطاعت سے مت پھیر سر
رہے مجھسے مت ہو تو خواہان باج
زر و زور و شمشیر گیتی ستان
رہے ورنہ تیر لہ اور ننگ د تاج

خبردار کرتا ہون تجھکو مگر
سپہ لیکے آیا العجد کر دنہ

چلا لیکے قصاے ایران کی سمت
چلے شیر جیسے نیستانکی سمت

سکندر جہاندار گیتی ستان
پہنکر لباس فرستادگان

سکندر نے بھیجا یہ تجھکو پیام
کہ مجھکو نہین ملک گیری سے کام

تو آیا ہی کیون کرکے سامان بزم
نہین ہو نہین کچھ تجھسے خواہان رزم

اگر خواہ ناخواہ ہی عزم جنگ
تو یان بھی ہی موجود تیغ و خدنگ

لگا کہنے دارا ے فرخ نہاد
ترا نام کیا اور کیا ہی مراد

مگر ہی تو اسکندر نامور
کہ آیا ہی یان بنکے پیغامبر

سکندر نہین بے خرد اسقدر
کہ اسطرح آوے مخالف کے گھر

پیا اُسنے صہباے گلفام کو
دیے پاس اپنے رکھا جام کو

یہ بولا کہ اے خسرو نیک نام
یہ ہی ملک مین اپنے آئین مدام

لگا کہنے ہنسکر شہ نامجو
کہ اک جام تم لاکے اب اور دو

رکھا لاکے خوان جب ہوا وقت شام
سکندر بھی کھانے لگا وان طعام

وُبے دو وہین اسکندر نامدار
یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار

عقب اُسکے دارا نے بھیجے سوار
دلیران پرخاش جو یک ہزار

سکندر نے چار دن وہ جام طلا
ندیمون کو دکھلاے اور یون کہا

کیا مین نے معلوم یہ جا کے وان
کہ دارا کے ہی پاس فوج گران

کہ میرا جہان آفرین یار ہی
شب و روز میرا مددگار ہی

ہوا ایلچی لیکے نامہ روان
سکندر اُدھر سے سپاہ گران

یہ دارا کو جسوقت پہونچی خبر
چلا وہ بھی سب فوج کو جمع کر

گیا پیش دارا ے فرخ تبار
کہا جا کے دارا سے اے شہریار

ارادہ یہ ہی سیر دنیا کرون
مہ و مہر سان گرد عالم پھرون

ذرا ملک سے اپنے دے مجھکو راہ
کہ گذرون شتابی سے لیکر سپاہ

جو شوخی سے پیغام اُسنے کہا
تو حیرت مین دارا ے ایران گیا

یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان
جہانمین رکھے کون ہی جز کیان

وہ بولا کہ میرا وہان کیا شمار
بہت مجھسے ہین چاکر شہریار

طلب شہ نے پھر جام مینا کیا
فرستادہ کو بھر کے ساغر دیا

یہ دارا نے پوچھا کہ باعث ہی کیا
تہی کرکے ساغر جو تو نے رکھا

کہ پھر باز پس اُسکو کرتے نہین
فرستادہ کو دیکے پھر ساتگین

غرض اُسنے دارا سے لیے جام چار
ہر اک جام زر تھا جواہر نگار

کسی نے سکندر کو پہچان کر
جھکایا طرف گوش دارا کے سر

شتابی سے اُٹھکر ہوا اسپ روان
طرف اپنے لشکر کے آیا دوان

شب تیرہ تھی راہ گم کر گئے
وہ ناکام ناچار یکسر گئے

کہ حقمین ہی میرے مبارک فال
یقین ہی کہ دارا سے لون ملک و مال

نہ لے ساتھ میرے نہین تاب جنگ
میسر مجھے فتح ہو بے درنگ

غرض جنگ و پیکار پائی قرار
نہ ٹھہری بہم آشتی زینہار

جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر رخشان جو روز دگر
دو لشکر مقابل ہوے آنکر

خروشان ہوئی نار تر کی وہان
گیا بوق کا آسمان پر فغان

ہوے سینے وقف خدنگ و کمان
ہوے غرق خون مرد جنگ آوران

ہوا آٹھوین روز دارا تباہ
پریشان ہوئی اسکی یکسر سپاہ

گئے رومیان بھی تعاقب کنان
ہزارون ہوے کشتہ ایرانیان

دگر بار کرکے فراہم سپاہ
سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ

ولیکن نہ اقبال یاور ہوا
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا

ادھر تو سکندر صف آرا ہوا
اُدھر گرم پیکار دارا ہوا

ہوے رزم جو کینہ خواہان بہم
کیے تیغ برندہ نے سر قلم

رہا سات دن گرم بازار کین
گئی موج خون تا بہ چرخ برین

گریزان وہ دارا ے فرخ صفات
گیا تا لب رود بار فرات

میسر جو یہ فتح و نصرت ہوئی
تو حاصل سکندر کو فرحت ہوئی

سپہ لیکے آیا سوم بار پھر
ہوا آن کے گرم پیکار پھر

ہوا آکے ہر بار دارا خراب
سکندر [illegible]

رواج دادن سکندر سکۂ خود در ایران و رسیدن دارا مرتبۂ چہارم برائے جنگ و باز تباہ شدن

ہوا جب مظفر بفضل خدا
کیا شہ نے ایرانیون کو تمام
سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے
نہین غیر مین وارث تخت ہون
تمھین لطف و شفقت سے شادان رکھون
جو دارا سے ایران نے دیکھا زیان
اور اب یون سمجھیے ہاے یکسر وتیز
فریب اُسکے مت کھا بجوئے نہار
وہ مردم موافق جو دارا سے تھے
جہاندار دارا پھر آیا ادھر
ہوئی تیغ رانی وہان اسقدر
سواران ایران نے وقت وغا
نصیب اُ سکے پھر بھی ہزیمت ہوئی
سکندر جو دنبال اُ سکے گیا
جو آتا تھا پیش شہ دادرس
تو وہ ملک ایران سراسر تجھے
بزرگان دگر دان ایران دیار
وہ بولا نہین لائق سروری
لکھا فور ہندی کو یون بعد ازان
یہ دارا کو اُسنے لکھا پھر جواب
جو پہونچی خبر پیش شاہ جہان
کیے بند ہر چار سو رہگذر
کہ نام ایک ظالم کا تھا ماہ یار
کوئی دن کو ہو گا گرفتار بند
کہ ہو شاد اسکندر نامدار
کہین راہ مین رات کو ایکبار
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
لگے زخم کاری تو پھر تا جو
گیا پھر شہنشاہ عالی جناب

سکندر جہاندار کشور کشا
بصد گونہ لطف و کرم شادکام
کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے
جوانمرد ہون اور جوان بخت ہون
شب و روز مرہون احسان رکھون
لگے جانے ہر روز ایرانیان
نہین گردش چرخ سے کچھ گریز
وگرنہ کریگا تمھین تخت خوار
یہ دارا سے اُسوقت کہنے لگے
ہے جنگ اسکندر نامور
کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر
دلیرانہ جہد فراوان کیا
قرین فوج ایران کی شامت ہوئی
تو وان بھی نہ زنہار دارا رہا
زن و بچہ ملتے تھے پھر اُسکو بس
مبارک ترا تخت و افسر تجھے
یہ دارا سے بولے کہ اے شہریار
کرون جو سکندر کی فرمانبری
کہ ہون مین ستم دیدۂ آسمان

ہوا مالک تخت و تاج کیان
نکرتا تھا دارا یہ لطف و عطا
تمھارا ہون شہزادہ اے مردمان
رہو شاد تم جمع خاطر رکھو
یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ
یہ بولا کہ اے مردمان بیشتر
تہی کر سے یہ نہین گفتگو
زن و بچہ ہونگے گرفتار بند
کہ ہم رومیونسے ہون پھر زخوار
سکندر بھی آیا بہ فوج گران
بہ شمشیر و خنجر سر و کار تھا
ولیکن تھے دارا کے برگشتہ بخت
گریزندہ ہوکر بحال خراب
زن و بچۂ و طفل ایرانیان
سکندر نے بڑھکر یہ پاسخ دیا
یہان سے مین جاؤن قرین ظفر
سکندر سے جاکر ملاقات کر
غم جان نہین مجھکو زنہار ہی
کوئی یار میرا جہان مین نہین

کشتہ شدن دارا از دست وزیران و نکاح دختر دارا بہ اسکندر

سواران جنگ آزما بھیجکر
اور اُس دوسرے کا تھا جانوسیار
کہ اب پھر گیا اُس سے چرخ بلند
فرو ونت ہمارا ہو عز و وقار
جدا اپنے لشکر سے تھا شہریار
تو پھر ایک نے شاہ کے سینے پر
گرا پشت زین سے وہین خاک پر
سر مقتل شاہ دارا شتاب

سپہدار دارا کے تھے دو وزیر
لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ
یہی مصلحت ہے کہ بس بیدریغ
رکھا الغرض ظالمون نے روا
نہ تھا پاس دارا کے کوئی سور
روان تیز خنجر کیا بیدریغ
خبر کی سکندر کو یہ بعد ازان
ہنوز اسکے قالب مین باقی تھی جان

کیا سکہ ایران مین ابنار دان
سکندر نے ساتھ انکے جو جو کیا
کہ ہون نسبت دارا سے بیگمان
اطاعت مری جان و دل سے کرو
ہوے آگے حاضر سران سپاہ
زبون تمسے تھے رومیان سربسر
جو کرتا ہے اسکندر کینہ جو
بہت تمکو پہونچیگا اُس سے گزند
کرین جہد اے شاہ گیتی پناہ
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
قیامت کا وان گرم بازار تھا
ہوا وہ پراگندہ و خوار بخت
گیا سوے اصطخر دارا شتاب
ہوے قید سر پنجۂ رومیان
کہ گر تو مرے پاس آوے تنہا
کرون ملک گیری بسوے دگر
کہ پھر ملک قائم رہے سربسر
دلے طاعت رومیان عار ہے
تو پھر خدا ہو ممد و معین
کہ پہونچا یہان آپکو تو شتاب
کہ دارا کو ہے عزم ہندوستان
ستم پرور و بدنہاد و شریر
گیا اور لشکر ہوا سب تباہ
شہنشاہ کو کیجیے زیر تیغ
خداوند نعمت پہ جور و جفا
فقط تھے وہی دو لعین نابکار
رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ
کہ دارا کو ہمنے کیا قتل یان
کہ پہونچا جہاندار گیتی ستان

سکندر نے گھوڑے سے وہین اتر
رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر
سکندر تو دیکھا جو بالین پر
تو سینے سے کی آہ دارا نے سرد
کہ دیکھون تجھے اسطرح سرنگون
تن خستہ سرتا بپا غرق خون
کرون چارہ سازی ترے زخم کی
جو حاصل شفا ہو تو باصد خوشی
سُنا مین نے مان سے کہ یعنے بہم
پسر اک پدر کے ہین تم اور ہم
کشندہ کو تیرے کرون مین ہلاک
ملاؤن ہر اک کو تہ خون و خاک
سکندر سے دارا یہ کہنے لگا
کہ زاری و گریہ سے کیا فائدا
خدا نے کیا تجھکو شاہ جہان
تو کر بادشاہی بصد فر و شان
بآرام جاتا ہون سوے عدم
تو وہ اس جہا نہین بجاہ و حشم
سکندر یہ بولا ز روے صفا
کرلاؤن ترا حکم یکسر بجا
مری دختر اک روشنا نام ہی
پری چہرہ خوش گل اندام ہی

کیے چشم سے اپنی اشک روان
ہوا درد سے اُسکے نالہ کنان
سکندر یہ بولا کہ اے تاجدار
نہ تھی یہ تمنا مجھے زینہار
یہانسے مین لیجاؤن اب اپنے گہر
تجھے مہد زرین مین کر جلوہ گر
بٹھا تجھکو ایران کے پھر تخت پر
شتابان یہانسے ہون سوے دگر
مجھے اسلیے درد و غم ہے بڑا
کہ تو ہی حقیقی برادر مرا
یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار
ہوا درد و غم سے بہت بیقرار
گذر اب گیا چارہ سازی سے کام
مرا کام یعنے ہوا بس تمام
شہا تیری گفتار شیرین سے اب
غم و درد سے ہوا دور سب
وصیت کرون مین تجھے کچھ اگر
پذیرندہ ہووے تو ای تاجور
لگا کہنے دارا کہ ای بادشاہ
مرا ننگ و ناموس رکھنا نگاہ
اُسے عقد مین اپنے لانا ضرور
اگر بطن سے اُسکے پیدا ہو پور

تو اسفندیار اشکار کھیو تو نام   مری روح کو کیجیو شاد کام
کہ قائم رہے دین لہراسپ شاہ   رہ و رسم و آئین گشتاسپ شاہ
رکھا اپنے منھ پر سکندر کا ہاتھ   لگا کہنے دارا اے فرخ صفات
ہوئی چشم دارا کی جسوقت بند   نگارو نے اسکندر ارجمند
پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ   کیا لاکے مدفون سوے دفن گاہ
بزرگان ایران ثنا خوان ہوئے   دل و جانسے محکوم سلطان ہوئے
سو مادر روشنک بعد ازان   کیا نامہ بر دیکے نامہ روان
روان اُسنے اُس ماہ دش کو کیا   حضور جہاندار کشور کشا
جہاندار بر طبق آئین و دین   ہوا کتخدا ساتھ اُسکے وہین

نہ برہم کوئی رسم ہو زینہار   یہ ملحوظ رکھنا تو لیل و نہار
سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا   سکندر نے یکسر پذیرا کیا
کہ رخصت ہوئی مجھسے جان حزین   نگہدار تیرا ہو جان آفرین
کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر   اُسے مہد زرین مین پھر ڈالکر
سر دار کھینچا پھر از روے کین   کشندونکو دارا کے شہ نے وہین
سکندر نے مرہون احسان کیا   بلطف و کرم سب کو شادان کیا
لکھا روشنک کو یہان بھیجدو   کہ جملن شمع روشن کرے بزم کو
پرستار ساتھ اُسکے تھین گلعذار   زر و گوہر و لعل تھے بیشمار
رہا شہر ایران مین یکچند شاہ   سوے ہند پھر دانسے کھینچی سپاہ

رفتن اسکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تھا کید اک نامور   اُسے خواب پر ہول آیا نظر
کہا مرزبان نے کہ درویش ایک   خرد مند صاحبدل و مرد نیک
حضور اُسکے پھر کید ہندی شتاب   گیا اور کہا اپنا یکدست خواب
کہ ایوان بلند اور در ہے کلان   اور اک خرد سوراخ بھی ہے وہان
دوم شب یہ دیکھا کہ ہے جلوہ گر   کوئی نوجوان میرے اورنگ پر
اُسے کھینچتے ہین بہم مرد چار   دلے پارہ ہوتا نہین زینہار
تو پھر ایک ماہی ہوئی جلوہ گر   گریزان ہوا اُسکو وہ دیکھکر
شب پنجم اک شہر آیا نظر   کہ ہین کور وان مردمان سربسر
ششم روز سویا جو ہنگام شب   نظر ایک آیا مجھے شہر تب
سو آزردہ جانسے ہین لیل و نہار   شب و روز پر غم ہین رنجور زار
شب ہفتم اے پیر مرد کہن   نظر سب آیا کہ ہین دو دہن
سہ خم ہشتمین شب کو آئے نظر   دو دو خم آب ہین اک تہی سربسر
نہ کم آب ہوتا ہے اُن کا ذرا   نہم شب نظر مجھکو پھر یہ پڑا
وہ کھاتی ہے پر تسپر بھی لاغر ہے تن   نے فربہ گوسالہ کا ہے بدن
بیان کیجیے مجھسے تعبیر خواب   کہ دلسے مرے دور ہو اضطراب
تو زنہار مت ہو جیو گرم جنگ   غرض آشتی کیجیو بیدرنگ
خردمند دانا و عاقل طبیب   قدح ایک تحفہ عجیب و غریب
ندے گرمی آتش آفتاب   رہے سرد ہرگز نہ ہو گرم آب

حکیمون سے پوچھی جو تعبیر خواب   کسی سے نہ کچھ راست آیا جواب
بیابان مین رہتا ہے مہران ہمکام   کہیگا وہ تعبیر شاہا تمام
کہا یون کہ اے مرد فرخ سیر   شب اول آیا یہ مجھکو نظر
اور اک پیل مست آکے اُس کاخ مین   گیا پھر نکل ہو کے سوراخ مین
سوم شب تجھے خواب آیا نظر   کہ کر پاس ہے اے خجستہ سیر
شب چارم اک شخص ہے تشنہ لب   وہ آیا کنارے پہ دریا کے جب
عقب اُس گریزندہ کے پھر شتاب   روانہ ہوئی دانسے ماہی بر آب
بسان بصیران ہین مصروف کار   نہین غم ہے کوری سے کچھ زینہار
کہ رنجور ہین یک قلم ساکنان   اور اچھے بھلے ہین جو بعضے کسان
اُنھین دیکھکر کسلمندان اُداس   خبر لینے آتے ہین ہر اک کے پاس
وہ کھاتا ہے دو نو سے آب و گیاہ   ولیکن نہین اُسکے سرگین کی راہ
تہی کو وہ بھرتے ہین ہر چند پر   نہین ہوتے اُسکے کنارے بھی تر
کہ اک گاؤ مادہ ہے گوسالہ دار   کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار
دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر   کہ لب اُسکے ہین خشک و اطراف تر
وہ بولا کہ اسکندر نامدار   ترے ملک مین آئیگا ایکبار
وہ دخت پری چہرہ اور اک وزیر   کہ اختر شناسی مین ہے بے نظیر
کہ گر اُسکو کر کے لبالب پیو   تو زنہار آب قدح کم نہ ہو
غرض یہ ترے پاس ہین چار چیز   کہ ہین طرفہ اے شاہ والا تمیز

تو دنیا سکندر کو یہ ہر چہار تجھے ملک بخشیگا وہ تاجدار
دیا مرد درویش نے یہ جواب کہ ہی پہلے دن کی یہ تعبیر خواب
وہ ہاتھی ہی اسکندر نامدار ترے شہر سے جو کریگا گذار
یہان سفلہ اک بادشاہ آئیگا خرابی ترے ملک مین لائیگا
اُسے کھینچتے ہین جو وہ مرد چار کرون اسکی تعبیر مین آشکار
یہود ایک آئیگا یان بعد ازان کریگا وہ آئین موسیٰؑ روان
حکیمون کا مذہب کرے آشکار کرین اُسکا آئین سب اختیار
وہ تشنہ جو آیا نظر پھر تجھے گریزندہ ماہی سے اور آب سے
گریزندہ خلق اُس سے یان ہو دیگی یہ خواب چہارم کی تعبیر تھی
زمانہ اک آوے کہ سود و زیان نہ زنہار سمجھین ذرا مردمان
ششم شب جو رنجور آئے نظر کہ پوچھے تھے اچھے بھلون کی خبر
زمانہ اُنھین سخت حیران کرے تمسخر ہنرور سے نادان کرے
کہ آوے زمانہ اب اُس طور کا کہ لطف و مدارا نہووے ذرا
دہمن مین ہر اک چیز کو لیجیے نہ اک حبہ محتاج کو دیجیے
زمانہ کوئی آوے اسطرح کا دو حصہ توانگر ہو یعنے شہا
تہیدست کو تو بھی سیری نہ ہو فزونتر ہو خواہش تہیدست کو
حریص اتنے دنیا مین ہووین عیان کہ مسکین سے خواہش رکھین ہر زمان
جو اُس چشمہ سے آب چشمہ کو لین تو آئے نہ پیمانہ دست مین
بڑی عقل و فرہنگ سے سربسر رہیگا وہ سلطان عالی گہر
کبھی فیض اُسکا نہوگا عیان نہوئیگا نیکی کا اُسمین نشان
یونہین تازہ اک عہد پھر آئیگا کہ ہوگی نئی فوج افسر نیا
سکندر رہی اس عہد کا بادشاہ کہ ہی وہ شہنشاہ عالم پناہ
کیا مین نے ہندوستان مین گذر ملاقات بہتر ہی اے تاجور
ارادہ نہین اور جز چاکری کرو نہین دل و جان سے فرمانبری
کہ ہر ایک دنیا مین ہی بیمثال نہین دوسری اے شہ خوشخصال
غرض چار چیزین کہ تھین بینظیر قدح اور دختر طبیب و وزیر
سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا کیا ساتھ اپنے اُسے کتخدا
گیا کید پھر تاجور کے حضور شتر بار ور لیکے باصد سرور
سکندر سے پھر کید رخصت ہوا قرین نشاط و مسرت ہوا

کہا کید ہندی نے یہ بعد ازان کہ تعبیر ہر خواب کیجے عیان
کہ وہ خانہ دنیا ہی اے نامور اور اسمین وہ سوراخ ہی تیرا گھر
یہ پھر تو نے دیکھا جو روز دگر کہ اک مرد بیگانہ ہی تخت پر
سوم شب جو کرپاس آیا نظر سمجھ تو خدا اُسکو اے نامور
کہ دہقان آتش پرست آئیگا رواج اُسکا دین پہلے یان پائیگا
پھر اُس ملک مین آئیگا مرد نیک حکیم خردمند یونانی ایک
پھر اُس ملک مین اہل دین آئیگا رہ حق پرستی وہ دکھلائیگا
رسول خدا ایک آئیگا یان کریگا ہدایت بلب تشنگان
شب پنجم آئے جو کوران نظر کہ محفوظ کوری سے ہین سربسر
کہ بے کور چشم کسان روزگار نہ فہمید ہو کچھ اُنھین زنہار
زمانہ اک آوے کہ دانشوران سراسر ہون محتاج بیدانشان
جو دیکھا شب ششم اسپ دو سر یہ تعبیر اُسکی ہی اے نامور
وہ چندان ہو ہر ایک کو حرص و آز یہ چاہے کہ سب دست کیجے دراز
جو دیکھا شب ہفتم اے مرد نیک کہ پُر ہین دو خم اور خالی ہی ایک
تہیدست اک حصہ ہی گو جہان زر و سیم برسائے گر آسمان
نہم شب کو دیکھا جو تو نے شہا کہ کھاتی ہی وہ شیر گوسالہ کا
دہم شب جو آیا نظر تجھکو خواب کہ اک چشمہ ہی خشک گرد اسکے آب
زمانہ جو بعد اُسکے ہوگا عیان اُسی عصر مین ہوگا اک حکمران
رعایا نہ پائیگی اُس سے پناہ جہان ظلم سے اُسکے ہوگا تباہ
زمانہ کریگا یونہین انقلاب رہیگا اسی طرح عالم خراب
مآل اُسکا ہوگا یہ اے نوجوان نہ لشکر نہ سلطان کا ہوگا نشان
سکندر کا نامہ یہ پہونچا وہین کہ ہو آن کے مورد آفرین
لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب کہ اے بادشاہ ثریا جناب
کرون پیشکش تیرے اب چار چیز تو رکھنا اُنھین جان و دل سے عزیز
ترے پاس آوین زروے نیاز ترے لطف سے تا کہ ہون سرفراز
سوے شاہ بھیجین خوشی سے شتاب ہوا شادمان شاہ عالیجناب
پیا ہاتھ سے دلربا کے وہ جام ہوا وصل سے اُسکے دل شادکام
دیا جب سکندر کو گنج و گہر تو ملک اُسنے بخشا اُسے سربسر
سوی قنوج رہنا تھا ہوا پھر روان سکندر جہاندار گیتی ستان

رفتن اسکندر در قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر و کشتہ شدن او و فتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
تو اسکا ہوا تجھکو اتنا غرور
نہین تجھسے مجھکو خطر زینہار
دلیرانہ میدا نہین ہون زر مخواہ
سواران جنگی تھے اسی ہزار
سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار
غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران جنگی تھے ستر ہزار
نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
سکندر سے مردم یہ بولے وہین
ارسطو کو کرکے طلب زود تر
شکم اُسکا یکدست خالی رکھا
وہ اسپ و سوار اُسپہ قائم رکھا
تو اسپ خوب سی اُسمین آتش لگا
بسوے سپہر برین ایک بار
بنائے پھر اسطرح کے یکہزار
جو دیکھا وہ گردون وہ اسپ و سوار
وہین مردمان نے کیا آشکار
حقیقت سے اُسکی ذرا زینہار
اُدھر سے جوانون نے یکبارگی
سواران ہندی و پیلان مست
رہا شام تک گرم بازار جنگ
سحرگاہ پھر فور جنگی سوار
ادھر تو ہی جنگ آور و پہلوان
جو پھر فوج ہو گرم بازار کین
مناسب یہ ہے ای شہ سرفراز

کہ تو آکے حاضر مرے پاس ہو
تو مت آپکو اسقدر کھینچ دور
مرے پاس ہے لشکر بیشمار
اگر ون لشکر و میان کو تباہ
ازانجملہ ایرانیان سی ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار
سواران ہندوستان دو ہزار
جوانان جنگی و مردان کار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار
کہ پیلان سرکار جنگی نہین
ہوا چارہ جو خسرو نامور
سراسر اُسے نفط سے پُر کیا
کیے بستہ گردون سے پھر باد پا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا
اُٹھا دو ہین گردونپہ اسپ و سوار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار
ہوا بس وہین فور حیران کار
کہ یہ تو بجا نہ ہے اے نامدار
نہ واقف تھے از بسکہ ہندی تمام
عقب سے جو گردون کے آن آگ دی
گریزان ہوے کھا کے یکسر شکست
نہ سر سینہ تھا وقف تیغ و خدنگ
سپہ لیکے آیا پئے کارزار
اُدھر مین ہون مرد دلیر و جوان
تو ہو وے ہلاک ایک عالم وہین
کہ ہم تم ہون تنہا بہم رزم ساز

لکھا اُسنے پاسخ کہ اے تاجور
نہ رکھتا تھا مردی و مردانگی
نہ ہو جب مجھسے خواہان فرمانبری
یہ سُنکر ہوا پُر غضب بادشاہ
دلیران مصر و سواران روم
سوا اسکے تھی ہند کی فوج بھی
نکل فور ہندی بھی قنوج سے
پئے کینہ خواہی تھے یکدل تمام
یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آزما
ہنر دو ہین اُسنے کیا آشکار
وزیر خردمند نے بعد ازان
ہوا جبکہ میدا نہین گردون روان
وہ آتش لگی اُسمین جسدم وہان
ہوا تیرہ روے سپہر بلند
ہوا گرم بازار پیکار وان
خبر لانیوالو نسے پوچھا کہ ہان
حکیمون نے اُسکو مہیا کیا
ہوے سوے گردون وہ حملہ کنان
جو پھر سربسر نفط روشن ہوئی
فراہم وہ لے کرکے پھر فوج کو
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب
سکندر نے اُسکو یہ بھیجا پیام
ہزارون سواران پیکار جو
بس اب سوچیے اسمین فرما
کرے جسکو میدا نہین فیروز بخت

کیا کشتہ دارا کو تو نے اگر
اطاعت تری کید ہندی نے کی
کہ رکھتا ہو تمین عزم جنگ آوری
گیا سوے قنوج لیکر سپاہ
کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سے موم
شہنشاہ عالم نے جا کر رکھی
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے
نبرد آزمایان جویاے نام
تو فوج سکندر ہوئی پُر خطر
بھلا کسطرح جنگ کیجیے نتہا
بنایا اک آہن کا اسپ و سوار
کیا ایک طیار گردون کلان
ارسطو یہ بولا جوان سے کہان
خروش عظیم اک اُٹھا ناگہان
ہوا دیکھکر خوش شہ ارجمند
لگے کشتہ و خستہ ہونے جوان
یہ کیا ہے کہ گردمیرے آگے بیان
یہ اسباب ہے رزم و پیکار کا
نہ ہرگز کیا دل مین کچھ خوف جان
زمین یک قلم مثل گلخن ہوئی
سپہدار ہندی ہوا رزم جو
دلیران گئے پھر سوے خیمہ سب
کہ تو ہے شجاعت مین مشہور عام
ہوے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو
کہ ضائع ہون کیون بندگان خدا
وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت

سپہدار ہندی نے بھیجا جواب
کہ بہتر ہے اے شاہ عالیجناب

جدا ہو کے لشکر سے میداں میں آ
کہ تنہا ہوں میں تجھ سے جنگ آزما

ادھر سے سکندر غرض مثل شیر
اُدھر سے گیا فور ہندی دلیر

وہیں کھینچکر فور ہندی نے تیغ
رواں کی سو بادشہ بیدریغ

ہوئی پر نہ کچھ کارگر زینہار
نگہدار تھا شاہ کا کردگار

کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز
رہا فور پر زخم شمشیر تیز

دو پارہ ہوا کتف سے تا کمر
گرا فور ہندی نگوں خاک پر

مظفر ہوا خسرو ارجمند
کہ تھا یار اقبال و بخت بلند

جو تھے نامداران ہندوستان
طلب شہ نے اُنکو کیا بعد ازاں

دلاسا بہت دیکے اُنسے کہا
کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا

گرفتن فور ہندی سے میں بیشتر
مراعات و الطاف ہر ایک پر

حوالے تمہیں کرکے ہندوستان
بسوے دگر ہوں میں یاں سے رواں

یہ سنکر ہوے سربسر نامدار
ثنا خوان شاہنشہ کامگار

سخنہاے شیریں سے مسرور جب
وہیں لے گئے قلعے میں شاہ کو

در و گنج و لعل و گہر وا کیا
نشان خرد دادگر گویا

ز روے کرم شاہ نے سربسر
عنایت کیا اُنکو وہ گنج و زر

سدرک ایک سردار کا نام تھا
کہ سالار تھا فور کی فوج کا

بٹھایا اُسے تخت زرکار
کیا یعنے قنوج کا تاجور

رفتن سکندر بزیارت مکۂ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف مُلک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ
رہا شہر قنوج میں تین ماہ

کسی نے کیا شاہ سے یوں بیاں
بنایا خلیل اللہ نے ایک مکاں

کہ کعبہ ہے نام اُسکا مشہور عام
پرستشگہ خلق بیت الحرام

زیارت کی سُنکر ہوئی آرزو
روانہ ہوا خسرو نامجو

سماعیلؑ مرد خجستہ سیر
کہ گذرا ہے پیغمبر نامور

نبیرہ تھا اُس کا جو نصر قتیب
شریف اُس مکاں کا تھا وہ خوش نصیب

سکندر جو پہونچا تو با صد سرور
وہ نصر قتیب اُسکے آیا حضور

سکندر نے نذر دینار اُسکو دی
بہت اُسکی تعظیم و تکریم کی

زیارت کو پھر ساتھ اُسکے گیا
پیادہ جہاندار کشور کشا

سماعیلیاں پھر ہوے دلخواہ
کہ نسل جرافہ نے اے بادشاہ

لیا چھین ہمسے حجاز و یمن
تو ہو دادرس زیر چرخ کہن

شہنشاہ عالم نے پھر زود تر
جرافہ کی اولاد کو قتل کر

سماعیلیاں کو حجاز و یمن
دیا اور وہیں بادشاہ زمن

سوے کشور مصر واں سے گیا
ملا آن کے بادشہ مصر کا

سکندر رہا مصر میں ایک سال
ہوا لشکر شاہ آسودہ حال

روانہ ہوا مصر سے بعد ازاں
سو ملک اندلس آیا وہ واں

زن ہوشمند ایک قیدافہ نام
پری چہرہ و رشک ماہ تمام

سپہدار اقلیم اندلس تھی
رکھے سر پہ تھی تاج فرماندہی

فراواں تھا اُسکا حشم اور جاہ
گیا ایلچی بنکے واں بادشاہ

گیا جبکہ اسکندر نامجو
تو پہچان اُس نے لیا شاہ کو

سکندر سے بولی زن ہوشیار
تو ہے شاہ اسکندر نامدار

مرے جنگ سے اب رہائی ہمیں
شہنشہ نے پاسخ دیا پھر وہیں

کہ میں بندۂ شاہ آزادہ ہوں
سکندر نہیں میں فرستادہ ہوں

شبیہ جہاندار کرکے طلب
سکندر کے دی ہاتھ میں اُسنے تب

سکندر ہوا دیکھکر سہمگیں
ہوا رنگ چہرے کا پراں وہیں

دلاسا بہت دیکے وہ سیمتن
یہ بولی کہ اے بادشاہ زمن

کہیں اور سطرح مت جائیو
بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو

کہ پنہاں نہ ہرگز ہو جوں آفتاب
تو ہے بادشاہاں عالی جناب

مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یاں
نہ ہرگز کروں راز تیرا عیاں

نہ آسیب پہونچاؤنگی کچھ تجھے
تو فرمانبرا اپنا سمجھ اب مجھے

اگر کینہ ہو کچھ تو کر دل سے دور
تو سوگند کر یاد میرے حضور

کہ ہرگز نہ مجھسے کرے کچھ بدی
نہ چھوڑے تو رسم و رہ نیکوی

لگا کہنے پھر شاہ کیواں علم
کہ دین و ایمان کی مجھکو قسم

ترا میں بداندیش ہرگز نہیں
تو رکھ جمع خاطر کو اے نازنیں

ندوں ہاتھ سے رسم و رہ وفا
کروں تجھ پہ ہر دم میں لطف و عطا

یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور
مرے گھر تو کر آج شب کو سحر

سکندر رہا اُس سے رخصت طلب
وہانسے غرض بادشاہ زمان
رہا وان نہ زنہار ہنگام شب
بہت تحفے اُس بادہ وش نے دیے
سکندر نے یکسر پذیرا کیے
پھر آیا سوے خیمہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر برائے سیر جہان و رفتہ رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از آنجا و طیار نمودن سدّ سکندری

یہ تھا بسکہ قصد شہ نامور
کیا خوب شاہ سکندر نے گشت
گیا جسطرف شاہ کشور کشا
ملاقات مجھ سے کرو آنکر
بہت قطع کی راہ پست و بلند
پھرا ہفت اقلیم مین بادشاہ
کنارہ تھا عالم کا یعنے جہان
کرے نوش جو کوئی چشمہ کا آب
سپاہ عدو سوز سے دو ہزار
خضرؑ سوے ظلمات تھا رہنما
عیان گر کرے دن دوسرے لعل کو
رکھا دوسرے لعل کو اپنے پاس
دو روز و دو شب تھے بہم رہ سپر
سُنی پر کسی نے نہ ہرگز صدا
اندھیرے مین سرگشتہ تھا شہریار
کہین راہ مین اک سیہ کوہ تھا
اور اُنکو اُٹھا دے بھی کوئی اگر
پھر آٹھ دن شاہ لیکن کہین
نہین چاہیے مجھکو آب بقا
سو سنگریزہ پڑی جب نظر
لیے تھے جو مجھ دم جو لی وہ لون
ہوے ساکن شہر حیران تمام
یہان آئی کس راہ سے یہ سپاہ
کہ رونق ہوئی تیرے آنے سے یان
وہ بولے کہ اے شاہ فیروز بخت

بہت دیکھے معمورہ و کوہ و دشت
یہی وان کے فرمانروا سے کہا
کہ مطلق کسی کو نہ پہونچے ضرر
کئی جا ہوئی شہ کو بیم و گزند
کہ تھا یاور اقبال و فضل اِلٰہ
کیا مردمان نے یہ آکر بیان
تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب
لیے ساتھ اپنے دلاور سوار
خضرؑ سے شہ نامور نے کہا
تو پھر بار دگر شہ دم گریزندہ ہو
ہوا اگر دم دمار سے بے ہراس
سوم روز آیا دوراہہ نظر
خضرؑ ٹھہر سے چشمہ تنہا گیا
یکایک ہوئی روشنی آشکار
سیہ کوہ سے وان یہ آئی صدا
تو وہ بھی پشیمان ہو بیشتر
ملا چشمۂ آب حیوان نہین
رہائی ہو ظلمت سے اب اے خدا
تو یاقوت و گوہر تھے وہ سربسر
کہ اے وائے ہمنے اُٹھائے نہ کیون
لگے کہنے یون مردم خاص و عام
یہ کہکر بزرگان گئے پیش شاہ
جہانگیر تو رہ جبتلک ہے جہان
عجائب ہین اس شہر مین دو درخت

ہر اک ملک و کشور مین ہر شہر مین
کہ ہرگز نہین مجھکو آہنگ رزم
بہت شاہ حاضر ہوے پیش شاہ
بنہ شہ کا لشکر ہوا بیشتر
جو طے کر چکا سبزہ خشک و تر
بس کوہ ظلمات ہی سربسر
شہ نامور نے سنی جب یہ بات
سرانجام چل روز کا توشہ کر
مرے پاس دو لعل ہین اے خضر
دیا خضر کو لعل انجام کار
خضرؑ رہنمائی کنان پس و پیش
جدا ہوگئے خضرؑ سے ناگہان
وہان جاکے آب بقا نوش کر
پھرا لشکر مین ظلمت نمایان ہوئی
کہ فتادہ ہین سنگریزے جو یان
کسی نے لیے سنگریزے اُٹھا
ہوا سخت حیران دعا جز کمال
نوین دن ہوئی روشنائی عیان
لگے کہنے ہو کر پشیمان بہم
جب اُس روشنی مین گئے بیشتر
کہ اتبک نہ یارب ہوا زنہار
غرض شرط خدمت کی لاکر بجا
لگا کہنے یون شاہ کشور کشا
کہین عالم غیب کی سب خبر

کہ سیر جہان کیجیے سربسر
کیا سکہ اپنا رواں دہر مین
ہر اک سے ہی صلح و مدارا کا عزم
جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ
عجائب غرائب بھی آئے نظر
تو پہونچا وہان خسرو نامور
وہان چشمہ ہے اے شہ نامور
کیا پھر وہین قصد آب حیات
روانہ ہوا خسرو نامور
کہ ہو ایک سے روشنی جلوہ گر
کہ اک نور جس سے ہوا آشکار
عقب اُسکے تھا شاہ فرخندہ کیش
پکارا بہت خضرؑ نے گرچہ وان
پھر آیا سو لشکر شہ خضرؑ
بہت خاطر شہ پریشان ہوئی
نہ لیوین تو بچتا دین پھر وان
کسی نے کہا دلین کیا فائدہ
لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال
ہوے شاد و خرم دل سومان
کہ افسوس ہمنے اُٹھائے یکم
تب اک شہر آباد آیا نظر
کبھی فوج بیگانہ کا یان گذار
لگے کرنے یکسر دعا و ثنا
عجائب ہین اس شہر مین چیز کیا
اور احوال آئندہ کا سربسر

سمجھتا نہین کوئی اُنکی زبان
ولے جو خردمند عالم مین یان

وہ سمجھین درختونکی آواز کو
کرین آشکارا وہین راز کو

وہ دونون جو ہین برگزیدۂ شجر
اُنھو نمین ہے اک مادہ اور ایک نر

سخنور سحر سے ہو نر تا بہ شام
جو مادہ ہے کرتا ہے شب کو کلام

یہ سُنکر طلب کرکے دانائے شہر
گیا وان سکندر شہنشاہ دہر

درختون سے جاکر سنی کچھ صدا
سکندر نے دانا سے پھر یون کہا

تو اس راز کو مجھسے کر آشکار
وہ بولا کہ کہتے ہین اے تاجدار

کہ ہے یہ سکندر شہ نامور
پھر اگرد عالم بصد کر و فر

ولے چاردہ سال با تاج و تخت
رہے اس جہانمین یہ فیروز بخت

کرے پھر سفر سوے ملک بقا
ہوا پُر الم سُن کے فرمان روا

لگا کہنے دلمین کہ زیر فلک
ہوے منقضی دس برس آجتک

کہ مجھکو میسر ہے تخت شہی
کرون چار سال اور فرمانبری

ہوا شاہ حیرت سے گریہ کنان
یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان

کہ پوچھ ان درختونسے اے دوربین
کہ پہونچونگا لشکر مین اب یا نہین

جو پوچھا تو دانسے یہ آیا جواب
فلان راہ سے جاکہ پہونچے شتاب

ولے میل سیر جہان اب نہ کر
بس اک گوشے مین زندگی کر بسر

کہ باقی رہی عمر کمتر شہا
شب و روز کر دلسے یاد خدا

سُنا تھا جو عالم نے وہ سر بسر
کیا عرض پیش شہ نامور

سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار
یہ دلمین تمنا ہے اب ایکبار

کہ اقلیم مین روم کی جائیے
غرض جا کے وان انکو دیکھ آئیے

خردمند نے مدعا شاہ کا
درختون سے یکدست ظاہر کیا

یہ آواز آئی کہ اے شہریار
نہو وے گذر روم مین زینہار

نہ خویشونکو دیکھے نہ مادر کو تو
بر آوے نہ زنہار یہ آرزو

کیان کے تو کشور مین پائے وفات
ہوا سنکے غمگین شہ نیک ذات

جتائی جو تھی اُن درختون نے راہ
روانہ ہوا اُسطرف کو وہ شاہ

جو اک شہر مین جا کے پہونچا وہان
تو باشندۂ شہر آئے وہان

حضور سکندر ہوے دادخواہ
لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ

دو دیوان ہین یاجوج و ماجوج نام
کہ سخت اُنسے عاجز ہین مردم تمام

وہ ہر سال لاتے ہین لشکر ادھر
بہت اُنسے پہونچا ہے ہمکو ضرر

بزرگ اور مردم ہین اُنکی خوراک
غرض اک جہانکو کرین ہین ہلاک

سکندر نے پوچھا کہ صورت ہے کیا
بیان مردمان نے یہ شہ سے کیا

کہ چون چہرۂ ماہ تابان ہے رو
دراز اُنکے یکسر بدن کے ہین مو

زبان تیز و دندان مثل گراز
قد اُنکا ہے چون پیل بینی دراز

دو چشم اُنکی ہین یکقلم لالہ گون
سزاوار ہے چشمی جام خون

جو سو دین تو اک گوش بستر کرین
وہ گوش دگر سر پہ چادر کرین

کرے کوئی کسطرح انکا شمار
کہ جنتی ہے ہر مادہ بچے ہزار

یہ کہکر لگے کہنے اے بادشاہ
تو شاہ جہان ہے بفضل الٰہ

تو بیچارگان کا ہو اب چارہ گر
برائے خدا کوئی تدبیر کر

کہ تا پاوین ہم اس بلا سے نجات
ہماری رہائی ہے اب تیرے ہاتھ

وگرنہ ہم اس شہر کو چھوڑ کر
چلین ہمرہ خسرو نامور

یہ سُنکر ہوا وان اقامت پذیر
سکندر جہاندار آفاق گیر

حکیمون سے تدبیر پوچھی وہین
وہ بولے کہ اے شاہ روئے زمین

بنا ایک دیوار کیجیے بلند
کہ ہو راہ یاجوج و ماجوج بند

یہان ہوکے آہنگران سخت کوش
کرین صرف دیوار مین ہفت جوش

نبے ہر دو سو سد اک استوار
فراہم تھے کاریگران دیار

دیا پھونک پھر کوہ کو سر بسر
ہوئی بند یاجوج کی رہگذر

وہ سد سکندر بنا جب بجائی
خلائق کو آسودگی تب ہوئی

پھر اُس شہر مین شاہ روزے رہین
روان ہوکے پہونچا سوے ملک چین

شتابی سے خاقان گیا پیشوا
زر و مال و نعمت بہت لیگیا

کئی دن رکھا شاہ کو اپنے گھر
روانہ ہوا وانسے وہ تاجور

جو یونان مین پہونچا شہ ملک گیر
کئی دن ہوا وان اقامت گزیر

پھر آیا سوے سندھ شاہ جہان
گیا پیشوا سندھ کا حکمران

حکومت تھی اُس شخص کی سندھ مین
کہ تھا فور کا جانشین ہند مین

بہت پیشکش مال اُسنے کیا
بسوے یمن پھر سکندر گیا

نہ ہرگز ہوا وان توقف کنان
یمن سے ہوا سوے بابل روان

ہوا دشت بابل سے پھر خیمہ زن
وہان بھی نہ ٹھہرا وہ شاہ زمن

بیابان مین تھا ایک کوہ بلند
وہان جب گیا وہ شہ ارجمند

کوئی مرد اک پیر آیا نظر
سفید اُسکے تھے تن پہ مو سر بسر

سوا اسکے تھے کان دونون کلان ۔ پکڑ لائے اسکو وہین مردمان
سکندر نے اس شخص سے یون کہا ۔ بیان کر حقیقت یہان کی ذرا

لگا کہنے وہ پیش شاہ جہان ۔ کہ اک شہر کہنہ ہے نزدیک یان
عجائب ہین ایوان رنگ بہار ۔ کہ ہر اک مکان مین ہے نقش و نگار

شہنشاہ کیخسرو خوش سیر ۔ وہ افراسیاب شہ نامور
ولایت ستان رستم پہلوان ۔ سوا انکے گذرے جو نام آوران

کھینچی انکی صورت ہے دیوار پر ۔ یہ سنکر لگا پوچھنے تاجور
کہ وہ شہر آباد ہے یا نہین ۔ یہ پاسخ وہ لایا زبان پر وہین

کہ یہان مردم آبی آتے یہان ۔ وہ لاتے ہین ہر صبحدم ماہیان
پکاتے ہین اس شہر مین آنکر ۔ اسے کھاکے جاتے ہین لب رود و در

وہ رہتے ہین یا نہین لیل و نہار ۔ وہ لے روز آتے ہین یان ایکبار
سکندر نے بھیجے سوار دلیر ۔ کرین تا کسی طرح ان کو اسیر

حضور شہنشاہ گیتی نورد ۔ گرفتار آئے وہ ہشیار مرد
وہ تھے سالخوردہ اور ہشیار تھے ۔ حقیقت سے دانا کی خبردار تھے

سکندر نے کی مہربانی بکمال ۔ دیا انکو از روے الطاف مال
کہا یہ کہو ماجرا شہر کا ۔ وہ بولے کہ اے شاہ کشور کشا

یہ کیخسرو نامور کا ہے شہر ۔ کہ محکوم تھے جسکے شاہان دہر
تہ ہر مکان گنج و زر ہے نہان ۔ یہ سنکر شہنشاہ نے جاکے وہان

عمارت کو مسمار یکسر کیا ۔ در و لعل و گنجینہ و زر لیا
لگا اسقدر ہاتھ اسباب و مال ۔ کہ تھا برتر از وہم و فہم و خیال

وہ جب جاہ پھر وانسے آگے چلا ۔ وہان اسکو گم کردہ لشکر ملا
سکندر نے دست کرم وا کیا ۔ کیا گنج لشکر کو یکسر عطا

وفات یافتن اسکندر بادشاہ

سکندر جہانگیر گیتی فروز ۔ لگا کہنے اسطرح سے ایک روز

کرہ پیش درخشان گیا تھا مین جب ۔ یہ آئی تھی مجھکو ندا اسے تب
کہ شاہی کرون چاردہ سال مین ۔ رہون شاد باجاہ و اقبال مین

کرون بعد ازان اس جہان سے گذر ۔ کہ ہووے خلل بزم سے دور تر
گئے سیزدہ سال اتبک گذر ۔ رہا دہر مین خوش بگنج و گہر

رہا زیست مین باقی اب ایکسال ۔ قرین تر ہے دولت کا میری زوال
حضور شہنشاہ عالم ستان ۔ بہت تھے ملکزادہ ہاے کیان

شہنشاہ فرزند رکھتا نہ تھا ۔ یہ ناچار شہ نے ارادہ کیا
کہ جتنے ہین شہزادہ ہاے کیان ۔ کرے ایک کو بادشاہ جہان

ولے تھے بیچے اور سب کو ہلاک ۔ کہ فتنے سے عالم رہے صاف پاک
سکندر کو جب کچھ کہ مرکوز تھا ۔ ارسطوے دانا کو یکسر لکھا

ارسطو نے پڑھکر لکھا یہ جواب ۔ کہ اے تاجدار ثریا جناب
مناسب نہین قتل شہزادگان ۔ انہین لطف و شفقت سے کر شادمان

تو ہر ایک کو ملک تقسیم کر ۔ کہ تا ملک مین اپنے شام و سحر
رہے ہر سپہدار مشغول کار ۔ نہ ہنگامہ برپا ہو زنہار

ارادہ نہ کوئی کرے رزم کا ۔ رہے بے خلل روم صبح و مسا
کیا ملک تقسیم شہ نے تمام ۔ دیا لکھ کے فرمان ہر اک کے نام

جداگانہ ہر اک کو سلطان کیا ۔ پھر اک عہدنامہ رقم وان کیا
کہ جسکو ملا ملک اب جس قدر ۔ رہے اسکے تابع ہر اک نامور

نہ باہم کرین قصد کین و فساد ۔ رہین ملک مین اپنے آباد و شاد
ہوے بادشہ نامداران تمام ۔ ملوک طوائف رکھا انکا نام

ہوا بعد ازان ناگہان کسلمند ۔ جہاندار اسکندر ارجمند
ہوا جبکہ بیمار شاہ جہان ۔ ارسطوے دانا بھی آیا وہان

وزیرون سے اپنے دم واپسین ۔ یہ بولا شہنشاہ روے زمین
کہ ہے حاملہ اندنون روشنک ۔ جو پیدا پسر ہو تو بیشبہ و شک

بٹھانا اسے روم کے تخت پر ۔ اطاعت سے مت پھیرنا اسکی سر
تولد ہو گر دختر نازنین ۔ تو پھر اسکو بر طبق آئین و دین

کیانی ملکزادہ کو دیجیو ۔ اسے بادشہ روم کا کیجیو
یہ کہکر ہوا راہ نورد عدم ۔ سکندر جہاندار انجم حشم

سیاہ و حکیم و امیر و وزیر ۔ ہوے نوحہ گر سب صغیر و کبیر
بہت گریہ و شور و نالہ کیا ۔ چہل روز ماتم رہا شاہ کا

نہین جاودانی سرائے سپنج ۔ نہین ہے وفادار اورنگ و گنج
گدا یا شہنشاہ عالی تبار ۔ جہان مین سدا قائم رہے زینہار

سکندر کی آخر ہوئی داستان
اب آتا ہو نہین سوے تہکانیان

ملکزادہ ہائے خجستہ نہاد
سکندر نے انکو دیا ملک جب
کہین انکو اشکانیان خاص و عام
لکھے ہو کہ جز نام اشکانیان
کہ یعنی دو صد سال با تاج و تخت
کیا انکو ساسانیون نے تباہ

ذکر سلطنت اشکانیان

لگے رہنے وان بادشاہان سب
ملوک طوائف بھی ہے انکا نام
نہین ہر تواریخ مین کچھ بیان
رہے اس جہان مین وہ فیروز بخت
لیا چھین اورنگ تاج و کلاہ

رکھا سر پہ ہر اک نے تاج مہی
وے پیر مرد خجستہ نہاد
نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا
پھر اقبال کا انکے آیا زوال
ہوے مالک ملک ساسانیان

کہ تخم کیان سے تھی جنکی نژاد
ہوئے جلوہ گر دہ بتخت شہی
سخن سنج فردوسی پاکزاد
بس اتنا ہی شہنامے مین ہو لکھا
نہ ہرگز رہا تخت و ملک و مال
کرون آگے احوال انکا بیان

داستان بیان احوال ساسانیان وولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پور دارا تھا ساسان نام
گریزان سو ہند ساسان ہوا
وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تھا
سپہدار کابل شہ نامدار
خوشی سے ہی پیل دمان پر سوار
لگا پوچھنے بابک ہوشیار
دگر روز پھر خواب آیا نظر
کہ میرے بزرگونکا آئین ہے
سپہدار بابک نے پھر یہ کہا
کہ مسکن گزین یہ جوان ہو کہان
شبان کے جو ہمراہ تھا ساسان گیا
خطر سے نہ ساسان نے پاسخ دیا
نکوئی کرونین ترے ساتھ اب
جو نام و نژاد آشکارا کیا
ہوئی حاملہ دختر سیمبر
قضا آئی ساسان کی پھر ناگہان
سپہدار بابک نے باصد طرب
دلیر و قوی نام ہے اردشیر
سپہدار بابک کو اسنے لکھا
خداوند غفار سے ہے درمیان
لکھا یون کہ اے نامدار جہان

پرستار زادہ تھا وہ لا کلام
بہت دل مین اپنے ہراسان ہوا
شبان نے اسے دو مہین چاکر رکھا
جوانمرد بابک خجستہ شعار
یہ کہتا ہو شب سے کہ اے شہریار
یہ رکھتا ہو کیا نام اے نامدار
کہ آتش ہو افروختہ سربسر
یہی اپنی رسم و رہ دین ہے
کہ ہو اس جوانمرد کا نام کیا
وہ بولے کہ کابل مین پیش شبان
تو ساسان کو پہچان شہ نے لیا
بلونکو نہ ہرگز وہان وا کیا
تو اظہار کر مجھ سے احوال سب
تو بابک نے لطف و مدارا کیا
ہوا اس سے پیدا پریوش پسر
ہوا سوے ملک عدم وہ روان
ہنر ہاے شاہانہ سکھلائے سب
کہ دارا کی ہو نسل سے وہ دلیر
کہ ہو اشتیاق اسکے دیدار کا
کہ مین اس جوانکو رکھون شادمان
دیا کیجو کہ ہو لائق خسروان

سکندر ہوا گرم پیکار جب
وہان سے ہوا سوے کابل روان
چرانے لگا بکریان ہر سحر
بہنگام شب دیکھتا کیا ہے خواب
مبارک ہوا اورنگ شاہنشہی
اسے مردمان نے یہ پاسخ دیا
وہی شخص کہتا ہے سب سے کہ ہان
یہ سنکر زروے نشاط و طرب
لگے کہنے مردم کہ ساسان ہے نام
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب
یہ خلوت مین بولا شہ ذوالکرام
لگا کہنے بابک کہ زنہار یان
وہ بولا کہ دارا کا ہو مین پسر
اسے اپنی دخت پریچہرہ دی
ہوا شاد بابک بہت شادکام
جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا
شہ ملک رے ایک تھا اردوان
اقامت گزین شہر کابل مین ہو
یہان بھیجدے تو جو اے نامور
جو بابک نے یہ نامہ اسکا پڑھا
تو رکھنا اسے خوشدل و ارجمند

جہاندار دارا ہوا کشتہ تب
گیا شہر کابل مین پیش شبان
لگا کرنے اوقات ساسان بسر
کہ اک مرد ذیشان عالیجناب
ہمایون تجھے تاج فرماندہی
کہ ساسان ہے نام اس جوانمرد کا
کرو آکے آتش پرستی یہان
ہوے گرم آتش پرستی وہ سب
لگا پوچھنے پھر شہ ذوالکرام
کیا شاہ بابک نے اسکو طلب
تری ذات کیا ہو ترا کیا ہو نام
نہ اندیشہ کو راہ دے اے جوان
مرا نام ساسان ہے اے نامور
کیا تحفہ اسکو باصد خوشی
رکھا بابکان اردشیر اسکا نام
خردمند دانا دلاور ہوا
خبر اسکو پہونچی کہ اک نوجوان
ہوا اسکے مشتاق سلطان رے
کہ مدت تربیت اسکی شام و سحر
سوے رے جوانکو روانہ کیا
کسی طرح اسکو پہونچے گزند

گیا جب وہان اردشیر جوان
شہ اردوان کے پسر تھے چہار
یہ بولا کہ مین نے یہ مارا شکار
تو حامی ہوا اپنے فرزند کا
بصد رنج و اندوہ و غم ناگزیر
گل گلشن حسن گلنار نام
گئی وقت شب پیش مرد جوان
بہت احتراز اس جوان نے کیا
ہوا اُس سے ہمخواب انجام کار
لگی کہنے اکدن کہ اے نامجو
ہوا دیکھکر شاد وہ نامدار
سحر اردوان نے سنی جب خبر
شتابندہ ہو مثل باد سحر
نمایاں ہوئے غیب سے مرد دو
یہ سُنکر ہوئے جلد وانسے روان
کہ ٹھہرے تھے یان وہ سوار آنکر
فرود آئے ناچار اُس چشمہ پر
ہوا اُردوان سخت اندوہگین
شہنشاہ عالم ہوا کر و فر
سپہدار بہمن تھا پور کلان
سپہدار اصطخر کو ناگہان
جوانمرد کا نام ہے اردشیر
تو لا شہر خدمت بجا ہر سحر
کہ اس نام کا اک دلاور جوان
خدا نے دیا اُسکو فیروز بخت
سرا مین اقامت گزین تھا جوان
منادی جو القصہ پہونچا وہان
جوانمرد کو اپنے گھر لے گیا
وہ بولے دل و جان سے حاضر ہین ہم

تو شاداں ہوا دیکھکر اردوان
وہ جاتا تھا ساتھ اُنکے بہر شکار
خیانت لگا کرنے وہ آشکار
ہوا اُس جوان پر نہایت خفا
طویلے مین رہنے لگا اردشیر
حوالے تھا اُسکے خزانہ تمام
کیا ماجرا عشق کا سب بیان
ولے باز آئی نہ وہ دلربا
بر آئی مراد دل بیقرار
تجھے یانسے لیکر گریزندہ ہو
وہ اسپ صبا گام پر ہو سوار
ہوا دلمین اندوہگین بیشتر
گریزندہ پہونچے تھے اک چشمہ پر
یہ بولے توقف یہان تم کرو
گئے سوئے اصطخر یار دوان
روان اس مکان سے ہوئے بیشتر
باندوہ و غم راتکی وان بسر
یہ اختر شناسون سے پوچھا وہین
تجھے ہاتھ سے اُسکے پہونچے ضرر
گیا سوئے اصطخر اُسکو روان
ہوئی خواب مین یہ بشارت وہان
سزاوار دیہیم و زرین سپر
بہت اُسکی تعظیم و تکریم کر
غریبانہ آیا ہے ری سے یہان
نصیب اُسکی ایرانکا ہے تاج و تخت
بتایا تھا ہر ایک نے نام نشان
بتایا ہر اک نے نشان جوان
بہت عز و اکرام اُسکا کیا
کرین اسکی فرمانبری یک قلم

رکھا اُسکو ممتاز مثل پسر
شکار ایک مارا جوان نے وہان
غرض بحث باہم ہوئی بیشتر
کیا سیر آخور اسپان اُسے
پرستار رکھتا تھا اک اُردوان
نظر اُسکو آیا کہین اردشیر
بصد شوق وہ رشک حور و پری
سخنہائے مکر و فریب اسقدر
وہ گلنار اسطرح سے چند شب
یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر
وہان سے وہ دونون گریزان ہوئے
کئی پہلوانان جنگی جوان
یہ جا ہین تھے یان اب فرود آرہے
سوئے شہر اصطخر اب جاؤ تم
سر چشمہ جب اُردوان آکے سوار
ہوئے تھے جو درماندہ وہ پہلوان
گئے صبحدم پھر سوار دوان
کہ ہین کسطرح طالع اردشیر
کرے منقطع یہ تری نسل کو
کہ ہونے نہ پاوے قوی اردشیر
ہوا وارد اک مرد فرخ نہاد
کرے ملک ایران مین فرماندہی
ہوا خواب سے صبح بیدار جب
خبر اُسکی پہونچاؤ ہم کو شتاب
کرین اُسکی توقیر و تعظیم ہم
وہان جسقدر تھے صغیر و کبیر
خبر یہ کہی جاکے حاکم سے جب
بزرگان اصطخر کو کر طلب
غرض اردشیر جوان سے کہا

لگا کرنے الطاف شام و سحر
تو بس وہین پور شہ اردوان
کہین اردوان نے یہ پائی خبر
کیا سخت بیقدر و حیران اُسے
بہت نازنین و دلیر و جوان
ہوئی دام الفت مین اُسکی اسیر
ہوئی اس سے خواہان ہمبستری
وہ لائی زبان پر کہ وہ نامور
حضور اُسکے آئی بعیش و طرب
خزانے سے لائی وہ رشک قمر
غرض مثل صرصر شتابان ہوئے
نکیے اُنکے دنبال وہین اردوان
ذرا دوپہر مین ٹھہر جائیے
وہان آپ کو جلد پہونچاؤ تم
گئے تب تو اُنکو ہوا آشکار
نہ طاقت تھی اُنکو کہ ہووین دوان
کیا جا کے احوال یکسر بیان
وہ بولے کہ شاہا یہ مرد دلیر
ہوا سُنکے غمگین بہت نامجو
شتاب اُسکو لے آؤ کرکے اسیر
دلیر و جوانمرد دارا نژاد
نصیب اُسکی ہے تخت و تاج شہی
منادی یہ کی شہر مین اُسنے تب
کہ اُترا کہان ہے وہ عالیجناب
بطاعت گزین خلق ہو یکقلم
ہوئے تھے تمام اُسکے فرمان پذیر
وہ آیا حضور اُسکے باصد طرب
کہا یون کہ طاعت کرو اُسکی سب
کہ جا کر ہین تو ہے فرمانروا

جدھر جاہے عازم ہوا بادشاہ بپے جانفشانی ہی حاضر سپاہ
تو ہو وارث ملک و تاج و سریر بہت اُنسے شادان ہوا اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطخر پارس

ہوئے جب رضامند سب مرد و مان کہ ہو بادشہ اردشیر جوان
مہیا کیا ایک زرین سریر کہ اُس پر ہوا جلوہ گر اردشیر
رکھا سر پہ دیہیم گوہر نگار کمر بستہ حاضر تھے سب نامدار
ہوا خطبہ و سکۂ شہ روان یہ ٹھہرا وہان مشورہ بعد ازان
سوے ملک ری کھینچیے اب سپاہ وہان بھیجیے اردوان کو تباہ
شہ اردوان کو جو پہونچے شکست تو فرمانروایان ہر جا ہوں پست
نہ لائے کوئی پھر ذرا تاب جنگ تصرف ہو سب ملک میں بیدرنگ
پھر اتنے مین پہونچی یہ اُسکو خبر کہ بہمن شہ اردوان کا پسر
ادھر لیکے آتا ہی فوج گران ارادہ ہی فاسد اُسے بیگمان
یہ سنکر وہین لیکے جنگی سپاہ روان سوے بہمن ہوا بادشاہ
ادھر سے تباک ایک گرد دلیر سپہ لیکے آیا سوے اردشیر
اُسے عہدنامہ دیا شاہ کا ادھر دلسے وہ پہلوان ملگیا
صف آرا ہوئی جب سپہ ہر دو سو نہ کوئی ہوا شاہ سے زرمجو
دلاور تباک اور نکیسر سپاہ ہوئی شامل لشکر بادشاہ
یہ بہمن کو جسوقت پہونچی خبر تو غمگین ہوا بہمن نامور
لکھا اردوان کو یہ احوال سب کیا پہر امداد لشکر طلب
شتابان ہوا پھر پئے کارزار سوے لشکر شاہ عالی تبار
تباک دلاور بفرمان شاہ مقابل ہوا اُسکے لیکر سپاہ
ہوئی گرم کین جبکہ فوج تباک ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک
خدنگ ایک ناگاہ آکر لگا کہ بہمن کو میدان مین زخمی کیا
پھر اُسکی سپہ اور سران سپاہ ہوئے جا کر شاہ گیتی پناہ
انھیں شہ نے مرہون احسان کیا زر و سیم و گنج و جواہر دیا
جہاندار عازم ہوا بعد ازان سوے شہر رے با سپاہ گران
شہ اردوان جمع کرکے سپاہ ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ
جوانان جنگی ز مردان مرد رہے تا چہل روز گرم نبرد
لگی چلنے پھر باد صرصر وہان بسوے رخ لشکر اردوان
ہوا یار بخت شہ ارجمند غرض جنگجویان فیروزمند
ہوئے حملہ آور سواران وان کیے قتل گردان جنگ آوران
سپہ اردوان کی گریزان ہوئی خراب و تباہ و پریشان ہوئی
شہ اُردوان زندہ آیا اسیر نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر
ولیکن بہ حکم شہ کامگار ہوا کشتۂ تیغ زہرآب دار
پسر چار اُسکے کہ تھے نامجو سپہدار و جنگ آور و کینہ جو
ہوئے دو گرفتار اور دو جوان گریزان ہوئے سوے ہندوستان
مظفر ہوا خسرو ذوالکرام مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

جہان مین نصیب شہ اردشیر چہل سال تھا تاج و زرین سریر
ہوا ملک ایران کا پھر تاجور سپہدار شاپور اُس کا پسر
رہا سی و دو سال فرمانروا سپاہ و رعیت کو راضی رکھا
شہ اورمز نوجوان بعد ازان ہوا رونق افزاے تخت کیان
پسر تھا وہ سلطان شاپور کا کہ یکسال و نہ ماہ حاکم رہا
پھر اُسکا پسر تھا جو بہرام شاہ رہا حکمران تا سہ سال و دو ماہ
پسر شاہ بہرام کا بعد ازان ہوا مالک تخت با فر و شان
و لے نام اُسکا بھی بہرام تھا رہا نوزدہ سال فرمان روا
ازان بعد بہرام فرخ جوان کہ تھا یعنی وہ ابن بہرامیان
باقبال و دولت ہوا بادشاہ و لے سلطنت اُسنے کی چار ماہ
ہوا بعد ازان نرسی اُسکا پسر خداوند اورنگ با کر و فر
نصیب اُسکے نہ سال فرماندہی برتروے اقبال و دولت رہی
پھر اُسکا پسر اور مرد دلیر ہوا مالک ملک و تاج و سریر
یہ نہ سال حاکم رہا بعد ازان جہاندار شاپور خورشید شان

ازان بعد شاپور اورمز نام / جہان جسکے انصاف سے شاد کام
سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال / رہا زیب اورنگ ہفتاد سال

پھر اک بھائی سلطان شاپور کا / شہ اردشیر نکوکار تھا
ہوا زینت افزاے تخت شہی / رکھا سر پہ دہ سال تاج مہی

پسر شاہ شاپور کا بعد ازان / کہ شاپور تھا نام مرد جوان
ہوا مالک افسر و ملک و مال / نصیب اسکے شاہی رہی پنجسال

ہوا پور شاپور پھر بادشاہ / جہاندار بہرام با عز و جاہ
جہانبین جہاندار فرخندہ بخت / رہا چاردہ سال با تاج و تخت

پھر اسکا پسر یزدگرد جوان / ہوا مسند آرا بصد فر و شان
سر پر خلافت بجاہ و جلال / میسر رہا اسکو بست و دو سال

ہوا بادشہ پھر جو بہرام گور / خداوند نعمت خداوند زور
رہا شصت و سہ سال فرمانروا / رکھا کام عدل و کرم سے صدا

پھر اسکا پسر یزدگرد جوان / اٹھارہ برس تک رہا حکمران
ہوا بعد ازان جانشین پدر / دلیر و جوان ہرمز نامور

دو سال اسنے کی سلطنت بعد ازان / برادر رہا شاہ کا حکمران
سپہدار سلطان فیروز نام / جوانمرد فرخندہ خو ذوالکرام

رہا یازدہ سال وہ حکمران / ہوا بادشہ پھر بلاش جوان
نصیب اسکے تھی سلطنت چار سال / قباد جوان پھر بجاہ و جلال

ہوا مسند آرائے شاہنشہی / چہل سال کی اسنے فرماندہی
ازان بعد کسرے شہ دادگر / سر تخت بیٹھا بجاے پدر

بصد عشرت و عیش و جاہ و جلال / رہا مسند آرا چل و ہشت سال
ازان بعد نوشیروان کا پسر / سپہدار ہرمزد والا گہر

ہوا ملک ایران کا بادشاہ / ولیکن رہا حکمران چند ماہ
پھر اسکا پسر خسرو ذوالکرام / جہاندار پرویز خسرو بنام

ہوا جلوہ فرمائے تخت شہی / سی و ہشت سال اسکی خسروی
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر / سپہدار شیرویہ آسا پسر

دے شاہ شیرویہ کو ہفت ماہ / میسر رہا تاج و تخت و کلاہ
ہوا بادشہ آخرش اردشیر / رہا تخت پر چھ مہینے دلیر

گزارنجہ اختر و ظلم سوز / رہا حکمران تا بہ پنجاہ روز
ہوا بعد سلطان پوران دخت / و شش مہ رہی زیب دیہیم و تخت

سپس دخت آزرم تا چار ماہ / میسر رہا تاج و تخت و کلاہ
ازان بعد فرزند نوشیروان / شہزادہ فرخ خجستہ جوان

ہوا مسند آرائے فرماندہی / نصیب اسکے یکماہ شاہی رہی
ہوا مالک مملکت بعد ازان / شہ نامور یزدگرد جوان

یہ پرویز خسرو کا فرزند تھا / جہاندار سلطان کشور کشا
غرض یزدگرد خجستہ خصال / رہا دہر مین حکمران بست سال

کیا مین نے ختم سخن اب یہان / کہ بس لکھ چکے نام ساسانیان
جو شمشیر خانی مین تسطیر تھا / سودہ بے کم و کاست مین نے لکھا

خاتمہ کتاب

سپاس خدائے جہان آفرین / برآرندۂ آسمان و زمین

کہ نخل تمنا ہوا بار ور / ہوا گلشن آرزو تازہ تر
ہوئی مشکل آسان ہوا شاد دل / ہوا بند محنت سے آزاد دل

مراد دل منشی مستمند / برآئی بزیر سپہر بلند
ہوا گوہر کامرانی نصیب / ہوئی بہجت و شادمانی نصیب

غرض نظم دلکش نے پایا نظام / بخوبی ہوا شاہنامہ تمام
نہین ہے کسی کو ثبات و قرار / یہ نامہ جہان مین رہے یادگار

الٰہی شہنشاہ والا گہر / کہ یہ نامہ جسکے ہوا نام پر
خرد پرور و قدردان سخن / شہ نامور بادشاہ زمن

سر تاجداران گردن فراز / جہاندار عادل رعیت نواز
ابو نصر اکبر خدیو زمان / جہان مین رہے جبتلک ہے جہان

خاتمة الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ این زمان میمنت توامان مین کارنامہ رستم و اسفندیار تاریخ سلاطین ایران و توران یعنی ترجمہ شمشیر خانی نسخۂ دلجو اعنی
شاہنامہ اردو بہ تصحیح تام و اہتمام مالاکلام مطبع نولکشور لکھنؤ مین بہ علو ہمتی جناب منشی بشن نراین صاحب
مالک مطبع موصوف و باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بار دوازدہم بماہ فروری ۱۹۲۶ع طبع ہوا

نام کتاب	قیمت
شرح یوسف زلیخا جامی۔	۱۴/
مثنوی دفتر سحر - از مرزا محمد عباس صاحب ہوش لکھنوی۔	۹/
مثنوی مخزن تدابیر - بیان آئین ملکداری	۱۰/
مثنوی لالہ رخ - یعنی جذبات نادر کاغذ گندہ	۱۲/
ایضاً - کاغذ رسمی۔	۱۰/
الف لیلہ منظوم - از منشی طوطا رام شایان	
جلد اول۔	عہ/
جلد دوم۔	۱۰/
جلد سوم۔	۸/
جلد چہارم۔	عہ/
سنگاسن بتیسی منظوم۔	۵/
گلزار ابراہیم۔	۳/
چشمہ شیرین۔	۱/
پدماوت - اردو شعر بہ شعر از ملک محمد جائسی ملا قاسم۔	عہر
پدماوت - عبرت و عشرت۔	۴/
قصہ حاتم طائی منظوم۔	۰۸/
آہ وحشی - یعنی ہنس جواہر کا عمدہ ترجمہ از مولوی محمد احسن صاحب وحشی مرحوم۔	۸/
ایجاد رنگین - ہندوستان کے مشہور شاعر رنگین دہلوی کا کلام۔	۱/
قصہ سور جیور - ایک مقبول اور مشہور قصہ۔	۰۳/
شیرین خسرو با تصویر	۳/
لیلے مجنون - از میر تقی ہوس	۲/
بہار دانش منظوم اردو کی ایک مشہور درسی کتاب ہے۔	۰۳/

نام کتاب	قیمت
طلسم شایان - ترجمہ داستان امیر حمزہ۔	۱۴/
قصہ شکنتلا - معروف بہ رشک گلزار۔	۸/
قصص نثر اردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - چونکہ اس کتاب کے آیندہ متعدد حصے لکھے گئے لہذا اس کے ساتھ ہی ذیل مین اُن سب کو بھی درج کیا جاتا ہے یہ داستان بجائے خود مکمل ہے۔	عہر
نوشیروان نامہ حصہ اول - مترجمہ شیخ تصدق حسین صاحب۔	۸/
نوشیروان نامہ حصہ دوم۔	۸/
ہرمز نامہ - یہ نوشیروان نامہ کی دوسری جلد سے متعلق ہے - اس مین بھی رزم و بزم عاشقی و معشوقی کی وہ وہ عجیب و غریب داستانین ہین جو دلاویزی مین اپنی آپ نظیر ہین۔	صہ
ہومان نامہ - متعلقہ بہ نوشیروان نامہ حصہ دوم از منشی احمد حسین صاحب قمر داستان گو۔	۸/
کوچک باختر - عیارون کی بے مثل عیاریان و عجائب و غرائب کا بیان۔	۸/
بالا باختر - از شیخ تصدق حسین صاحب۔	۸/
ایرج نامہ جلد اول۔	۸/
ایرج نامہ جلد دوم - ملک زبرجد کے عجائبات کا بیان۔	۴/
طلسم ہوشربا - یہ دفتر داستان امیر حمزہ مین نہایت مشہور ہے جس کی سات جلدین ہین	
جلد اول۔	ہے/

نام کتاب	قیمت
طلسم ہوشربا جلد دوم -	سے/
جلد سوم -	سے/
جلد چہارم -	للعہ/
طلسم ہوشربا جلد پنجم - منقسم بر دو حصہ حصۂ اول -	سے/
طلسم ہوشربا جلد پنجم حصہ دوم -	سے/
ایضاً جلد ششم	للعہ/ ۸/
ایضاً جلد ہفتم -	للعہ/
تورجنامہ - منقسم بر دو جلد - جلد اول	سے/ ۸/
ایضاً جلد دوم	سے/
لعل نامہ دو جلد - جلد اول	سے/ ۸/
ایضاً جلد دوم	للعہ/
بقیہ طلسم ہوشربا - دو جلد - جلد اول جلد دوم	۸/عہ و سے/
دفتر آفتاب شجاعت جلد اول	صہ/ ۸/
ایضاً جلد دوم -	سے/
ایضاً جلد سوم	سے/
ایضاً جلد چہارم -	للعہ/
جلد پنجم - منقسم بر دو حصہ - حصہ اول -	صہ/ ۸/
ایضاً حصۂ دوم	صہ/ ۸/
گلستان باختر - منقسم بر دو حصہ حصۂ اول	سے/ ۴/
ایضاً حصۂ دوم -	سے/ ۴/
گلستان باختر جلد سوم	للعہ/
طلسم فتنۂ نور افشان منقسم بر سہ جلد جلد اول	للعہ/
ایضاً جلد دوم	للعہ/ ۸/
ایضاً جلد سوم	صہ/

نام کتاب	قیمت
طلسم ہفت پیکر - منقسم بر سہ جلد - جلد اول -	عہ/ ۸/
ایضاً جلد دوم -	عہ/ ۱۲/
ایضاً جلد سوم -	للعہ/
طلسم نوخیز جمشیدی - منقسم بر سہ جلد جلد اول	عہ/ ۸/
ایضاً جلد دوم	عہ/ ۸/
ایضاً جلد سوم -	سے/
طلسم خیال سکندری جلد اول	عہ/ ۱۲/
ایضاً جلد دوم -	عہ/ ۱۲/
ایضاً جلد سوم -	سے/
طلسم زعفران زار سلیمانی - متعلق بہ سلسلۂ طلسم نوخیز جمشیدی منقسم بر دو جلد جلد اول	عہ/ ۱۲/
جلد دوم - زعفران زار سلیمانی	عہ/ ۸/
طلسم حیرت - اسم بامسمیٰ ہے نہایت ہی حیرت انگیز قصہ	۶/
طلسم فصاحت - از سید محمد حسین صاحب جاہ	۱۲/
طلسم نارنج - نہایت دلچسپ داستان ہے	۱۲/
ترجمہ اردو رابن سن کروسو -	۱۱/
فسانۂ عجائب جلی قلم - کاغذ سفید مشہور و معروف کتاب ہے -	۱۱/
ایضاً - کاغذ حنائی گندہ	۱۰/
الف لیلہ - باتصویر کامل -	صہ/ ۸/
ایضاً - حنائی -	عہ/ ۶/
فسانۂ عجائب متوسط قلم	۸/
ایضاً - بلاتصویر	۰۴/

المشتہر
منیجر نولکشور پریس صیغۂ بکڈپو لکھنؤ